سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2004

جمعرات 24، جمعۃ المبارک 25، پیر 28، منگل 29، بدھ 30 - جون 2004

(یوم الخمیس 5، یوم الجمع 6، یوم الاثنین 9، یوم الثلثاء 10، یوم الاربعاء 11- جمادی الاوّل 1425ھ)

چودھویں اسمبلی : سولھواں اجلاس

جلد 16 ، (حصہ دوم) شمارہ جات 7 تا 11

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

سولہواں اجلاس

جمعرات، 24۔جون 2004

جلد 16، شمارہ 7

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
1۔	ایجنڈا	807
2۔	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	809
	پوائنٹ آف آرڈر	
3۔	رولز آف پروسیجرز پر تشکیل کردہ کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کی تجویز	810
	تحاریک التوائے کار	
4۔	زیر التوا تحاریک التوائے کار پر وزیر کالونیز کا موقف	813
5۔	فیصل آباد میں سرکاری کمرشل املاک پر قبضہ گروپ کا ناجائز قبضہ(۔۔۔جاری)	818
6۔	لاہور میں پانی کے نرخوں میں 40 فیصد اضافہ(۔۔۔جاری)	820
	سرکاری کارروائی	
7۔	سالانہ میزانیہ بابت سال 05-2004 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری	831

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

جمعۃ المبارک' 25-جون 2004

جلد 16، شمارہ 8

8۔ ایجنڈا ---------- 909

9۔ تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 911

تحاریک استحقاق

10۔ سیکرٹری مواصلات وتعمیرات کی جانب سے وزیراعلیٰ کے جاری کردہ ڈائریکٹو کے بارے میں تضحیک آمیز ریمارکس ---------- 912

11۔ بہاولپور ائیر پورٹ پر انتظامیہ کی عوامی نمائندگان سے بدسلوکی (---جاری) ---------- 913

تحاریک التوائے کار

12۔ صنعتی اداروں کے زہریلے پانی کے اخراج سے لاہور میں مضر صحت پینے کے پانی کی فراہمی ---------- 915

13۔ ڈسٹرکٹ آفس ہیلتھ فیصل آباد کے بعنوان افسران کے خلاف کارروائی ---------- 918

14۔ صوبے کے ہسپتالوں میں Dialysis مشینوں کی خراب حالت ---------- 920

15۔ بریل پرنٹنگ پریس کی بہاولپور سے لاہور منتقلی ---------- 923

16۔ محکمہ آبپاشی کے ریسٹ ہاؤسز محکمے کی عدم توجہی کا شکار ---------- 924

رپورٹیں (توسیع)

17۔ مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 930

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

18۔ مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 932

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
	رپورٹ(توسیع)	
19۔	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	934
20۔	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	935
	سرکاری کارروائی	
21۔	سالانہ میزانیہ بابت سال 2004-05 کے مطالبات زر پر بحث و رائے شماری	936
	پوائنٹ آف آرڈر	
22۔	احتجاجی جلوس میں شریک خواتین پر لاٹھی چارج اور گرفتاریاں	1026
23۔	سالانہ میزانیہ بابت سال 2004-05 کے مطالبات زر پر بحث و رائے شماری(۔۔۔جاری)	1029

پیر، 28۔جون 2004

جلد 16، شمارہ 9

24۔	ایجنڈا	1035
25۔	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1037
	تعزیت	
26۔	پیر بنیامین رضوی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی سابق اراکین اسمبلی کے لئے دعائے مغفرت	1038
27۔	پیر بنیامین رضوی سابق رکن اسمبلی کے بہیمانہ قتل پر معزز ارکان اسمبلی کے تاثرات	1038
	تحاریک استحقاق	
28۔	بہاولپور ایئر پورٹ پر انتظامیہ کی خواتین نمائندگان سے بدسلوکی(۔۔۔جاری)	1055

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

رپورٹیں(توسیع)

29۔ مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹیں
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 1056

30۔ مجلس قائمہ برائے کھیر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 1057

31۔ مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز' کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی
رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 1058

32۔ مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 1059

33۔ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 1060

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)

34۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2004 ---------- 1061

35۔ منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ
بابت سال 05-2004(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا) ---------- 1069

منگل' 29۔جون 2004

جلد 16 ، شمارہ 10

36۔ ایجنڈا ---------- 1071

37۔ تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1073

پوائنٹ آف آرڈر

38۔ ڈی۔پی۔او گجرات کے رویے سے وکلاء میں بے چینی ---------- 1074

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
	تحریک استحقاق	
39-	پولیس کا ایم پی اے کی رہائش گاہ پر بلاوجہ چھاپہ	1082
	رپورٹیں (توسیع)	
40-	مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1086
41-	مجلس قائمہ برائے مال بحالی و اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1087
42-	مجلس قائمہ برائے اطلاعات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1088
	سرکاری کارروائی	
43-	ضمنی میزانیہ بابت سال 04-2003 پر عام بحث	1089
	بدھ، 30-جون 2004	
	جلد 16، شمارہ 11	
44-	ایجنڈا	1193
45-	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1195
	پوائنٹ آف آرڈر	
46-	اسمبلی کے اجلاس کا بروقت انعقاد اور سپیکر ہاؤس کو گرا کر پلازہ بنانے کی اخباری خبر	1196
47-	اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	1197
	تحاریک التوائے کار	
48-	پنجاب انسٹیٹیوٹ آف سوشل سکیورٹی کے ادارے کی پرائیویٹ ہیلتھ کمپنی میں منتقلی (---جاری)	1200

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
49۔	ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفس، فیصل آباد میں بدانتظامی اور کروڑوں روپے کی کرپشن(---جاری)	1208
	سرکاری کارروائی	
50۔	ضمنی میزانیہ بابت سال 2003-04 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری	1219
	قواعد کی معطلی کی تحریک	
51۔	چودھری شجاعت حسین کو وزیراعظم پاکستان منتخب ہونے پر مبارکباد کی قرارداد پیش کرنے کے لئے قاعدہ 234 کے تحت قواعد 32 اور 115 کی معطلی	1283
	قرارداد	
52۔	ایوان کی طرف سے چودھری شجاعت حسین کو وزیراعظم پاکستان منتخب ہونے پر مبارکباد کا پیش کیا جانا	1299
	رپورٹیں(توسیع)	
53۔	مجلس قائمہ برائے سوشل ویلفیئر، وومن ڈویلپمنٹ و بیت المال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1302
54۔	مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1303
55۔	ضمنی اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 2003-04 (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	1303
56۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	1304
57۔	انڈکس	

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 24-جون 2004

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ بابت سال 2004-05 کے مطالبات زر

پر بحث اور رائے شماری

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس)

جمعرات 24- جون 2004

(یوم الخمیس 5 جمادی الاوّل 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 48 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِیْنَ
صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

سورہ العنکبوت آیات 56 تا 60

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو○ ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے○ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو ہم بہشت کے اُونچے اُونچے محلوں میں جگہ دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب بدلہ ہے○ جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں○ اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے خدا ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے○

وما علینا الا البلاغ○

جناب سپیکر. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو. پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر. جی' فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

رولز آف پروسیجر پر تشکیل کردہ کمیٹی کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کی تجویز

جناب ارشد محمود بگو. جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب نے رولز آف پروسیجر پر اس ایوان میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور جناب ڈپٹی سپیکر کو اس کمیٹی کا چیئرمین بنایا تھا۔ اس کے لئے آپ نے ایک مہینہ مدت مقرر کی تھی۔ اس کی دو میٹنگز تو ہوئیں اس کے بعد میٹنگ اس لئے نہ ہو سکی کہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کے بھائی فوت ہو گئے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس کمیٹی کا وقت extend کر دیا جائے کیونکہ اس میں amendments موجود تھیں اور روزانہ ہمیں یہاں پر پروسیجر کے حوالے سے مسئلہ درپیش آتا ہے۔ اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ اس کمیٹی کا ایک تو وقت بڑھا دیا جائے اور اس کمیٹی کو کہا جائے کہ وہ اپنی ساری تجاویز یا amendments کے متعلق جو کچھ اپوزیشن کی طرف سے اور گورنمنٹ کی طرف سے ہیں ان کو جلد از جلد ایوان میں پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر. کیا آپ اس کمیٹی کے ممبر ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو. جی' جناب! میں اس کا ممبر ہوں۔

جناب سپیکر. میٹنگ کا وقت تو تین ماہ کا دیا ہوا ہے۔ اس لئے ابھی آپ کے پاس وقت ہے ابھی تک وہ وقت expire نہیں ہوا۔

جناب ارشد محمود بگو. جناب سپیکر! میرا خیال یہ تھا کہ شاید ایک ماہ دیا تھا لیکن اگر تین ماہ ہیں تو کمیٹی کو پابند کیا جائے کہ وہ تین ماہ کے اندر اندر اپنی میٹنگز کر کے اسے ایوان میں پیش

کرے۔

جناب سپیکر، جی، میں ڈپٹی سپیکر صاحب سے بات کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وہ کمیٹی فروری میں قائم ہوئی تھی اور میرے خیال میں اس کا وقت expire ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، دیکھ لیتے ہیں اگر extend کرنا پڑا تو کر دیں گے۔ کیونکہ سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ اس کا وقت تین ماہ کے لئے دیا گیا تھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میں نے گزارش یہ کرنی ہے کہ تقریباً ساری صوبائی اسمبلیوں سے اور مرکزی اسمبلی سے اپنے صحافی بھائیوں کے لئے ویج بورڈ اور ان کے مسائل کے حوالے سے قراردادیں پاس ہوئی ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ پچھلے دو تین روز سے مختلف بڑے بڑے شہروں میں مطالبات کے حوالے سے مظاہرے ہو رہے ہیں۔ ان کے مطالبات بالکل جائز ہیں۔ ہمارا رویہ اچھا نہیں ہے کہ جب ایک جائز بات ہمارے سامنے آ جاتی ہے تو ہم اس کو بروقت sort out نہیں کرتے۔ ہم اس کو pending کرتے رہتے ہیں، کرتے رہتے ہیں پھر یہ ہوتا کہ جو متاثر طبقہ ہوتا ہے وہ سڑکوں پر آ جاتا ہے فساد برپا ہوتا ہے، لاٹھی چارج ہوتا ہے، آنسو گیس چلائی جاتی ہے میں گزارش کروں گا کہ time مقرر کر کے اس معاملے کو کسی طرف لگائیں تاکہ ان کے مسائل حل ہو جائیں۔

جناب سپیکر، آپ اس معاملے میں وزیر قانون سے بات کر لیں اور ان کے چیمبر میں تشریف لے جائیں۔

راجا ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! ضلع چکوال میں کلر کہار سے جب چوا سیدن شاہ جائیں تو درمیان میں

موضع خیر پور ہے۔ اس موضع میں جناب میاں منشاء صاحب نے پرائیویٹ سیمنٹ فیکٹری کے لئے دو ہزار کنال جگہ acquire کی ہے۔ پرائیویٹ سیمنٹ فیکٹری کے لئے جگہ acquire نہیں ہوسکتی لیکن انہوں نے وہ جگہ acquire کی ہے اس میں خیر پور گاؤں بھی آتا ہے۔ کل لوگوں نے وہ سڑک تقریباً چھ گھنٹے بلاک رکھی ہے۔ چکوال میں اس وقت اس مسئلے کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں اور احتجاج کر رہے ہیں اس سڑک کو بلاک کیا جا رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ میاں منشاء صاحب نے جو کہ ایک پرائیویٹ فیکٹری لگا رہے ہیں۔ ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ پرائیویٹ فیکٹری کے لئے جگہ acquire کریں۔ میرا پوائنٹ یہ ہے کہ کوئی جگہ صرف گورنمنٹ کے کسی مقصد کے لئے acquire ہوسکتی ہے پرائیویٹ ادارے کے لئے جگہ acquire نہیں ہوسکتی۔ اگر آپ کہیں تو میں بھی لاء منسٹر کو چیمبر میں مل لوں۔

جناب سپیکر. آپ بھی مل لیں۔

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! میں نے نہیں ملنا۔ آپ مہربانی کر کے اس پر ایک کمیٹی بنائیں اور اس مسئلے کو فوری طور پر حل کرائیں۔ یہاں پر چکوال سے ممبران اسمبلی ہیں مگر وہ بے چارے تو گونگے ہیں۔ وہ بات نہیں کر سکتے۔ یہ سارے کے سارے ایک ناشتے کی مار ہیں۔ آپ دیکھیں کہ آج ناشتہ تھا۔ ساروں کی حاضری پوری ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر. آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں وہاں پر بات کر لیں گے۔ آج کے ایجنڈے میں کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق آج کے لئے پینڈنگ ہوئی تھی۔

جناب سپیکر. نہیں، وہ 25 تاریخ کے لئے پینڈنگ ہوئی تھی۔ تحریک التوائے کار نمبر 223/04 منجانب رانا ثناء اللہ خان، 224 منجانب رائے اعجاز احمد، 226/A منجانب ارشد محمود بگو، 383 منجانب شیخ اعجاز احمد اور آؤٹ آف ٹرن تحریک جناب رانا آفتاب احمد خان کی تھی۔ گزشتہ اجلاس کے دوران

یہ پیش ہوئی تھیں۔ ان کے لئے مناظر علی رانجھا وزیر کالونیز نے ممبرز کے ساتھ میٹنگ کے بعد جواب کے لئے وقت مانگا تھا۔ دوبارہ اُس اجلاس میں یہ زیر غور آئیں تھیں وزیر کالونی کے بیان پر یہ تحاریک آج کے لئے pending ہوئی تھیں۔ وزیر کالونیز سے درخواست ہے کہ ان تحاریک کے بارے میں اپنا موقف بیان کریں۔

زیر التوا تحاریک التوائے کار پر وزیر کالونیز کا موٴقف

وزیر کالونیز، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ آپ کے حکم کے مطابق میں نے متعلقہ mover اور متعلقہ اضلاع سے E.D.O.Rs اور D.O.Rs کو بلا کر میٹنگ کروائی تھی۔ اس میٹنگ میں وہ تمام مسائل جو کہ تحاریک التوائے کار میں put ہوئے تھے پر discussion ہوئی تھی اور اس میں ایک ایک mover کی رضامندی اور خوشی کے مطابق وہ تمام معاملات قانون اور ضابطے کے مطابق حل ہو گئے تھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی بہت جلد رپورٹ آپ تک پہنچا دیں گے۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے بالکل بجا فرمایا ہے مگر اس میں وزیر صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ ایک قدم چلیں گے تو ہم تین قدم چلیں گے۔ میری جو offer تھی وہ میں نے ٹی۔ سی۔ ایس کے ذریعے بھیج دی ہے۔ مجھے یہ بتا دیں کہ اسے process کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! انہوں نے ایک زمین کے بارے میں فرمایا تھا کہ ہم اس کی زیادہ پیش کش کرتے ہیں تو میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ آپ آجائیں بیٹھ جائیں۔ دفتر میں بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں اور اس کا حل نکال لیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! بات یہ ہوئی تھی کہ انہوں نے اس میٹنگ میں بڑی positive approach دی تھی کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ آپ نے 5 لاکھ روپے مرلہ دی ہے تو میں اس کی 10 لاکھ روپے فی مرلہ written offer کرتا ہوں۔ انہوں

نے کہا کہ آپ اپنی proposal ہمیں دے دیں کہ whatever the offer? تو اس پر ہم آپ کو بتا دیں گے۔ اب میری درخواست ہے کہ اگر یہ اسے process کریں تو I am ready to furnish the bank guarantee.

جناب سپیکر، جی' وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ایک پیشکش کی تھی تو میں یہاں اس کی بات نہیں کرنا چاہتا کہ انہوں نے 15 لاکھ روپے فی مرلہ کی بات کی تھی جبکہ انہوں نے ایک سادہ درخواست move کی ہے جس پر 10 لاکھ روپے کی پیشکش ہے تو دفتر کی طرف سے انہیں جواب مل جائے گا۔ اس کے مطابق ہم ان سے بات کر لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ میری Adjournment Motion پڑھ لیں' میں نے 10 لاکھ روپے کی آفر کی تھی اور میں کہتا ہوں کہ 20 لاکھ روپے کی بھی ہو سکتی ہے تو آپ اس کی open auction کر دیں۔ اگر 10 لاکھ سے کم ہو تو میں 10 لاکھ تک اس کی penalty pay کروں گا اور اگر اس سے زیادہ ہو تو Govt. will be in benefit کیونکہ sale by private treaty بند کرے جیسے راجا ریاض صاحب نے کہا۔ land acquisition میں یہ کہیں نہیں آتا کہ آپ پرائیویٹ لوگوں کو دیں۔ جس طریقے سے یہ لینڈ مافیا اسے دے رہا ہے تو ہم اس گورنمنٹ کی support کر رہے ہیں کہ for the resource mobilization کہ How to generate the resources? اب فنانس منسٹر صاحب نے بجٹ میں کہا ہے کہ آپ کے پاس resource generate کرنے کے لئے اور کوئی head نہیں ہے تو یہی head ہے کہ آپ state land جو کہ قیمتی زمین ہے اس کی open auction کریں اور اس پر آپ پیسے کمائیں۔ ہم نے آپ کو ایک مثبت راستہ دیا ہے اگر اس پر عمل کریں گے تو

The Government will have sufficient funds to start other projects.

جناب سپیکر، جی' وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں اور رانا صاحب سے دوبارہ گزارش

کروں گا کہ آپ تشریف لے آئیں۔ جس طرح آپ نے کہا قانون اور ضابطے کے مطابق اس پر عمل کریں گے اور اگر اس پر open auction کی ضرورت پڑی تو ہم انشاء اللہ اس پر بھی رضامند ہیں لیکن جو بات ہو وہ قانون اور ضابطے کے مطابق ہو' صرف ایک سادہ درخواست پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ زمین وزیراعلیٰ صاحب کے پاس سمری کی صورت میں گئی تھی اور انہوں نے approve کی تھی تو اب جو بھی بات ہو گی وہ قانون اور ضابطے کے مطابق ہو گی۔ یہ میرے پاس تشریف لے آئیں اور قانون اور ضابطے کے مطابق آگے چلیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! قانون اور ضابطے کے مطابق ہی بات کر رہا ہوں کہ جب معزز وزیر نے اپنے دفتر میں مجھے کہا تھا کہ آپ تحریری آفر بھیجیں تو میں نے وہ written offer بھیج دی ہے۔ اگر یہ اس کا جواب دیں گے تو میں بھی قانون۔۔۔۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! ملنے میں کیا حرج ہے۔ وہ فرما رہے ہیں کہ آپ انہیں مل لیں تو قانون اور ضابطے کے مطابق ہی کارروائی ہو گی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں نے ان کے دفتر میں ملنے کے بعد ہی انہیں یہ آفر دی ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! دوبارہ ملنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے لہٰذا یہ dispose of کر دیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ بڑی important ہے اور اسے pending رکھیں Till the decision on my application.

جناب سپیکر، رانا صاحب! وزیر موصوف نے on the floor of the House یقین دہانی کرا دی ہے تو میرا خیال ہے کہ مزید ضرورت نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! I don't challenge the Speaker's ruling مگر میں آپ کو on oath کہہ رہا ہوں کہ جو میں یہ کہہ رہا ہوں This is for the benefit of the Government of the Punjab. جناب سپیکر! میرا اس میں کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میرا کہنے کا یہ مطلب ہے کہ on the floor of the House وہ یقین دہانی کروا رہے ہیں جو بھی آپ کے خدشات تھے انہوں نے کہا ہے کہ وہ دور کریں گے اور جو کچھ بھی ہو گا وہ قانون اور ضابطے کے مطابق انشاء اللہ ہو گا اور کافی حد تک آپ مطمئن بھی ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ honourable Minister for C&W بتا دیں کہ میری اس offer میں کوئی غلطی ہے؟ یہ وہاں ساتھ رہتے ہیں یہ بتا دیں کہ کیا یہ ٹھیک ہوا ہے؟ آپ کہتے ہیں تو dispose of کر دیں Let the C&W Minister said جو میں نے کہا وہ غلط ہے تو I stand مطلب ہے کہ-----

جناب سپیکر، رانا صاحب! کون کہہ رہا ہے کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں؟

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں رانا صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ وہی قدم اٹھائیں گے جو حکومت پنجاب کے فائدہ میں ہو گا' جو اس کے interest میں ہو گا اور جو پنجاب کے عوام کے مفاد کے متعلق بات کریں گے اور آپ جو بھی ارشاد فرما رہے ہیں تو آپ تشریف لے آئیں' کسی طریقہ سے' کسی ضابطہ سے' کسی قانون کے مطابق ہم انشاء اللہ کام کریں گے۔ یہ جو بھی ارشاد فرما رہے ہیں تو ہم اسے مدنظر رکھتے ہوئے قانون اور ضابطہ پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں گے کہ پنجاب حکومت کے interest کا خیال رکھا جائے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! پہلے بھی یہی منسٹر تھے تو اس وقت سیکشن 230 of the Colony Manual کا انہوں نے violate کیا ہے۔ وہ تو قانون اور ضابطے کے مطابق نہیں ہوا ہے۔ اس پر there is specified law کہ آپ سیکشن 230 of the Colony Manual کے تحت آپ نہیں کر سکتے۔ وزیر اعلیٰ صاحب rules relax کرتے ہیں تو He has to give a specific reason کہ میں نے یہ رولز کیوں relax کئے ہیں for everything تو میرا موقف یہ ہے کہ جو پہلے ہوا وہ بھی بغیر ضابطے کے ہوا ہے تو وہ آدمی آگے بیچ جائے گا تو جیسے ہماری problem ہوتی ہے کہ ایک لینڈ مافیا غلط انتقال کرا لیتا ہے اور آگے بیچ کر چلا جاتا ہے۔ میں نے انتقال غلط کرا لیا ہے' وہ حاجی اعجاز صاحب نے آگے خرید لی ہے وہ آگے انتقال کینسل ہو

جائے تو hardship case ان کا بن جاتا ہے۔ یہ ابھی اس کو واپس لے لیں کیونکہ اگر وہ آگے بیچ کر چلا گیا تو پھر There will be litigation in the Supreme Court. اور وہ سپریم کورٹ تک جائے گا۔ لیکن سر! They can stop it on my application. کم از کم اس کی further sale, transfer نہ ہو تا کہ یہ بیچ سکے۔

جناب سپیکر، جی وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز، سر! اس پر یہ گزارش ہے کہ جو پہلے proceeding ہوئی ہے وہ ساری قانون اور ضابطے کے مطابق ہوئی ہے اس میں نہ تو پالیسی کو relax کیا گیا ہے نہ کسی اور ضابطے کو relax کیا گیا۔ میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ میں ضابطے کی بات کر رہا ہوں اور سری میرے پاس موجود ہے آپ دیکھ لیں کہ وہاں پر کس قانون کو relax کیا گیا ہے؟ میں آپ کو دکھا دیتا ہوں آپ تشریف لے آئیں اور دیکھ لیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک سادہ درخواست move کی ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں اور سارا معزز ایوان بھی جانتا ہے اور سارے دوست بھی جانتے ہیں کہ ایک ایگریمنٹ ہو چکا ہے ہم اس پر عملدرآمد نہیں کروائیں گے تو ہم کوشش کریں گے کہ اس کو stop کر دیں لیکن جب تک یہ کوئی positive چیز نہ لے آئیں کیونکہ ہم ایک سادہ درخواست پر تو نہیں چل سکتے۔ یہ تشریف لے آئیں بات کر لیں گے اور اس کے بعد ہم قانون اور ضابطے کے مطابق کارروائی کریں گے اور پہلے بھی جو کارروائی ہوئی ہے وہ بھی قانون اور ضابطے کے مطابق ہوئی ہے۔ اس میں نہ تو کسی قانون کو نہ کسی ضابطے کو اور نہ کسی پالیسی کو relax کیا گیا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! Section 230 of the Colony Manual پڑھ لیں یہ اس کی violation ہے۔ دوسرا یہ مجھے کہتے ہیں کہ positive لے آئیں تو مجھے یہ سات دن کا جائز دیں میں 10 لاکھ روپے کے حساب سے پیسے بنک میں جمع کراتا ہوں یہ مجھے دے دیں۔ میں آپ کی حکومت کے لئے ایک راستہ بند کر رہا ہوں جو کہ غلط ہو رہا ہے۔ آپ دیکھیں اس پورے بجٹ میں آپ کے پاس۔۔۔۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! انہوں نے on the floor of the House یقین دہانی کروائی ہے---

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! 52 applications under process ہیں' 3 ہو گئی ہیں اور باقی 49 بھی ہو جائیں گی۔ Sir میں آپ کو یہ warn کر رہا ہوں کہ سب سے بڑی کرپشن جو ہو رہی ہے that is through sale by private treaty رانے اعجاز صاحب شیخوپورہ والے یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں ان کا بھی کہنا ہے کہ کروڑوں روپے کی زمین لاکھوں میں چلی گئی ہے۔ اگر آپ نہیں چاہتے ہیں تو مجھے تو نہیں ملنی ہے۔ میں تو ایک offer دے رہا ہوں-----

جناب سپیکر، رانا صاحب! میں تو صرف یہ چاہ رہا ہوں کہ انہوں نے یقین دہانی کروادی ہے اس لئے آپ مزید اس کو press نہ کریں۔ کیونکہ محرک اس کو مزید press نہیں کرتے اس لئے یہ Motions dispose of ہوئیں۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! فیصل آباد کے حوالے سے رانا صاحب کی بات ہوئی تھی تو میری سیالکوٹ کے حوالے سے تھی۔

جناب سپیکر، ابھی فیصل آباد والی motions dispose of ہوئی ہیں' اب سیالکوٹ سے جناب ارشد محمود بگو!

فیصل آباد میں سرکاری کمرشل املاک پر قبضہ گروپ کا ناجائز قبضہ

(---جاری)

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی یہ ہاؤس میں on the floor کہا تھا کہ جناب منسٹر کا Adjournment Motion پر اتنا اچھا ایکشن تھا کہ سیالکوٹ میں اس کے اثرات بھی مرتب ہوئے۔ جو ڈی۔ڈی۔او (آر) یہاں آیا تھا اور ای۔ڈی۔او (آر) نے مجھے بلا کر کہا کہ آپ اس پر جو طریقہ کار سمجھتے ہیں وہ کر لیں تو میری منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ بیشک میں اس کو

press نہیں کرتا لیکن وہ مجھے ensure کرائیں کہ وہ اپنے ڈی۔ڈی۔او(آر) کو اور جو وہاں پر محکمہ ہے انہیں سخت قسم کی پھر instructions دیں کہ وہ اس معاملے کو ختم کریں تو میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، جی' وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ بگو صاحب کی اور ڈی۔ڈی۔او(آر) سیالکوٹ کی بالمشافہ بات ہوئی تھی اور وہ مطمئن ہو گئے تھے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی حکومت پنجاب کی جو بھی زمین ہو گی اس کی protection کی جائے گی اور اس کو قبضہ گروپوں سے واگزار کروانے کے لئے اور قبضہ گروپوں سے بچانے کے لئے جو نیک نیتی اور ایمانداری سے میرا کردار ہو گا' حکومت پنجاب کا کردار ہو گا وہ ہم ادا کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی یقین دہانی پر اس کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، محرک چونکہ اس motion کو مزید press نہیں کر رہے اس لئے یہ motion dispose of ہوئی۔

راجا ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' راجا ریاض صاحب!

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! جس طرح آپ نے منسٹر کالونیز کو کہا ہے تو اگر آپ مہربانی کر کے میرے بھی چکوال والے مسئلے کے لئے منسٹر کالونیز کو کہہ دیں اور پابند کر دیں کہ وہ اس معاملے کی انکوائری کروائیں۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! وہ تو باضابطہ طور پر آپ تحریک لے کر آئیں گے تو پھر دیکھیں گے۔

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! آپ منسٹر کالونیز کو کہہ دیں۔۔۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! آپ کی کوئی Adjournment Motion ہے اس بارے میں۔

راجا ریاض احمد، ٹھیک ہے جناب!

جناب سپیکر، جی' next ہے۔ 274 شیخ تنویر احمد صاحب کی جو کہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! میں نے جواب دے دیا تھا اور میری assurance پر یہ ختم ہو گئی تھی۔

جناب سپیکر، جناب شیخ تنویر احمد صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 277 ڈاکٹر سید وسیم اختر کی طرف سے ہے۔ یہ بھی move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

لاہور میں پانی کے نرخوں میں 40 فیصد اضافہ

(---جاری)

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! اس کا جواب آچکا ہے اور یہ بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! یہ جو لاہور میں پانی کے بلوں میں چالیس فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ پہلے ہی بے شمار ٹیکس ہیں اور یہ پینے کے پانی پر بھی گراں قدر ٹیکس لگائے جا رہے ہیں تو یہ بڑی زیادتی ہے۔ سنی گورنمنٹ کی اسمبلی میں بھی قراردادیں پاس ہوئی ہیں اور بہت ہنگامہ ہوا ہے یہ بہت ہی serious معاملہ ہے اور یہ کافی عرصے سے pending ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے اوپر جو بھی جواب آیا ہے وہ بتا دیا جائے کہ گورنمنٹ نے اس کے اوپر کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی' وزیر ہاؤسنگ!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اس پر کل بجٹ پر بھی بحث ہوئی ہے یہ سیالکوٹ اور

پورے پنجاب میں T.M.A نے پانی کے بلوں میں بہت زیادہ اضافہ کیا ہے۔ کل جب میں سیالکوٹ سے ریٹ مانگ رہا تھا تو مجھے انہوں نے کہا کہ حکومت پنجاب نے T.M.A کو چٹھی بھیجی ہے کہ جو آپ نے پانی کے بلوں میں اڑھائی سو اور تین سو گنا اضافہ کیا ہے اس کو اور زیادہ کریں اور جو ٹیوب ویل چل رہے ہیں ان کے بلوں کو اگر دو ہزار گنا بھی کرنا پڑ جائے تو کر دیا جائے۔ سیالکوٹ میں T.M.A نے اپنا بجٹ مورخہ 29 تاریخ کو پیش کرنا ہے انہوں نے پہلے اڑھائی سو گنا اضافہ کیا تھا اب وہ پانچ سو گنا اضافہ کریں گے۔ اسی طرح سارے پنجاب میں تمام T.M.A پانی کی مد میں اضافہ کریں گے۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ لوگوں کو صاف پانی مہیا کرے وہ تب لوگوں سے بل لیں لیکن اس طرح اضافہ نہیں ہونا چاہیے کہ اڑھائی سو گنا' پانچ سو گنا اور ایک ہزار گنا اضافہ تو نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں اگر اضافہ کرنا بھی ہے تو کوئی پانچ فیصد' دس فیصد یا پندرہ فیصد کر لیا جائے۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے درخواست ہے کہ انہوں نے بجٹ پیش کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس دور میں ٹیکس نہیں لگایا لیکن T.M.A اس سلسلے میں بے شمار ٹیکس لوگوں پر لگا رہی ہے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ' وزیر ہاؤسنگ!

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! میرا اسی سے متعلقہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! اس سے متعلقہ کیا ہے یہ کوئی Question Hour نہیں ہے تحریک التوائے کار ہے تو وزیر موصوف کو جواب دینے دیں۔

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ برائے مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ جی' وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، شکریہ جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار ہیں یہ کل پانچ ہیں۔ میں اگر اس کو تفصیلاً بیان کروں تو زیادہ مفید ہو گا۔ اس میں جو چالیس فیصد اضافے کی بات کی گئی ہے میں اس کی تفصیل میں تو بعد میں جاؤں گا لیکن میں کچھ باتیں بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے

پانچ سال سے ہمارے واسا نے کوئی اضافی ٹیکس نہیں لگایا تھا لیکن اگر آپ 1999 سے 2004 تک دیکھیں تو بجلی کے نرخ 222 فیصد زیادہ ہوگئے اور اس اضافے کے بعد ہمارے WASA bankruptcy کی طرف جا چکے ہیں۔ اگر آپ مزید غور کریں تو میں آپ کو figures سے بتاؤں گا کہ واسا نے کیا چیزیں صارفین کو provide کی ہیں' کیا کیا سہولیات provide کیں اور وہ کس طرح اپنے سسٹم کو چلاتے ہیں؟ اگر وہ یہ اضافہ نہیں کرتے تو میں بلاجھجک یہ بات کرنے کے لئے رضامند ہوں کہ یہ ادارے بالکل بند ہو جائیں گے اور یہ ادارے پینے کا پانی مہیا کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ جو چالیس فیصد اضافہ کیا گیا ہے اس کے حقائق کچھ یوں ہیں کہ "واسا نے گزشتہ چھ سال کے دوران ٹیوب ویل چلانے کے دوران استعمال ہونے والی بجلی کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافے کے ہاتھوں مجبور ہو کر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی گورننگ باڈی نے پانی کے نرخوں میں چالیس فیصد کا اضافہ کیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ سیوریج کنکشن فیس 4500 روپے سے کم کر کے 500 روپے کر دی اور پانی کے کنکشن کے لئے ایڈوانس بل کی رقم 4500 روپے سے کم کر کے 300 روپے کردی۔ یاد رہے کہ آخری مرتبہ پانی کے لئے نرخ جنوری 1998 میں بڑھائے گئے تھے۔ اس امر کے بعد 1999 تک واسا مالی طور پر ایک مستحکم ادارہ تھا اور شہر میں فراہمی اور نکاسی آب کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں تسلی بخش طور پر پوری کرتا تھا لیکن 2000 میں واپڈا نے واسا کو ٹیوب ویل چلانے کے لئے فراہم کی جانے والی بجلی کے بلوں کی نوعیت تبدیل کر دی۔ واسا سے اس وقت تک بجلی کے بل زرعی مقاصد کے لئے چلنے والے ٹیوب ویلوں سے وصول کئے جانے والی شرح کے مطابق 2.7 پیسے فی یونٹ کے حساب سے وصول کئے جاتے تھے مگر انہیں یکطرفہ طور پر سکارپ ٹیوب ویل کے بلوں کے برابر وصول کرنے کا اقدام کرکے شہریوں کو پانی فراہم کرنے کے لئے واسا کو 5.15 روپے فی یونٹ کے حساب سے بجلی کے بل کی ادائیگی کرنے پر مجبور کر دیا گیا اور اب یہ نرخ 5.89 فی یونٹ ہو چکے ہیں۔ جس میں 15 فیصد جنرل سیلز ٹیکس بھی شامل ہے جو کہ واسا ادا کر رہا ہے اور کوشش کے باوجود بھی واسا کو اس سے مبرا نہیں کیا گیا۔ اس مد میں واسا کو تقریباً دس کروڑ روپے سالانہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح ایک ہی سال کے دوران واسا کی طرف سے واپڈا کو بجلی کے بلوں کی مد میں ادا کی جانے

والی رقم میں 83 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ ضلعی حکومت کے قیام کے بعد محدود وسائل کے باوجود واسا نے فراہمی و نکاسی آب کے سلسلے میں نمایاں خدمات سر انجام دی ہیں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ شہریوں کو چار سو کے قریب ٹیوب ویلوں سے پینے کے پانی کی بلا تعطل فراہمی اور نکاسی آب کا نظام رواں دواں رکھنے، مشینری کی دیکھ بھال اور ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے واسا کو ہر سال مجموعی طور پر 70 کروڑ روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں جبکہ 95 کروڑ صرف بجلی کے بلوں کی ادائیگی پر خرچ ہوتے ہیں۔ پچھلے مالی سال 03-2002 میں واسا کا 19 کروڑ 80 لاکھ روپے کا خسارہ حکومت پنجاب کی معاونت سے پورا کیا گیا۔ تاہم حکومت نے واسا کو پانی کے نرخوں میں اضافے کی سختی سے ہدایت کی اور یہ تنبیہ بھی کی کہ آئندہ ایسی کوئی رعایت فراہم نہیں کی جائے گی مگر اس کے باوجود واسا کے بلوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا جس کے نتیجے میں رواں مالی سال 04-2003 کے بجٹ میں اس کا خسارہ بڑھ کر 21 کروڑ 7 لاکھ روپے ہوگیا۔ اس بحرانی کیفیت میں بھاری مشینری اور واٹر سپلائی سیوریج لائنوں کی دیکھ بھال بری طرح متاثر ہوئی اور شہریوں کو پینے کے پانی کی سہولت کا معیار متاثر ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا۔ واسا کے ترقیاتی پروگراموں کا انحصار ہمیشہ سے ہی صوبائی حکومت یا بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی طرف سے وصول ہونے والے قرضوں پر کیا گیا حالانکہ شہر کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو فراہمی و نکاسی آب کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے واسا نے پانچ سالہ قلیل المدت ترقیاتی پروگرام وضع کیا ہے جس پر لاگت کا تخمینہ دس ہزار 9 سو 26 ملین روپے ہے جبکہ دس سال طویل المدت ترقیاتی پروگرام پر لاگت کا تخمینہ 19 ہزار 6 سو 32 ملین روپے لگایا گیا ہے۔ اتنی بڑی ترقیاتی رقوم کا انتظام حکومتی ذرائع سے نہیں کیا جا سکتا ایسا صرف بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے آسان شرائط پر قرضوں کے ذریعے ہی ممکن ہے تاہم واسا کا روزمرہ نظام چلانے کے لئے درکار لاگت بلوں کی صورت میں وصول نہ کئے جانے کے باعث یہ ادارے قرضے فراہم کرنے سے گریزاں ہیں۔"

جناب سپیکر! یہ ایک تفصیل میں نے اس لئے بیان کی کہ چونکہ یہ پانچ تحاریک التوائے کار ہیں تو میں اس میں یہ ضروری سمجھتا تھا کہ یہ ساری بات بتانے کے بعد اس حقیقت کو بھی مدنظر رکھوں جو صارفین یہ سمجھتے ہیں کہ اس 40 فیصد سے ان کو کتنا بوجھ اٹھانا پڑے گا؟ اس میں،

میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ 40 فیصد دیکھا جائے تو لگتا ہے کہ 40 فیصد بہت زیادہ بڑھا دیا گیا لیکن اگر اس کو ہم figures میں لے کر آئیں تو یہ تین مرلے' پانچ مرلے اور ایک کنال پر اس کو تقسیم کیا جائے تو تین مرلے کے اوپر جو اضافی رقم بڑھائی گئی ہے وہ صرف 28 روپے ماہانہ صارفین کو دینی پڑے گی۔ اسی طرح 56 روپے ماہانہ 5 مرلے پر اور 76 روپے ماہانہ ایک کنال پر ہیں۔ یہ اس طرح اضافہ کیا گیا ہے اور اگر یہ اضافہ نہ کیا جائے تو پھر واسا اپنی کارکردگی پوری طرح ادا نہیں کر سکے گا۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ جناب ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے آکسیجن کی فری سپلائی رکھی ہوئی ہے۔ یہ ان کے بس میں نہیں ہے کہ یہ آکسیجن کی سپلائی کو بھی کنٹرول کر لیں ورنہ تو سانس لینے کے اوپر بھی انھوں نے ٹیکس لگا دینا تھا۔ گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے بہت ساری figures quote کر دی ہیں اور مختلف غیر ضروری مدات کے حوالے سے بھی figures کو یہاں quote کر کے معاملے کو الجھانے کی کوشش کی ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ خلاجی مملکت ہے' خلاجی بجٹ ہے۔ اب یہ کہاں کی منطق ہے؟ ایک طرف تو آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم سیوریج کی فیس -/4500 روپے سے کم کر کے -/500 روپے پر لے آئے ہیں۔ یعنی یہ کوئی منطق سمجھ میں آتی ہے کہ آپ سیوریج کی فیس اتنی کم کر رہے ہیں۔ کیوں آپ کم کر رہے ہیں؟ سیوریج کی جو سہولت ہے وہ پورے لاہور کے شہریوں کو حاصل نہیں ہے۔ بہت ساری کچی آبادیاں' میں ان کو گنوا سکتا ہوں کہ جہاں پر ابھی سیوریج کی سہولت موجود نہیں ہے۔ اب انھوں نے اپنی ایک بات کر دی اور پھر اس کی تردید بھی کر دی اور ساتھ یہ اشارہ کر دیا کہ تین مرلے کے لئے صرف -/28 روپے ماہوار اضافہ ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پانی ہر آدمی کی ضرورت ہے۔ غریب آدمی کو صاف پانی مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اب -/28 روپے کے اضافے سے کون سے Billions and Trillions ان کے پاس اکٹھے ہو جائیں گے کہ جس کے لئے حکومت گری پڑی ہے۔ یہ آپ نے جو -/4500 روپے کی کمی کی ہے وہ نہ کریں۔ اس میں تھوڑی کمی کر دیں تاکہ یہ جو پینے کا پانی ہر غریب کی ضرورت ہے۔ کچی آبادیوں کے مکینوں کی ضرورت ہے تو ان کو جو سہولت ہے وہ صحیح طریقے سے حاصل ہو جائے۔ اس لئے

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت unjustified ہے۔ غریبوں کے ساتھ بہت ناانصافی ہے اور یہ حکومت کا ہر چیز کے اندر ایک بزنس مین کی طرح سوچنے کا انداز انتہائی غلط ہے۔ سوشل سیکٹر کے حوالے سے اس میں گورنمنٹ کو pay کرنا پڑتا ہے۔ کچھ مدات میں سے آمدنی ہوتی ہے اور کچھ مدات میں خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اب یہ جو غریب عوام کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اس پر اس طرح taxation کرنا یہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی زیادتی ہے۔ میں اس میں گزارش یہی کروں گا کہ میں اس کو باقاعدہ press کروں گا کہ اس مسئلے پر بات کی جائے اور تفصیل سے بات ہونی چاہیے۔ یہاں پورا ایوان اس موضوع پر بحث میں حصہ لے گا۔ میرے اور چار پانچ بھائی جو لاہور سے تعلق رکھتے ہیں انھوں نے بھی اس پر تحاریک التوائے کار دی ہوئی ہیں جن کا اشارہ منسٹر صاحب نے کیا ہے تو اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مکمل thrash out ہونا چاہیے۔ عوام پریشان ہیں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں بھی اس پر بڑا واویلا ہوا ہے۔ لہٰذا اس پر یہاں پر بات ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ گورنمنٹ کو بل کے اخراجات دینے کے لئے problem پڑتی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اس میں اگر تھوڑی سی انتظامی صورتحال کو بہتر کر لیا جائے اور اس کو manage کر لیا جائے تو اس میں کیا جانے والا اضافہ کم ہو سکتا ہے۔ وہ کس طرح؟ میں سیالکوٹ کی بھی مثال دینا چاہتا ہوں اور لاہور کی بھی مثال دینا چاہتا ہوں۔ میں گیلانی صاحب کو بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ پورے لاہور کا ایک سروے کروائیں تو یہ دیکھیں گے کہ 40فیصد لوگ پانی کا بل دیتے ہیں باقی بل ہی نہیں دیتے۔ یہ بالکل ground reality ہے کہ پورے لوگ ٹیکس نہیں دیتے۔ اس لئے ان کو جب آمدنی کم ہوتی ہے اور اس پر اخراجات زیادہ آتے ہیں تو پھر یہ ٹیکس لگاتے ہیں۔ اگر یہ تھوڑا سا انتظامی طریق کار کو بدلیں۔ اپنے عملے کی نگرانی کے لئے کوئی کمیٹی بنا کر ایک مہینہ اس پر لگائیں کہ یہ تمام لوگوں سے ٹیکس وصول کریں، یہ پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ لوگ ٹیکس سے avoid کرتے ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ حکومت ہماری جیبوں سے پیسا چھیننا چاہتی ہے اور اگر اس ملک میں کوئی ٹیکس دیتا ہے تو وہ تنخواہ دار طبقہ دیتا ہے یا متوسط طبقہ دیتا ہے۔ امیر آدمی تو manage کر لیتا ہے کہ اس نے ٹیکس نہیں دینا۔

جناب سپیکر! میں ان سے یہ کہوں گا کہ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ پانی لوگوں کی ضرورت ہے۔ حکومت کی یہ ڈیوٹی ہے کہ صفائی، پانی اور روشنی لوگوں کو دے۔ یہ اس

انداز سے نہ سوچیں۔ ان کا یہ انداز دیکھیں کہ واسا کے رولز میں ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی ٹربائین لگائے گا' وہ پانی زمین سے نکالے گا۔ بجلی کا بل بھی اس کا ہو گا۔ میٹر بھی اس کا ہو گا۔ پھر بھی واسا اس پر ٹیکس لگاتا ہے تو یہ غلط ہے۔

جناب سپیکر! ایک طرف تو پنجاب گورنمنٹ نے یہ ٹیکس فری بجٹ پیش کیا ہے کہ ہم اس میں ٹیکس نہیں لگائیں گے اور دوسری طرف ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ٹی۔ ایم۔ اے کو انھوں نے مکمل اختیارات دے دیئے ہیں اور ان پر حکومت کا کنٹرول ہے ہی نہیں۔ ان پر ان کا کنٹرول نہیں ہے اور وہ اپنی مرضی سے جتنے چاہتے ہیں لوگوں پر ٹیکسز لگاتے ہیں اور زبردستی لوگوں کو مجبور کرتے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ سروے کروائیں تو میری اس بات کی تصدیق ہو گی۔ اگر 40 فیصد لوگ پانی کا بل دیتے ہیں اور یہ ٹارگٹ بنا لیتے ہیں کہ 90 یا 100 فیصد لوگوں سے بل لینا ہے تو میرا خیال ہے کہ ان کا خسارہ بھی دور ہو جائے گا اور یہ پانی کے بلوں میں اضافہ کیا ہے اس میں بھی یہ آسانی سے کمی کر سکیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے جو باتیں کی ہیں وہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے لئے کافی مفید ہیں۔ میں ان کی روشنی میں یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بات انھوں نے کہی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اور اس پر گورنمنٹ پہلے ہی ایک پلان بنا رہی ہے ہم اپنے further improvement of the National plan میں improvement کر رہے ہیں اور un-accounted water کو account میں لے کر آنا اور جو صارفین بل نہیں دے رہے اس کے لئے ایک نئی پالیسی لے کر آنا' یہ اس سال کے ہمارے ایجنڈے میں شامل ہے۔ اس میں ہم discuss بھی کر رہے ہیں اور جو میرے فاضل رکن نے بات کی کہ اس میں ایک کمیٹی بنا دینی چاہیے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے۔ ہم پہلے ہی ایک کمیٹی بنا چکے ہیں بلکہ میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس وقت ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ any obsolete pipes جو میں نے ابھی سرکلر جاری کیا to all WASA's authorities کہ کوئی بھی obsolete pipe کہیں بھی پینے کے پانی کی ٹینکیاں ہیں وہ صاف ہوں اور ان کی ساری ایک estimation کر کے وہ مجھے فائل کریں گے۔

جناب سپیکر! میں اپنے فاضل اراکین کے گوش گزار یہ بات ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ یہ

اگر اضافہ نہیں کیا جائے گا تو آپ کو میں ایک وہ figure بتانا چاہتا ہوں جس figure کے مطابق میرے فاضل اراکین مجھے اس بات پر They will bear me out if I am wrong. اگر آپ دیکھیں گے کہ 1993 سے 1998 تک واپڈا نے بجلی میں جو اضافے کئے ہیں اسی طرح جو واسا نے کئے ہیں۔ میں آپ کو اس بارے میں تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا۔ اگر آپ واسا ٹیرف increase دیکھیں گے تو 1993 میں واپڈا نے 23 فیصد کیا جبکہ واسا نے 13 فیصد کیا۔ 1994 میں واپڈا نے 26 فیصد کیا جبکہ واسا نے 19 فیصد کیا۔ 1995 میں واپڈا نے 20 فیصد کیا جبکہ واسا نے اس وقت ٹیرف میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ 1997 میں واپڈا نے 14 فیصد اضافہ کیا جبکہ واسا نے 10 فیصد اضافہ کیا۔ 1998 میں واپڈا نے ٹیرف میں 23 فیصد اضافہ کیا لیکن واسا نے 20 فیصد اضافہ کیا۔ اب یہاں سے میں بات بتاؤں گا اور میں اس پر زور دوں گا' آپ ذرا غور سے اس کو سنیں کہ 1999 میں واپڈا ٹیرف میں 44 فیصد اضافہ ہوا جبکہ واسا نے ٹیرف میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ 2000 میں واپڈا ٹیرف میں 83 فیصد اضافہ ہوا جبکہ واسا ٹیرف میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ واپڈا کی طرف سے 2001 میں واپڈا ٹیرف میں 7 فیصد اضافہ ہوا' 2002 میں واپڈا ٹیرف میں 4 فیصد اضافہ ہوا اور 2003 میں 13 فیصد اضافہ ہوا جبکہ ان سارے سالوں میں واسا نے اپنے ٹیرف میں ذرا بھر بھی اضافہ نہیں کیا۔ لہذا اگر آپ اس کا overall increase دیکھیں گے تو 222 فیصد اضافہ واپڈا نے کیا اور 77 فیصد اضافہ واسا کی طرف سے ہوا تو اگر آپ اس کو دیکھیں گے تو کافی سوالوں کا جواب اسی ایک جواب میں مل جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! یہ ایک اہم معاملہ ہے۔ میں نے اس حوالے سے ساری figures نوٹ کی ہیں۔ ارشد بگو صاحب نے جو بڑی viable بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ leakage بہت ہوتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں' ہمارے ہر محکمے کے اندر کرپشن اور leakage ہے اور یہ ساری باتیں debatable ہیں۔ میں درمیانی راستہ یہ تجویز کرتا ہوں کہ پانچ محرکین اور وزیر صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر افہام و تفہیم کے ساتھ بات کرتے

ہیں۔ آپس میں گفت و شنید کرتے ہیں اور کوئی درمیانی راستہ نکالتے ہیں۔ بشرطیکہ وزیر موصوف کے پاس اختیارات ہوں۔ آپ اس کو pending کر لیں تا کہ ہم اس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔ جب اگلا اجلاس آئے گا تو اس میں اس بابت رپورٹ آجائے گی اور معاملے کو ختم کر دیں گے۔

جناب سپیکر : بیٹھ کر بات کرنے میں کیا حرج ہے؟ آپ وزیر صاحب کے چیمبر میں بیٹھ کر ضرور بات کریں۔ جی' وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے لیکن اس بابت کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سارے دوست' فاضل اراکین میرے پاس تشریف لے آئیں۔ میں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس حوالے سے discuss کر لیتا ہوں لیکن میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس میں کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ چونکہ معاملہ طے ہو گیا ہے۔ تو اب آپ اسے press نہیں کرتے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! میں press کرتا ہوں۔ آپ اس بارے میں ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب! تحریک التوائے کار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی اہم مسئلے کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کروائی جائے۔ آپ نے کھل کر بات کر لی ہے۔ وزیر صاحب نے کہا ہے کہ آپ جتنے دوست بھی ان کے پاس جانا چاہتے ہیں تشریف لے جائیں وہ آپ کے ساتھ مل بیٹھ کر بات کریں گے' آپ کی تسلی کروائیں گے۔ اگر آپ اسی فورم پر یہ چاہتے ہیں کہ وزیر صاحب یقین دہانی کروائیں کہ یہ جو ریٹ بڑھایا گیا ہے یہ ختم کر دیا جائے گا۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی کبھی تحریک التوائے کار میں ایسا ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ سے تھوڑی سی رہنمائی چاہوں گا کہ جب بھی کسی تحریک التوائے کار یا تحریک استحقاق پر بات ہوتی ہے تو چیئر کی طرف سے یہ رولنگ آتی ہے کہ "اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ معاملہ حکومت کے نوٹس میں آجائے' گورنمنٹ کی توجہ ہو جائے "تو جناب! کسی بات کو نوٹس میں لانے کا یا توجہ دلانے کا بھی تو آگے کوئی

مقصد ہوتا ہے کہ اس کا کوئی حل ہو جائے۔ اگر صرف توجہ دلانا مقصود ہو تو پھر یہ ساری exercise لاحاصل ہوئی۔ اس لئے گزارش یہ ہے کہ جو معاملہ حکومت کے نوٹس میں آئے اس کے بعد اس کا پھر حل بھی ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب! آپ کی یہ بات ٹھیک ہے کہ توجہ دلانے کا مقصد اس مسئلے کا حل ہوتا ہے لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ on the floor of the House ہی تو اس کا حل نہیں ہوتا۔ ہاؤس سے باہر بھی اس کا حل ہو سکتا ہے۔ وزیر موصوف نے بھی یہی فرمایا ہے کہ دو چار دوست جنھوں نے یہ مسئلہ raise کیا ہے۔ وہ تشریف لے آئیں۔ محرک خود بھی یہ فرما رہے ہیں کہ ایک کمیٹی بن جائے' وزیر صاحب اس کو head کریں۔ وزیر صاحب نے on the floor of the House یہ commit کیا ہے کہ ٹھیک ہے یہ دوست میرے پاس آجائیں ہم آپس میں مل بیٹھ کر یہ معاملہ طے کر لیں گے اور جب یہ بیٹھیں گے تو لامحالہ حل تو نکل آئے گا۔ میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرتا ہوں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' فرمائیے!

چودھری اصغر علی گجر : شکریہ۔ اس سے پہلے کہ بجٹ پر کوئی بات چیت ہو میں پوائنٹ آف آرڈر پر بہت ہی اہم مسئلے پر آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اسمبلی کے اندر اس سے پہلے آبیانہ کے فلیٹ ریٹ پر ایک point raise کیا تھا۔ وزیر موصوف چیمہ صاحب کے ساتھ کافی بحث و تمحیص کے بعد آپ نے فرمایا تھا کہ مل بیٹھ کر اس معاملے پر فیصلہ کریں۔ اس کے بعد ہم وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی ملے تھے۔ انھوں نے بھی چیمہ صاحب کو بلوا کر یہی بات کہی تھی کہ آپ اس حوالے سے مجھے ایک سمری بھجوائیں۔ چیمہ صاحب کی سربراہی میں ہماری کئی میٹنگز ہوئیں جن میں بیورو کریٹس بھی شامل تھے۔ مختصر یہ کہ ریکارڈ چیک کیا گیا تھا اور ریکارڈ کے اندر تھل کینال کے جو آب نوش تھے وہ 100 میں سے 20 ایکڑ فصل کاشت کرتے تھے اور جو 120 ایکڑ کاشت کرتے تھے اس میں بھی گوارا' لوسن اور باجرہ جیسی فصلوں کی تعداد زیادہ

تھی' یعنی کوئی بھی net cash crop نہیں تھی۔ اس پر انھوں نے agree کیا کہ یہ واقعی بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔ ہم نے بغیر دیکھے فلیٹ ریٹ کا اعلان کر دیا ہے تو roughly طور پر طے کیا گیا کہ رہے گا تو فلیٹ ریٹ ہی لیکن اس کو کم کر کے تھل کینال کے لئے 25 اور 35 روپے کر دیں گے۔ انھوں نے یہ سمری بنا کر بھیج دی لیکن نہ جانے کیوں وزیر آبپاشی نے اس پر اعتراض لگا کر سمری واپس کر دی ہے؟ مجھے معلوم ہوا کہ جو ریٹ طے ہوا تھا اس سے تجاوز یہ کر رہے ہیں اور اگر یہ تجاوز کر رہے ہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ چلیں۔ بڑے احسن طریقے سے' کوئی لڑائی نہیں۔ عوام ان کی بھی ہے' ہماری بھی ہے۔ یہ وہاں چل کر دیکھیں۔ on the ground جا کر دیکھیں کہ وہاں پر کتنے ٹیلے ہیں' کتنی زمین آباد ہے' ریکارڈ کے مطابق تو 100 میں سے 20 ہے لیکن وہاں پر ایسا بھی نہیں ہو گا یعنی اس سے بھی کم ہو گی تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر ہمدردانہ طور پر غور کریں۔ بڑی مہربانی ہو گی اور یہ حکومت کا بہت بڑا احسان ہو گا۔ وزیراعلیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ انھوں نے کسانوں کی طرف دیکھا ہے اور ان کی بات سنی ہے یہ اس حکومت کی بہت بڑی achievement ہے۔ تو اب اس وعدے کو پورا بھی کریں۔ بہت مہربانی' شکریہ۔

جناب سپیکر : اصغر گجر صاحب! آپ وزیر آبپاشی کے چیمبر میں تشریف لے جائیں۔ یہ بات اُدھر بیٹھ کر کرنے والی ہے کیونکہ اس کے لئے کافی وقت چاہیے۔

چودھری اصغر علی گجر : جناب سپیکر! میں وہیں چلا جاؤں گا بلکہ جہاں کہیں گے وہیں چلا جاؤں گا لیکن ہاؤس میں ان سے جواب تو لے لیں۔ وہ مجھے کہیں تو' وعدہ تو کریں۔ commit تو کریں۔

جناب سپیکر : آپ چیمبر میں ان سے مل لیں۔

چودھری اصغر علی گجر : جناب سپیکر! ہر چیز وزیر صاحب کے نوٹس میں ہے وہ اس کی وضاحت کر دیں گے آپ اجازت تو دیں۔ اس کے بعد جہاں جہاں کہیں گے میں اس کی خاطر چلا جاؤں گا۔

جناب سپیکر : ابھی کٹ موشنز وغیرہ ہیں جن پر آپ نے بات کرنی ہیں۔ آج بڑا اہم موضوع زیر بحث ہے۔ آپ اس وقت تشریف رکھیں اور چیمبر میں مل کر بات کریں۔

چودھری اصغر علی گجر : اگر وزیر صاحب بات نہیں کرنا چاہتے تو میں چیمبر میں مل لوں گا۔

جناب سپیکر : نہیں وہ تو شاید کرنا چاہ رہے ہوں لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ وقت بہت کم ہے اور آپ نے ہی کٹ موشنز پر بات کرنی ہے۔ آج کا سارا ایجنڈا آپ ہی کا ہے۔ تو پلیز! تشریف رکھیں اور آگے چلنے دیں۔

چودھری اصغر علی گجر : اتنی بڑی اہم بات تھی۔ چلیں جیسے آپ کا حکم۔

جناب سپیکر : شکریہ۔

محترمہ کنول نسیم : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' بی بی!

محترمہ کنول نسیم : جناب سپیکر! ایوان میں PILDAT کی طرف سے آنے ہوئے لفافے تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ کیا یہ آپ کی اجازت سے تقسیم ہو رہے ہیں؟ کیا یہ سرکاری document ہے؟

جناب سپیکر : جی ہاں' میں نے اجازت دی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو : جناب سپیکر! جب کٹ موشنز شروع ہوتی ہیں تو یہ اسمبلی کی روایات ہیں اور پچھلا ریکارڈ میری بات کو support کرتا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے جو کٹ موشنز آئی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں تو اس بارے میں پہلے طے کر لیا جائے کہ کس کس cut motion پر اپوزیشن نے بات کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! یہ طے ہو چکا ہے۔

سالانہ میزانیہ بابت سال 2004-05 کے مطالبات زیر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر : ارشد محمود بگو صاحب! یہ تو already حکومت اور اپوزیشن کے درمیان طے ہو چکا ہے۔ اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 2004-05 کے مطالبات زر زیر غور لاتے ہیں۔ سال

2004-05 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 42 ہے۔ جن میں سے 37 مطالبات زر میں cut motions آئی ہیں۔ 20-جون 2004 کو ہونے والے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اجلاس میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان میں سے 10 مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے cut motions پیش کی جائیں گی 43,13,16,15,18,37,33,25,10 اور 2

حسب معاہدہ cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی کل مورخہ 25 جون دوپہر ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہے گی۔ ساڑھے بارہ بجے سے اڑھائی بجے تک نماز جمعہ کا وقفہ ہو گا۔ وقفہ کے بعد باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144(2) کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔

اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب مطالبہ زر نمبر 43 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 43

وزیر خزانہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"ایک رقم جو 9۔ارب 52 کروڑ 14 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"ایک رقم جو 9۔ارب 52 کروڑ 14 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ زر نمبر 43 میں کوٹی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ جناب قاسم ضیاء' رانا آفتاب احمد خان' راجہ ریاض احمد' جناب سمیع اللہ خان' راجہ محمد شفقت خان عباسی' ملک اصغر علی قیصر' ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ' جناب للہ شکیل الرحمٰن' جناب جہانزیب امتیاز گل' چودھری اعجاز احمد سماں' جناب زاہد پرویز' جناب علی حسن رضا قاضی' جناب تنویر اشرف کائرہ' جناب جاوید حسن گجر' جناب انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں' چودھری محمد اشرف کمبوہ' جناب میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)' جناب اشتیاق احمد مرزا' جناب پرویز رفیق' محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ' محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ' محترمہ فائزہ احمد صاحبہ' محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ' حاجی محمد اعجاز صاحب' ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب' محترمہ میمونہ نبیل صاحبہ' ڈاکٹر اسد منظم صاحب' جناب احسان الحق احسن نولایہ' جناب محمد یار ماونکا صاحب' رانا ثناء اللہ خان صاحب' رانا مشہود احمد خان صاحب' شیخ اعجاز احمد صاحب' چودھری محمد شفیق انور صاحب' جناب بابو نفیس احمد انصاری صاحب' رانا تجمل حسین صاحب' چودھری عبد الغفور صاحب' شیخ تنویر احمد صاحب' راجہ محمد علی صاحب' مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب' جناب محمد آجاسم شریف صاحب' جناب بلال یسین صاحب' ملک محمد اقبال چنڑ صاحب' محترمہ صبا صادق صاحبہ' محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ' محترمہ نگہت پروین میر صاحبہ' چودھری اصغر علی گجر صاحب' سید احسان اللہ وقاص صاحب' ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب' جناب ارشد محمود بگو صاحب' جناب محمد وقاص صاحب' سید اعجاز حسین بخاری صاحب' مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب' چودھری محمد شوکت صاحب' محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ اور محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ!

اب میں قاسم ضیاء صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ کوٹی کی تحریک پیش کریں۔

قاسم ضیاء صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جناب ارشد بگو صاحب کوٹی کی تحریک پیش کریں گے۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"9-ارب 52 کروڑ 14 لاکھ 13 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زرنمبر 43 قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"9-ارب 52 کروڑ 14 لاکھ 13 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زرنمبر 43 قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it Sir.

جناب سپیکر، لا منسٹر صاحب اسے oppose کرتے ہیں۔ اپوزیشن نے اس کٹ موشن پر بات کرنے کے لئے unanimously مجھے سات نام دیئے ہیں۔ اب میں ان کو turn by turn موقع دوں گا۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! جب سے یہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 نافذ ہوا ہے اور devolution کے ذریعے ضلعی حکومتوں کو یہ اختیارات دے دیئے گئے ہیں۔ devolution کے ذریعے سارے انتظامی مالیاتی اختیارات نیچے چلے گئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ پلیز! خاموشی کے ساتھ بیٹھیں اور بات سنیں کہ معزز رکن کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو، لوکل گورنمنٹ کو ہم جو یہ رقم دے رہے ہیں۔ اس کی صورتحال یہ ہے کہ پہلے ہی ہم ان کو بہت کچھ دے چکے ہیں۔ بجٹ کے علاوہ ان کو مرکزی حکومت نے بھی دیا ہے اور جو ہم نے دیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اگر ہم اتنی بڑی رقم لوکل گورنمنٹ کو دیتے ہیں تو ان پر ہمارے اختیارات اور کنٹرول کیا ہیں؟ کل یہاں پر وزیر خزانہ نے جب اپنی اختتامی تقریر کی تو انہوں نے یہ ریفرنس دیا کہ ہم آڈٹ کروا سکتے ہیں۔ گورنمنٹ آف پنجاب، سیکشن 4 لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے مطابق اس کا آڈٹ کروا سکتی ہے۔ ڈائریکٹر جو ہے وہ ہماری طرف سے جاتا

ہے اور باقاعدہ وہ ضلعی حکومتوں کا آڈٹ کرتا ہے۔ میں نے بھی کل جو اپنی تقریر کی تھی اس میں کہا تھا کہ ہاں! پنجاب گورنمنٹ اس پر آڈٹ کروا سکتی ہے لیکن جب آڈٹ ہو گا اور ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ اس پر آڈٹ کرے گا تو آڈٹ رپورٹ گورنمنٹ آف پنجاب کو نہیں جائے گی بلکہ ڈسٹرکٹ ناظم کو بھیج دی جائے گی۔ اب ہمارا وہاں پر کوئی انتظامی اختیار نہیں ہے۔ اس کو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے چھٹے شیڈول میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جو چیز 6th schedule میں شامل ہو چکی ہے۔ اس پر ہم Before the permission of the President of Pakistan ہم ایک شوشہ بھی change نہیں کر سکتے۔ ایک comma بھی اس میں تبدیل نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! ہمارے انتظامی اختیارات اور ہمارا انتظامی کنٹرول ڈسٹرکٹ گورنمنٹ پر کس طرح ہے؟ ہم یہ 9۔ارب 52 کروڑ 14 لاکھ 13 ہزار روپے ان کو دے رہے ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ یہ بہت بڑی رقم ہے اور ان کے اپنے وسائل ہیں۔ یہاں پر جو بجٹ پیش کیا گیا ہے کل وزیر خزانہ نے بڑی خوبصورت تقریر کر کے اس کو wind up کیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ آف پنجاب کے بجٹ میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے ٹیکس فری بجٹ پیش کیا ہے۔ ہمارے یہاں گورنمنٹ کے لوگوں نے بہت زور دے دے کر کہا کہ جناب پرویز الٰہی صاحب کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ اس میں ٹیکسوں کی حالت یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ٹی۔ایم۔اے کو یہ اختیار ہے کہ شیڈول 6 کے مطابق لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت وہ اپنے طور پر لوگوں پر ٹیکس لگا سکتی ہیں۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ناکوں پر ٹیکس ہے، ریڑھیوں پر ٹیکس ہے، چھپڑ پر ٹیکس ہے اور سیوریج پر ٹیکس ہے، پراپرٹی پر ٹیکس ہے حتیٰ کہ لوگوں کے چلنے پر بھی ٹیکس ہے۔ اگر کوئی غریب آدمی منڈی سے کوئی تھوڑی سی چیز لا کر بیچتا ہے اس پر بھی ٹیکس ہے کوئی آدمی ریڑھی لگاتا ہے اس پر بھی ٹیکس ہے۔ لہذا میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت جب یہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ ہم نے ٹیکس فری بجٹ دیا ہے تو یہ ٹیکس فری نہیں ہے۔ لوگوں کو مہنگائی سے مار دیا گیا ہے اور اب یہ مزید لوکل گورنمنٹ کو 9۔ارب 52 کروڑ 14 لاکھ 13 ہزار روپیہ دینا چاہتے ہیں۔

جناب والا! ہمارے فاضل ممبران جب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس جاتے ہیں' جب ہماری ترقیاتی سکیمیں وہاں پر شروع ہوتی ہیں تو جو سلوک وہ ہمارے ساتھ کرتے ہیں وہ میں یہاں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا میں گورنمنٹ کے لوگوں سے یہ کہتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کو کس حیثیت میں دے رہے ہیں کیونکہ ان کو مرکزی حکومت بھی دے رہی ہے۔ ہم بھی اتنی بڑی huge amount لوکل گورنمنٹ کو دے رہے ہیں۔ جب کہ ان کا اپنا نظام بھی موجود ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ اس میں کٹوتی کی جائے اور اس کو کم کر کے کسی اور محکمے کو جو مستحق ہے اس کو دے دیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب اعجاز احمد سماں!

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سپیکر! یہ جو لوکل گورنمنٹ ہے۔ میونسپلیٹیز اور خود مختار ادارہ جات ہیں یہ بالکل لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت پنجاب اسمبلی کا یا پنجاب گورنمنٹ کا اس پر کسی قسم کا کوئی چیک یا تعلق واسطہ نہیں رہ گیا ہے۔ یہ تو پبلک فنڈ ہے اور ہم پبلک کے نمائندے ہیں۔ اسی حیثیت سے ہمارا یہ دائرہ اختیار ہے کہ ہم اس کو چیک کرائیں۔ لوگ ہمیں mandate دیتے ہیں کہ ان کے فنڈز صحیح استعمال ہوں۔ جس طرح میں تحصیل ناظم کا حوالہ دیتا ہوں یہ اصل میں ایک symbol ہے کہ unauditable, unquestionable اور پورے فنڈ کی کوئی scrutiny نہیں ہو سکتی۔ میں اپنے حلقے کی آپ کو کئی مثالیں دے سکتا ہوں کہ ایک ہی سڑک کو کئی محکمے بنا رہے ہیں۔ جس طرح تعمیر پنجاب پروگرام جو وزیراعلیٰ پنجاب کی گرانٹ ایم۔پی۔ایز کے لئے ہے۔ میں نے اس میں ایک grant specify کی۔ لوکل گورنمنٹ بھی اسی سڑک کو بنا رہی ہے۔ ایک ہی سڑک کا ٹوٹا ہے اس میں بھی کوئی نشاندہی نہیں۔ ہمارا اس میں کوئی دائرہ کار نہیں نہ ہم ان کو چیک کر سکتے ہیں۔ بے شمار سولنگ اور نکاسی آب' اگر اس اسمبلی میں آپ کوئی کمیٹی بنا دیں تو میں ان کو یہ چیک کروا سکتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ نے نہ تو کوئی کام کیا اور جو ہمارے فنڈز سے کام ہوئے ہیں ان پر بھی نہ ہی ہماری کوئی نشاندہی ہے نہ وزیراعلیٰ پنجاب صاحب کا ذکر ہے نہ ہی وہاں پر کوئی تعمیر پنجاب پروگرام کی تختی لگی ہے۔ یہ سارا ہیرا پھیری کا نظام ہے۔ موجودہ حکمران طاقتور ہیں اور اس اسمبلی کے دائرہ کار سے باہر ہیں۔ انہوں نے

اسمبلی کے متوازی ایک نظام بنایا ہے اور یہ دونوں نظام اکٹھے نہیں چل سکتے۔ اس میں میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح ہم فنڈز دے رہے ہیں یہ خود self finance ہیں۔ ان کے اپنے ٹیکس ہیں اور ہر قسم کا ٹیکس ہے جو کہ تاریخ میں کبھی نہیں لگا۔ انہوں نے قربانی کے بکروں پر ٹیکس لگا دیا ہے اور کسی کو کوئی رسید جاری نہیں کرتے۔ آپ تمام ناظمین کے مالی وسائل چیک کرلیں۔ ان کے ناظم بننے کے بعد بے شمار ان میں اچھے لوگ بھی ہوں گے جس طرح ناظم ساہیوال ہیں۔ وہ میرے کلاس فیلو ہیں۔ میرے خیال میں وہ دیانتدار آدمی ہیں لیکن میں جن دوسرے لوگوں کو جانتا ہوں تحصیل ناظم وزیر آباد، تحصیل ناظم ڈسکہ، تحصیل ناظم فیصل آباد جناب ان پر تو ناول لکھے جا سکتے ہیں اور یہ تاریخ کا ایک حصہ بن جائیں گے۔ جس طرح پورس کے ہاتھی تاریخ کا حصہ ہیں اسی طرح یہ ناظم بھی تاریخ کا حصہ ہوں گے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے اور ہماری حکومت کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ ہم اس نظام کو support کرتے ہیں لیکن جس طرح ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج گوجرانوالہ نے یہ فرمایا تھا میں عدالت میں موجود تھا کہ تحصیل ناظم غنڈہ لسٹ میں نمبر ون پر ہیں لیکن میں مجبور ہوں یہ الیکشن لڑیں گے اور اپیل میں انہوں نے فیصلہ کیا intelligence agency کی رپورٹ انہوں نے عدالت میں دکھائی۔ جو بھی اس وقت گوجرانوالہ کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے کہا کہ میں مجبور ہوں جو ان کے nomination papers reject ہوئے تھے دوبارہ عدالت نے اپیل میں منظور کئے اور جو نشاندہی پہلے ایجنسیوں نے کی تھی اس کے عین مطابق وہ ناظم صاحب اپنی performance کر رہے ہیں۔ یہ دو نظام parallel قطعاً نہیں چل سکتے۔ ان سے جتنی لوٹ مار ہو سکتی یہ لوگ کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس نظام کو purify کرنا چاہیے۔ ہم اس نظام کی حمایت میں ہیں۔ ایم۔پی۔ایز کا قطعاً یہ کام نہیں کہ وہ گلی نالی کے چکر میں پڑے رہیں لیکن خدا کے لئے دیانتدار لوگوں کو آگے لایا جائے۔ پھر یہ لوگ جب فنڈز کی تقسیم کرتے ہیں جس طرح وزیر آباد شہر میں پانچ یونین کونسلز سٹی کی ہیں ایک ناظم نہایت دیانتدار ہے پرانے پیپلز پارٹی کے ورکر ہیں اور حفیظ خلجی ان کا نام ہے۔ لیکن ضلعی ناظم اور تحصیل ناظم نے آج تک ان کو گرانٹ نہیں دی اور اگر کوئی گرانٹ ان کو جاتی ہے تو وہ لوکل کمیٹی بنا کر اس میں سارا استعمال کر لیتے ہیں۔ جو کام کروانا چاہیں کروا لیتے ہیں۔ دوسری یونین

کونسلوں کی نسبت comparatively ان کی progress زیادہ ہے۔ تعمیر پنجاب کی جتنی بھی گرانٹ دی گئی ہے میں on the floor of the House اور on oath یہ کہتا ہوں کہ ٹھیکیدار کہتے ہیں کہ تحصیل ناظم اور دوسرے لوگ 40 فیصد کمشن کا حصہ لے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ رکنے والا نہیں ہے اور عوامی روپیہ ضائع ہو رہا ہے لہذا اسے بچایا جائے۔ ان کی گرانٹ بند کی جائے اور ان کے اوپر چیک رکھا جائے اور آڈٹ کے مناسب اصول بنائے جائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید مجاہد علی شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! یہ 9۔ارب روپے کی خطیر رقم لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے' بلدیات کے حوالے کی جارہی ہے جس کا پرانا سسٹم اس فوجی حکومت نے بدل کر ملک میں نظامت کا system introduce کروایا ہے جس پر آج تک نہ صرف وزیراعلیٰ صاحب' ممبران اسمبلی' بلکہ پوری عوام اس چکر میں پھنسی ہوئی ہے جس سسٹم کو آج تک ہم خود نہیں سمجھ سکے' عوام نہیں سمجھ سکی ممبران اسمبلی نہیں سمجھ سکے اور وزیراعلیٰ صاحب خود نہیں سمجھ سکے۔ اس سسٹم کے لئے مزید 9۔ ارب روپے کی خطیر رقم دینا اور پھر میں یہ بات بڑی سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں کہ اس ایوان کی اسی فیصد اکثریت چاہے وہ اپوزیشن سے ہو یا گورنمنٹ سے ہو' اسی فیصد ارکان اسمبلی اس سسٹم کے خلاف ہیں۔ اس سسٹم نے اس ایوان کے اختیارات پر ڈاکا ڈالا ہے۔ اس سسٹم نے ہمارے وزراء کو بے اثر کر دیا ہے' ہمارے وزیراعلیٰ کو بے اثر کر دیا ہے اور یہ چیزیں شروع میں پریس میں آتی رہی ہیں' یہ تو مشرف صاحب نے پھر آنکھ دکھائی اور یہ بے چارے خاموش ہو گئے ورنہ اس اسمبلی میں بیٹھا ہوا ہر شخص یہ کہتا ہوا سنا گیا ہے کہ جناب! یہ سسٹم ہمارے لئے عذاب ہے اور ہمارے حقوق پر ڈاکا ہے۔ وہاں ہماری کوئی نہیں سنی جاتی۔ ضلعی ناظم اور تحصیل ناظم علاقے کے بادشاہ بنے ہوئے ہیں۔ ایم۔پی۔ایز اور وزراء کی وہاں پر کوئی مشاورت نہیں ہے۔ ان اداروں کو وہاں پر لوٹا جارہا ہے اور اس وقت تک وہاں پر کوئی آڈٹ سسٹم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آپ بھی جانتے ہیں کہ پہلے وہاں پر بلدیات کا سسٹم بہت اعلیٰ تھا۔ بڑا سوچ سمجھ کر اور اس ملک کے حالات کے مطابق وہ سسٹم بنایا گیا تھا۔ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب بھی بلدیات کے وزیر رہے ہیں اور اس وقت میں اتفاق سے چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل تھا تو جب

بلدیات پر ہماری آپس میں باتیں ہوتی تھیں تو اس وقت انہوں نے دو چار تجاویز دی تھیں کہ ہیلتھ اور ایجوکیشن کے محکمے لوکل لیول پر بلدیات سسٹم کو دیئے جائیں۔ مگر اس اسمبلی کا خون اس اسمبلی سے پہلے ہو گیا ہے یعنی اسمبلی بننے سے پہلے اس کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔ یہ تماشا پہلی دفعہ نہیں ہوا۔ پچاس سال سے ہمارے ملک میں مارشل لاء لگتے رہے ہیں اور جو بھی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر آتا رہا ہے وہ اپنے آپ کو عوام کے نزدیک کرنے کے لئے ان اداروں کو اپنے نام سے چلاتا رہا ہے۔ میں بلدیات سسٹم کے خلاف نہیں ہوں۔ آپ وہاں پر 9۔ارب روپے کی خطیر رقم سے ترقیاتی کام کرانا چاہتے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں ہے کہ یہ پیسے آپ بچائیں۔ ہمیں پہلے بھی پتا ہے کہ یہ پیسے آپ نے ہمیں نہیں دینے اور اللہ کی مہربانی سے کوئی ایسی بات بھی نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ یہ پیسے ان بیچاروں کو دیں جو صبح سے لے کر رات دس گیارہ بجے تک اجلاس بھگتاتے ہیں اور بس سرکرتے ہیں۔ جب انہیں دو دو' تین تین کروڑ روپے کی خطیر رقم ملے گی تو یہ اپنے حلقوں میں منہ دکھانے کے قابل ہوں گے۔ پچاس لاکھ روپے میں کیا بنتا ہے' دو تین یا چار میل سے زیادہ سڑک نہیں بنتی۔ اس کے باوجود اس سسٹم میں اتنی خامیاں ہیں' اس میں مجسٹریٹی سسٹم ختم کر دیا گیا۔ یہاں ہم روزانہ بحث کرتے ہیں کہ وہاں پر encroachment ختم نہیں ہو رہی۔ آپ بتائیں encroachment کیسے ختم ہو گی؟ مجسٹریٹی سسٹم ختم ہونے کے بعد وہ اختیار تحصیل ناظم کے پاس ہے۔ تحصیل ناظم کی کیا جرات ہے کہ اس کا ایک ووٹر جو سڑک پر ریڑھی لگا کر کھڑا ہے اسے اٹھوا کر باہر پھینکوائے گا' ایسا کبھی ممکن ہی نہیں ہوا ہے۔ یہ سارا سسٹم کامیاب ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر وہ اسے اٹھوا کر باہر پھینکتا ہے تو اس کا ووٹر اس کے ہاتھ سے جاتا ہے۔ ہمارے ہاں ڈیموکریٹک سسٹم ہی نہیں ہے۔ میں وہاں پر اپنے ووٹر ریڑھی والے کو کھڑا رہنے دوں گا اور اپنے مخالف کو اٹھوا کر باہر پھینکوا دوں گا اور یہ تو ہمارے ذہن ہیں۔ یہ ہمارے ملک کے لئے فیل ترین سسٹم ہے۔ لوگ ابھی تک اس سسٹم پر ہنس رہے ہیں۔ ابھی تک اس سسٹم کے متعلق ہمیں پتا نہیں ہے اور جس نے اس ایوان کے حقوق کے اوپر ڈاکا ڈال رکھا ہے۔ یہاں پر منسٹر صاحبان سے ہم ضلع اور تحصیل کے متعلق سوال پوچھتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے کنٹرول میں نہیں ہیں' ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ یہاں پر بیٹھ کر ایک لیٹر کا تبادلہ نہیں کر سکتے' کسی ایک محکمے کے کلرک کا تبادلہ ہمارے وزراء یہاں بیٹھ کر نہیں کر سکتے۔ آپ یہاں بیٹھے

ہوتے ہمارے بھائیوں سے ان کا حال پوچھیں کہ وہاں پر ان کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ جس سسٹم نے یہاں تک ہمارے اس ادارے کو پریشان کیا ہوا ہے اس سسٹم کے لئے 9-ارب روپے کی رقم دی جا رہی ہے اور جس کا کوئی آڈٹ سسٹم بھی نہیں ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ ضلع کونسلیں اور میونسپل کمیٹیاں ہوتی تھیں اور وہاں پر اس وقت اس ادارے میں ایک آڈٹ ٹیم بھی بیٹھتی تھی۔ جب تک آڈٹ ٹیم کسی بل کو پاس نہیں کرتی تھی کوئی بل پاس نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس وقت وہاں پر کون سا آڈٹ سسٹم ہے۔ اگر ایمانداری سے آج آڈٹ کرایا جائے اور وہاں پر کوئی نیوٹرل آڈٹ ٹیمیں بھیجی جائیں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ پچاس سال کی تاریخ میں اتنی کرپشن نہیں ہوئی جو اس وقت ان اداروں میں ہو رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارے ایک جیسے ہوں گے کیونکہ پانچوں انگلیاں برابر نہیں مگر جہاں کرپٹ لوگ قبضہ کر کے بیٹھے ہیں وہاں ان اداروں کی تباہی ہو چکی ہے۔ پھر آپ نے اوپر سے ان کو اختیارات دے دیئے ہیں کہ جناب! وہ وہاں کی زمینیں بھی بیچ سکتے ہیں' پراپرٹی بھی بیچ سکتے ہیں۔ اس طرح تو آپ ہر چیز ڈاکوؤں کے ہاتھ میں دے رہے ہیں وہ اس ملک کے وسائل کو لوٹ کر کھا جائیں۔ کل کو جب آپ کو اور ہمیں ہوش آئے گا تو کچھ نہیں بچا ہوگا' ہر چیز بک چکی ہوگی کیونکہ وہاں پر کوئی سسٹم نہیں ہے تو اس سمجھ نہ آنے والے سسٹم کی بجائے آپ ہمارے ان بھائیوں کو دو دو تین تین کروڑ روپیہ دیں تاکہ یہ بھی اپنے حلقے میں الیکشن لڑنے کے قابل ہوں اور وہاں جا کر سرخرو ہوں۔ مجھے یہ اشارہ کر رہے ہیں کہ آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ یہ سب میری تائید کرنا چاہتے ہیں۔ میں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ اندر سے یہ سارے خوش ہیں۔ جس کسی کا کوئی بھائی ضلعی یا تحصیل ناظم نہیں ہے وہ سارے بے چارے عذاب میں ہیں۔ انہیں پتا ہے کہ ہم صرف یہاں اسمبلی میں حاضری لگوانے کے لئے آتے ہیں اس کے علاوہ ان کا کوئی رول نہیں ہے۔ یہ جب ضلع میں جاتے ہیں تو انہیں وہاں پر کوئی نہیں پوچھتا۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ مہربانی۔ چودھری زاہد پرویز!

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ ساڑھے 9-ارب سے زیادہ کی خطیر رقم ضلع اور تحصیل سٹی کے ناظمین کو دے رہی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس تو پہلے ہی بہت زیادہ وسائل ہیں۔ ان کے تو پہلے ہی رجسٹری فیس کے ٹھیکے کروڑوں روپے میں نیلام ہوتے ہیں' اڈہ فیس نیلام ہوتی ہے' خطرناک اشیاء نیلام ہوتی ہیں۔ اس میں آپ سارے شہر سے جہاں سے بھی

چاہیں ٹیکس اکھا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بورڈوں کے ٹیکس وغیرہ سے بھی گوجرانوالہ کی میونسپلٹی پچاس کروڑ سے بھی زیادہ اکھا کرلیتی ہے کیونکہ میں وہاں کونسلر بھی رہا ہوں اور ناظم بھی رہا ہوں۔

جناب سپیکر! ضلعی اور تحصیل ناظمین ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کاموں سے کم از کم پینتیس سے چالیس فیصد کمیشن کھا جاتے ہیں۔ انہوں نے وہاں پر لوٹ مار کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ تو جناب سپیکر! جیسے مجھ سے پہلے میرے پیشرو نے تقریر کی ہے کہ یہ تو بنایا ہی جنرل مشرف نے ہے اور یہ انہی کی نرسری ہے۔ وفاقی گورنمنٹ یا جنرل پرویز مشرف انہیں 60-ارب سے زیادہ رقم دے رہے ہیں جو یہ اپنے علاقوں کی بہتری اور ترقی کے لئے خرچ کریں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنی بڑی رقوم ان لوگوں کو دینی' جس میں سے یہ اتنا زیادہ کمیشن کھاتے ہیں اور ان کے منصوبہ جات بھی بروقت پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ آج کل الیکشن لڑنے کا یہی طریقہ ہے کہ کوئی ناظم ہو' ایم۔پی۔اے ہو یا ایم۔این۔اے لوگ یہی ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ ہماری سڑکیں بنائی جائیں' گلیاں بنائی جائیں' سوئی گیس لگوایا جائے اور بجلی کا کام کروایا جائے۔ آپ یہاں جتنی مرضی اچھی تقریریں کر کے جائیں لیکن جب آپ اپنے علاقوں میں جاتے ہیں تو لوگ اسی طرح کے مسائل آپ کے سامنے لے کر آتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو بھرتی کراؤ اور ہمارے یہ ترقیاتی کام کراؤ تو جناب والا! پنجاب گورنمنٹ کو چاہیے کہ اتنی بڑی رقم اپنے اداروں کے ذریعے استعمال کرائے تاکہ پنجاب گورنمنٹ کا نام بنے۔ اپنے ایم پی ایز کے ذریعے یہ ترقیاتی کام ہونے چاہئیں' چاہے وہ ٹریژری بینچز کے ہوں یا اپوزیشن کے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میونسپلٹی کو اتنی بڑی رقم دینا ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ آپ اس میں اپنے ہاؤس کا نام بتائیں۔

جناب والا! ان اداروں کا نہ آپ آڈٹ کروا سکتے ہیں اور نہ اس کا کوئی چیک اینڈ بیلنس دیکھ سکتے ہیں۔ جس چیز کا اختیار ہی نہ ہو' آپ نہ اپنی مرضی کے مطابق منصوبے دے سکتے ہیں تو ان میونسپلٹی کو اتنی رقوم فراہم کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ میری یہی استدعا ہو گی کہ آپ اپنے ایم۔پی۔ایز کے ذریعے یہ کام کروائیں یا جو پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت ادارے آتے ہیں' ان کے ذریعے کام کروائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ۔ راجا ریاض احمد صاحب!

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب سپیکر! 9-ارب 52 کروڑ 14 لاکھ 13 ہزار کی خطیر رقم اس ادارے کو دی جا رہی ہے۔ تقریباً پچھلے تین سال میں جو بھی رقم وہاں پر گئی' اس میں اس پیمانے پر غور وبرد کی گئی ہے' جس کی اس سے پہلے مثال نہیں ملتی۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے صوبہ پنجاب میں ٹیکس فری بجٹ پیش کیا ہے لیکن میں ان سے یہ سوال پوچھتا ہوں کہ جو T.M.A اور ضلع کونسلیں لوگوں پر ٹیکس لگا رہی ہیں' وہاں پر ریڑھی والے پر ٹیکس ہے' وہاں پر چھابڑی والے پر ٹیکس ہے' وہاں پر بورڈ لگانے پر ٹیکس ہے' وہاں پر رجسٹری کرانے پر ٹیکس ہے' وہاں پر سانس لینے پر بھی تحصیل حکومتیں اور ضلعی حکومتیں ٹیکس وصول کر رہی ہیں۔ وہ ٹیکس جب عوام دیں گے تو کیا عوام یہ کہیں گے یا نہیں کہ موجودہ حکومت یا موجودہ حکومت کی جو ضلعی حکومتیں ہیں وہ ٹیکس وصول کر رہی ہیں۔ میرا وزیر خزانہ صاحب سے یہ بھی سوال ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ ہم آڈٹ کروا سکتے ہیں۔ میں یہ سوال پوچھتا ہوں کہ پچھلے تین سال میں کسی T.M.A کا' کسی ضلعی حکومت کا' کسی یونین کونسل کے ناظم کا اگر انھوں نے آڈٹ کرایا ہے تو اس کو سامنے لائیں۔ میں راجا بشارت صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ ہر یونین کونسل کو ہر مہینے 60 ہزار کا چیک دیا جاتا ہے۔ وہ 60 ہزار کا چیک ناظم کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا ہے۔ وہ ناظم اس میں سے تین' چار چھ ہزار تنخواہیں دیتا ہے اور باقی رقم ہڑپ کر جاتا ہے۔ مجھے وزیر خزانہ صاحب یہ بتائیں کہ وہ فنڈ' وہ 60 ہزار روپیہ جو ہے اس کا تین سالوں میں کسی قسم کا کوئی آڈٹ ہوا ہے؟ کیا ناظموں سے پوچھا گیا ہے کہ ہم نے آپ کو تین سال 60 ہزار روپیہ مہینے کے حساب سے جو رقم دی ہے' وہ آپ نے کدھر خرچ کی ہے۔ میں یونین کونسل کے ناظم کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد تحصیل ناظم پر آ جائیں تو جتنی کرپشن' میں یہاں پر لفظ اکثریت کہوں گا کہ تحصیل ناظم اور ضلع ناظم کی اکثریت نے اتنی کرپشن کی ہے کہ پچھلے پچاس سال کے ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں۔ ان سے پہلے جو کرپٹ لوگ تھے تو اب لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو کچھ بھی نہیں تھے' وہ تو شریف لوگ تھے' وہ تو بے چارے بڑے بے بس اور تھوڑے ڈاکے

مارتے تھے' یہ تو بہت بڑے ڈکیت ہیں۔ میں راجا بشارت صاحب سے پوچھوں گا کہ کیا اس لئے یہ خطیر رقم 9۔ارب 52 کروڑ کی دی جارہی ہے کہ پہلے ضلع ناظم کے پاس چار گاڑیاں ہیں' اب چھ کرنے کے لئے یہ رقم دی جارہی ہے۔ تحصیل ناظموں کے پاس دو دو تین تین گاڑیاں ہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں بطور ایم۔پی۔اے پچاس پچاس لاکھ روپیہ ملا' اس پچاس لاکھ روپے میں سے ہم جو کام کراتے ہیں' وہ کام T.M.A کے کاموں میں ہو رہے ہیں کہ انہوں نے بھی یہ کام کرایا ہے' وہی کام ضلع حکومت بھی کر رہی ہے کہ یہ کام ہم نے کرایا ہے' وہی کام ایم۔این۔اے صاحب کے کھاتے میں بھی پڑ رہا ہے کہ یہ ایم۔این۔اے صاحب نے کرایا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ جو خطیر رقم ضلعی حکومتوں کو دی جارہی ہے۔ یہ فنڈز کا ضیاع ہے اور اس سے لوٹ مار کا بازار مزید گرم ہوگا۔

جناب سپیکر! یہاں پر T.M.A جو ٹیکس لگا رہی ہیں' اور جو ضلعی حکومتیں ٹیکس لگا رہی ہیں' وہ انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ میرے بھائی ابھی کہہ رہے تھے کہ بجلی کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اس لئے ہم نے واسا کے بل بڑھائے ہیں' کیا یہ بھی کبھی ہوا ہے کہ دو دو تین تین سو فیصد واسا کے بل بڑھ گئے ہوں۔ میں ان کو تجویز دیتا ہوں کہ وہاں پر بجلی کی بجائے سوئی گیس کے جنریٹر رکھیں اس طرح ان کے بلوں میں کمی آئے گی لیکن جہاں پر بھی واسا موجود ہے وہ دو سو فیصد سے لے کر تین سو فیصد تک غریب شہریوں پر ٹیکس لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے فیصل آباد میں جڑانوالہ سے کوٹ عبدالمالک بنگلہ ہے' یہ تقریباً بیس میل کا سفر بنتا ہے' آپ کے حلقے میں ہے اس پر گیارہ جگہ پر ضلعی حکومت نے ٹیکس لگایا ہوا ہے۔ اسی طرح ہمارے شہر فیصل آباد میں ضلعی حکومت نے پنجاب حکومت کی منظوری کے بغیر ٹال ٹیکس لگا دیا تھا۔ جس پر ہم نے تحریک التوائے کار دی اور اس کے تحت ایک سپیشل کمیٹی بنی' جس کی ابھی رپورٹ آئی ہے اور وہ ٹیکس وہاں سے ختم کیا گیا۔ یہ ضلعی حکومتوں کی کرپشن کی بدترین مثال ہے کہ حکومت پنجاب کی منظوری کے بغیر وہ ٹیکس لگا دیا گیا۔ میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ جو ٹیکس لگانے جارہے ہیں اور ضلعی حکومتوں' تحصیل حکومتوں کو جو 9۔ارب روپے کی خطیر رقم ان کو مزید کرپشن کے لئے مزید لوٹ مار کے لئے مزید اپنی گروپنگ کرنے

کے لئے نہ دی جائے۔ میری آپ سے یہی استدعا ہو گی۔ مہربانی' شکریہ

جناب سپیکر، جناب چودھری محمد شفیق!

چودھری محمد شفیق انور، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا مشکور ہوں۔ 9-ارب 52 کروڑ روپیہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی' گوجرانوالہ واسا' ایل ڈی اے' پنجاب انڈسٹری سٹیٹ' سوئی گیس' ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور' ایف ڈی اے اور اسی طرح بہت سے شہروں کے لئے یہ رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ علاقوں کو پیسے ملیں' ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب میں ٹرانسپورٹ کی سہولتیں بہتر ہوں تاکہ شہری اس سے فائدہ اٹھا سکیں' ہم یہ چاہتے ہیں کہ سوئی گیس کو پیسا ملے' ہم یہ چاہتے ہیں کہ واسا کو پیسا ملے تاکہ لاہور کے مسائل دُور ہوں لیکن ہمارا نقطہ نظر اس سے مختلف اس لئے ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں اور ہمیں ان لوگوں کا تحفظ چاہیے۔ ہمیں ان لوگوں کے حقوق کا جن لوگوں نے ہمیں اپنے کندھوں پر بٹھا کر اس فورم میں بھیجا ہے' جن لوگوں نے ہمیں منسٹر بنایا ہے' جن لوگوں نے ہمیں چیف منسٹر بنایا ہے۔ ہمیں ان لوگوں کے حقوق کا تحفظ چاہیے۔ ہمیں وہ تحفظ کس طرح سے مل سکتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا کام عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے ان کو فنڈز مہیا کرنا تو ضرور ہے لیکن ایک اور بڑی ذمہ داری ہے کہ جو وزیر خزانہ کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ راجا بشارت صاحب کی بھی سب سے بڑی ذمہ داری ہے جو ان محکموں سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں' جو بلدیات سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی زیادہ ذمہ داری ہے لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایوان کی بہت ساری ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں' وہ ایوان میں تو گورنمنٹ کا دفاع کر رہے ہیں لیکن وہ ادارے جن کو یہ پیسے دے رہے ہیں' فنڈز دے رہے ہیں' ان کی طرف ان کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ ان کے سیکرٹری بے بس ہیں' یہ خود بے بس ہیں' یہ اس سسٹم کی وجہ سے بے بس ہیں جو سسٹم شیڈول 6 میں رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ پنجاب اسمبلی کوئی ایسی ترامیم لائیں جو ان اداروں پر چیک اینڈ بیلنس رکھ سکے۔ ان کی کرپشن پر چیک اینڈ بیلنس رکھ سکے۔ اس لئے میری گزارشات یہ ہیں کہ جناب سب سے زیادہ جو فنڈز ہم مہیا کر رہے ہیں اگر ہم صرف ان کا ہی

تحفظ کر لیں' ان کو ہی صحیح طریقے سے ہم استعمال کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہی بہت بڑا پنجاب کے عوام پر احسان ہو گا۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ پیسا 50 فیصد بھی خرچ نہیں ہو رہا۔ جس طریقے سے ارشد صاحب نے کہا کہ لاہور واسا نے واٹر سپلائی اور سیوریج کے ریٹ up کر دیئے ہیں جس سے لوگوں کو اپنی روزی کمانے کے علاوہ ان بلوں کا فکر پڑ گیا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا اور اس کی میں چند مثالیں بھی دوں گا۔ میں ڈسٹرکٹ رحیم یار خان سے تعلق رکھتا ہوں اور میری تحصیل صادق آباد ہے۔ میں اپنے مسائل' اپنی تکالیف کے علاوہ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ میں اس ایوان کے سامنے اور اپنے منسٹر کے سامنے بھی رکھوں تاکہ کم از کم ان کو یہ پتا چلے کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں کیا کچھ ہو رہا ہے؟ اس وقت سوئی گیس کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں' میں ایک ضلع کا نام لیتا ہوں جس کا نام ضلع گجرات ہے جس کے لئے 2۔ارب 51 کروڑ روپے رکھا گیا ہے۔ نو کروڑ میں سے' پنجاب ارین ٹرانسپورٹ بھی شامل ہے' واسا بھی شامل ہے' ایف۔ڈی۔اے بھی شامل ہے' ایل ڈی اے بھی شامل ہے اور بھی بہت سارے ایسے شعبے شامل ہیں۔ ان 9۔ارب روپے میں سے 2۔ارب 51 کروڑ روپے صرف گجرات میں سوئی گیس کے لئے رکھے ہیں۔ ہمارے ضلع میں جو پچھلے دنوں ضمنی الیکشن ہوا تھا' جو میں سمجھتا ہوں کہ الیکشن کی بنیاد پر صرف سٹی رحیم یار خان کے لئے اور کسی شہر کے لئے نہیں' صادق آباد کے لئے ہے' خان پور کے لئے ہے' نہ وہ لیاقت پور کے لئے ہیں وہ صرف انہوں نے ضمنی الیکشن لڑا تھا اور ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب یہاں اعلان کر کے گئے تھے' یہ ان کے لئے رکھا گیا ہے۔ یہ ہماری عوام کو سیاسی رشوت دی گئی تھی اور صرف الیکشن جیتنے کی بنیاد پر رکھا ہے۔ لیکن میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ جناب راجا صاحب! میرا صادق آباد سٹی بہت بڑی پرانی آبادی ہے۔ وہاں صرف 20 فیصد آبادی میں سوئی گیس ہے 80 فیصد آبادی میں سوئی گیس نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ سن کر حیران ہوں گے کہ ضلعی گورنمنٹ کو 68۔ارب روپیہ ہم دے رہے ہیں' جس میں ہمارا ضلع بھی شامل ہے' ہماری تحصیل کونسلیں بھی شامل ہیں' میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ صادق آباد کا پورا سیوریج سسٹم تباہ ہو چکا ہے۔ آپ حیران ہوں گے وہ اس لئے کہ ضلع ناظم اور ہمارے وزیراعلیٰ کے مشیر جہانگیر ترین' اگرچہ یہ ان کی تحصیل ہے لیکن

چونکہ وہ صادق آباد میں رہائش پذیر نہیں ہیں' ان کو صرف اپنے جمال دین والی کی پڑی ہوئی ہے اور میں آپ کو یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ پچھلے سال ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے صرف جمال دین والی اسٹیٹ میں اٹھارہ کروڑ روپے کی سڑکیں بنائی ہیں۔ یہ ایک ریکارڈ بات ہے اور آپ اسے on record چیک کر سکتے ہیں۔ ہم یہ پیسا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو صرف اس لئے نہیں دیتے کہ وہ اپنی سٹیٹ میں جا کر سڑکیں بنائے۔ وہ اس لئے کہ وہاں ان کی شوگر مل ہے اور صرف اپنے علاقے میں شوگر مل کے لئے سڑکیں بنا رہے ہیں جو بارہ فٹ سڑک تھی وہ تیس فٹ کر دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان پیسوں پر حق ہمارے دوسرے علاقوں کا بھی ہے' پورے ضلع کا حق ہے لہذا راجا صاحب! برائے مہربانی آپ ان کو چیک کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ میں تحصیل میونسپل کمیٹی صادق آباد میں جب چیئرمین میونسپل کمیٹی تھا تو ایک بکرمنڈی کو میں نے 69 لاکھ روپے میں نیلام کیا تھا اور اس وقت ریٹ صرف 3 روپے فی جانور تھا۔ اب فی جانور پانچ روپے ہے۔ بکرمنڈی پچھلے سال 20 لاکھ میں نیلام ہوئی تھی اور 24 لاکھ دس ہزار میں اب نیلام ہوئی ہے۔ کرپشن کی انتہا ہے اور دوسری طرف sources of income میں کرپشن ہو رہی ہے اور وہ کس طریقے سے ہو رہی ہے کہ ہم پر ٹیکس لگائے جا رہے ہیں' جیسے میں نے بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ آپ حیران ہوں گے کہ ایک حمام والے کو سالانہ دو ہزار روپے سیوریج ٹیکس لگایا گیا ہے اور جو کپڑے اور کھوکھے والی دکانیں ہیں ان پر تین ہزار روپے پروفیشنل ٹیکس لگایا گیا ہے۔ باقی بلدیات کے ٹیکس علیحدہ ہیں۔ جہاں یہ ٹیکسی سٹینڈ والے ہیں' ہماری تو چھوٹی چھوٹی ٹیکسیاں ہیں' لاہور اور فیصل آباد کی ٹیکسیاں نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ پنجاب میں پانچ روپے یا دس روپے فی پھیرا ہے۔ صادق آباد واحد تحصیل ہے جہاں پچیس روپے فی پھیرا ہے۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ یہ صرف اس لئے ہو رہا ہے کہ یہاں چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے۔

میں اب اس کو wind up کرتا ہوں۔ دوسری میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ ہمارا صادق آباد میں صرف ایک over bridge ہے جو کہ ناکارہ ہو چکا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ نے واسا کو پیسے دیئے ہیں' ایف۔ڈی۔اے کو دیئے ہیں' ایل۔ڈی۔اے کو دیئے ہیں اور بہت سارے اداروں کو دیئے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایک ہی پل ہے جو صادق آباد کے ایک حصے کو

دوسرے حصے سے ملاتا ہے اور وہ دو سال سے بالکل ناکارہ ہو چکا ہے' ہیوی ٹریفک وہاں سے گزر نہیں سکتی۔ لہذا شہریوں کو ہیوی ٹریفک کے لئے پانچ سے دس کلومیٹر کا سفر صرف اس لئے طے کرنا پڑتا ہے اور اس پل کی وجہ سے راؤنڈ اپ آنا پڑتا ہے لیکن ہم ضلع گورنمنٹ کو پیسے تو دے رہے ہیں۔ ہمارے علاقے کے جہانگیر ترین صاحب جو وزیراعلیٰ کے مشیر بھی ہیں کیونکہ انہوں نے وہاں سے گزرنا ہی نہیں یا ان کو ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ اپنے علاقے کی سڑکوں کے لئے پیسا رکھ سکتے ہیں لیکن صادق آباد سٹی کے لئے کوئی پیسا نہیں رکھ سکتے۔ لہذا راجا صاحب! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان چیزوں کو چیک کریں' اس کرپشن کو بند کریں۔ افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کے سیکرٹری بھی اس معاملے میں کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر ہمارا چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے' ہم ان کا آڈٹ نہیں کر سکتے۔ آپ پیسا دیں لیکن خدارا! آپ کی ذمہ داری ہے اور میں سپیکر صاحب کی وساطت سے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس کرپشن' بدمعاشی اور غنڈہ گردی کو بند کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! John Lloyd. Wright نے کہا تھا کہ

Doctor can burry his mistakes but an architect can only advise his clients to plant vines.

آپ نے جو لوکل گورنمنٹ سسٹم بنایا ہے اس پر کیونکہ میرا نام تو نہیں تھا کہ کافی چیزیں اس میں miss ہو رہی ہیں۔ سب سے پہلے جب آپ loaning کرتے ہیں تو آپ تین چیزوں کا خیال کرتے ہیں پہلے نمبر پر کہ revenue generation کیسے ہو گی؟ second is the pay back capacity and third is the over all financial care. پہلا issue یہ ہے کہ جب آپ P.R.T.C والوں کو جو دے رہے ہیں یہ تینوں چیزیں اس میں fall نہیں کرتیں۔ آپ ایک loan دے رہے ہیں already نہ اس کی pay back capacity ہے' نہ اس کی financial health ہے' نہ اس کی money generation ہے۔ یہ ایک ایسا پیسا ہے جو آپ loss کی طرف دے رہے ہیں۔ دوسرا پچھلی تقریر میں یہاں پر فرمایا گیا تھا کہ ہم T.M.As کو to write off loans

incentives دیں گے اس میں چار T.M.As کا incentive ہو بھی گیا۔ اس کے بعد آپ دیکھیں کہ جو آپ write off loans کے لئے already incentives دے رہے ہیں' آپ اس کو further loan کس کے لئے دے رہے ہیں جو کہ آپ already قرضے incentives کے ذریعے write of کرا رہے ہیں There is no moral or legal and financial justification. کہ ان کو دوبارہ قرضہ دیا جائے۔ تیسرا آپ لوکل گورنمنٹ سسٹم میں دیکھیں کہ سب سے بڑا flaw ہمارے آڈٹ سسٹم میں یہ ہے کہ ہم ٹوٹل آڈٹ 10 per cent کرتے ہیں اور ٹوٹل آڈٹ میں جب 10 فیصد کرتے ہیں تو اس کا سب سے بڑا flaw ہوتا ہے کہ جس ڈیپارٹمنٹ کا جسے پنجاب میں کہتے ہیں کک مکا ہو جاتا ہے اس کے خلاف کوئی paras نہیں آتے۔ سب سے کم paras جو financial irregularities کے آتے ہیں وہ پولیس کے خلاف آتے ہیں ان کو کوئی چھیڑ نہیں سکتا۔ وزیر خزانہ کو چاہیے کہ اپنے آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کو expand کر کے ٹوٹل آڈٹ کروائیں اور ٹوٹل آڈٹ میں آپ دیکھیں کہ جیسے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے۔ پیرا کیا آتا ہے کہ جناب اس غریب ہیڈ ماسٹر نے غلط house rent لے لیا ہے۔ کبھی کسی نے دیکھا ہے کہ ایک سیکرٹری بطور چیئرمین بورڈ نے ٹیلی فون تین لاکھ روپے کا misuse کر لیا ہے۔ آپ۔ٹی۔ایم ایز کو پیسا تو دے رہے ہیں لیکن تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کا آڈٹ نہیں کروا سکتے ہیں۔ loan گورنمنٹ آف پنجاب دے گی مگر آپ اس کا آڈٹ نہیں کروا سکتے۔ اگر آڈٹ ہو گا بھی تو وہ لوکل آڈٹ ہو جائے گا۔ آپ دیکھیں کہ overlaping' یونین کونسل' ٹی۔ایم۔اے' ٹاؤن کمیٹی اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ' یونین کونسل بھی نالی بنا رہی ہے' تحصیل والے بھی نالی بنا رہے ہیں' ڈسٹرکٹ والے بھی نالی بنا رہے ہیں' ایم پی اے بھی نالیاں بنا رہے ہیں اور ایم این اے بھی نالیاں بنا رہے ہیں۔ پانچ ادارے ایک ہی نالی بنا رہے ہیں اور overlaping کا سسٹم ختم۔ میری اس میں ایڈوائس یہ ہو گی کہ اگر آپ اس میں amendment لائیں کہ صرف یونین کونسل یہ کام کر سکتی ہے۔ تحصیل سڑک بنا سکتی ہے' ڈسٹرکٹ سڑکیں اور پل بنوا سکتے ہیں' ایم۔پی۔اے صاحبان کے فنڈز بجلی کے لئے' گیس کے لئے یا کسی میگا پراجیکٹ کے لئے مختص کر دیں' یا سکولوں کے لئے مختص کر دیں۔ ایم۔این۔اے صاحبان کے لئے کچھ اور مختص کر دیں اس سے overlaping کے ساتھ

پیسا بھی بچے گا۔ جناب سپیکر! اس وقت total funding میں سے 37 فیصد کمیشن کی نذر ہو جاتا ہے۔ میں بڑے دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ کی ٹی۔ایم۔اے شاید بڑی ایماندار ہو گی۔ چونکہ ہمیں آپ پر پورا اعتماد تھا' پورا بھروسہ تھا ہم نے آپ کی ٹی۔ایم۔اے کو کہا کہ ہمارے جتنے ڈویلپمنٹ پروگرام ہوں گے وہ کروائیں گے مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ جتنی کرپشن انہوں نے اس کام میں کی ہے اور وہ ہمارے پاس آ رہے ہیں کہ جی آپ دستخط کر دیں اور ہم دستخط نہیں کر رہے۔ کیونکہ اس میں کرپشن کی وجوہات تھیں۔

جناب سپیکر! ہم نے اب دیکھنا ہے کہ اس سسٹم کی classification کے بعد ہم کیا کر سکتے ہیں؟ جیسا کہ ارشد بگو صاحب نے کہا ہے یہ اسمبلی اس سلسلے میں helpless ہے۔ ہم ایک چیز دوبارہ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ may be کسی نے Aristotle Anoysis سے پوچھا تھا کہ What is the reason for in the success in business? تو اس نے کہا کہ

The reason of success in my business is that I know something which nobody else knows.

جناب سپیکر! کرپشن کا ایک ایسا سسٹم ہے جو ان لوگوں کو آتا ہے مگر انہیں پتا نہیں چل رہا۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ loans دیتے وقت جن کی financial capacity نہیں ہے' ان کی overall working condition نہیں ہے ' pay back capacity نہیں ہے۔ ان کو دے رہے ہیں۔ دوسری بات آپ T.M.A's کو incentive دے رہے ہیں جو کہ already over burdened ہیں۔ جو ٹیکس لگا رہے ہیں ان کے پاس آپ کا کوئی check نہیں ہے۔ چونکہ سب دوستوں نے یہاں پر بات کی ہے مگر میری تو صرف یہ گزارشات ہیں کہ to check this commission, check corruption اور loaning کے لئے You should go according to the financial discipline. شکریہ

جناب سپیکر، راجا محمد شفقت خان عباسی صاحب!

راجا محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو وہی ہے اور میں بھی اسی بات کا رونا روؤں گا کہ آئین کا آرٹیکل 140 یہ کہتا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کا نظام Provincial

subject ہے۔ Provinces نظام وضع کریں گے مگر جب آگے جاتے ہیں اور 6th schedule دیکھتے ہیں اور آرٹیکل 268 دیکھتے ہیں تو وہاں ہمارے ہاتھ tight ہوتے ہیں۔ لہذا بہت سی باتیں کرنے کو دل کرتا ہے کہ لوکل باڈیز آرڈیننس میں ناظم کے معاملات میں یہ ہونا چاہیے' وہ ہونا چاہیے مگر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے سات کروڑ عوام اور پاکستان کے تمام صوبوں کو tight کر دیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبائی خود مختاری میں مداخلت ہے۔ Devolution Plan میں معاملات ڈسٹرکٹ کو دے دیئے گئے indirectly سارے کے سارے معاملات اسلام آباد اور مرکز سے کنٹرول ہو رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اس صوبے میں جہاں بے چینی پائی جاتی ہے' وہیں اس اسمبلی میں بھی بے چینی پائی جاتی ہے' آپ اس بات کا اندازہ کریں کہ دیگر تین صوبے سندھ' سرحد اور بلوچستان بھی مرکز کے تحت آ گئے اور یہ کیسا message جا رہا ہے؟ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے اور جنرل مشرف صاحب کو بھی ہم گزارش کرتے ہیں کہ آپ نے یہ جو 6th schedule میں ڈالا ہوا ہے تو یہ بات پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کے خلاف' پاکستان کی صوبائی خود مختاری کے خلاف جاتی ہے۔ خدانخواستہ کل کوئی ایسا معاملہ آ جائے اس لئے کہ آج بلوچستان اور سندھ کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ناظم کی willing کے بغیر ہم اپنے ضلع کے کنسٹیبل کو بھی ہلا نہیں سکتے۔ اور یہاں پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ ہم نے بیورو کریسی کو کنٹرول کر لیا ہے' انگریز کا نظام تبدیل کر دیا ہے۔ بیورو کریسی کسی سیاسی جماعت کی آلہ کار نہیں ہوا کرتی تھی۔ ڈپٹی کمشنر پورے پاکستان کی کریم ہوا کرتے تھے' میں سمجھتا ہوں کہ پبلک سروس کمیشن کے تحت جو لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں وہ پورے پاکستان کی کریم ہوتے ہیں۔ آج ہم نے ایک matriculate ناظم کے حوالے پورا ضلع کر دیا ہے۔ ایک matriculate کے حوالے پوری تحصیل کر دی گئی ہے اور ڈی۔سی۔او اور بڑے بڑے افسران ان کے ماتحت کر دیئے گئے ہیں جس سے ملک افراتفری کا شکار ہے' ناظمین کو پتا نہیں کہ ان کے اختیارات کیا ہیں؟ اسمبلی اپنی جگہ پر چیخ و پکار کر رہی ہے' امن و امان کے معاملات صرف اس لئے پیدا ہو رہے ہیں کہ آج ایک matriculate ڈسٹرکٹ ناظم اس قابل نہیں ہے کہ وہ پورے ضلع کو سنبھال سکے وہ پولیس کو کیسے کنٹرول کر سکتا ہے؟ میں مری کی ایک مثال دوں گا کہ وہاں

کسی زمانے میں ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر لیول لوگ مری میں ہونے والی کنسٹرکشن اور تعمیرات کا جائزہ لیا کرتے تھے ' آپ بھی وہاں پر گئے ہوں گے اور دیکھا ہو گا کہ مال روڈ پر ایک طرف کنسٹرکشن کرنے کی اجازت تھی اور دوسری طرف ہمیشہ سے خالی رہا۔ لیکن جب سے یہ نظام آیا۔ وہاں لوٹ کھسوٹ کا نظام جاری ہے 'ناجائز تجاوزات جاری ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ راجا بشارت صاحب سے میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے پنجاب حکومت نے وہاں پر کنسٹرکشن کی پابندی لگائی ہے لیکن وہاں پر دن رات کنسٹرکشن ہو رہی ہے۔ اس لئے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم آزاد ہیں' اسٹیٹ کے اندر ایک اسٹیٹ بنائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہر جگہ مری کے جو معاملات ہیں 'جو پنڈی کے معاملات ہیں' پورے پنجاب میں اسی طرح ہے ۔ یہاں پر مالیاتی ڈسپلن کے حوالے سے کسی دوست نے کہا ہے کہ آڈٹ کے حوالے سے پنجاب حکومت کا ان پر کیا اختیار ہے؟ کل فنانس منسٹر نے کہا ہے مگر میں نہیں سمجھتا اللہ کرے کہ ان کے معاملات پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں آئیں مگر وہ تو یہ کہتے ہیں کہ ہماری ضلعی سطح پر اپنی اکاؤنٹس کمیٹیاں ہیں ' ہم ان کے سامنے جواب دہ ہیں اور ضلعی حکومت اپنے طور پر الگ گورنمنٹ ہے وہ پنجاب حکومت کے ماتحت نہیں ہے ۔ پنجاب حکومت کے جو جو محکمے ہیں ان کے ماتحت نہیں ہیں ان کی ٹرانسفرز' ان کی پوسٹنگز اور ان کے سارے معاملات ----

جناب سپیکر! میں ایک اور بات عرض کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو Vision 2020 دیا ہے پنجاب حکومت کہتی ہے کہ ہم اس میں تعلیم کو پہلے نمبر پر رکھتے ہیں لیکن یہ کس طرح کسی ڈسٹرکٹ کو پابند کر سکتے ہیں کہ آپ بھی تعلیم کو پہلے نمبر پر ترجیح دیں۔ میں اس کی مثال راولپنڈی کے حوالے سے دوں گا کہ راجا بشارت صاحب کے اپنے ضلع میں----

جناب سپیکر، آپ لوکل گورنمنٹ پر بات کریں۔

راجا محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے ہی بات کر رہا ہوں ۔ میرے ضلع راولپنڈی میں پچھلے سال ڈویلپمنٹ فنڈ کے لئے ایجوکیشن کی مد میں ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔ جب وہ ایک پیسا بھی نہیں رکھیں گے تو پھر کس طرح سکول up grade ہوں گے ' پوسٹنگ کس طرح ہو گی اور باقی معاملات کس طرح چلیں گے؟ اس لئے ہم

پیسے دینے کے بعد بھی ان کو پوچھ نہیں سکتے' ان کو کنٹرول نہیں کر سکتے' ان کا حساب کتاب نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے یہ جو 9-ارب روپیہ مزید قرض کی شکل میں دے رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے یہ ٹھیک بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اربوں روپے کے بجلی کے بل جو میونسپل کمیٹیوں کے ذمہ تھے وہ پنجاب حکومت نے ادا کئے ہیں اور اس طرح یہ اضافی بوجھ بھی پنجاب حکومت کو ادا کرنا پڑا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب جہانزیب امتیاز گل!

جناب جہانزیب امتیاز گل ، شکریہ جناب سپیکر ! میں loans to Muncipalities and autonomous bodies کے سلسلے میں بات کرنا چاہوں گا۔ آپ دیکھیں کہ دنیا میں کہیں بھی جب loan دیا جاتا ہے تو وہاں پر ایک financial analysis کیا جاتا ہے۔ کمپنیوں کی financial strength دیکھی جاتی ہے۔ ان کی revenue generation capacity دیکھی جاتی ہے۔ ان کی pay back capacity دیکھی جاتی ہے۔ مختصراً ان کی over all financial health کو judge کیا جاتا ہے لیکن ہم نے loan دیتے وقت ان تمام چیزوں کو ignore تو کیا' بالکل ہی نہیں دیکھا۔ اس کی مثال میں آپ کو دیتا ہوں۔ ہم نے پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کا ایک loan extend کر دیا جو کہ already بند ہو چکی ہے That company has gone bankrupt ہم نے اس کو اڑھائی کروڑ روپے کا loan دے دیا Sir, I go to Finance Department اس کے ساتھ ساتھ آپ دیکھئے کہ ایک طرف ہم نے پی-ایم-ایز کو پچھلے سال incentive package دیا اور کہا کہ ہم ان کے loan write off کر دیں گے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی financial health ایسی ہو چکی تھی کہ وہ pay back نہیں کر سکتے تھے۔ اس incentive package میں چار پی-ایم-ایز نے اس کو avail بھی کیا اور ان کے loans write off کر دیئے گئے۔ پی-ایم-ایز کا سٹرکچر بالکل ایک ہی طرح کا ہوتا ہے' ان کے ریونیو جنریشن کی source اور pay back کرنے کی جو capacity ہوتی ہے وہ بالکل ایک دوسرے کی طرح ہوتی ہے لیکن ہماری بد قسمتی دیکھئے کہ ہم نے ان factors کو ignore کرتے ہوئے گوجرانوالہ واسا کو loan دیا' ہم نے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو

loan دیا ہے' ہم نے سٹی گورنمنٹ لاہور کو loan دیا ہے' تو میں سٹی گورنمنٹ کے سلسلے میں بھی یہ کہوں گا کہ شاید اس کا financial structure راجا صاحب نے اس پر کوئی محنت کی ہو یا اسے کچھ بہتر بنایا ہو لیکن still ٹی ایم ایز کا سٹرکچر ویسا ہی ہے جیسا واسا کا ہے۔ ٹی ایم ایز چھ ولٹی کو ہم نے loan دیا loan دینے پر میں بالکل اعتراض نہیں کرتا۔ یہاں پر جو بھی amount لکھی ہوئی ہے اس سے بے شک double amount کر دی جائے لیکن بات یہ ہے کہ جب loan دیا جائے تو اس وقت یہ دیکھا جائے کہ جو loan دیا جا رہا ہے وہ ہمیں واپس بھی ملے گا یا نہیں؟ اور میں یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر یہ پیسے فنانس منسٹر صاحب کو اپنی جیب سے دینے پڑتے تو یقین کریں کہ وہ ایک روپیہ بھی کسی کو اس کی financial health کو دیکھتے ہوئے extend نہ کرتے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں کہنا چاہوں گا کہ loans دیتے وقت اور دوسرا جو لوکل گورنمنٹ کا سسٹم ابھی intact ہو چکا ہے تو مجھے یہ لگتا ہے کہ American Statesman Bob Gildop نے 1954 میں کیا خوب کہا تھا کہ I am not interested in the bloody system تو ان loans کی extension کے بعد مجھے لگتا ہے کہ شاید امریکن سٹیٹ مین کی بات وزیر خزانہ کو بہت پسند آئی۔ جناب سپیکر! سسٹم کو follow کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ Minister for Local Government

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یقین کیجئے کہ یہاں معزز اراکین نے جو تقاریر کی ہیں تو میں یہاں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ میں ان کا کیا جواب دوں؟ لیکن ایک بات میں اپنے ٹریژری بنچز کے دوستوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے دلی طور پر تسلی بھی ہوئی ہے اور میں آپ تمام حضرات کو مبارکباد بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پچھلے چار دن سے ہم vision کے حوالے سے سن رہے تھے کہ وہ vision ان کی سمجھ میں نہیں آسکی تھی تو آج ان کی باتیں سننے کے بعد اس Cut Motion پر یقین کیجئے مجھے دلی طور پر تسلی ہوئی ہے کہ ان بے چاروں سے ہمارا کوئی گلہ نہیں ہے' ان کی سمجھ ہی اتنی ہے جتنا یہ سمجھ سکے۔

جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب مسکرا رہے ہیں تو میں ان کی ذہانت کو داد دیتا ہوں کہ انہیں بالکل پتا تھا کہ یہاں پر کیا ہونا ہے اور کیا ہو رہا ہے اور یہ ہمارے دوست کس موضوع پر بات کر رہے ہیں۔ یہ وہی بات آجاتی ہے کہ

وہ بات جس کا سارے فسانے میں ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

جناب سپیکر! میں پریس کے دوستوں کے لئے بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اپوزیشن کی تیاری کا یہ حال ہے تو خدا کی قسم۔ میں اپنے منسٹرز صاحبان کو مبارک دیتا ہوں کہ وہ بالکل تسلی رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے یہی performance ہونی ہے جو اس وقت ہوئی ہے۔ میں یہ کتاب اٹھاتا ہوں اس وقت آپ نے سنا اور میرے کن کن دوستوں نے بات کی' ارشد بگو صاحب نے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی بات کی اور انہوں نے کہا کہ ہمارا کوئی انتظامی اختیار نہیں ہے۔ 6 شیڈول کی انہوں نے بات کی' سہل صاحب نے کہا کہ یہ سارا نظام ہیرا پھیری کا نظام ہے' ناظمین کے خلاف انہوں نے بات کی اور آڈٹ کی بات کی۔ مجاہد شاہ صاحب نے وزیراعلیٰ صاحب کے متعلق یہ کہا کہ وزیراعلیٰ صاحب کو ہی سسٹم کی سمجھ نہیں ہے اور ان کی سمجھ کی میں خود داد دیتا ہوں کہ وہ جو بات کر کے چلے گئے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ وہ یہاں پر موجود ہوتے تو ان کی موجودگی میں بات کرتا۔

جناب سپیکر! یہاں پر زاہد پرویز صاحب نے بات کی کہ 9۔ارب روپے district Government کو دیا جا رہا ہے' اس کے بعد انہوں نے لوکل گورنمنٹ کے اداروں میں کمیشن کی بات کی۔ راجا ریاض صاحب نے 9۔ارب روپے کی رقم کے متعلق فرمایا کہ ان اداروں کو دی جا رہی ہے جو پچھلے 30 سال سے کرپشن میں ملوث ہیں' انہوں نے ٹیکسوں کی بات کی 'ٹی ایم ایز کے ٹیکسوں کی بات کی۔ اس کے بعد چودھری شفیق صاحب نے بلدیاتی اداروں کے حوالے سے بات کی کہ آپ ان کو یہ فنڈز دے رہے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا کہ گجرات میں 2۔ارب روپے سوئی گیس کے لئے دیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہاں categorically یہ بات کی کہ رحیم یار خان میں سوئی گیس کے لئے رقم دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد شفقت عباسی صاحب نے پھر لوکل باڈیز کے متعلق بات کی' Devolution Plan کی بات کی' 6 شیڈول کی بات کی' ناظمین کے اختیارات کی بات کی اور یہ کہا کہ میٹرک پاس ناظم کو ان پر مسلط کر دیا گیا ہے لیکن افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ کتاب میرے ہاتھ میں ہے اور میں اپنے معزز اراکین سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اسے اٹھالیں۔ ہم P.R.T.C کو 10 کروڑ روپے دے رہے ہیں جس کا بلدیاتی اداروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پنجاب روڈز انفراسٹرکچر کمپنی آف لاہور رنگ روڈ جو کہ C&W کے ساتھ ہے جس کو ہم 5۔ارب روپیہ دے رہے ہیں۔ نیو مری ڈویلپمنٹ اتھارٹی جو کہ independent ادارہ اسی معزز ایوان نے legislation کے ذریعے بنایا' 9۔ارب روپے اس کو دے رہے ہیں۔ ٹور ازم ڈویلپمنٹ جو کہ ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہے اس کو ایک ارب روپے دے رہے ہیں۔ جلو تھیم پارک جو کہ ٹورازم کا ہے۔ اس کے لئے ساڑھے 9۔ارب روپے یہاں دے رہے ہیں اور اس کے لئے ہم یہاں 25 لاکھ روپے سروسز سنٹر بزنس انکوبیٹر گوجرانوالہ اور فیصل آباد کے لئے ہم سمال انڈسٹری کو دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب آپ یہ بتائیں کہ کسی لوکل گورنمنٹ کے ادارے کو' کسی ٹی۔ایم۔اے کو' کسی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ایک روپیہ یہاں سے یہ ثابت کر دیں تو میں ان کو سلام پیش کروں گا۔ آج ہماری طرف سے آپ کو کسی نے interrupt نہیں کیا اور میرے خیال میں اگر میں جواب دے رہا ہوں تو آپ صرف یہ کتاب نکالیں' زبانی بات نہ کریں اور اس کتاب کے صفحہ نمبر پر آپ مجھے بتائیں کہ کس صفحہ نمبر پر' کس ٹی۔ایم۔اے کو' کس سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو پیسا دیا جا رہا ہے؟ ان کی عقل کی داد دینی پڑتی ہے جو ایک grant کا format ہوتا ہے اس میں 2003-04 کی ہم نے بات کی' revise بجٹ کی بات کی اور پھر 2004-05 کی بات کی' اور جو ساتھ ہو چکا ہے اسے تو ہم نے چھیڑا ہی نہیں ہے۔ ان کو صرف 2004-05 کا کالم پڑھنا چاہئے تھا اور یہ جو ہماری تقریباً ساڑھے 9۔ارب کی ڈیمانڈ ہے یہ 2004-05 کی ہے اور یہ سارے 2003-04 کے figures پڑھ کر یہاں بات کرتے رہے ہیں۔

(حکومتی ممبروں کی طرف سے شیم شیم کے نعرے)

جناب سپیکر! میں کتاب کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ کل صاحب! میں آپ کا بڑا احترام کرتا ہوں اور آپ نے بھی کیا بات کی ہے وہ بھی ابھی بتا دیتا ہوں۔ رانا آفتاب صاحب نے بڑی خوب صورت بات کی ہے جسے میں quote کرنا چاہ رہا تھا۔ میں اپنے بھائی کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ کسی مفکر کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ What is the reason of your success? انہوں نے کہا کہ the only reason of my success رانا آفتاب صاحب کی success کا جو reason ہے۔ I know something which nobody else knows تو رانا صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو نصیب کرے یا جو آپ جانتے ہیں خدا کرے ان میں سے کوئی بھی نہ جانے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم کسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتے' میں تو آج یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ ہم نے کیا پڑھا ہے اور ہم یہاں پر کیا contribute کر رہے ہیں اور دوسروں کے vision کی بات کرتے ہیں' اپنے فلسفے دیتے ہیں اور یہاں ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ سب سے بڑے سمجھدار ہیں اور دوسرے کو جانتے نہیں۔ میں انتہائی وثوق کے ساتھ میں کسی debate کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ میں نے اپنا موقف بیان کرنا تھا اور میں نے ثابت کیا ہے کہ کسی ایم اے' کسی بھی دوسرے ادارے کے لئے' ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے لئے ایک روپیہ 05-2004 میں ثابت کر دیں تو میں ان کو سیلوٹ پیش کروں گا۔ اس لئے میری آپ سے استدعا ہے کہ ان کی Cut Motions کو رد فرمایا جائے اور آخری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب شفقت عباسی صاحب پڑھ رہے تھے تو خدا کے لئے 2۔ارب پڑھ لیا ہوتا جو ہم نیو مری کے لئے دے رہے ہیں' اس کا ذکر کر دیتے' 6 شیڈول یاد آتا ہے' اپنی نیو مری ڈویلپمنٹ یاد نہیں آتی جہاں 2۔ ارب روپے خرچ ہو رہا ہے وہ یاد نہیں آتا اور 6 شیڈول ان کے سر پر چھایا ہوا ہے اور رات کو سوتے بھی اسی کے ساتھ ہیں اور اٹھتے بھی اسی کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری حکومت کو قائم رکھے جب تک ہم قائم ہیں۔ آپ کے ذہن پر 6th schedule چھایا رہے گا۔ اس لئے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس ڈیمانڈ کو رد فرمایا جائے اور اگر کسی دوست نے بات کرنی ہے تو یہ کتاب اٹھا کر

بات کرے تا کہ میں اس کا جواب دے سکوں یہ فلسفوں سے بات نہیں چلے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! آج بڑی خوشی کی بات ہے کہ کافی عرصے کے بعد راجا صاحب اپنی فارم میں آئے ہیں۔ صبح علیم شاہ صاحب جو ہمارے بہت اچھے دوست ہیں ہمیں فرما رہے تھے کہ ان کو پڑھنا نہیں آتا اور یہ تیاری کر کے نہیں آتے۔ اس کے بعد وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ہم اپوزیشن نے جتنی یہاں اس بل یا اس ڈیمانڈ پر debates کی ہیں وہ ان کے بقول irrelevant ہم نے جو debates دو دن پہلے کی تھی اور جس debate میں ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ حکومت نے جو figures کتابوں میں دیئے ہیں وہ ان کی بجٹ تقریر سے tally نہیں کرتے۔ آج میرے فاضل دوست اس کو تھوڑا سا turn out کر کے یہ سمجھتے ہیں--- راجا صاحب! یہ paper ہم پڑھیں گے یہ ہم پڑھ کر بھی آتے ہیں اور آپ کو پڑھائیں گے بھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن ہی ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے ایک انسٹیٹیوٹ ہوتا ہے جو ہاؤس کو tutor کے طور پر پڑھاتا ہے۔ ہم الحمد اللہ تیاری کر کے بھی آتے ہیں اور تیاری کر کے ان کو پڑھاتے بھی ہیں اور ان کو سکھاتے بھی ہیں۔ تو یہ ہمیں نہ سکھائیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ سیکھے سکھائے ہیں، پڑھ کر بھی آتے ہیں اور سیکھ کر بھی آتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جہانزیب صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! میں ایک جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کیا جواب دینا چاہ رہے ہیں؟

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! راجا صاحب نے اپنی تمام کابینہ کو مبارک باد دی ہے۔ میں بھی ان کی کابینہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے راجا صاحب کا یہ حال کر دیا ہے کہ وہ اکیلے ہی کیس fight کرتے ہیں کہ بات میں موسم کی کرتا ہوں جواب وہ پان کا دیتے ہیں، کہ

اس میں کیا کیا ڈلتا ہے۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی بات کی ہے اور انہوں نے خود admit کیا ہے کہ دس کروڑ کا قرضہ دے رہے ہیں۔ یہ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ کیا وہ کمپنی اس وقت exist کر رہی ہے یا بند ہوگئی ہے؟ اور اگر راجہ صاحب اس کی تفصیل میں جانا چاہتے ہیں تو اس کی financial ratio بھی بتا دیں اور اس کی pay back capacity مجھے بتا دیں ان کے پاس کیا نمبرز ہیں؟ اگر باہر سے ان کو کوئی چٹ پر صفحہ نمبر 139 آ گیا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ----

جناب سپیکر، شکریہ گل صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! راجا بشارت صاحب نے بہت ساری مبارک بادیں خود کو دی ہیں اور بہت سی مبارکبادیں انہوں نے اپنے ممبران کو اور وزراء صاحبان کو دی ہیں۔ آج ماشاء اللہ انہوں نے سوٹ بھی اچھا پہنا ہے اور ماتھا بھی ان کا کافی چمک رہا ہے گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف کو یہ نہیں پتا کہ کٹ موشن کے ذریعے اپوزیشن نے ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کو inquestion لانا ہوتا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ یہ تقریباً 43 کے قریب مطالبات زر تھے۔ اب جو انہوں نے 68۔ارب روپے لوکل گورنمنٹ کو دینا ہے اس کو انہوں نے کسی ایک مطالبہ زر میں پیش نہیں کیا بلکہ وہ کسی جگہ 9 ہے کسی جگہ 11 ہے کسی جگہ 13 ہے۔ اب جب ہم آپ کے ساتھ بیٹھے تھے تو یہ طے ہوا تھا بلکہ اس میں request ہی ان کی تھی کہ آپ main مطالبات زر کو focus کرلیں اور باقی معاملات کے طور پر جب آپ نے پولیس پر بات کرنی ہے تو اسی میں امن و امان سے متعلقہ معاملات discuss کر لیں۔ جب یہ طے ہو چکا کہ ایک مطالبہ زر ہم نے discuss کرنا ہے تو اس سے متعلقہ حکومتی محکمے کی overall کارکردگی کو بھی زیر بحث لانا ہے تو اب اس میں یہ تپنا شروع کر دیتے ہیں کہ آپ نے دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی بات کیوں کی ہے؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ انہیں اس بات کا گلہ ہے کہ انہوں نے ہمارے vision 2020 کو دیوانے کا خواب کہہ دیا ہے۔ [**********]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ رانا صاحب! آپ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں یہ ہمارے معزز وزیر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ Vision 2020 پر جس دن میں نے بات کی تو میں نے ان کو باقاعدہ صفحہ نمبر بتایا' ان کو باقاعدہ زراعت اور تعلیم پر نشاندہی کی کہ vision کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آنے والے سالوں میں آج ہماری requirements یہ ہیں اور ہمارے پاس عوام کو سہولتیں دینے کے لئے سکول وغیرہ یہ ہیں' اس کے بعد ہم پانچ سال میں اس طریقے سے even پر چلے جائیں گے اور پھر 2015 یا 2020 میں ہماری ضرورت یہ ہوگی اور اس کو ہم اس طرح سے meet کریں گے۔ میں آج ہی ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ vision book نکالیں اور محکمہ تعلیم نکالیں' محکمہ زراعت نکالیں اور دوسرے محکمے نکالیں اور یہ ہمیں صرف اتنا ہی بتا دیں کہ 2020 میں ہماری ضروریات کیا ہیں؛ جب ان کو یہی نہیں پتا کہ 2020 میں ہماری تعلیم' زراعت اور دوسرے محکموں کی requirements کیا ہیں تو پھر آپ کس بات کا vision دے رہے ہیں۔ صرف آپ ایک خواب دیکھ رہے ہیں جسے صرف اور صرف ایک دیوانے کا خواب ہی کہا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ' جناب وزیر قانون!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! رانا صاحب نے صرف حاضری لگائی تھی وہ ان کی حاضری لگ گئی لیکن میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل درست ہے کہ ہمارے درمیان طے ہوا تھا کہ کون سی کٹ موشنز کب take up ہونی ہیں لیکن یہ قطعی طور پر طے نہیں ہوا تھا کہ آپ

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

صحت کی کٹ موشن take up کرکے تعلیم پر بحث کرنا شروع کر دیں- یا تعلیم کو discuss کرتے کرتے آپ ہاؤسنگ کو discuss کرنا شروع کر دیں- ہمیں کٹ موشنز پر relevant ہی رہنا پڑتا ہے اگر انہیں لوکل گورنمنٹ کو discuss کرنے کا بہت شوق تھا تو یہ ہماری دوسری کوٹ موشن جس میں 68-ارب روپے ضلعی حکومتوں کو دے رہے ہیں اس کی علیحدہ demand ہے اس میں یہ بات کر لیتے تو وہ انہوں نے کی نہیں- (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات میں vision کی کرنا چاہتا ہوں میں زیادہ بحث میں نہیں جانا چاہتا لیکن میں نے اس vision کو بہت study کیا اور پھر ساتھ لایا تھا لیکن میں vision سناؤں کس کو؟ آگے ان کو کچھ سمجھ تو آتی نہیں ہے لیکن اتنی بات میں ان کو ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک vision کا تعلق ہے تو اس کے لئے commitment درکار ہوتی ہے اور commitment کس کی ہوتی ہے وہ قیادت کی ہوتی ہے- اگر قیادت کی commitment ہوگی تو vision ہوگی اگر قیادت کی commitment نہیں ہے تو پھر vision کیا ہے؟ میں کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن یقین کیجئے کہ جب قیادت--- میں اپنی قیادت کی بات کرتا ہوں کسی پر تنقید نہیں کرتا اگر قیادت کی vision یہ ہو کہ کسی کو پلیٹ میں رکھ کر وزارت عظمیٰ دی جا رہی ہو اور وہ یہ کہے کہ نہیں- میں نے چھوٹے صوبے کے مفاد کا تحفظ کرنا ہے اور چھوٹے صوبوں میں احساس محرومی ختم کرنا ہے کسی اور کو وزیراعظم بنا دیں- یہ ہوتی ہے قیادت کی vision- قیادت کی vision یہ نہیں ہوتی کہ ایک گھر میں بیوی وزیراعظم ہو اور میاں وزیر ہو بھائی وزیراعظم ہو' بھائی وزیراعلیٰ ہو اور خاندان میں ہی سب کچھ بانٹ لیا جائے- میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اگر vision کے حوالے سے دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے قائد پر اعتماد ہے- اس کے بعد شاید مجھے دوسری کٹ موشن پر موقع نہ ملے یہاں کل ٹیم کے حوالے سے بات کی گئی کہ vision اس وقت achieve ہوتی ہے جب ٹیم ہو- یہاں بہت بچ بچائے گئے اور کہا گیا کہ شاید چودھری پرویز الٰہی کی ٹیم میں کہیں کوئی کمی رہ گئی ہے- جناب سپیکر! صرف سردار حسنین بہادر دریشک صاحب نے جو بجٹ میں 149 figures دیئے تھے-

(اذان ظہر)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ سردار صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ فرمایا کہ ہمارا پچھلے سال 149 بلین تھا اور اس سال 180 بلین کا بجٹ آرہا ہے۔ یہ اضافہ کوئی شخص بھی تنہا نہیں کر سکتا اور جس دن ہمارے چیف منسٹر صاحب کی اپنے vision کے سلسلے میں پریس کانفرنس تھی تو انہوں نے categorically وہاں پر یہ کہا تھا کہ یہ ایک ٹیم ورک کا نتیجہ ہے۔ دوسرا پچھلے سال ڈویلپمنٹ 30.5 تھی اور اس سال 43.44 ہے۔ یہ اس کا نتیجہ ہے؟ یہ اسی ٹیم ورک کا نتیجہ ہے۔ کسی individual کا یہ نہیں ہے۔ گزشتہ سال اگر ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی ہوئی تو وہ بھی اسی ٹیم کی کوششوں کا نتیجہ تھا اور جو 9۔ ارب روپیہ Provincial taxes میں better collection کی وجہ سے اضافہ ہوا وہ بھی ایک individual کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ پوری ٹیم کی وجہ سے ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاثر دینا' میں یہاں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی ٹیم نے چیف منسٹر صاحب کی vision پر عمل کرنا ہے اور اس کو کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ جی' رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو انہوں نے یہ فرمایا کہ دیکھیں جی' ایک بھائی وزیر اعظم ہو' دوسرا بھائی وزیر اعلیٰ ہو تو پھر ایسے ہو تو درست ہے' ایک بھائی وزیر اعلیٰ ہو' ایک بھائی وزیر اعظم ہو۔ چودھری شجاعت وزیر داخلہ ہو' چودھری پرویز الٰہی سپیکر ہو۔ راجا بشارت لاء منسٹر ہو۔ یہ باتیں یہ بھول جاتے ہیں۔ یہ کس vision کی بات کرتے ہیں؟ vision تو ان لوگوں کے پاس ہوتا ہے جو independent سیاست کرتے ہیں' جو قیادت کرتے ہیں' جو ایک آمر کی گود میں بیٹھ کر سیاست کریں ان کا کیا vision ہو گا؟۔۔۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ رانا صاحب! vision پر کافی بات ہو گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ کہتے ہیں کہ اتنے کروڑ کی، اتنے کروڑ کی بچت ہوئی ہے۔ انیس کروڑ کی جو کاریں خریدی گئی ہیں وہ کس کے لئے خریدی گئی ہیں؟ وہ بھی اسی ٹیم کے لئے خریدی گئی ہیں۔ [*****]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں---

رانا ثناء اللہ خان، [**********]

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، [*********]

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ میری معزز ایوان سے درخواست ہے کہ آج ایوان کا ٹائم ساڑھے تین بجے تک ہے۔ ابھی ایک بج کر پانچ منٹ ہونے کو ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے جتنے بھی معزز اراکین اسمبلی نے تقاریر کیں۔ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے دوستوں نے بڑے پرسکون طریقے سے اور بڑی توجہ کے ساتھ ان کو سنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلے کوئی precedent بھی نہیں رہا کہ جب متعلقہ وزیر اپنی تقریر wind up کرتا ہے تو اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر raise ہونا شروع ہو جائیں۔ آپ نے ہی بات کرنی ہے۔ دس تو cut motions ہیں۔ ابھی ہم ایک بھی نہیں کر پائے تو اڑھائی گھنٹے بتایا ہیں۔ اگر اسی رفتار سے چلیں گے تو زیادہ سے زیادہ ایک cut motion پر بات ہو سکے گی۔ میں نے جیسے اجلاس شروع ہونے کے ساتھ ہی عرض کیا تھا کہ اپوزیشن کے پاس ڈیڑھ دن ہے۔ آج کا پورا دن ہے اور کل ساڑھے بارہ بجے تک ہے اور cut motions بھی آنی ہیں۔ اس کے بعد پھر گلوٹین وغیرہ apply ہونا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، آپ نے جو فرمایا ہے کہ ٹھیک ہے یہ ڈیڑھ دن کا ٹائم ہے۔ آپ نے آج دیکھا کہ ہم نے صبح باقاعدہ آپس میں بیٹھ کر یہ طے کیا کہ جن دوستوں کو بجٹ پر general discussion میں ٹائم کم ملا ہے یا ٹائم نہیں ملا یا جن دوستوں کو اس بات کا احساس ہے کہ ہمیں ٹائم کم ملتا ہے' رانا آفتاب صاحب نے بھی کہا کہ ہم ان دوستوں کو زیادہ سے زیادہ ٹائم دیں گے۔ اب اس کے بعد cut motion پر بات ہوئی۔ آپ نے observe کیا ہو گا کہ کسی دوست نے کوئی ایسی بات نہیں کی کہ جس کی وجہ سے لاء منسٹر صاحب کو اس طرح سے الٹ پلٹ ہونے کی ضرورت تھی۔ آج انہیں پھر خود ہی خارش ہونے لگی ہے۔

جناب سپیکر، جی' میں پورے ایوان کو ہی کہہ رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، حالانکہ ہم تو ایسا نہیں چاہتے تھے۔ یہ انھیں خود ہی خارش ہوئی ہے اور اس کے بعد یہ الٹ پلٹ ہونا شروع ہو گئے ہیں تو پھر اس کی وجہ سے ہمیں جواب دینا پڑا۔

جناب سپیکر، میں صرف اپوزیشن سے ہی نہیں پورے ایوان سے کہہ رہا ہوں۔ جی' شکریہ

رانا ثناء اللہ خان، ورنہ حالت یہ ہوتی ہے کہ سارے منسٹروں کی اور ساری ٹیم کی درگت بن رہی ہوتی ہے اور یہ خاموشی سے بیٹھے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ اب سوال یہ ہے،

"9-ارب 52 کروڑ 14 لاکھ 13 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 43 قرضہ جات برائے میونسپلٹیز / خودمختار ادارہ جات وغیرہ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 9-ارب52 کروڑ 14 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز / خودمختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے---

معزز ممبران حزب اختلاف، جناب سپیکر! گنتی کروالیں اس میں فیصلہ ہمارے حق میں ہے۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔

معزز ممبران حزب اختلاف، جناب سپیکر! دوبارہ گنتی کریں۔

جناب سپیکر، جی' دوبارہ گنتی کر لیتے ہیں۔ جو اس تحریک کے حق میں نہیں ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔(اس مرحلے پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔(اس مرحلے پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ اب جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔(اس مرحلے پر معزز ممبران حزب اقتدار اپنی نشستوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔(اس مرحلے پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر، پلیز! تشریف رکھیں۔ اس ایوان کی اکثریت "ہاں" کے حق میں ہے۔ اس لئے مطالبہ زر منظور ہوا۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رولز یہ ہیں کہ آپ گنتی کریں۔ ہماری گنتی بھی کریں اور ادھر سے بھی گنتی کریں اور پھر یہ گنتی کے بعد فیصلہ ہو گا۔

جناب سپیکر، جی، گنتی کر لی گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! گنتی نہیں ہوئی۔ یہ تو آپ نے idea پر کہہ دیا ہے کہ یہ اکثریت ہے۔ رولز یہ permit کرتے ہیں کہ گنتی ہو۔ ہماری بھی گنتی ہو اور ان کی تعداد بھی گنی جائے۔

جناب سپیکر، میں کہہ رہا ہوں کہ گنتی کی گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! پھر یہ ہاؤس کو بتا دیا جائے کہ ان کی کتنی تعداد ہے؟

جناب سپیکر، ایوان کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ گنتی کیا ہوئی ہے۔ اکثریت بتانا ضروری ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ایک آدھ منٹ میں تو گنتی نہیں ہو سکتی۔ میری یہ درخواست ہے کہ رولز یہی ہیں، اس میں گنتی کروائیں۔

جناب سپیکر، جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب! ---(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! رولز یہی کہتے ہیں کہ counting ہو۔ رولز میں counting ہے۔

جناب سپیکر، جی، counting ہے لیکن رولز کہتے ہیں کہ counting کر کے پھر announce کریں؛ اکثریت ہی جانی ہے اور اکثریت "ہاں" کے حق میں ہے۔ وہ میں نے بتا دی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر ایسا ہوتا تو پھر رولز میں assessment ہوتی۔ رولز میں assessment کا لفظ نہیں ہے۔ رولز میں counting کا لفظ ہے۔ رولز میں counting کا لفظ ہے اور جو counting ہے وہ تو figure ہو گا۔ آپ نے assessment کر دی ہے۔

جناب سپیکر: چلو آئندہ گنتی کر کے بتا دیا کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان : نہیں ' جناب سپیکر ! یہ بات رولز کے خلاف چلی جائے گی کیونکہ آپ نے assessment کی ہے جبکہ رولز میں assessment کا لفظ نہیں ہے۔ لفظ counting کا ہے۔ ویسے بھی انھوں نے صبح کا جتنا بھاری بھر کم ناشتہ کیا ہوا ہے یہ اتنی دیر کھڑے بھی نہیں ہو سکتے۔ (قہقہے)

یہ پتا چلا ہے آج انھیں ناشتے میں کوئے روسٹ کر کے دیئے گئے ہیں تا کہ ذرا زیادہ بول سکیں۔

(آوازیں آپ تو روزانہ کوئے کھا کر آتے ہیں)

جناب سپیکر : انھوں نے گنتی کر کے مجھے بتایا ہے کہ "ہاں" کہنے والے 200 لوگ ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ اتنی جلدی گنتی کیسے ہو سکتی ہے۔ انھوں نے counting نہیں کی ایسے ہی کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ رانا صاحب! رول 208 کا پیرا (2) ذرا دیکھیں - یہ صفحہ نمبر 115 پر ہے۔

208. Procedure for voting.-

(2) If the opinion of the Speaker as to the decision of the question is challenged and Division is demanded, he may direct that the votes be taken by Division in the manner set out in the Sixth Schedule or the Speaker may ask the members who are for "Ayes" and those for "Noes" respectively, to rise in their places and on a count being taken he shall declare the decision of the Assembly in which case, names of the voters shall not be recorded.

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ assess نہیں ہو گا۔ انھوں نے assessment کی ہے count نہیں کیا۔

جناب سپیکر : نام بتانے کی ضرورت نہیں۔ اکثریت میں نے بتا دی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! اکثریت through assessment نہیں ہو گی بلکہ through counting ہو گی اور اس میں باقاعدہ figures دینے ہوں گے کہ 110 ایک طرف ہیں اور 120 دوسری طرف ہیں۔ یعنی اس میں count کا لفظ ہے assessment کا لفظ نہیں ہے۔

جناب سپیکر : چلیں دوبارہ گنتی کر لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جی ہاں! دوبارہ گنتی کی جائے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ تو جو اس motion کے حق میں ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلے پر حزب اقتدار کے معزز اراکین
اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر : گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

اب جو اس motion کے خلاف ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔ رانا صاحب! اب آپ لوگ بھی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں تا کہ گنتی ہو سکے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! یہ ہمارا right ہے کہ ہم کھڑے ہوں یا نہ ہوں۔

(اپوزیشن کے اراکین کھڑے نہ ہوئے)

جناب سپیکر : جو اس motion کے خلاف ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب ارشد محمود بگو : جناب سپیکر ! ہم بیٹھے رہیں گے، کھڑے نہیں ہوں گے۔ آپ اسی طرح assessment کر لیں۔

جناب سپیکر : ارشد محمود بگو صاحب ! ابھی کچھ دوست لابی سے تشریف لائے ہیں۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ کھڑے ہو جائیں تا کہ گنتی کی جا سکے۔ اگر آپ کھڑے نہیں ہوتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ بھی اس motion کے حق میں ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! آپ "Noes" کے متعلق پکار لیں۔ یہ ہمارا right ہے کہ ہم کھڑے ہوں یا نہ ہوں۔ راجا صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ ہم relevant نہیں ہیں۔ ہمارا مقصد صرف

راجا صاحب کو یہ جاننا تھا کہ ہم relevant ہیں۔ میرے خیال میں اب راجا صاحب کو پتا چل گیا ہو گا کہ اپوزیشن relevant ہے۔

جناب سپیکر : اگر آپ کھڑے نہیں ہوتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ motion بااتفاق رائے منظور ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! کیسے؟

جناب سپیکر : آپ میری گزارش سنیں۔ میں نے حزب اقتدار کے ممبران کی دوبارہ گنتی کروائی ہے۔ اب اپوزیشن بنچز پر جو دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اپنی تسلی کے لئے ان کی بھی دوبارہ گنتی کروانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اپنی سیٹوں پر کھڑے نہیں ہوں گے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ motion بااتفاق رائے منظور ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان : آپ "Noes" پکاریں ہماری طرف سے ایک آدمی کھڑا ہو گا۔

جناب سپیکر : "Noes" کو تو آپ نے مانا نہیں۔ اب اگلا مرحلہ ووٹنگ کا ہے۔ اب count کرنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : اب آپ نے یہ پکارنا ہے کہ جو اس تحریک کے خلاف ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ یہی بات ہے نا؟

جناب سپیکر : جی' بالکل۔

رانا ثناء اللہ خان : اب اگر ہماری طرف سے ایک آدمی بھی کھڑا ہوتا ہے تو یہ motion اتفاق رائے سے منظور نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر : چلیں ٹھیک ہے۔ تو جو اس motion کے خلاف ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی طرف سے صرف ایک معزز ممبر'
جناب تنویر اشرف کائرہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہوئے)

اس motion کے حق میں 175 ووٹ آئے ہیں اور اس کی مخالفت میں صرف ایک ووٹ ہے۔

(تحریک منظور ہوئی' مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب محمد وقاص : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' فرمائیں!

جناب محمد وقاص، شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک نہایت ہی اہمیت کے حامل معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج "روزنامہ پاکستان" میں خبر شائع ہوئی ہے جس سے لوگوں میں بڑی بے چینی پائی جاتی ہے اور کئی افراد نے contact کیا کہ لاہور ائرپورٹ پر یہ پابندی لگادی گئی ہے کہ جن لوگوں کے پاس جہلم' راولپنڈی اور صوبہ سرحد کے پاسپورٹ ہوں گے وہ لاہور سے بین الاقوامی پرواز پر سفر نہیں کر سکتے۔ یہ ایک بڑی پریشانی کی بات ہے۔ جناب والا! خاص طور پر یہ بات اس لئے پریشان کن ہے کہ کئی بین الاقوامی فلائیٹس ایسی ہیں جو صرف لاہور سے چلتی ہیں مثلاً بنکاک کے لئے ...

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

جناب محمد وقاص، بہت سارے لوگ جو تجارت کے لئے جاتے ہیں وہ چاہے پشاور کے ہوں' راولپنڈی کے ہوں یا جہلم کے' انہیں لاہور سے جانا پڑتا ہے لیکن انہوں نے پابندی لگادی ہے اور کل باقاعدہ انہوں نے گلف ائر لائنز سے دس بندے اتارے ہیں جن کے پاس راولپنڈی' پشاور یا کاٹا کے پاسپورٹ تھے۔ جناب والا! میری استدعا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی sensitive معاملہ ہے اور صوبہ سرحد میں اس کے لئے بڑی بے چینی پائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، یہ معاملہ قومی اسمبلی سے related ہے اس لئے آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور آدھ گھنٹے کے لئے ہاؤس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز ظہر کے لئے ایوان کی کارروائی
آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(جناب سپیکر ایک بج کر 53 منٹ پر بعد از نماز ظہر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، وزیر خزانہ صاحب ابھی تشریف نہیں لائے۔ وزیر قانون ان کی جگہ مطالبہ زر نمبر 13 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 13

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ایک رقم جو 16۔ارب 6 کروڑ 80 لاکھ 31 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخرجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"ایک رقم جو 16۔ارب 6 کروڑ 80 لاکھ 31 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخرجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

RANA SANA ULLAAH KHAN: I oppose it.

RANA AFTAM AHMAD KHAN: I oppose it.

MR ARSHAD MAHMOOD BUGGU: I oppose it.

SH. IJAZ AHMAD: I oppose it.

جناب سپیکر، مطالبہ زر نمبر 13 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب قاسم ضیاء' جناب آفتاب احمد خان' راجا ریاض احمد' جناب سمیع اللہ خان' راجا محمد شفقت خان عباسی' ملک اصغر علی قیصر' ڈاکٹر نادیہ عزیز' جناب اشتیاق احمد مرزا' لالہ شکیل الرحمن' جناب جہانزیب امتیاز گل' چودھری اعجاز احمد سماں' جناب زاہد پرویز' جناب علی حسن رضا قاضی' جناب تنویر اشرف کائرہ' جناب جاوید حسن گجر' انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں' چودھری محمد اشرف کمبوہ' میاں محمد اسلم ایڈووکیٹ' جناب پرویز رفیق' محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری' محترمہ فرزانہ راجہ' محترمہ فائزہ احمد' محترمہ طلعت یعقوب' رانا ثناء اللہ خان' شیخ اعجاز احمد' رانا مشہود احمد خان' میاں یاور زمان' جناب محمد آجاسم شریف' مہر اشتیاق احمد' جناب افضل سلطان ڈوگر' ملک محمد اقبال چنڑ' چودھری محمد اکرم گجر' رانا تجمل حسین' چودھری طاہر اقبال' محترمہ صباء صادق' محترمہ نیئر مرتضیٰ لون' محترمہ نگہت پروین میر' چودھری اصغر علی گجر' سید احسان اللہ وقاص' ڈاکٹر سید وسیم اختر' جناب ارشد محمود بگو' سید اعجاز حسین بخاری' چودھری محمد شوکت' مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی' جناب محمد وقاص' محترمہ طاہرہ منیر' محترمہ زیب النساء قریشی' حاجی محمد اعجاز' ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی' محترمہ میمونہ نبیل' ڈاکٹر اسد معظم' جناب احسان الحق احسن نولاہیہ اور جناب محمد یار مونکا' چودھری اصغر علی گجر کوٹی کی تحریک پیش کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"16۔ارب 6 کروڑ 80 لاکھ 31 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 13 پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"16۔ارب 6 کروڑ 80 لاکھ 31 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 13 پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب سپیکر، وزیر قانون اسے oppose کرتے ہیں۔جی' چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپوزیشن کو اس بات کی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بجٹ کے اندر انتہائی دانش مندی' صبر و تحمل اور to the point

بات کر کے حکومت کے بخیے کو ناکوں چنے چبوائے ہیں اور یہ بڑی ہی اچھی مثال قائم کی کہ اپوزیشن نے to the point اور اتنی مدلل تقریریں کی ہیں کہ حکومت کی پوری ٹیم ان کا منہ دیکھتے رہ گئی ہے اور ان کے پاس کوئی جواب نہ بن پڑا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اس وقت حیران رہ گیا کہ جب اپوزیشن کی تقریروں کا جواب دینے کے لئے جناب لاء منسٹر صاحب کھڑے ہوئے تو یقین کریں اور میں یہ سمجھتا تھا اور مجھے پہلے سے یہ محسوس تھا کہ حکومت کے لاء منسٹر بڑے دانش مند اور پڑھے لکھے شخص ہیں اور بہت اچھا جواب دیں گے۔ لیکن میں حیرت کدہ ہو گیا کہ جب وہ کھڑے ہوئے تو ان کے پاس کوئی جواب نہ بن پڑا اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں رہا کہ وہ ایوان میں کھڑے ہیں یا کسی تھیٹر میں کھڑے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' منسٹر فار لاء!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! معزز رکن مجھ سے ہر لحاظ سے قابل احترام ہیں' باریش انسان ہیں۔ جھوٹ کی بھی ایک حد ہوتی ہے لیکن میں صرف آپ کی خدمت میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ آج کسی فورم پر' کہیں بھی بیٹھ کر میرے ساتھ بات کر لیں کہ اگر ایک لفظ بھی میں نے غلط کہا ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جی' چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، میں اپنے وزیر موصوف جناب لاء منسٹر صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے چیلنج دیا۔ ہم یہ چیلنج قبول کرتے ہیں اور ہم جگہ کا بھی انتخاب کرتے ہیں کہ یہی ایوان بہترین جگہ ہے----

جناب سپیکر، چودھری صاحب! پلیز اصل motion کی طرف آئیں۔

چودھری اصغر علی گجر، یہ بہترین motion ہے۔ مجھے جو گائیڈ لائن لاء منسٹر صاحب نے دی ہے اسی گائیڈ لائن پر چلوں گا اس سے ہٹ کر نہیں چلوں گا۔

ڈاکٹر اسد معظم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں۔ پلیز! ایوان کو چلنے دیں۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر raise نہ کریں۔ کیونکہ نائم دیکھیں کہ ساڑھے تین بجے کا نائم ہے اور دس کٹ موشنز ابھی باقی ہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم، میری ایک بات سن لیں۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں۔ آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! آپ نے ابھی فرمایا کہ "The Law Minister" یہ پنجابی میں کہا تھا یا انگریزی میں ان کو کہا ہے؟

جناب سپیکر، Law Minister میں نے کہا ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم، The Law Minister کہا ہے۔ یہ پنجابی میں تھا یا انگریزی میں تھا؟

جناب سپیکر، میں نے Minister for Law کہا ہے۔ آپ کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میں ابھی اور بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سعید جھنڈی ادھر سے دیکھ کر اب میں مزید اور کچھ نہیں کہوں گا۔ to the point مزید باتیں یہ کروں گا کہ پولیس کے لئے جو اتنی بڑی رقم رکھی گئی ہے یقیناً پولیس اس صوبے کا ایک اہم ادارہ ہے اور پولیس نے اس ادارے کا نظم ونسق قائم رکھنا ہے' کرائمز کو کنٹرول کرنا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر کسی صوبے کی پولیس اپنے فرائض بہترین طریقے سے انجام دے تو جس قدر ممکن ہو اس پر فنڈز خرچ کئے جائیں۔ لیکن مجھے یہ بات افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ صوبہ پنجاب کی پولیس' ہر آدمی جانتا ہے' حکومت جانتی ہے' ہر روز اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں کہ یہ وہ پولیس ہے جس کو آپ فنڈ دے رہے ہیں کہ جو تاوان برائے اغواء کے کیس کرتی ہے' لوگوں کو اٹھا کر لے جاتی ہے۔ آج بھی پنجاب کے عوام' اخبارات' میڈیا اس بات کا گواہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان' بہاولپور اور رحیم یار خان کے لوگوں کو اغواء کر کے پولیس لے جاتی ہے۔ اغواء کنندگان کے ساتھ پولیس کے افسران موجود ہوتے ہیں اور وہ ان کو اغواء کر کے لے جاتے ہیں اور پھر اس پر تاوان وصول کرتے ہیں' پھر لوگوں کو چھوڑا جاتا ہے۔ کیا اسی پولیس کے لئے ہم اتنی بڑی رقم رکھیں گے؟

پھر یہی پولیس جس نے پانچ ماہ کے اندر اندر 75 کروڑ روپے کی ڈکیتیاں کی ہیں اور ان کی نشاندہی ہو گئی کہ وہ پولیس والے ان ڈکیتیوں میں شامل ہیں' کئی پولیس والوں کے خلاف ایکشن لیا' کئی اس وقت پولیس کے اہلکار گرفتار ہیں' کئی اہلکاروں کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔ کیا اس پولیس کے محکمے میں موجود کالی بھیڑوں موجود کا علاج نہیں کیا جا سکتا؟ ان کو فنڈ در فنڈ دینے جانے سے یہ معاملات حل نہیں ہوں گے۔ چور اور ڈکیت ان کے منظور نظر ہیں' ان سے یہی پولیس بھتہ لیتی ہے۔ جو آدمی چوری ڈکیتی کرتے ہیں ان سے آدھی رقم وصول کر کے اپنا کام چلاتی ہے۔ ایسی پولیس جو صوبے کے اندر جرائم میں ملوث ہو' جس کے ثبوت موجود ہوں' جس کو ہر آدمی جانتا ہو' ان کے لئے ہم اربوں روپے کا بجٹ رکھیں تو یہ کتنی بڑی ناانصافی ہو گی؟ میں تو یہ کہتا ہوں کہ پولیس کی مزید موبائل چوکیاں بنانے کی بجائے' پولیس کی تعداد بڑھانے کی بجائے' سب سے بڑی ضرورت اس بات پر ہے کہ پولیس کے کردار کو بہتر کیا جائے' اس کی تربیت کی جائے تاکہ اس کے اندر اتنی بڑی اہلیت پیدا ہو کہ وہ کرائم کو کنٹرول کر سکے' وہ صوبے کا نظم ونسق بحال کر سکے۔ میں اسی لئے کٹوتی کی تقریر پر یہ بات کر رہا ہوں کہ ان حالات میں جب کہ صوبے کی پوری کی پوری پولیس یا صوبے کی پولیس کا اکثر حصہ ان جرائم میں ملوث ہے تو ان کے لئے اتنی بڑی رقم رکھنا نامناسب ہے۔ اسی لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس رقم میں کٹوتی کر کے صرف ایک روپیہ رکھا جائے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر، جناب اصغر علی قیصر صاحب!

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! کٹوتی کی جو تحریک پیش کی گئی ہے اس میں پولیس کے لئے 16-ارب 6 کروڑ 80 لاکھ 31 ہزار روپیہ طلب کیا گیا ہے۔ اتنی بڑی amount جس سے بہت سی سڑکیں بن سکتی ہیں' نہریں بن سکتی ہیں' بہت سے علاقوں میں سوئی گیس لگوائی جا سکتی ہے' نئے سکول کالج بنائے جا سکتے ہیں۔ یہ ایسے ادارے کو دی جا رہی ہے جن کی out put کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب یہ صوبہ اپنی لوک داستانوں سوہنی مہینوال کی وجہ سے اور ہیر رانجھا کی وجہ سے یا آزادی کے ہیرو عبداللہ بھٹی' ہیرو اور نظام وغیرہ جیسے لوگوں کی وجہ سے مشہور تھا۔ آج یہ صوبہ top 10 لوگوں کی وجہ سے مشہور ہے جو کہ اسی پولیس کے پروردہ لوگ ہیں۔ جن کو

پولیس نے ہی پالا اور اس ملک کے' اس صوبے کے top 10 لوگوں میں قرار دیا اور پھر جب ان کی آپس میں بگڑتی ہے' ڈکیتیوں کے پیسے بانٹنے ہیں تو پھر یہ ان کے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ کیا جناب لاء منسٹر صاحب ہمیں بتائیں گے کہ آج بھی مال خانوں سے جو ضبط شدہ مال ہوتا ہے اسلحے کو تبدیل نہیں کیا جاتا' اگر شراب کی بوتلیں پکڑی جاتی ہیں تو اس میں پانی بھر کر نہیں رکھ دیا جاتا اور وہ اعلیٰ افسروں کو پیش نہیں کی جاتیں؟ کیا اچھے illegal weapon جو recover ہوتے ہیں ان کی جگہ ٹوٹے پھوٹے weapon وہاں پر نہیں رکھے جاتے؟ کیا پولیس نے لوگوں کو تنگ کرنا چھوڑ دیا ہے؟ جناب سپیکر! اس صوبے میں ایسے بھی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم سے پانچ دس لاکھ روپیہ لے لیں اور ہم کو انسپکٹر بھرتی کر دیں۔ ہم لکھ کر دینے کو تیار ہیں کہ ہم اپنی تنخواہ بھی طلب نہیں کریں گے۔ میں تو یہ تجویز دوں گا کہ یہ ایک ایسا ادارہ بن چکا ہے کہ ان کو تو پیسے دینے کی بجائے' اگر آپ آئی جی پنجاب سے کہیں کہ 2۔ارب روپیہ جمع کر کے خزانے میں ماہانہ جمع کرائیں تو وہ یہ بھی کر دیں گے۔ جتنی لوٹ مار مچی ہوئی ہے اور جو ان کی performance ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس پر میں یہی کہوں گا کہ یہ پیسا ضائع کرنے کی بجائے کسی اور مد میں دے دیا جائے اور وہی کیا جائے جس طرح ہم نے تحریک press کی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جو اس کٹ موشن پر بحث ہو رہی ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اصغر علی گجر صاحب نے اپنی کچھ باتیں یہاں سامنے رکھیں اور میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ vision اور کارکردگی اور ہاؤس میں بیٹھ کر بات کرنا یا تیاری کر کے آنا یا نہ کر کے آنا اس پر انہوں نے آج کافی روشنی ڈالی۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ،

یہ جو دیوانے سے دو چار نظر آتے ہیں
ان میں کچھ صاحب اسرار نظر آتے ہیں
تیری محفل کا بھرم رکھتے ہیں سو جاتے ہیں
ورنہ یہ لوگ تو بیدار نظر آتے ہیں

جناب والا! اگر ہمارے بچوں سے ہمارے دوست کسی مصلحت کے تحت اچھی بات کرتے ہیں تو اس میں یہ ہوتا ہے کہ ہم ہاؤس کو اچھے طریقے سے چلائیں۔ یہاں پر بات پولیس کی ہو رہی ہے آپ نے ایک خطیر رقم پولیس کے لئے رکھ دی ہے۔ میں اس بات پر کسی طور پر یہ کہنا نہیں چاہتا کہ پولیس کے لئے کوئی خطیر رقم نہ رکھی جائے۔ اربوں روپیہ پولیس پر خرچ نہ کیا جائے' پولیس میں ریفارمز نہ لائی جائیں۔ جناب والا! پولیس میں ریفارمز لے کر آئیں' پولیس کا قبلہ درست کریں' پولیس پر پیسے لگائیں جو ایک کنسٹیبل صبح سے لے کر اگلی صبح تک ڈیوٹی کرتا ہے اس کی ڈیوٹی کو کم کر کے آٹھ گھنٹے کریں۔ آپ پولیس کا موازنہ موٹروے پولیس کے ساتھ کریں۔ آپ پولیس کو سہولتیں دیں لیکن جناب سپیکر! یہ کیا ظلم ہے اور زیادتی کی بات ہے کہ پچھلے سال ضمنی بجٹ میں 04-2003 میں پولیس پر 3۔ارب 6 کروڑ روپے سے زائد کا بجٹ خرچ کیا گیا۔ جب آپ 04-2003 ایک پورے سال میں پولیس کو فنڈز دے کر تجربہ کر چکے ہیں اور اس میں آپ نے 3۔ارب 6 کروڑ روپے سے زائد پولیس پر خرچ کیا تو میں صوبہ پنجاب کے لٹتے ہوئے عوام' جن کا بہتا ہوا خون اس پورے صوبہ پنجاب کے معزز ایوان کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہہ رہا ہے۔ میں ان کی زبانی موجودہ حکومت سے کیا پوچھتا ہوں کہ پورے ایک سال میں وہ معاملہ درست ہو گیا' کیا ڈکیتیاں ختم ہو گئیں' کیا شریف آدمی کو تھانے میں جاتے ہی کرسی پیش کر دی جاتی ہے' کیا ہاؤث مافیا کا خاتمہ ہو گیا' کیا ہمارے معزز اراکین صوبائی اسمبلی اور ہماری شریف عوام کی عزت ہونے لگ پڑی؟ نہیں اس کا جواب دو سو فیصد "نہیں" میں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے پولیس کو اتنا بے لگام کر دیا ہے اور پولیس آرڈر 2001 میں جتنے پولیس کو اختیارات دے دیئے گئے ہیں اور جس قدر زیادہ انہوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ میں نے ابھی پچھلے دنوں جب لاء اینڈ آرڈر پر بات کی تھی تو میں نے یہ کہا تھا۔ آئی۔جی پنجاب یہاں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ صرف فیصل آباد میں 71 ڈاکے یکم مئی اور 28 مئی کے دوران ہوئے۔ اس سلسلے میں' میری سفارشات اور گزارشات یہ ہیں کہ آپ اتنی خطیر رقم ایک آزمانے ہوئے کو مزید آزمانے کے لئے دیں گے تو یہ صوبہ پنجاب کے غریب عوام کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ آپ ایسی سفارشات کیوں نہیں مرتب کرتے کہ پولیس نے 04-2003 کے دوران جتنی ڈکیتیاں کیں' جتنے لوگوں کے ساتھ جھوٹے مقدمات

کئے ' جتنی رشوت وصول کی ' وہ ان کے بڑھے ہوئے پیٹوں سے نکال کر غرباء میں ' مساکین میں آپ کیوں نہیں بٹواتے؟ صوبہ پنجاب میں اس وقت امن عامہ کی صورتحال بدترین ہے اور میں یہ تنقید برائے تنقید کے حوالے سے بات نہیں کر رہا۔ میں ذمہ داری کے ساتھ یہ بات سمجھتا ہوں کہ پنجاب پولیس اس وقت بے لگام گھوڑا بن چکی ہے اور انہوں نے ہر شہر میں' ایک نہیں' میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ شہروں میں جا کر visit کریں۔ کیا لوگ گھروں کے برتن بیچ کر ' اپنی بیوی کا زیور بیچ کر اور اپنے گھروں کی اشیاء بیچ کر جوئے کی لت میں نہیں پڑ گئے؟ کیا پرچی مافیا لاہور سے لے کر فیصل آباد پورے پنجاب میں اپنی دھاک نہیں جمائے بیٹھا؟ کیا پولیس کے ایس۔ایچ۔اوز ' جو کی انچارج اور بتدریج اس سے اوپر کے آفیسرز اس پرچی مافیا سے منتھلی وصول نہیں کرتے؟ یقیناً کرتے ہیں۔ کیا جوئے کے اڈے گلیوں اور بازاروں میں نہیں کھلے ہوئے اور ان کو نہیں پتا؟ جناب سپیکر! یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اچھے اور برے ' جتنے سیاستدان ہیں یا جتنے سوشل ورکر ہیں ' جتنے شرفاء ہیں یا جتنے بدمعاش ہیں یہ کسی ایس۔ایچ۔او کی نظر سے چھپے رہ سکیں۔ اگر کسی ایس۔ایچ۔او کی نظر میں یہ بات ہے کہ فلاں بیٹھک میں جوا ہو رہا ہے ' فلاں پرچی مافیا کا سرغنہ ہے ' فلاں book کھول رہا ہے ' میچ کروا رہا ہے تو کیا بک مافیا کے کہنے پر ڈی۔ایس۔پی تعینات نہیں کئے جاتے ' کیا وہاں پر جو میچ کروا رہے ہیں ان لوگوں نے ایس۔ایچ۔او صاحبان کو اور اپنے من پسند آفیسر کو گاڑیاں نہیں لے کر دے رکھیں ؟ یقیناً لے کر دے رکھی ہیں۔ ان کے بارے میں تو یہ مثل مشہور ہے کہ ان پر جب کسی سے پیسے لے کر کسی کے ساتھ victimization کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پنجاب میں جب میاں شہباز شریف صاحب واپس آ رہے تھے تو پولیس نے ہمیں ہمارے ہی گھروں کے اندر بند کرنے کی کوشش کی' ہماری گلیوں اور بازاروں میں ناکے لگائے گئے اور ہم لوگوں پر عرصہ حیات اتنا تنگ کر دیا گیا انہوں نے چار چار دن ہمارے گھروں کے باہر pickets لگائی رکھیں اور ہمیں مجبور کر دیا گیا کہ ہم اپنے گھروں میں داخل نہ ہو سکیں۔ جناب سپیکر! 26 مئی 2003ء کے حوالے سے اسی پنجاب اسمبلی کے باہر کی ایک داستان میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جب یہاں پر حکم ہوا کہ یہ جو 27 دیوانے ہیں۔ ان پر پابندی لگا دی جائے تو کیا پولیس نے ہمیں پکڑ کر ٹرکوں میں نہیں ڈالا۔ کسی انکشن سوی میں

ایک گاڑی چل رہی ہوتی ہے اسی طرح بغیر کسی بریک کے انہوں نے گاڑیاں چلائیں اور پورے لاہور کے تھانوں کی ہمیں سیر کرائی۔ جناب سپیکر! فیصل آباد کے مشہور پنجابی شاعر بابا عبیر ابوذری کا ایک شعر ہے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ،

پلس نوں آکھاں چور تے آخر فائدہ کیہہ
پچھوں کراں نکور تے آخر فائدہ کیہہ

میری گزارش یہ ہے کہ یہ پولیس اس وقت جو ان کی صورت حال بن چکی ہے اس کو مزید پیسے دینے کی بجائے جو پیسے انہوں نے صوبہ پنجاب کے شریف اور غریب عوام سے لوٹے ہیں ان سے واپس لے کر ہمیں دیئے جائیں' ٹریژری بنچز کو دیئے جائیں' وزیر تعلیم کو دیئے جائیں تاکہ ہمارے حلقے کے سکولوں کی حالت بہتر ہو سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت، جناب سپیکر! میرے معزز ممبر دوست نے جو شعر پڑھا ہے وہ غلط پڑھا ہے۔ یہ اس طرح ہے

"پلس نوں آکھاں رشوت خور تے فائدہ کیہہ" اور انہوں نے جو دوسرا مصرع استعمال کیا ہے کہ "پچھوں کراں نکور تے فائدہ کیہہ" براہ مہربانی اس مصرع کی وضاحت کر دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، جی' محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، شکریہ جناب سپیکر! آج اپوزیشن کی طرف سے پولیس کے محکمے پر پیش کی گئی کٹوتی کی تحریک میں 16-ارب 6 کروڑ روپیہ پولیس کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس پر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں جو پولیس کی کارکردگی ہے اور اس وقت جو امن و امان کی صورتحال ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ ہم نے پچھلے سال بھی اربوں روپیہ پولیس پر خرچ کیا لیکن اس کا نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے کہ ہمارے صوبے میں بجائے حالات بہتر نظر آنے کے

حالات بد سے بدتر نظر آئے۔ اس معزز ایوان کا کام قوانین بنانا ہے اور ان قوانین کو implement کروانا حکومت کا کام ہے۔ جب حکومت قوانین کو implement کرواتی ہے تو اس وقت writ of Government کا پتا چلتا ہے کہ گورنمنٹ کتنی مضبوط ہے ' پتا چلتا ہے کہ ان قوانین کو implement کروانے کے لئے اسٹیبلشمنٹ اور بیوروکریسی کس طرح سے گورنمنٹ کو favour کرے گی لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں حالات کہیں بھی بہتر ہوتے ہوئے نظر نہیں آئے۔ اسٹیبلشمنٹ اور بیورو کریسی اپنی من مانیوں میں مصروف ہے۔ ہماری حکومت اپنے کام کر رہی ہے اور آج کل ہماری پولیس کا کام کیا ہے---

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور ، سر! یہ بالکل غلط preception ہے کہ اس ایوان کا کام قوانین بنانا ہے۔

This is absolutely wrong. This is Parliament. Its only work is not to legislate.

پارلیمنٹ کی تشریح اور ہے۔ محترمہ نے جہاں سے اپنی بات شروع کی ہے تو اس کی پوری theme ہی غلط ہے۔ اس پر ہمیں شدید اعتراض ہے کہ اگر اس بات کا تعین کیا جائے کہ اس ہاؤس کا کام صرف قوانین بنانا ہے تو پھر اس کی وضاحت کر کے آگے چلیں۔ This is a proper cut motion.

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، شکریہ جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی سے کہنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے اچھا پوائنٹ raise کیا ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں اور مجھے ان سے یہ وضاحت بھی چاہئے کہ پارلیمنٹ کا کام اور اسمبلیوں کا کام اگر قانون بنانا نہیں ہے' اگر یہ آج مان رہے ہیں کہ ان کی پارلیمنٹ کا کام قانون بنانا نہیں ہے بلکہ ان کا کام صرف وردیوں پر resolutions لانا ہے' ان کا کام صرف مشرف صاحب کی تعریفیں کرنا ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں

سمجھتی ہوں کہ اس ایوان کا معزز ممبر ہونے کے ناتے سے میرا جو کام ہے اور مجھے اس اسمبلی میں جس کے لئے بھیجا گیا تھا کہ ہمارا کام پارلیمنٹ میں بیٹھ کر قوانین بنانا ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ معزز رکن نے کس طرح سے یہ بات کر دی؟

جناب سپیکر! میں پولیس کے محکمے پر بات کر رہی تھی کہ اس وقت ہماری پولیس کا کام صوبے کے اندر کیا ہے؟ ہماری پولیس یا تو ہماری وی۔وی۔آئی۔پی شخصیات کے لئے گارڈز مہیا کرنے پر ہے یا ان کا کام اور ڈیوٹیاں کرنا ہے' ان کا کام صوبے میں جرائم کو کنٹرول کرنا بالکل نہیں ہے۔ ہماری سپیشل برانچ کا کام صرف سیاستدانوں کو تنگ کرنا' ان پر نظر رکھنا اور ان کو بلیک میل کرنا ہے۔ اگر یہ ایجنسیاں اپنا اپنا کام کرتیں تو آج میرا نہیں خیال کہ اپوزیشن کو کٹوتی کی تحریک دینے کی ضرورت پیش آتی اور ہم یہ کہتے کہ پولیس کے اس شعبے پر پیسے ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ اس کو کم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں میں راجا صاحب کی توجہ ضرور چاہوں گی میں سمجھتی ہوں کہ صرف پیسے allocate کرنے سے' صرف زبانی جمع خرچ کرنے سے کبھی بھی اس ملک میں امن و امان کی صورتحال بہتر نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے سپیشل پالیسیاں چاہئیں' اس کے لئے سپیشل پروگرامز چاہئیں اور مجھے تو ایسا کوئی سپیشل پروگرام یا تجویز کوئی ایسی چیز اس بجٹ میں نظر نہیں آئی کہ جس سے میں سمجھ سکوں کہ اس ملک میں اور خاص طور پر اس صوبے میں امن و امان کی صورت حال کس طرح سے بہتر ہو گی۔ اگر صرف 16۔ارب 6 کروڑ روپے دے کر آپ سمجھتے ہیں کہ پولیس کے محکمے کے حالات بہتر ہو جائیں گے تو میرا خیال ہے کہ یہ ایک بالکل غلط بات ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے اس صوبے میں خواتین crime میں جتنی تیزی سے اضافہ ہوا وہ بھی ایک alarming situation ہے اور اس پر گورنمنٹ نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس کی کنوینر ہماری ایک محترمہ بہن ہیں اور میں ان سے بھی پوچھنا چاہوں گی کہ اس کمیٹی کی کیا situation ہے؟ عورتوں کے خلاف جرائم کو قابو کرنے کے لئے جو مانیٹرنگ کمیٹی بنائی ہے اس نے اب تک کیا کیا ہے؟ اس کی recommendations کوئی آج تک وہ بنا سکی ہے' اس نے کوئی ایسی پالیسی بنا کر حکومت کو submit کی ہے کہ اس کمیٹی سے ہمیں کیا فائدہ ہوا'

اس کے کتنے اجلاس ہوئے اور وہ کمیٹی کس طرح سے عورتوں کے خلاف جرائم روکنے میں مدد کرے گی؟

جناب سپیکر! میں تھانہ کلچر پر بات کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ ہمارے ویمن پولیس سٹیشن جو کہ ہماری محترمہ کے دور میں بنائے گئے تھے۔ اگر ویمن پولیس سٹیشن پر توجہ دی جاتی' اگر اس پر محنت سے کام کیا جاتا تو میرا نہیں خیال کہ ہم خواتین کے خلاف ہونے والے جرائم کو روکنے میں ناکام ہو جاتے۔

جناب سپیکر! ہماری گورنمنٹ میں جو اچھا کام ہوا تھا میں سمجھتی ہوں کہ اگر یہ اس میں کوئی بہتری لانا چاہتے ہیں' خواتین کے خلاف جرائم روکنے میں اگر گورنمنٹ سنجیدہ ہے تو اسے ویمن پولیس سٹیشن کو با اختیار کرنا ہوگا اور خاص طور پر عورتوں کے خلاف جرائم کی انوسٹی گیشن کے لئے ایک علیحدہ cell ہونا چاہیے تاکہ انوسٹی گیشن میں partialism اور gender discrimination نہ ہو اور عورتیں ٹھیک طریقے سے اپنے خلاف جرائم کا دفاع کر سکیں۔

جناب سپیکر! تھانوں کے اندر پولیس کی طرف سے ہونے والے جرائم پر بھی ہمیں غور کرنا چاہیے۔ بہت ہو گیا 56 سال سے ہم ایک تھانہ کلچر دیکھ رہے ہیں جس نے اس ملک کو تباہی کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔ میرا خیال ہے کہ پولیس افسران جن کی پشت پناہی با اثر لوگ کرتے ہیں' ان کا بھی وقت آ گیا ہے کہ ان پر بھی ہاتھ ڈالا جائے اور راجا صاحب اس میں serious ہیں اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ ملک میں اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں امن و امان دوبارہ قائم ہو تو انہیں تھانہ کلچر کو بھی change کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ اقدامات کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گی کہ please 16۔ارب اور چھ کروڑ روپے دے کر آپ یہ مت سمجھیں کہ پولیس کے حالات بہتر ہو جائیں گے' آپ کے ملک میں امن و امان ہو جائے گا' خدارا! اس پر کوئی پالیسی بنائیے' خدارا! اس پر کوئی پروگرام بنائیے اور constructive طریقے سامنے لائیے۔

جناب سپیکر، شکریہ بی بی! جناب محمد وقاص صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' صدیقی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! یہ ہمارے بڑے قابل رکن ہیں ملک محمد احمد خان صاحب جو پارلیمانی سیکرٹری اور بڑے پڑھے لکھے ہیں اور جب بھی بات کرتے ہیں تو بڑی سوچ سمجھ کر کرتے ہیں تو انہوں نے آج ایوان میں آپ کے سامنے آپ کی موجودگی میں یہ کہا ہے کہ اس ہاؤس کا کام قانون سازی کرنا نہیں ہے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی تو آپ انہیں کہیں کہ یہ تھوڑی سی وضاحت فرما دیں کہ اگر یہ نہیں ہے تو پھر اس ایوان کا کام کیا کرنا ہے؟ ہمیں تو یہی پتا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ کوئی legislative council نہیں ہے کہ اس کا کام صرف قوانین سازی ہو۔ اگر یہ صرف قانون سازی کا ادارہ ہوتا اور اگر یہ legislative council ہوتی تو آپ وقفہ سوالات کیوں رکھتے؟ آپ کا ایگزیکٹو کے اوپر چیک کیسے آتا' آپ demarcated constituency کیسے دیتے اور پھر یہ بجٹ کیسے بناتے؟

جناب سپیکر، اس کا main کام قانون سازی ہی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میرے معزز بھائی نے شاید میری بات دھیان سے سنی ہی نہیں ہے۔ میں نے صرف قوانین کہا تھا۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ اگر یہ بات سن لیتے اور سمجھ لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا' میں نے صرف قوانین پر زور دیا تھا کہ صرف قوانین بنانا ہمارا کام ہے اور اس کی implementation کا کام گورنمنٹ کا ہے۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ایجوکیشن منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میری ملک احمد خان صاحب سے یہ request ہے کہ بھائی چارے کا واسطہ ہے کہ وہ اپنا پوائنٹ آف آرڈر withdraw کریں۔

جناب سپیکر، جی' محمد وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! یہ کٹوتی کی جو تحریک پیش کی گئی ہے پولیس کے لئے 16-ارب 6 کروڑ 31 ہزار روپے کی رقم کو ایک روپے میں بدل دیا جائے۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں پولیس کے لئے 13-ارب روپے رکھے گئے تھے اور حکومت پنجاب نے ان کی کارکردگی سے متاثر ہو کر ان کی اس گرانٹ میں اضافہ کیا ہے تو ایک طرح سے انہیں شاباش دی ہے حالانکہ اگر پچھلے ایک سال کو دیکھا جائے اور اس صوبے کی امن و امان کی صورتحال کو دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے کہ یہاں پر قانون نافذ کرنے والا کوئی ادارہ سرے سے موجود ہی نہیں تھا۔ قتل و غارت گری' ڈاکے' چوریاں' منشرز سے گاڑیاں چھینی گئیں' منشرز بھی محفوظ نہ رہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ انتظامات کے باوجود کہ اسی صوبہ پنجاب کے اندر صدر پاکستان پر دو دفعہ قاتلانہ حملہ ہوا تو اگر صدر پاکستان یہاں محفوظ نہیں تو اور کوئی کیسے محفوظ ہو سکتا ہے؟

گجرات میں ایک ہی دن ایک ہی واقعہ میں 18 لوگ قتل ہوئے' جوہر آباد ضلع خوشاب میں ایک زمیندار (یہاں لوگوں نے اپنے لشکر رکھے ہوئے ہیں' یہاں لوگوں نے اپنی پرائیویٹ armies بنائی ہوئی ہیں) نے 150 مسلح افراد کے ساتھ مزارعین کے گھروں پر جا کر حملہ کیا' وہاں پر 4 افراد کو قتل کیا' 20 لوگوں کو زخمی کیا اور وہ غریب لوگ تھانے میں جا کر ایس۔ایچ۔او کے سامنے روتے رہے اور کہتے رہے کہ خدا کے لئے آؤ اور ہمیں بچاؤ لیکن انہیں بچانے والا کوئی نہ تھا۔

جناب عالی! پولیس کا رویہ اخبارات میں بالکل عام ہے کہ کوئی غریب آدمی پولیس میں جا کر رپورٹ کرانے کی ہمت نہیں کرسکتا اور اس کے ساتھ وہاں چوکی میں یا تھانے میں جو سلوک کیا جاتا ہے وہ غیر انسانی سلوک ہے۔ اخبارات میں یہ بات آئی اور انتہائی شرم کی بات ہے اور راولپنڈی کے تھانہ سول لائن کی پولیس نے ایک ملزم کو پکڑا' اس کو باقاعدہ مارا پیٹا اور برہنہ کیا اور

سر بازار اسے گھمایا پھرایا' اس کو نالی کا پانی پلایا اور اسے کتے کی طرح بھونکنے پر مجبور کیا گیا اور 100 افراد نے اس پر گواہی دی لیکن وہ سارے لوگ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ یہ پولیس والے کئی کئی سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہوتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے گھر اور ان کی گاڑیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ کرپٹ ہیں۔ یہ منشیات' فحاشی و عریانی کے اڈوں اور تمام برائی کی چیزوں کو protect کرتے ہیں اور وہاں سے انکم generate کرتے ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ پولیس نہ صرف جرائم کی پشت پناہی کرتی ہے بلکہ بعض اوقات خود جرم میں شریک ہوجاتی ہے۔ ایسے بھی معاملے ہیں کہ ہمارے علاقے کے ایک تھانے میں ایک پولیس کا اے۔ایس۔آئی اس کے بیٹے اور دوسرے اے۔ایس۔آئی کے بھائی نے ایک بچے کے ساتھ جنسی تشدد کیا پھر جب پولیس نے ان کو پکڑا تو دو دن حوالات میں رکھنے کے بعد ان کو وہاں سے بھگا دیا۔ لہذا پولیس کا سارا اسٹرکچر نہ صرف امن و امان برقرار رکھنے میں ناکام ہے' نہ صرف ان کی موجودگی میں قتل ہوتے ہیں' ڈاکے پڑتے ہیں اور چوریاں ہوتی ہیں بلکہ یہ جرائم پیشہ افراد کو protect بھی کرتے ہیں۔ ان کی چھتری تلے لوگ جرائم کا کاروبار کر رہے ہیں اور شریف لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ لہذا ایسی پولیس کا نہ ہونا بہتر ہے۔ میں آپ کو تجویز دیتا ہوں کہ اگر آپ اس بات کی اجازت دے دیں کہ ہر شخص اپنا دفاع خود کرے اور سب کو اسلحہ رکھنے کی اجازت ہو تو انشاء اللہ قتل کے ریٹ بھی کم ہوں گے' چوریوں اور ڈاکوں کے ریٹ بھی کم ہوں گے اس لئے کہ پولیس والے ڈاکوؤں سے پہلے سودا کر لیتے ہیں۔ جب ان کے پاس کوئی جاتا ہے تو اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا لہذا اس پولیس کے محکمے کو ختم کر دیا جائے اور یہ پیسے تعلیم اور صحت پر خرچ کئے جائیں اور لوگوں کو کہا جائے کہ وہ اپنی حفاظت خود کریں۔ چاہے وہ وزیر ہو' چاہے وزیراعلیٰ ہو' چاہے صدر مملکت ہو یا عام آدمی ہو' وہ اپنی حفاظت خود کرے اور جب لوگ خود اپنی حفاظت کریں گے تو انشاء اللہ ان کی جان' مال اور عزت و آبرو سب محفوظ ہو گی اور یہی میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ مہربانی' سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اعداد و شمار کے حوالے سے بات کروں میں پولیس کے کردار کے حوالے سے بات کرکے پھر اعداد و شمار کی بات کروں گا۔ جب کوئی

دہشت گردی کا یا ڈکیتی کا یا اس طرح کا کوئی بڑا کرائم ہو جاتے تو ہم دو چار فقرے ہر اخبار میں پڑھتے ہیں کہ ہم مجرموں کو کیفرکردار تک پہنچائیں گے اور دوسرا فقرہ یہ ہوتا ہے کہ آہنی ہاتھوں سے نپٹا جائے گا۔ یقینی بات ہے کہ یہ آہنی ہاتھ وزیر قانون یا وزیراعلیٰ کے نہیں ہوتے بلکہ ان کی رضامندی سے وہ آہنی ہاتھ پولیس کی شکل میں سوسائٹی ہوتے ہیں۔ ہم نے کبھی کسی واقعے کے فوراً بعد وہ آہنی ہاتھ حرکت میں آتے نہیں دیکھے۔ اگر میں نے اپنی زندگی میں پولیس کے ہاتھ فوراً حرکت میں آتے دیکھے ہیں تو آپ یقین مانئے کہ میں اس کا عینی گواہ ہوں کہ 11۔ مئی کو ائیر پورٹ پر ایک شخص نے آنا تھا اس دن پورے پنجاب میں نظر آرہا تھا کہ پولیس آہنی ہاتھوں سے کس طرح نپٹ رہی ہے۔ آج چونکہ یہ بجٹ سیشن ہے قومی اسمبلی میں بھی بجٹ پیش ہوا محترم شوکت عزیز صاحب نے بجٹ پیش کیا وہ بجٹ اتنا شاندار تھا اور عوام اتنے خوش تھے کہ جب شوکت عزیز صاحب ملتان تشریف لے گئے تو اس بجٹ کی خوشی میں لوگوں نے ان کی گاڑی کو روکا اور پھر ہم نے آہنی ہاتھ حرکت میں آتے دیکھا کہ وہ لوگ جو خوشی سے گاڑی کے آگے آگئے آج وہ حوالات میں بند ہیں لیکن جب دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہوتا ہے' جب اس ملک اور پنجاب کے شہریوں کے ساتھ کوئی بڑی ڈکیتی ہو جاتی ہے' اجتماعی قتل ہو جاتے ہیں چاہیے وہ قتل گجرات میں ہو یا کسی دوسری جگہ پر ہو تو ہم نے اس وقت وہ آہنی ہاتھ کبھی حرکت میں آتے نہیں دیکھے۔

جناب سپیکر! کٹ موشن میں 03-2002 میں پولیس کے لئے تقریباً 11۔ارب روپے رکھے گئے تھے اور 04-2003 میں یہ رقم بڑھ کر تقریباً 14۔ارب ہوگئی تھی اور 05-2004 میں یہ رقم 16۔ارب اور 6 کروڑ روپے ہوگئی ہے۔ جب یہ رقم 03-2002 میں 11۔ارب تھی 04-2003 میں مزید 3۔ارب بڑھ کر 14۔ارب ہوگئی تو کرائم ریٹ میں بھی بیس فیصد اضافہ ہوگیا۔ جب اگلے سال یہ رقم مزید 2۔ارب روپے بڑھی تو کرائم ریٹ بڑھ کر 31 فیصد ہوگیا۔ پچھلے تین سال کے تجربے کے مطابق میں یہ توقع رکھتا ہوں یہ بجٹ پنجاب کی عوام پر قہر بن کر نازل ہونے والا ہے کیونکہ جب آپ رقم بڑھاتے ہیں تو کرائم ریٹ بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس حوالے سے میں calculation کر رہا تھا کہ جو رقم بڑھائی گئی ہے اس کے مطابق کرائم ریٹ 20 فیصد سے بڑھ کر 44 یا 45 فیصد بڑھ جائے گا۔ اس حوالے سے میری وزیر خزانہ کو یہ تجویز ہے کہ اس سال بجٹ کم کرکے دیکھ

لیں شائد کرائم ریٹ بھی کم ہوجائے تو پولیس کی مد میں رقم کا بڑھنا پنجاب کی عوام کے لئے ایک بُری خبر ہے۔ لہذا اس رقم کو کم کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ' ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

تُو محنت کر تے محنت دا صلہ جانے خدا جانے
تُو دیوا بال کے رکھ چا ہوا جانے خدا جانے

جناب سپیکر! اپوزیشن کا ایک ممبر ہونے کے ناتے انتہائی نیک نیتی اور ایمانداری کے ساتھ اپنی عقل اور فہم و فراست کے مطابق ہم سینئر دوستوں سے بھی مشورہ کرکے اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس issue پر جو بھی مختصر سا پانچ منٹ کا وقت ہے ہاؤس کا وقت ضائع کئے بغیر چند ایک ایسی تجاویز دیں تا کہ پولیس سے عوام کو اور منتخب نمائندوں کا شکایات کا ازالہ کیا جاسکے اور وہ یہ تجاویز اپنی لسٹ میں شامل کریں اور پھر اس کی روشنی میں بہتر لائحہ عمل بنائیں تا کہ آنے والے وقت میں پولیس سے جو انفرادی یا اجتماعی شکایات پیدا ہوتی ہیں ان میں ممکن حد تک کمی کی جاسکے۔ چونکہ میں پہلی دفعہ اسمبلی میں آیا ہوں اور ابھی ہم اسمبلی میں یہ چیزیں سیکھ رہے ہیں اگر میں ضابطے کے مطابق نہ رہوں تو مجھے آپ یہ کہہ کر معاف کردیں کہ ابھی یہ سیکھنے کے تجربے کے مرحلے میں ہے۔ اس کٹوتی کی تحریک میں جو لکھا ہوا ہے کہ 16-ارب 6 کروڑ 80 لاکھ روپے کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے تو اس میں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ مفہوم ایسا ہے کہ جیسے آپ نے اپنے کسی بچے کو کسی اچھے کالج میں داخل کرانے کے لئے پیسے بھیجے' آپ نے ہوسٹل کی فیسیں بھی ادا کیں' اور وہ پیسا اس کی کتابوں کے لئے بھی بھیجا' اس کی ٹیوشن کے لئے بھی بھیجا اور جتنا اس نے مانگا اتنا بھیجا لیکن جب سال کے بعد رزلٹ آیا اور وہ فیل ہو گیا اور اگلی مرتبہ کے لئے جب اس نے پیسے مانگے تو یقیناً آپ گھر میں یہ کہتے ہیں کہ میں اس کو ایک روپیہ بھی نہیں دوں گا۔ یہاں تو پھر بھی اپوزیشن نے رعایت کی ہے کہ یہاں ایک روپے تک کی اجازت دیتے ہیں وہاں تو گھر میں ہم اپنے بیٹے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ "ہن میں تینوں ایک روپیہ وی نئیں دینا" یعنی اتنا نالائق ہے۔ تو روایت کے ساتھ ساتھ اس میں اصل پہلو یہ بھی ہوتا ہے۔ پولیس کے لئے اتنا بجٹ دیا گیا اور لاء اینڈ آرڈر کے لئے دیا گیا لیکن اس کے باوجود بھی صوبے میں شکایات

رہی لوگوں کی شکایات کا ازالہ نہ ہو سکا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وجہ سے اپوزیشن نے کٹوتی کی تحریک بالکل صحیح دی ہے۔ اس سلسلے میں' میں چند ایک تجاویز آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ میں اپنی بات پر قائم ہوں کہ کانسٹیبل سے لے کر انسپکٹر تک کی تنخواہیں بہت کم ہیں۔ آپ جو ان سے چوبیس گھنٹے کی نوکری لیتے ہیں اتنی کم تنخواہ میں نہ تو آپ ان کو میڈیکل کی سہولت دیتے ہیں' نہ ان کے بچوں کی تعلیم کی سہولت دیتے ہیں' نہ ان کو ٹرانسپورٹ کی کوئی سہولت دیتے ہیں' نہ آپ ان کو رہائش کی سہولت دیتے ہیں اور اس کے برعکس پولیس لائن میں ایک ایک کمرے میں چھ چھ پولیس کانسٹیبل رہتے ہیں جبکہ اسی ضلع کے ایک ایس۔پی کو رہنے کے لئے آپ نے سو سو کنال کی کوٹھی دے دی ہے اور بارہ بارہ' پندرہ پندرہ گاڑیاں ان کے پول میں آپ نے رکھ دی ہیں جبکہ کئی ایس۔ ایچ۔ اوز ایسے ہیں جن کے پاس تھانے کے لئے ٹرانسپورٹ بھی نہیں ہے' موٹر سائیکل بھی نہیں ہے۔ اس کا پٹرول کا خرچہ بھی نہیں ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بجٹ میں اگر آپ نے اتنے ارب روپے کا فنڈ رکھا ہے تو آپ کم از کم اس کا لائحہ عمل اس طرح بنائیں کہ آپ۔۔

جناب سپیکر، پلیز! آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، ابھی تو ایک منٹ ہوا ہے۔ پھر میں مختصر کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جی' میں پھر مختصر کر دیتا ہوں۔ میں نے بات تو اور کچھ کرنی تھی۔

ہم ہی سے رنگ گلستاں ہم ہی سے رنگ بہار
ہم ہی کو بات کرنے کا اختیار نہیں

اب دو باتیں کام کی سن لیں۔ وہ یہ ہیں کہ ابھی بجٹ میں' میں نے پڑھا ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ ہم پنجاب میں تھانے بنائیں گے۔ جنوبی پنجاب والیو! غور کریا جے۔ پنجاب میں نئی بلڈنگوں پر مشتمل تھانے بنائیں گے۔ تھانے کہاں بن رہے ہیں؟ سنیں' ماڈل ٹاؤن شپ لاہور' کاہنہ لاہور' مصطفیٰ آباد لاہور' غازی آباد لاہور' ساؤتھ کینٹ لاہور' نارتھ کینٹ لاہور' باغبانپورہ لاہور' راوی سٹی لاہور' انارکلی لاہور' پولیس سٹیشن برکی لاہور' مانگا منڈی لاہور' ٹریننگ کمپلیکس لاہور' ایک اور چیز چوہنگ لاہور۔ ایک بنایا ہے راولپنڈی میں' وہ راجا صاحب کے منہ ملاحظے پر' باقی جنوبی پنجاب کے تین ڈویژنوں میں کوئی تھانہ نہیں بن رہا اور بخدا ہماری طرف کئی

جگہوں پر ایسے معاملے آئے ہیں کہ لوگ اپنی زمینیں پلے سے دینے کے لئے تیار ہیں۔ بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ مہربانی کریں' ایسے بجٹ کا کیا فائدہ کہ جس میں سارا ڈیرہ غازی خان' سارا بہاولپور' سارے ملتان ڈویژن میں ایک جگہ کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ کم از کم ایک تھانہ تو اس طرف بن جائے۔ ادھر بنائیں' اگر لاہور میں جرائم زیادہ ہیں تو ادھر بنائیں۔ مجھے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن کم از کم اگر بیس تھانے لاہور میں بنا رہے ہیں تو کم از کم تین ڈویژنوں میں تو کوئی تھانہ بنا دیں---

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، صدیقی صاحب! ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، جناب سپیکر! شکریہ۔ میری ڈاکٹر صاحب سے آپ کے توسط سے یہ درخواست ہے کہ ان کو خوش ہونا چاہیے کہ ان کے علاقے میں تھانے نہیں ہیں کیونکہ جہاں پر تھانے کم ہیں وہاں پر جرائم بھی کم ہیں۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ صدیقی صاحب! پلیز wind up کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جی' میں wind up کر رہا ہوں۔ اب انھوں نے کہا ہے کہ ہم ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں ٹائلٹ بنائیں گے۔ یہ میں سیریل نمبر 110 پر بجٹ میں پڑھ کر آیا ہوں کہ انھوں نے اس فنڈ سے ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں ٹائلٹ بنانے ہیں۔ لکھا ہے کہ 35 لاکھ روپیہ۔ اچھی بات ہے۔ بننے چاہئیں۔ پھر سیریل نمبر 122 پر لکھا ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں ٹائلٹ بنائیں گے۔ ایک لاکھ 92 ہزار روپیہ۔ یعنی اگر ملتان کے اندر ٹائلٹ بنیں گے تو ایک لاکھ 92 ہزار اور گجرات کی جیل میں ٹائلٹ بنیں گے تو 35 لاکھ روپے۔ اب ایک نکتہ اور بھی سن لیں۔ جلدی آپ کو بہت ہے۔ سیریل نمبر 98 پر لکھا ہے کہ قصور کی جیل میں 32 عدد death cell بنائیں گے۔ اس کے لئے ایک کروڑ 27 لاکھ 25 ہزار روپے رکھے ہیں اور وہی 32 عدد death cell ملتان میں بنانے ہیں تو کہتے ہیں کہ 73 لاکھ روپے۔ اب کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ملتان میں 32 بننے ہیں تو 73 لاکھ روپے رکھے ہیں اور 32 قصور میں بننے ہیں تو ایک کروڑ 27 لاکھ روپے رکھے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ مہربانی۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، اس میں آخری point یہ ہے کہ میں عرض کرتا ہوں کہ کروڑوں روپے ہم investigation کے لئے بھیج رہے ہیں۔ بھیجنے چاہئیں لیکن آپ ایس۔ ایس۔ پیز کو اور ڈی۔ پی۔ اوز کو کم از کم پابند کریں۔ وہ سارا مال اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور ایس۔ ایچ۔ او کو بلا کر دستخط کروا لیتے ہیں۔ آپ ہر ڈی۔ پی۔ او کو پابند کریں کہ جتنا فنڈ اس کو investigation کے چکر میں بھیجا گیا ہے وہ جس جس ایس۔ ایچ۔ او کو دے اس کی تفصیل بنا کر باضابطہ طور پر ڈیپارٹمنٹ کو یہاں فیکس کرے تاکہ پتا چل سکے کہ کتنے اس نے اپنے پاس رکھے ہیں اور کتنے اس نے ایس۔ ایچ۔ او کو دیئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' مہربانی۔ مہر اشتیاق احمد صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' شاہ صاحب! فرمائیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ رہنمائی چاہتا ہوں کہ آج سے ہمارے ٹریژری بنچز کے معزز ممبران کی خدمت میں جو ناشتہ پیش کیا جا رہا ہے اس کا خرچ پنجاب اسمبلی کے بجٹ میں سے ہوتا ہے یا پراونشل گورنمنٹ دیتی ہے یا کوئی مخصوص فنڈز ہیں؟ کہاں سے اس کی ادائیگی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ کیا آپ اس میں کوئی شیئر دینا چاہ رہے ہیں۔ (قہقہے)

سید احسان اللہ وقاص، اگر یہ اتنے ہی یتیم مسکین ہیں کہ ہمارے پیسوں سے انھوں نے کھانا کھانا ہے تو ہم تیار ہیں۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ مہر اشتیاق احمد صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے کل بھی اس معزز ایوان میں یہ گزارش کی تھی کہ اجلاس کے دوران چونکہ اب وقت زیادہ لگ جاتا ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ممبران کی refreshment کے لئے بندوبست کیا ہوا ہے لیکن کچھ دوستوں کو کل شاید یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ

صرف ٹریژری بنچز کے لئے ہے' یہ ٹریژری بنچز کے لئے نہیں تھا بلکہ تمام ممبران کے لئے بلاتفریق تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل کے اجلاس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے جمعہ کی نماز کے وقفہ کے دوران تمام ممبران کے لئے اسی اسمبلی میں کھانے کا بندوبست کیا ہے۔

تیسری بات میں احسان اللہ وقاص صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف آج اور کل کی بات نہیں ہے بلکہ جب سے ہماری حکومت آئی ہے' ہماری پارلیمانی پارٹی کے جتنے بھی اجلاس ہوتے ہیں ان میں جو بھی کھانا یا چائے دی جاتی ہے وہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنی ذاتی جیب سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ حکومتی خرچ نہیں ہے۔ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ذات کی طرف سے ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ مہر اشتیاق احمد صاحب!

مہر اعجاز احمد اچلانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

مہر اعجاز احمد اچلانہ، جناب سپیکر! ابھی تھانوں کی بات ہو رہی تھی تو ہمارے ضلع میں دو ایسے تھانے ہیں جن کی آج تک کوئی عمارت نہیں بنائی گئی بلکہ ایک ڈسپنسری کی عمارت میں تھانہ چوک اعظم چل رہا ہے اور دوسرا تھانہ فتح پور ایک یونین کونسل کی عمارت میں چل رہا ہے۔ اسی طرح کوٹ سلطان' تھانہ کروڑ اور تھانہ سٹی یہ پچاس ساٹھ سال پرانی عمارتیں ہیں۔ انھیں بھی فنڈز دیئے جائیں۔۔

جناب سپیکر، یہ میرے بھائی جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ ابھی ادھر تھانے تو نہیں نئے بن رہے۔ جی' مہر اشتیاق احمد صاحب!

مہر اشتیاق احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! گزشتہ چار دن سے بجٹ پر جو بحث ہو رہی تھی۔ میرے ٹریژری بنچز والے بھائی بہت مبارکباد دے رہے تھے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ جو چیز ان کو نظر آتی ہے وہ ہمیں کیوں نظر نہیں آ رہی کیونکہ عام آدمی کو تو اس کا کوئی فائدہ پہنچا نہیں' جو نظر نہیں آیا تو میری سمجھ میں ایک ہی بات آئی کہ ایک خبر ہے کہ پندرہ وزراء کو فارغ کیا جا رہا ہے اور بہت سے ہمارے ساتھی چانس لینے کی خوشی میں بار بار اٹھ کر قصیدے پڑھ رہے تھے۔ حالانکہ عام آدمی کا حال تو بدلا نہیں لیکن یہاں پر شاید وزارتوں کے لئے اور کوئی پارلیمانی سیکرٹری

صاحب وزارت کے لئے یہ ساری تگ و دو کر رہے تھے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اتنی بڑی رقم جو پولیس کے لئے رکھی گئی ہے اگر یہ پیشہ ورانہ اس کی صلاحیت بڑھانے کے لئے ہوتی تو شاید ہمیں یہ اعتراض نہ ہوتا' جیسے میرے بھائی نے بتایا کہ ہر دفعہ رقم بڑھی اور ساتھ جرائم بھی بڑھ گئے لیکن اصل بات implementation کی ہے۔ جب کوئی چیز implement ہوتی ہے تو اگر صحیح implementation نہیں ہو گی تو پھر لامحالہ جرائم تو بڑھیں گے۔ اب جس طرح میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ ویسے یہ ایک عام تاثر بھی ہے کہ یہ پولیس سٹیٹ ہے اور اس کا عملی ثبوت پچھلے سال کی ابھی میرے بھائیوں نے بات کی کہ پچھلے سال اور اس دفعہ 11۔مئی کو بھی ہم نے دیکھا کہ جب میرا قائد اور پرویز الہیٰ کے سابقہ قائد نے جب یہاں پر آنا تھا تو اس وقت بھی ہم نے پولیس گردی دیکھی اور جب پولیس کو اسی کام کے لئے لگائیں گے تو باقی جرائم تو بڑھیں گے۔ وہاں پر اور تو کچھ ہو گا نہیں۔ یہ بجٹ کے اندر کہہ رہے تھے کہ پٹرولنگ چیک پوسٹیں بنائی جا رہی ہیں۔ ابھی میرے بھائی نے بات کی کہ جہاں پر تھانے نہیں وہاں پر جرائم کم ہیں اور جہاں پر تھانے ہیں وہاں پر جرائم زیادہ ہیں اور یہ جو پوسٹیں آپ بنا رہے ہیں' بڑے خوش ہیں' میں کہتا ہوں کہ اگر کسی علاقے میں کوئی ڈکیتی یا چوری ہو جائے' آپ وہاں ایس۔پی صاحب سے یا اے۔ ایس۔ پی صاحب سے بات کریں تو وہ pickets لگا دیتے ہیں۔ اس سے چوروں ڈاکوؤں کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا لیکن عام آدمی یا ہمارے بچے اگر موٹر سائیکل پر جا رہے ہیں تو وہ انھیں روک لیں گے۔ وہاں ان کی تلاشی لیتے رہیں گے اور ان کے کاغذات چیک کرتے رہیں گے۔ یہ pickets جو آپ نے لگائی ہیں اور جو آپ پٹرولنگ چیک پوسٹیں بنا رہے ہیں' میں یہ سمجھوں گا کہ یہ جگا ٹیکس لینے کے لئے بنا رہے ہیں۔ پولیس یہ وصول کرے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے ہی جو موجود ہیں اگر ان کو آپ صحیح طرح استعمال کریں تو میرا خیال ہے کہ کافی بہتری ہو گی۔ آپ اگر کیس درج کروانے کے لئے چلے جائیں تو بڑے جرائم کے کیس درج ہی نہیں ہوتے۔ تھانے میں چلے جائیں ان کی explanation کا معاملہ ہوتا ہے۔ وہ کہیں گے کہ ہم درج کریں گے ہی نہیں۔ یہ تو اخبارات کی مہربانی ہے' میڈیا کی مہربانی ہے کہ وہ تھوڑا بہت quote کر دیتے ہیں۔ otherwise میں کہتا ہوں کہ کوئی شریف آدمی تھانے میں بڑا کیس' ڈکیتی وغیرہ کا کیس درج کروانے کے لئے جائے تو ایس۔ایچ۔او کبھی بھی آپ کا کیس درج نہیں کرے گا۔ آپ پولیس کا کلچر بدلیں۔ یہ تو

کوئی بات نہیں ہے کہ آپ انھیں پیسے دیتے جائیں لیکن جرائم مزید بڑھتے جائیں۔ اب investigation کو علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اس سے کیا ہوا؟ پہلے لوگ ایک جگہ پر پیسے دیتے تھے اب دو جگہوں پر پیسے دینے پڑتے ہیں۔ پہلے پرچہ درج کروانے کے لئے پیسے دینے پڑتے ہیں اور پھر investigation والوں کو پیسے دینے پڑتے ہیں۔ پہلے ایس۔ایچ۔او پر ساری ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ علاقے میں کہیں چوری ہوتی یا ڈاکا پڑتا تو وہ اس چیز کا جواب دہ تھا۔ اب جو سسٹم بنایا گیا ہے اس میں کوئی آدمی جواب دہ نہیں ہے۔ جب پرچہ کٹ جائے تو وہ جواب دہ نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اب سب کچھ investigation والوں نے کرنا ہے۔ انھوں نے ملزمان کو ڈھونڈنا ہے' trace کرنا ہے اور جب investigation والوں سے پوچھتے ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ پرچہ ہی ایسا کٹا ہے کہ ہم کچھ کر نہیں سکتے۔ پہلے تو کسی نہ کسی پر ذمہ داری عائد ہوتی تھی اب اس نئے سسٹم میں کوئی ذمہ داری لینے کو تیار نہیں ہے۔ عجیب بات ہے' جو بھی نیا سسٹم دیتے ہیں اس کے بعد کچھ لیتے ہیں کہ یہ حرف آخر ہو گیا ہے۔ لوکل باڈی کا سسٹم دیا گیا ہے' ہم اس میں چھ سال تک تبدیلی نہیں لا سکتے۔ پولیس کے دونوں شعبوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے سے اخراجات تو بڑھ گئے ہیں لیکن کرائم کی کسی ایک پر ذمہ داری نہیں ڈالی جا سکتی۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس نظام کی طرف توجہ دیں' اس کو بہتر بنائیں تا کہ لوگوں کے مسائل میں کمی آئے۔

جناب سپیکر! ابھی میرے ایک بھائی کہہ رہے تھے کہ سیاسی طور پر انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انھوں نے تو پولیس کا بجٹ ہی اسی لئے بڑھایا ہے کہ پولیس کو سیاسی مقاد کی خاطر استعمال کر سکیں۔ ابھی ضمنی انتخابات ہو رہے ہیں' یہ بلدیاتی انتخابات کا بھی سال ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے پولیس کی مد میں رقم اس لئے بڑھائی ہے کہ وہ اس دوران پولیس کو اپنے لئے استعمال کریں گے۔ جب تک ہمارے اقتدار میں بیٹھنے والے ساتھی اپنی اصلاح نہیں کریں گے' پولیس کو اپنے لئے استعمال کرنا بند نہیں کریں گے اس وقت تک جرائم پر قابو نہیں پایا جا سکے گا۔ آپ بے شک جتنا مرضی پولیس کا بجٹ بڑھا لیں اگر سیاسی فائدے کے لئے ہی پولیس کو استعمال کرنا ہے تو پھر یہ قوم کا پیسا ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ وما علینا الا البلاغ

جناب سپیکر : شکریہ' مہربانی۔ للہ شکیل الرحمن صاحب!

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! اس سال 16-ارب 6 کروڑ 80 لاکھ 31 ہزار روپے کی رقم پولیس کے لئے رکھی گئی ہے جبکہ پچھلے سال اس معزز ایوان نے محکمہ پولیس کے لئے 13-ارب 45 کروڑ 98 لاکھ 26 ہزار روپے رکھے تھے۔ ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے پولیس کا کردار تبدیل کریں۔ پولیس کے رویہ میں تبدیلی لائی جائے۔ جس حساب سے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے اسی حساب سے پولیس کا بجٹ بھی بڑھایا جا رہا ہے۔ جناب والا! پچھلے سال ہم نے پولیس کو تقریباً 13-ارب روپے دیئے۔ چند ماہ کے بعد پولیس کا revise بجٹ 16-ارب 52 کروڑ 38 لاکھ 80 ہزار روپے ہو گیا یعنی پانچ مہینوں میں تقریباً 3-ارب روپے اس محکمہ کے لئے بڑھا دیئے گئے لیکن پولیس کی کارکردگی بالکل صفر ہے۔ اس معزز ایوان کا ہر ممبر پولیس کی کارکردگی اور کردار کو جانتا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرتے ہوئے یہ بات زیادہ مرتبہ دہرائی گئی کہ پولیس کے رویوں میں تبدیلی لائی جانی چاہیے۔ انھیں اس سلسلے میں educate کرنا چاہیے لیکن ان باتوں پر عمل نہ کیا گیا ہے۔ اب ہم پولیس کے بجٹ میں تقریباً 16-ارب روپے رکھ رہے ہیں اور پانچ ماہ بعد اس کو revise کر دیا جائے گا اور یہ تقریباً 20-ارب روپے تک چلا جائے گا۔ جناب سپیکر! آئی جی پولیس کے دفتر میں کل 34 اسامیاں ہیں اور اس کے لئے پچھلے بجٹ میں تقریباً 66 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ بعد میں آئی۔جی آفس کا خرچہ تقریباً 85 لاکھ روپے ہو گیا۔ اس طرح پانچ چھ ماہ کے عرصے میں 20 لاکھ روپے کا اضافہ ہو گیا۔ اب اس سال 34 افراد کی تنخواہوں کے لئے ہم نے 70 لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔ بعد میں یہ increase ہو کر تقریباً ایک ارب کے قریب پہنچ جائے گا۔

جناب سپیکر! پچھلے سال crime investigation کے لئے 33 کروڑ 56 لاکھ 88 ہزار روپے رکھے گئے تھے جبکہ اس سال بجٹ میں اس شعبے کے لئے 36 کروڑ 76 لاکھ 12 ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ پچھلے سال تفتیش کے حوالے سے پولیس کی جو کارکردگی رہی ہے وہ امن و امان پر بحث کے دوران ممبران نے بڑے احسن طریقے سے واضح کی ہے۔ اغواء برائے تاوان کے کئی ایسے مقدمات ہیں کہ جن کی ابھی تک تفتیش مکمل ہی نہیں ہو سکی۔ اب ہم ایک کثیر رقم شعبہ investigation کو دے رہے ہیں۔ یہ لوگ کسی بھی کیس کی تفتیش میرٹ پر نہیں کرتے، کئی کئی سال تک کیسوں کی تفتیش مکمل نہیں ہوتی۔ اسی طرح پچھلے سال قومی رضا کاروں کے

لئے 4 کروڑ 69 لاکھ 96 ہزار روپے رکھے گئے تھے۔ اس مرتبہ یہ رقم بڑھا کر 5 کروڑ روپے کر دی گئی ہے۔ جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے معاشرے کی بہتری کے لئے قومی رضاکاران سے کیا خدمات لے رہے ہیں؟ ان کا کردار کیا ہے؟ وہ پولیس کی کس طرح مدد کر رہے ہیں؟ اس کا جواب نفی میں ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس مد میں ایک کثیر رقم خرچ کرنے جا رہے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ یہ رقوم ترقیاتی سکیموں پر خرچ کی جاتیں تا کہ لوگوں کی بہبود ہو سکتی۔

جناب سپیکر! پولیس ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے لئے پچھلے سال 24 کروڑ 60 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ اس سال 38 کروڑ 39 لاکھ روپے رکھے جا رہے ہیں۔ ان انسٹیٹیوٹس میں کیا تبدیلی آئی ہے کہ اس مد میں کروڑوں روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے؟ کیا وہ پولیس کو درست طور پر educate کر رہے ہیں؟ پولیس کے رویے کو تبدیل کر رہے ہیں؟ جناب والا! اس کا جواب بھی نفی میں آئے گا کیونکہ دن بدن جرائم کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے کمی نہیں آ رہی۔ ڈکیتیاں بڑھ رہی ہیں، قتل بڑھ رہے ہیں۔ اغواء برائے تاوان کی وارداتوں میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ پولیس کو پرانے اور فرسودہ طریق کار کے مطابق ہی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں سپیشل برانچ کے لئے 25 کروڑ 37 لاکھ 19 ہزار روپے رکھے گئے۔ اب اس سپیشل برانچ کا کیا کردار ہے، یہ کیا کرتی ہے؟ اس پر اتنی کثیر رقم کیوں خرچ کی جاتی ہے؟ اس بجٹ میں سپیشل برانچ کو 34 کروڑ 39 لاکھ روپے دے رہے ہیں۔ آج تک سپیشل برانچ نے کتنے کیسز کو trace کیا ہے؟

میں ان وجوہات کی بناء پر گزارش کروں گا کہ ہم پولیس کے مختلف شعبہ جات میں جو رقوم کا اضافہ کر رہے ہیں اسے decrease کیا جائے۔ ان کا کردار تو وہی رہنا ہے جو کہ پہلے تھا۔ جیسا کہ یہ پچھلے سال کرتے رہے ہیں اسی طرح اس سال میں کریں گے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کو اتنے زیادہ فنڈز دینے کی بجائے اس میں کمی کی جائے۔ جناب سپیکر! فنڈز دینے کی بجائے پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔ میں کہوں گا کہ پہلے پولیس پنجاب میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنائے جو کہ دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نیئر مرتضےٰ لون صاحبہ!

محترمہ نیئر مرتضیٰ لون، شکریہ جناب سپیکر! حکومت نے موجودہ بجٹ 2004-05 میں اتنی کثیر رقم پولیس کے لئے مختص کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم نے پولیس کو پہلے ہی بے شمار سہولیات مہیا کر رکھی ہیں۔ پولیس کو جدید اسلحہ' latest قسم کی گاڑیاں اور دیگر مراعات دینے کے باوجود صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر قابو پانے میں ہم بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ آئے دن ڈکیتیوں' چوریوں' عورتوں سے پرس چھیننے کی وارداتوں اور گاڑیاں snatch کرنے کی وارداتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہمارے اس معزز ایوان کے رکن سابق صوبائی وزیر قانون چودھری محمد فاروق کو پانچ ساتھیوں سمیت دن دیہاڑے اندھا دھند فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ صوبائی دارالحکومت لاہور میں ایک وزیر سے گاڑی چھین لی گئی۔ اسی حکومت کے ایک وزیر کو اغواء کر لیا گیا۔ جناب سپیکر! میں یہ کہوں گی کہ "روم جل رہا ہے نیرو چین کی بانسری بجا رہا ہے" اس طرح ہماری موجودہ حکومت جو فوج کی پیداوار ہے اور جنھیں زبردستی اس ملک پر مسلط کیا گیا ہے کہہ رہی ہے کہ صوبے میں امن و امان کی صورتحال بہتر ہو گئی۔ لیکن میں گزارش کروں گی کہ صوبے میں شہری اپنے گھروں میں عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ ان میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ میرے خیال میں پولیس کی ڈیوٹی کم کر دی جائے۔ آدھی پولیس کو پروٹوکول ڈیوٹی پر تعینات کیا گیا ہے یعنی وزیروں اور مشیروں کے تحفظ کے لئے مامور کیا گیا اور عوام کو لٹیروں اور ڈاکوؤں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اگر اسے وہاں سے ہٹا کر جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے مامور کر دیا جائے تو پھر ان جرائم میں کمی ہو سکتی ہے۔ جناب والا! آپ نے دنیا میں کوئی ملک دیکھا ہو کہ جہاں پارلیمنٹ بے اختیار ہو' جوڈیشری قید اور انتظامیہ کاسہ لیس ہو اور وہاں امن و امان کی صورتحال بہتر ہو؟ جب تک ہم ان تین اداروں کو بہتر نہیں کریں گے۔ جب تک وطن عزیز میں پارلیمنٹ طاقتور نہیں ہو گی' جوڈیشری آزاد نہیں ہو گی اور انتظامیہ موثر نہیں ہو گی اس وقت تک کبھی بھی امن و امان کی صورتحال بہتر نہیں ہو سکتی۔ اب میں یہی کہوں گی کہ ہمارے موجودہ وزیراعلیٰ کو سابق وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ جب سابق وزیراعلیٰ تھے تو مجرموں کو چھوڑیں بلکہ افسروں کی بھی نیندیں حرام ہوتی تھیں۔ وہ رات کو سو نہیں سکتے تھے کیونکہ اگر کوئی واردات ہوتی تھی' اگر کوئی قتل ہوتا تھا' اگر کوئی راہزنی ہوتی تھی تو وزیراعلیٰ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک ان کے دروازے تک نہیں چلے جاتے تھے۔ اس وقت

تک افسران کی نیندیں بھی حرام ہوتی تھیں کہ وزیراعلیٰ سو نہیں رہے تو ہم کیسے سو سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی' شکریہ

بیگم زینت خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ نیئر مرتضیٰ لون، میں آخر میں یہ تجویز دوں گی۔

جناب سپیکر، محترمہ زینت خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

بیگم زینت خان، جناب سپیکر! میں آپ کی انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے مائیک دیا۔ میں اپنی معزز بہن کی چوروں 'لٹیروں' پولیس اور حکومت کے بارے میں ساری باتیں سن رہی ہوں۔ جناب والا! میں کہتی ہوں کہ چور لٹیرے تو چلے جاتے ہیں' بھاگ جاتے ہیں لیکن یہاں تو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کو کیسے لٹیرا کہا جا سکتا ہے؟ وزیراعلیٰ صاحب کو نیند نہیں آتی تھی اب ان کو بے یار و مدد گار چھوڑ کر چلے گئے۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔

محترمہ نیئر مرتضیٰ لون، ہم بے یار و مدد گار نہیں ہیں اور نہ ہی وہ چھوڑ کر گئے ہیں۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ میں آپ کی یہ غلط فہمی نکال دوں گی۔ آپ لوٹے بن کر ادھر بیٹھ گئے ہیں لیکن ہم تو وہیں بیٹھے ہیں۔ ہمارے لیڈران ہمیں چھوڑ کر نہیں گئے۔ انشاء اللہ وہ آئیں گے۔ وہ دن دور نہیں۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ تنویر اشرف کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ، شکریہ جناب سپیکر! پولیس کی ڈیمانڈ نمبر 13 جو کہ 16۔ارب 6 کروڑ 80 لاکھ روپیہ ہے۔ یہ ڈیمانڈ تعلیم اور صحت کے لئے رکھی ہوئی رقم سے بھی 3۔ارب زیادہ ہے۔ جناب سپیکر! تعلیم کے لئے 4۔ارب مختص کئے گئے اور صحت اور صحت عامہ جن کی تین ڈیمانڈز ہیں۔ ڈیمانڈ نمبر 16,15 اور 17 ان تینوں کو ملا کر بھی پولیس کو 3۔ارب زیادہ دے رہے ہیں۔ پولیس ایک ایسا محکمہ ہے کہ جب بھی پولیس کا نام آتا ہے تو ذہن میں دوسرا نام رشوت کا آتا ہے۔ آج تمام تھانے بکتے ہیں۔ اگر میں صرف ضلع گجرات کا ہی کہوں کہ جہاں پر تھانوں کا ریٹ سب سے زیادہ ہے۔ ہمیشہ تھانوں کا ریٹ' کرائم ریٹ کے ساتھ ہوتا ہے۔ گجرات میں کرائم ریٹ بھی سب سے زیادہ ہے اور وہاں پر تھانوں کا ریٹ بھی زیادہ ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم پولیس کو

پیسے دیں جس طرح تھانے بکتے ہیں میرے خیال میں پولیس پنجاب حکومت کو support بھی کر سکتی ہے۔

جناب والا! اگر ہم ڈیمانڈ کی تفصیل میں جائیں تو کرائم انوسٹی گیشن کے لئے 36 کروڑ کی ڈیمانڈ ہے۔ جب ایک عام اور غریب آدمی کی انوسٹی گیشن آتی ہے تو وہ مہینوں اور سالوں میں بھی مکمل نہیں ہوتی اور نہ ہی قاتل پکڑے جاتے ہیں لیکن ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جب کبھی پولیس والا کہیں قتل ہو جاتا ہے تو 24 گھنٹے کے اندر اندر مجرم پکڑے بھی جاتے ہیں اور 24 گھنٹے کے اندر اندر پولیس مقابلے میں قتل بھی ہو جاتے ہیں۔

جناب والا! حکومت، پنجاب میں جو پولیس چوکیاں قائم کرنا چاہتی ہے۔ کیا ہمیں معلوم نہیں ہے کہ پولیس چوکیوں میں سوائے عوام کو پریشان کرنے کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اگر مزید چوکیاں قائم کی جائیں گی پولیس کو مزید پیسا دیا جائے گا تو پھر عوام کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گا۔ جناب والا! اگر ہم گجرات کے امن و امان کو ہی لے لیں جو وزیراعلیٰ صاحب کا آبائی ضلع ہے۔ وہاں پر 18/18 قتل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، پلیز ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ، پولیس والے معصوم افراد کا قتل کرتے ہیں۔ چونکہ تھانے بکتے ہیں اور پولیس کا interest ہوتا ہے کہ کرائم ریٹ زیادہ ہو۔ پولیس اس میں invest کرتی ہے اور پھر اس کے بعد returns کے لئے no go areas ختم نہیں کرنا چاہتی۔ جب لوگ کرائم کر کے گجرات کے ان ٹرائیبل ایریاز میں چلے جاتے ہیں تو پولیس وہاں پر نہیں جا سکتی اور نہ ہی انھیں پکڑ سکتی ہے۔ اس سے کرائم کو فروغ ملتا ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ حکومت اس پر توجہ دے اور پولیس کو یہ پیسا بالکل نہیں دینا چاہیے۔ شکریہ

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ جناب اشتیاق احمد مرزا صاحب!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، چودھری مشتاق احمد صاحب!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں اپوزیشن کا رکن ہونے کی بنیاد پر ضروری نہیں کہ اس کی مخالفت کروں میں چاہتا ہوں کہ یہ جو رقم مختص کی گئی ہے یہ ٹھیک ہے لیکن اس میں پولیس کی تعداد بڑھائی جانی چاہیے اس لئے کہ امن و امان سب سے اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس میں تو آپ کا نام ہی نہیں ہے۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس کی ترقی کے لئے یہ لازمی ہونا چاہیے کہ اس نے کتنے اشتہاری ملزمان پکڑے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، بجز کو بھی پابند کیا جائے کہ جب وہ کوئی فیصلہ کریں تو اس میں پولیس کی کارکردگی کی رپورٹ کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب۔ اشتیاق احمد مرزا صاحب!

جناب اشتیاق احمد مرزا، شکریہ جناب سپیکر! یہ پولیس کے سلسلے میں حکومت کی جو ڈیمانڈ ہے جس میں انہوں نے 16۔ارب 6 کروڑ 80 لاکھ 31 ہزار روپے ڈیمانڈ کی ہے اور اس میں اپوزیشن کی کٹوتی ہے کہ اس کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ قیام پاکستان سے قبل اور قیام پاکستان کے بعد پولیس کس مقصد کے لئے بنائی گئی تھی اور پولیس کس مقصد کے لئے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ہر رکن کو یہ بات معلوم ہے۔ پولیس کا محکمہ جو پاکستان بننے سے پہلے وجود میں آیا تھا وہ صرف اور صرف لوگوں کو ڈرانے دھمکانے اور ان کو زدوکوب کرنے کے لئے وجود میں لایا گیا تھا اور آج کوئی بھی حکومت ہے وہ پولیس کے ذریعے عوام کو ڈراتی ہے' دھمکاتی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوگوں میں سیاسی شعور بیدار نہیں ہونے دیتی۔ جس کی وجہ سے آج ہمارا یہ ملک روز بروز زوال پذیر ہوتا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! جہاں تک 16۔ارب روپے دینے کی بات ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر موجود ہر معزز رکن کو یہ بات معلوم ہے کہ عوام کے خون پسینے کی کمائی جو حکومت پنجاب اکٹھا کرتی ہے۔ اگر

اس میں سے ہم 16-ارب روپے دوبارہ پولیس کو دے دیں تو وہی پولیس عوام سے رشوت کی صورت میں 64-ارب روپے لے رہی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ آج بھی کسی اخبار میں اشتہار دے دیں تو آپ کو کم ازکم ایک ہزار آدمی ملیں گے جو یہ کہیں گے کہ آپ مجھ سے ایک لاکھ روپے لے لیں اور مجھے اس علاقے کا ایس۔ایچ۔او بنا دیں۔ ایک کانسٹیبل کے لئے لوگ درخواست دیں گے کہ آپ مجھ سے حکومت پنجاب 20 ہزار روپے مہینہ لے لے اور مجھے کانسٹیبل بنا دیں۔ یہ بدمعاشی کا لائسنس بھی ہم ان کو دیں اور اس کے بعد ان کو 16-ارب روپیہ بھی دے دیں۔ تو میری اس میں گزارش یہ ہے کہ بنیادی طور پر جس مقصد کے لئے پولیس کا محکمہ قیام میں لایا گیا ہے اس کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس میں بہتری لانے کی ضرورت ہے کہ ان کے اندر یہ احساس پیدا کیا جائے کہ وہ عوام کے خادم ہیں وہ عوام کے مالک نہیں ہیں اور یہاں پر جو تھانہ کلچر ہے جو ان کو پولیس سٹیٹ بنایا گیا ہے اس کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب اشتیاق احمد مرزا: جناب سپیکر! اگر آپ اعداد و شمار دیکھیں تو تقریباً پنجاب کی آبادی سات کروڑ کے قریب ہے۔ جسے تقریباً ایک لاکھ 31 ہزار سے زیادہ پولیس افسران و ملازمین ان کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ اگر آپ یہ دیکھیں کہ ایک لاکھ 31 ہزار سے زیادہ افراد پر مشتمل یہ ادارہ سات کروڑ عوام کو کنٹرول کر رہا ہے تو آپ کسی بھی جگہ جا کر دیکھ لیں اعداد و شمار دیکھ لیں کہ زیادہ سے زیادہ معاشرے میں جو کرپٹ لوگ ہوتے ہیں' بدعنوان لوگ ہوتے ہیں ان کی ratio ایک فیصد یا دو فیصد سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اگر آپ اس ratio سے دیکھ لیں تو تقریباً ایک پولیس کا آدمی تین یا چار آدمیوں پر آتا ہے۔ تو اس کے باوجود ایک آدمی تین یا چار آدمیوں پر آ رہا ہے تو پھر بھی صوبے میں امن و امان کی صورتحال بہتر نہیں ہو رہی۔ اگر اس کے باوجود صوبے میں لاقانونیت ہے تو ہمیں سوچنا پڑے گا کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ کوئی ملک بھی کوئی قوم بھی اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہاں پر قانون کی حکمرانی نہ ہو۔ جب تک شہریوں کو یہ احساس نہ ہو کہ ہم قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ اگر کوئی منسٹر یا عام شہری بھی کوئی جرم کرے گا تو وہ قانون کی نظر میں ایک ہی نظر سے دیکھا جائے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب اشتیاق احمد مرزا، جناب سپیکر! میں ایک آخری بات کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب wind up کریں۔

جناب اشتیاق احمد مرزا، جناب سپیکر! میں صرف آخری بات کر کے wind up کرتا ہوں کہ جب تک کسی بھی معاشرے میں قانون کی حکمرانی نہیں ہو گی آئین کی بالادستی نہیں ہو گی اور جب تک ادارے اپنی حدود و قیود میں رہ کر کام نہیں کریں گے اس وقت تک کوئی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا تجمل حسین صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ احسان الحق نولاہیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاہیا، شکریہ۔ جناب سپیکر! 16۔ارب 6 کروڑ 80 لاکھ کی رقم پولیس کی کارکردگی بہتر کرنے کے لئے، عوام کو ان کی دہلیز پر سستا انصاف دینے کے لئے مختص کی گئی ہے۔ اس بات پر کوئی دو آراء موجود نہیں ہیں کہ پولیس efficiency کے اعتبار سے بہتر کام کر رہی ہے یا نہیں کر رہی، وہ عوام کو عدل و انصاف دینے میں معاون ہے یا رکاوٹ ہے۔ اس بات پر کوئی دو آراء نہیں ہیں کہ پولیس کی اس efficiency کے اندر کیا ان کی محکمانہ کار کردگی رکاوٹ ہے یا ان کی بد دیانتی رکاوٹ ہے۔ 16۔ارب کی اتنی خطیر رقم پولیس کو دینے کا حکومتی نقطہ نظر یہ ہے کہ شاید ان کے پاس وسائل نہ ہونے کی وجہ سے وہ عوام الناس کو وہ چیز provide نہیں کر رہی جو کی جانی چاہیے۔ میں حکومتی بنچوں کے افراد کو مخاطب کر کے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ،

سبب کچھ اور ہے جس کو تو خوب سمجھتا ہے
زوال بندہ مومن کا بے زری سے نہیں

جناب سپیکر! پیسے کی کمی کبھی بھی کار کردگی کے اندر رکاوٹ نہیں آیا کرتی۔ نیتوں کو ٹھیک کرنے کا معاملہ ہے اور اپنی منزلوں کا تعین کرنے کا معاملہ ہے کہ ہم نے اپنی منزل کا ٹھیک طور پر تعین کیا ہے یا نہیں؟ کہا کرتے ہیں کہ منزل کا حاصل کر لینا اصل میں کامیابی نہیں ہوا کرتا،

منزلوں کا تعین ہو جانا دراصل قوموں کی اصل کامیابی کا مظہر ہے۔پولیس کی inefficiency کو دور کرنے کے لئے محکمہ کو دو انداز کے اندر organize کیا جانا چاہیے چونکہ آج میں اس موضوع پر بحث نہیں کرنا چاہتا کہ ملک کے اندر کتنی لاقانونیت ہے؟ اس پر تو میں بات جب کروں کہ کچھ لوگ یہ کہیں کہ لاقانونیت نہیں ہے۔ یہ تو ایک settled حقیقت ہے کہ لاقانونیت زوروں پر ہے اور کوئی قانون نامی چیز اس سرزمین پر نہیں ہے۔ ہمارے وزیر قانون کی حیثیت بالکل افغانستان کے وزیر ریلوے کی طرح ہے۔جہاں ریلوے نہیں ہے لیکن وزیر ریلوے ہے۔اسی طرح یہاں قانون نہیں ہے لیکن یہاں وزیر قانون ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں محکمانہ کارکردگی کو بہتر کرنے کے لئے دو نکات پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ ہے کہ inefficiency کی وجہ سے' ability کی کمی کی وجہ سے ہمارے ملک کے اندر عدل وانصاف عوام کو نہیں دیا جا رہا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ جو لوگ انصاف دینے پر مامور کئے گئے ہیں وہ bad intention کی وجہ سے عوام کو عدل و انصاف نہیں دینا چاہتے۔ چاہے وہ حکومت کے اندر موجود افراد ہیں' وہ بیوروکریسی کے لوگ ہیں یا دوسرے نہ نظر آنے والے ہاتھ ہیں۔ ان دو باتوں میں سے ایک بات کا تعین کرنا انتہائی ضروری ہے کہ کیا ability کو enhance کیا جائے یا ان کی bad intention جو ہیں ان کی بدنیتی کو دور کیا جائے۔ اس کے اندر بھی دو آراء نہیں ہیں اور پوری قوم اس بات پر یکسو ہے کہ صرف bad intention' بدنیتی' ارادوں کی کمی اور جس طرح میں نے پہلے بھی on the floor of the House یہ کہا ہے کہ کیا ہم اس نظام کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں یا نہیں کرنا چاہتے۔ اگر کرنا چاہتے ہیں تو پھر کیا یہ ہو نہیں سکتا؟ یہ ہو تو سکتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ ہم اس کو ٹھیک کرنا نہیں چاہتے۔فیض احمد فیض نے بڑی خوب صورت بات کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ معذرت یہاں پر جب تک پولیس کی inefficiency کو دور کرنے کے علاوہ bad intention کو نقطہ نظر نہیں بنایا جائے گا ہم کبھی بھی ایک اچھا عدل و انصاف کا معاشرہ قائم نہیں کر سکتے۔سب سے بڑا معاملہ پنجاب کے تین اضلاع کے اندر اشتہاریوں کا معاملہ ہے۔ایک خرابی دراصل دس بارہ خرابیوں کو راستہ دیتی ہے۔ gateway دیتی ہے۔میں کہتا ہوں کہ اگر اشتہاریوں پر کنٹرول proper انداز میں کیا جائے۔یہ میں کبھی بھی نہیں کہتا کہ اشتہاریوں کو سو فیصد کنٹرول کیا جائے لیکن اگر maximum اشتہاریوں کا معاملہ کنٹرول کر لیا جائے تو ڈکیتی'

قتل و غارت اور جرائم کرنے کی لوگوں کو جو ترغیب ملتی ہے یا ان کے اندر جرم کرنے کا ایک جذبہ ابھرتا ہے وہ روکا جا سکتا ہے۔ لیکن اشتہاریوں کو کنٹرول کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ priorities کا معاملہ ہے کہ ہمارے ہاں priority کیا ہے؟ کیا عدل و انصاف priority ہے یا کیا عدل و انصاف حاصل کرنے کے لئے اشتہاریوں کو کنٹرول کرنا priority ہے اور اگر یہ دونوں چیزیں priority ہیں تو کوئی بھی معاملہ حکومت اگر کرنا چاہے تو ایک عام سے رکن اسمبلی شیخ امجد عزیز کو کنٹرول کرنے کے لئے آپ کے پاس اتنے زیادہ راستے کھلے تھے تو پوری قوم کو ریلیف دینے کے لئے کیا اشتہاریوں کو کنٹرول کرنا آپ کے بس میں نہیں ہے۔ یقیناً ہے لیکن ہم کرنا نہیں چاہتے اور اگر اشتہاریوں کو کنٹرول کرنا ہو تو تمام انٹیلی جنس ایجنسیوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سازمت چھیڑ کہ لذت کا زیاں ہوتا ہے

جناب سپیکر! اگر آپ نے اشتہاریوں کو کنٹرول کرنا ہے تو اشتہاریوں کو کنٹرول کرنے کے لئے انٹیلی جنس ایجنسیوں سے مدد لی جا سکتی ہے' سپیشل فورس قائم کی جا سکتی ہے کہ آج بھی کرائم ان اضلاع کے اندر سب سے زیادہ ہے۔ جہاں پر اشتہاریوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی بات کو یہیں پر ختم کرتا ہوں کہ جب تک آپ لوگوں کو appoint کرنے کے معاملے میں ان کے پاس موجود سرمائے کی بنیاد پر اور ان کی طاقت کی بنیاد پر نااہلیت کو نہ دیکھتے ہوئے اور ان کی اہلیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اچھی پوسٹوں پر تعین کریں گے تو یقیناً کبھی بھی لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن ملک کے اندر بہتر نہیں ہو سکتی۔ میں اپنی بات کو اسی ایک شعر کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

جنہیں زندگی کا شعور تھا انہیں بے زری نے مٹا دیا
اور جو گراں تھے سینہ خاک پر وہی بن کے بیٹھے ہیں معتبر

جناب طاہر اقبال چودھری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں' کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب سپیکر! ابھی یہاں پر پولیس کے حوالے سے بات ہو رہی تھی کہ ہمارے ملک یا صوبے کے جو عام لوگ ہیں وہ اس سے متاثر ہیں کیونکہ پولیس کے پاس

اختیارات اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ جب اور جسے چاہیں اس کا شکار کر لیتے ہیں۔ میں بھی ابھی اسی کا شکار ہوا ہوں کہ کل شام تقریباً سات بجے وہاڑی کے اندر میرے گھر میں پہلے ایبٹ فورس نے ریڈ کیا' اس کے آدھے گھنٹہ کے بعد تھانہ دانے وال کی پولیس نے ریڈ کیا ہے اور پھر تقریباً ایک گھنٹہ بعد تھانہ سٹی کی پولیس وہاں پر آئی ہے۔ میں اس پر تحریک استحقاق بھی لے کر آؤں گا۔ جب ان سے پوچھا گیا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر، آپ جب تحریک لے کر آئیں گے تو پھر اس کو دیکھ لیں گے۔ جی' لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ نے درست فرمایا کہ جس وقت معزز رکن تحریک استحقاق لے کر آئیں گے تو اس پر بات کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! تحریک لانے سے پہلے بھی آپ اس پر نوٹس لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، اگر تحریک سے پہلے کوئی نوٹس لینا ہے تو پھر معزز رکن لاء منسٹر کے چیمبر میں تشریف لے جائیں اور ان سے بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! معزز رکن صبح سے یہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے صبح سے اس وقت تک نہ بتایا' نہ انہوں نے privilege motion دی ہے تو انہوں نے بھی سوچ سمجھ کر بات کی ہے۔ ابھی وہ اپنا mind بنا لیں اور میرے پاس تشریف لائیں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور بات کریں گے۔

جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ پولیس کے حوالے سے جن دوستوں نے بات کی میں ان کے خیالات کا احترام کرتا ہوں اور بالخصوص اپنے ان دو تین دوستوں کا' جنہوں نے پولیس کے سلسلے میں چند تجاویز بھی دی ہیں۔ باقی بعض دوستوں نے اپنے خیالات کے اظہار کے دوران بعض ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جن کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلی گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے پہلی بار اس صوبے میں اس بات کا احساس کیا ہے کہ ایک ایسا ادارہ جس سے ہم اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ عوام کے جان و مال کا محافظ ہوگا۔ جس سے ہم لاء اینڈ آرڈر maintain رکھنے کی توقعات رکھتے ہیں اس ادارے کی بھی کچھ ضروریات ہیں' اس ادارے کے بھی کچھ مسائل ہیں جنہیں میں

سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہر گز نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ابھی کل کی بات ہے اسی معزز ایوان میں ہماری ایک محترم رکن نے یہاں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی اور انہوں نے فرمایا کہ جب وہ ہاسپٹل میں جا رہی تھی تو ایک لیڈی کانسٹیبل جس کی ڈیوٹی اسمبلی میں لگی ہوئی تھی اس نے ایک بچہ گود میں اٹھایا ہوا تھا اور یہ تصویر اخبارات میں بھی آئی ہے۔ اس نے گود میں اپنا بچہ اٹھایا ہوا تھا اور وہ ڈیوٹی دے رہی تھی۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس خاتون کے پاس سرکاری گھر ہوتا' اس کی تنخواہ اتنی ہوتی' اس کے پاس وسائل اتنے ہوتے تو شاید اس گرمی میں وہ بچے کو ساتھ لے کر یہاں نہ آتی بلکہ گھر چھوڑ کر آتی لیکن ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! جب ہم وسائل کی بات کرتے ہیں' پولیس کی بات کرتے ہیں تو اپوزیشن کی طرف سے جو صحیح بات سامنے آنے گی یقین کیجئے کہ اس بات کو تسلیم کرنے میں خوشی ہوتی ہے لیکن جب facts and figures distort کیا جاتا ہے تو پھر تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے۔ یہاں ابھی میرے بھائی اشتیاق مرزا صاحب نے کہا ہے کہ تین آدمیوں پر ایک پولیس والا آتا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ میں نے یہاں بیٹھے بیٹھے ایڈیشنل آئی۔جی صاحب سے پوچھا کہ صوبے میں پولیس ملازمین کی تعداد کیا ہے؟ یہاں انہوں نے بتایا کہ ہمارے صوبے میں اس وقت ایک لاکھ اکتیس ہزار پولیس ملازمین کی تعداد ہے اور ہماری ساڑھے سات کروڑ آبادی ہے۔ اگر اس تناسب سے دیکھا جائے تو پانچ سو بہتر افراد پر ایک پولیس والا آتا ہے۔

جناب سپیکر، ایوان کا ٹائم مزید پندرہ منٹ extend کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! یہ میں figures کی بات کرتا ہوں۔ اب جس سوسائٹی میں پانچ سو بہتر افراد کو دیکھنے کے لئے' لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے لئے' عوام کو ہر قسم کی جان و مال کا تحفظ فراہم کرنے کے لئے پانچ سو بہتر افراد پر ایک آدمی ہو گا تو پھر وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کا عالم کیا ہو گا؟

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پانچ سو بہتر افراد پر ایک شخص جس نے پھر چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دینی ہے۔ جس کی ڈیوٹی کا کوئی تعین نہیں ہے کہ صبح اس نے کام کرنا ہے' آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی دینی ہے' آٹھ گھنٹے کے بعد اس نے چلے جانا ہے' یہ

کوئی تعین نہیں ہے۔ کیا پتا اس کی ایسی جگہ پر ڈیوٹی لگا دی جائے کہ ایک دن وہ ڈیوٹی پر جائے وہاں سے تین دن کے بعد اس کو واپس لایا جائے۔ پھر جہاں ڈیوٹی دے رہا ہوتا ہے وہاں خوراک کا صحیح بندوبست نہیں ہوتا' پھر جہاں ڈیوٹی دے رہا ہوتا ہے وہاں پر سردی یا گرمی سے بچنے کے لئے اس کے پاس کوئی بندوبست نہیں ہوتا۔ پھر اس شخص سے ہم اس بات کی توقع کرتے ہیں کہ تنخواہ اس کی اتنی قلیل کہ جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے تو پھر اس سے ہم اس بات کی توقع کرتے ہیں کہ اس ملک کے عوام کی جتنی توقعات ہیں وہ سب پر پورا اترے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان توقعات پر اس کو پورا اترنے کے لئے ہمیں وسائل فراہم کرنے چاہییں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پہلی حکومت ہے کہ جس نے پولیس کے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کی توقع کی کہ اگر ہم پولیس سے بہتر نتائج کی توقع رکھتے ہیں تو پھر ان کو وسائل فراہم کرنے ہوں گے اور یہ موجودہ بجٹ میں allocation ہے' یہ صرف اور صرف پولیس سے بہتر کارکردگی کی توقع رکھتے ہوئے کی گئی ہے اور میں نے اس معزز ایوان میں بارہا یہ کہا ہے کہ اگر ہم پولیس کو یہ سارے وسائل فراہم کر رہے ہیں تو پھر بجا طور پر یہ موجودہ حکومت بھی اور بجا طور پر یہ معزز ایوان بھی پولیس سے اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنی کارکردگی کو بھی بہتر بنائیں اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ہم انہیں بہتر وسائل فراہم کریں گے تو ہم ان سے بہتر نتائج کی توقع بھی کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ بہتر نتائج دیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب نے بڑے جذباتی انداز میں بات کی کہ فلاں جگہ تھانہ بن رہا ہے' فلاں جگہ تھانہ بن رہا ہے تو پھر بات وہی آتی ہے کہ اگر وہ تھوڑا سا جذباتی نہ ہوتے یا بیٹھے رہتے تو میں ان کی خدمت میں عرض کرتا کہ جنوبی پنجاب میں نو تھانے قائم کئے جا رہے ہیں' سرگودھا میں چھ تھانے قائم کئے جا رہے ہیں' فیصل آباد میں پانچ تھانے قائم کئے جا رہے ہیں' گوجرانوالہ میں آٹھ تھانے قائم کئے جا رہے ہیں اور شیخوپورہ ریجن میں تین تھانے قائم کئے جا رہے ہیں۔ اس لحاظ سے جنوبی پنجاب کسی لحاظ سے بھی نظر انداز نہیں ہو رہا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر پٹرولنگ پوسٹس کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ اس وقت ہمارے بجٹ کا ایک بڑا حصہ پٹرولنگ پوسٹس کی تعمیر پر خرچ کیا جائے گا۔ ان کی تکمیل کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ واضح طور پر جرائم میں کمی آئے گی۔ اس لئے میں اس کی مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔

جناب سپیکر! یہاں یہ بھی کہا گیا کہ جہاں پر زیادہ پولیس سٹیشن ہوتے ہیں' وہاں پر جرائم بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی سوچ ہے۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ بعض دوستوں نے کہا کہ پولیس ڈکیتیوں میں ملوث ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کی اپنی ذاتی رائے ہے۔ میرے ایک دوست قیصر صاحب نے فرمایا کہ مال خانہ میں ضبط شدہ مال تبدیل کیا جاتا ہے تو میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد پہلی دفعہ مال خانوں کی انسپکشن کے نظام کو موثر بنایا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سسٹم میں جو خرابی تھی وہ دور کی جا رہی ہے اور مال خانوں کا وہ سامان جو ناقابل استعمال ہو چکا ہے۔ اس کی نیلامی کا بھی بندوبست کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایک بڑی اچھی تجویز محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ نے دی کہ خواتین کی تفتیش کے لئے علیحدہ ایجنسی ہونی چاہیے جہاں پر خواتین ہی تعینات ہونی چاہییں۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس تجویز پر ہر حالت میں عملدرآمد کروایا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر یہ بھی کہا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی سوچ پر کچھ کہہ تو نہیں سکتا لیکن میرے دوست وقاص صاحب جو فیکسلا سے ہیں انھوں نے یہ فرمایا کہ صدر پاکستان پر حملہ راولپنڈی میں ہوا تو میں ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ پنجاب پولیس کے لئے فخر کی بات ہے کہ جہاں ساری نیشنل ایجنسیاں کام کر رہی تھیں تو ان cases کی detection ہوئی تو وہ پنجاب پولیس نے ہی کی اور وہ cases ہم نے work out کر لئے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ پولیس کا محکمہ ختم کر دیا جائے اور ہر شخص اپنی حفاظت کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ خود اس پر کس حد تک عملدرآمد کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں کہا گیا ہے کہ گجرات میں اٹھارہ قتل ہوئے۔ جب لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث ہو رہی تھی تو اس وقت میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اگر کسی ذاتی مخالفت کی بناء پر اٹھارہ قتل ہوتے ہیں تو دو پارٹیاں جو آپس میں لڑنے والی ہیں۔ وہ پہلے تھانے میں بتا کر نہیں جاتیں کہ ہم لڑنے کے لئے جا رہے ہیں' آپ ہمارے پیچھے پیچھے آئیں۔ اس طرح کی واردات اچانک ہو جاتی ہے' اصل میں دیکھنا یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات کے بعد پولیس کا ردعمل وہاں پر کیا ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی کارکردگی کے حوالے سے میں نے ہمیشہ یہ کہا ہے اور آج پھر یہ کہوں گا کہ کوئی بھی منتخب حکومت جو عوام کے آگے جواب دہ ہے' پولیس کی کارکردگی سے کبھی بھی مطمئن نہیں ہوتی کیونکہ اس نے ہر وقت بہتری کی توقع رکھی ہوتی ہے۔ ہم بھی پولیس سے بہتری کی توقع رکھتے ہیں اور آج ہم یہ نہیں کہتے کہ سب ٹھیک ہے۔ اگر آج کچھ غلط بھی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے کل میں ہم اس کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ جب لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث ہو رہی تھی تو میں نے یہ کہا تھا کہ پنجاب پولیس کا ایک ایسا شعبہ بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر investigation wing میں کوئی کمزوری ہے تو اس کو دور کرنا چاہیے' اگر آپریشن میں کمزوری ہے تو اس کو دور کرنا چاہیے' سپیشل برانچ میں کوئی کمزوری ہے تو اس کو دور کرنا چاہیے لیکن ہمارا سی آئی ڈی ایک ایسا محکمہ ہے جس کے حوالے سے میں نے یہاں پر بات کی تھی اور جن کی کاوشوں کی وجہ سے نہ صرف پنجاب میں ہم نے سارے high profiled cases کو work out کیا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آج سے چند دن پہلے وزیر اعظم پاکستان نے جنرل لاء اینڈ آرڈر کو review کرنے کے سلسلے میں ایک میٹنگ کی تھی تو یقین کریں کہ اس میں پنجاب پولیس کی کارکردگی کو سراہا گیا تھا اور سی آئی ڈی کے متعلق یہ کہا گیا کہ ہماری سی آئی ڈی پولیس کی خدمات باقی تین صوبوں میں بھی دی جائیں تاکہ وہاں پر بھی high profiled cases work out کئے جا سکیں۔ لہذا یہ کارکردگی کی بات ہے۔ اگر کوئی شعبہ اچھی کارکردگی دکھا رہا ہے تو ہمیں اس کی تعریف کرنی چاہیے لیکن اگر کہیں کمی ہے تو میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں

کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں -/213 روپے ہم ایک کانسٹیبل پر خرچ کر رہے ہیں' سندھ میں -/306 روپے اور بلوچستان میں -/416 روپے خرچ ہوتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں آبادی کے تناسب سے سب سے کم پولیس پر خرچ کیا جا رہا ہے؛ ہماری جتنی آبادی ہے' اسی تناسب سے ہمیں پولیس کے وسائل میں اضافہ کرنا ہے اور اسی صورت میں ہم ان سے بہتری کی توقع کر سکتے ہیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ سے استدعا کرتا ہوں یہ جو 16۔ارب روپے کی رقم ہم نے پولیس کی مد میں مانگی ہے اس کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"16۔ارب 6 کروڑ 80 لاکھ 31 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 13 پولیس کو' کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک رقم جو 16۔ارب 6 کروڑ 80 لاکھ 31 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس کل صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 25 -جون 2004

سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ بابت سال 05-2004

کے مطالبات زر پر بحث و رائے شماری

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس)

جمعۃ المبارک 25- جون 2004

(یوم الجمع 6- جمادی الاول 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَا
تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ
شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا
يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ
أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾

سورہ الانفال آیات 20 تا 23

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور اس سے روگردانی نہ کرو اور تم سنتے ہو۰ اور کہتے ہیں کہ ہم نے حکم (اللہ) سن لیا مگر (حقیقت) نہیں سنتے ۰ کچھ شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک جانداروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے ۰ اور اگر اللہ ان میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق بخشتا اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو وہ منہ پھیر کر بھاگ جاتے۰

وما علینا الا البلاغ ۰

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! اجلاس کے دوران چھٹیاں آتی ہیں اور معزز اراکین کو اپنے اپنے گھروں کی طرف جانا ہوتا ہے۔ جیسے کہ دو چھٹیاں آ رہی ہیں۔ اس لئے میری التماس ہے اور سابقہ روایت بھی رہی ہے تو یہاں پر ریلوے اور پی۔آئی۔اے کا کاؤنٹر بنوایا جائے تاکہ آمدورفت میں سہولت پیدا ہو جائے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب میں نے کل آپ کی موجودگی میں ریلوے والوں کو کہہ دیا تھا۔ یہ بات آپ کے علم میں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! دوسری گزارش میں یہ کرنا چاہتا تھا کہ ماشاء اللہ وزیر خزانہ نے سرپلس بجٹ پیش کیا ہے' آپ کی سربراہی میں اسمبلی کا سٹاف بہت اچھا کام کر رہا ہے آج بجٹ منظور ہو جانا ہے تو اسمبلی سٹاف کو ایک مہینے کی اضافی تنخواہ دے دی جائے تو یہ مناسب ہو گا۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کی جانب سے وزیر اعلیٰ کے جاری کردہ ڈائریکٹو کے بارے میں تضحیک آمیز ریمارکس

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ اب تحریک استحقاق نمبر 22 میاں نوید جہانیاں صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے' اس کا جواب آنا تھا۔ جی' وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! جواب تو میرے پاس آ گیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اس میں تھوڑا سا ابہام ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کو اپنے چیمبر میں بٹھا کر سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو کو بلوا لیتا ہوں۔ اگر ان کی شکایات ختم ہو جائیں تو ٹھیک ہے نہیں تو پھر میں اپنی opinion پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر، جی' میاں صاحب!

میاں نوید جہانیاں، جناب والا! اس کو کمیٹی کے حوالے کیوں نہیں کر دیتے کہ کمیٹی فیصلہ کرے؟

جناب سپیکر، وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ متعلقہ سیکرٹری کو بھی بلا لیتے ہیں اور آپ بھی ان کے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔ اگر مسئلہ طے نہ ہوا تو پھر اسے take up کر لیں گے۔

میاں نوید جہانیاں، جناب والا! اس کو پہلے پانچ دفعہ pending کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، وزیر صاحب' میں اس کو تین دن کے لئے pending کرتا ہوں۔

بہاولپور ائیر پورٹ پر انتظامیہ کی عوامی نمائندگان سے بدسلوکی

(---جاری)

جناب سپیکر، اگلی تحریک استحقاق نمبر 42 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے' اس کا جواب آنا تھا۔ جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس سلسلہ میں میری صرف یہ گزارش ہے کہ معزز رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اس میں انہوں نے کوئی specify نہیں کیا کہ کس شخص نے یا کس محکمے نے ان کو روکا ہے۔ انہوں نے اپنی تحریک استحقاق میں صرف یہ فرمایا ہے کہ ایم۔پی۔اے صاحبان کو ائیر پورٹ کے اندر نہیں جانے دیا گیا۔ اس دن ائیر پورٹ پر پولیس کی

بھی ڈیوٹی تھی' ائیر پورٹ سکیورٹی فورس کی بھی ڈیوٹی تھی اور اس وقت سول ایوی ایشن اتھارٹی کی بھی ڈیوٹی تھی۔ لہذا اس لئے میں معزز رکن سے صرف اس حد تک استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ specify کر دیں کہ کس محکمے کے لوگوں نے انہیں اندر نہیں جانے دیا۔ جہاں تک ان کے اس موقف کا تعلق ہے کہ انہیں اندر نہیں جانے دیا گیا تو اس پر میں تسلیم کرتا ہوں کہ واقعتاً یہ واقعہ ہوا ہے اور میں اس تحریک استحقاق کو oppose بھی نہیں کرتا کیونکہ ہم نے اپنے ذرائع سے معلوم کیا ہے' ہمارے پاس ڈی۔سی۔او کی رپورٹ آئی ہے' ڈی۔پی۔او کی رپورٹ آئی ہے' جنہوں نے معزز رکن کے موقف کی تائید کی ہے۔ میری معزز رکن سے صرف یہ گزارش ہوگی کہ یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور یہ specify کر دیں کہ جن اشخاص نے ان کو روکا تھا وہ کس محکمے سے متعلق تھے۔ اگر آپ جنرل کہہ دیں کہ ائیرپورٹ میں جانے نہیں دیا گیا تو جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ وہاں اس دن تین ایجنسیاں مامور تھیں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب' وزیر صاحب کی بات ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ میں ابھی یہاں پر specify کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ چیمبر میں چلے جائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، میں ابھی بات کر لیتا ہوں تو بات فائنل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، آپ چیمبر میں جا کر بات کر لیں' اس کو کل take up کر لیں گے' کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ oppose ہی نہیں کر رہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، چلیں' ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ یہ تحریک پرسوں تک pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

صنعتی اداروں کے زہریلے پانی کے اخراج سے لاہور میں مضر صحت پینے کے پانی کی فراہمی

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 319 جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب اور رانا آفتاب احمد خان صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ لاہور میں 307 ٹیوب ویلز تقریباً 30 کروڑ گیلن یومیہ سے زائد پانی فراہم کر رہے ہیں۔ واسا لاہور ایک شیڈول کے مطابق اپنے محدود وسائل اور فنڈز کی دستیابی پر ہر سال ضرورت کے مطابق پلاننگ کر کے علاقوں میں ٹیوب ویل کی تنصیب کرتا رہتا ہے تاکہ لوگوں کو فراہمی آب کی قلت محسوس نہ ہو۔ اس وقت لاہور شہر میں پانی کی کمی کی شکایات نہیں ہیں۔ شہر لاہور کو کافی مقدار میں پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ لاہور کو فی کس فراہمی آب کی مقدار اور روزانہ دورانیہ نہ صرف پاکستان میں سب سے زیادہ ہے بلکہ جنوبی ایشیا میں سب سے زیادہ ہے۔ واسا اپنی حدود میں 90 فیصد سے زائد کو پانی فراہم کر رہا ہے۔ جہاں تک بقیہ علاقوں میں واٹر سپلائی کا تعلق ہے اس کے لئے واسا نے ایک جامع منصوبہ تیار کیا ہوا ہے جس کی لاگت تقریباً 2۔ارب روپے ہے۔ جونہی اور جیسے ہی فنڈ کی دستیابی ممکن ہو سکے گی، ان علاقوں کو بھی پانی سپلائی کر دیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ یہ ذرا غور سے پڑھیں۔ ہماری تحریک التوائے کار میں ہے کہ مضر صحت پانی کی وجہ بعض صنعتی اداروں کے زہریلے پانی کے نکاس کے ناقص انتظامات بھی ہیں اور یہ پانی زیر زمین پانی میں شامل ہو کر مہلک امراض کا سبب بنتا ہے۔ یہ واسا بھی ان کے پاس ہے۔ جب یہ انڈر گراؤنڈ پانی میں چلا جائے گا یہ بے شک

ساڑھے چار سو کی بجائے نو سو ٹیوب ویل بھی لگا دیں گے تو اگر پانی کی filteration نہ ہو اور گندا پانی مہیا ہو اس سے بیماریاں پیدا ہوں گی۔ اس کے لئے یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، منسٹر ہاؤسنگ! ان کا سوال یہ ہے کہ شہر میں صاف پانی نہیں مہیا ہو رہا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں پہلے بھی کچھ باتیں اس ایوان کے گوش گزار کر چکا ہوں۔ جہاں تک واسا کا تعلق ہے' واسا کی واٹر سپلائی کے جہاں پر پائپ ہیں' ہر مہینے ان کا چیک اینڈ بیلنس کیا جاتا ہے لیکن جو بڑا مقصد ہے وہ یہ ہے کہ صارفین کے گھروں میں جو پائپ لگے ہوئے ہیں ان میں silt آ گیا ہے وہ بیس بیس سال پرانے ہو چکے ہیں۔ ہم نے اپنے بلوں کے پیچھے بھی لکھا ہوا ہے اور صارفین کو بار بار request کی ہے کہ آپ اپنے پائپ تبدیل کروائیں اور واسا سے خدمات حاصل کریں لیکن اس پر صارفین عمل پیرا نہیں ہوتے اور صارفین یہ سمجھتے ہیں کہ یہ واسا کی purview ہے' یہ ان کے کام میں آتی ہے مگر درحقیقت اس میں صارفین کا اپنا کردار ہوتا ہے اور وہ خود اس کو تبدیل کرواتے ہیں اس میں واسا کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جہاں تک environment اور پانی کا تعلق ہے تو جہاں پر شکایت ہوتی ہے ان کے ٹیسٹ environmental ڈیپارٹمنٹ کو فراہم کر دیئے جاتے ہیں اور جو شکایت آتی ہے اس کو فوراً دور کر دیا جاتا ہے۔ اس کے اوپر باقاعدہ ایک ٹیم بھی ہے اور اس کی رپورٹ monthly basis پر بھی آتی ہے۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ بات وزیر موصوف نے فرمائی ہے کہ لوگوں کے گھروں میں جو کنکشنز ہیں۔ یہاں پر جتنے بھی لوگ امراء' رؤسا ہیں انہوں نے اپنے گھروں میں filteration plants لگائے ہوئے ہیں' ان کے پائپ تو ٹھیک ہیں۔ اصل ایشو یہ ہے کہ جتنے بھی انڈسٹریل یونٹس کا پانی جا رہا ہے اس پر environment والے بھی کوئی کام نہیں کر رہے ہیں۔ وہ پانی جب main لائنوں میں چلا جاتا ہے' واسا کے پاس کوئی بھی latest ٹیکنالوجی نہیں ہے جس سے اس کو بہتر کر سکیں۔ کیونکہ environment کا یہ کام ہے کہ جتنا بھی پانی مضر صحت ہے اس کے لئے environment والے کیا اقدامات کر رہے ہیں وہ بھی ذرا بتا دیں؟

جناب سپیکر، وزیر ہاؤسنگ سے میری گزارش ہے کہ معزز رکن نے نشاندہی کر دی ہے' کوشش کریں کہ شہریوں کو صاف پانی مہیا کیا جائے۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' محترمہ! آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ عابدہ جاوید، شکریہ' جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر بلدیات اور وزیر ہاؤسنگ کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ ہم جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ یہ اس ملک کی بدقسمتی ہے۔ میں اب یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ ٹاؤن شپ کی آبادی پانچ لاکھ آبادی سے تجاوز کر چکی ہے وہاں پر رہائشی لوگوں کی ضرورت کے لحاظ سے ٹیوب ویلز نہیں ہیں۔ میں کئی دفعہ اپنے واسا کے محکمے کو بھی لکھ کر دے چکی ہوں' یہاں پر بھی میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے لیکن ابھی تک شنوائی نہیں ہوئی۔ دوسری بات وزیر ماحولیات کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر، محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر پر صرف ایک ہی بات ہو سکتی ہے' دوسری نہیں ہو سکتی۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 500 رانا آفتاب احمد خان صاحب' جناب سمیع اللہ خان صاحب' للہ شکیل الرحمٰن صاحب کی ہے۔ جی' رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ تحریک پیش ہو گئی تھی۔

جناب سپیکر، اس کا جواب آنا تھا۔

رانا آفتاب احمد خان، جواب منسٹر صاحب نے دیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ میں اس پر مزید informations اکٹھی کر لوں تو میرا خیال ہے کہ منسٹر لیبر صاحب یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، آج ان کی درخواست آئی ہے کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو کیا یہ کل تک pending کر دیں؟

رانا آفتاب احمد خان، pending فرمادیں۔

جناب سپیکر، یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 506 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔

ڈسٹرکٹ آفس ہیلتھ فیصل آباد کے بدعنوان افسران کے خلاف کارروائی

رانا ثناء اللہ خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ لیٹر نمبری CMS/AS(M)20/2003-5685 مورخہ 31۔جولائی 2003 کے تحت ایک انکوائری بذریعہ C.M.I.T (چیف منسٹر انسپکشن ٹیم) عمل میں لائی گئی جس کے نتیجہ میں ڈسٹرکٹ آفس ہیلتھ فیصل آباد میں متعدد بدانتظامی، خلاف رولز واقعات کے علاوہ کروڑوں روپے کی کرپشن سے متعلق الزامات درست ثابت ہوئے اور ذمہ دار آفیسران و اہلکاران کے خلاف حسب ضابطہ تادیبی اقدامات تجویز ہوئے لیکن حسب معمول اب تک کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی جو حکومت کے good governance کے دعویٰ کی واضح نفی ہے جس سے صوبہ بھر کے عوام میں اضطراب پایا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس تحریک میں، میں نے جس لیٹر کا حوالہ دیا ہے----

جناب سپیکر، رانا صاحب! پہلے جواب تو آنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں گا کیونکہ اس چٹھی نمبر سے شاید وہ پورے معاملے کو نہ سمجھ پائیں۔ اس سے متعلقہ ریکارڈ میرے پاس ہے اگر آپ اجازت دیں----

جناب سپیکر، ان کی طرف سے پہلے جواب آنے دیں کیونکہ تحریک استحقاق تو نہیں ہے' تحریک التوائے کار پر شارٹ سٹیٹمنٹ تو نہیں ہو سکتی۔ جواب آ لینے دیں پھر آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جی' وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے میرے پاس آیا تھا' وہ جواب میرے نزدیک satisfactory نہیں تھا۔ میں نے وہ واپس بھیج دیا ہے تا کہ میری satisfaction کے مطابق جواب آ جائے۔ میری رانا ثناء اللہ خان صاحب سے درخواست ہے کہ اسے ایک دن کے لئے pending کر دیا جائے تو میں کل اس کا مفصل جواب دوں گا۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ایک دن کے لئے pending کر دیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ٹھیک ہے یہ ایک دن کے لئے pending کر دیں لیکن اس کا معاملہ نہ تو ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے' نہ منسٹر ہیلتھ سے متعلقہ ہے۔ یہ معاملہ چیف منسٹر ہاؤس سے متعلقہ ہے کہ وہاں پر good governance کی کس طرح سے دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ وہاں سے تو لیٹر ایشو ہوا ہے۔ جواب تو منسٹر ہیلتھ نے ہی دینا ہے کیونکہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔ اسے کل take up کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، چلو کل کر لیں گے۔

جناب سپیکر، تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک جناب محمد نواز ملک صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے--- لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک جناب شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک ملک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک بھی ملک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ لہذا تحریک dispose of ہوئی۔

اگلی تحریک نمبر 513 چودھری زاہد پرویز صاحب اور للہ شکیل الرحمٰن صاحب کی ہے۔ دونوں معزز اراکین تشریف نہیں رکھتے--- لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک نمبر 514 چودھری زاہد پرویز، للہ شکیل الرحمٰن کی ہے--- وہ تشریف نہیں رکھتے۔ لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک 515 شیخ تنویر احمد صاحب، بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ، ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کی ہے۔ جی، چنڑ صاحب!

صوبے کے ہسپتالوں میں Dialysis مشینوں کی خراب حالت

ملک محمد اقبال چنڑ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت حامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سابقہ دور حکومت میں صوبہ کے چند بڑے بڑے ہسپتالوں میں گردوں کے مرض میں مبتلا مریضوں کی تعداد زیادہ ہونے کے پیش نظر اور اس مرض کا مہنگا علاج ہونے کی وجہ سے Dialysis مشینیں فراہم کی گئی تھیں اور ان ہسپتالوں میں اس مرض میں مبتلا مریضوں کا مفت علاج معالجہ کیا جانے لگا تھا جس سے سینکڑوں مریض روزانہ مستفید ہوتے تھے مگر اب یہ مشینیں inactive ہو گئی ہیں اور اکثر خراب ہو چکی ہیں مگر ان کے لئے کوئی خاطر خواہ رقم مختص نہ کرنے کی وجہ سے یہ مشینیں بیکار ہو چکی ہیں اور تمام ہسپتالوں میں غریب مریضوں کا علاج مفت نہ کیا جا رہا ہے جبکہ صوبہ میں غربت میں اضافہ کی وجہ سے اس مرض میں بھی اضافہ ہوا ہے اور یہ غریب مریض مہنگے داموں اپنا علاج نہ کروا سکتے ہیں جس کی وجہ سے وہ موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں جبکہ پرائیویٹ کلینکوں میں اس مرض کا علاج بہت زیادہ مہنگا ہوتا ہے مگر غریب لوگوں کی پہنچ سے باہر ہے جس کی وجہ سے صوبہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، جی، وزیر صحت!

وزیر صحت ، جناب سپیکر! فاضل رکن کی جو تحریک التواء کار ہے وہ ایک بڑی serious disease یعنی kideny failure کے متعلق ہے۔ حکومت پنجاب کی زیر نگرانی 17 ٹیچنگ ہسپتال ہیں اور ہر ہسپتال میں dialysis کی سہولت موجود ہے۔ اس میں ایک technical confusion پائی جاتی ہے۔ جب گردہ فیل ہو جائے تو دو قسم کے dialysis ہوتے ہیں ایک peritoneal dialysis ہوتا ہے اور ایک heamodialysis ہوتا ہے۔ peritoneal dialysis کے لئے کسی مشین کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ ایک ٹیوب کے ذریعے جو کہ پیٹ کے اندر ڈالی جاتی ہے اس سے خون صاف کیا جاتا ہے اور پھر ایک اور ٹیوب کے ذریعے جو مواد بیگ کے اندر اکٹھا ہوتا ہے اس کو ضائع کر دیا جاتا ہے۔

دوسرا طریقہ heamodialysis کے تحت مریض ہفتے میں دو یا تین دفعہ ہسپتال آتا ہے اپنا dialysis کرواتا ہے اور چلا جاتا ہے تو ہمارے جتنے بھی teaching hospitals ہیں ان میں مشینیں دستیاب ہیں میرے پاس ان کی تفصیل موجود ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں وہ پڑھ دیتا ہوں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ حکومت اس serious بیماری کے بارے میں ایک بڑا effective پروگرام بجٹ میں بھی لا رہی ہے بلکہ ہم نے جنوبی پنجاب میں بہاولپور و کٹوریہ ہسپتال میں ایک heamodialysis center and renal transplant center کے لئے بھی اس بجٹ میں رقم رکھی ہے۔ اس کے علاوہ میو ہسپتال، گنگا رام ہسپتال اور فیصل آباد کے dialysis center کو اپ گریڈ کرنے کے لئے اس بجٹ میں رقم رکھی گئی ہے۔ dialysis کے سلسلے میں مریضوں کی تعداد پچھلے دو تین سال سے بڑھتی جا رہی ہے اور ہماری زیر نگرانی تقریباً پچھلے سال dialysis کا علاج increase ہوا ہے اور ان لوگوں کو مفت treatment دیا جاتا ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں ایک dialysis کا خرچہ یعنی ایک episode ہفتے میں تین دفعہ جانا پڑتا ہے ہزار سے دو ہزار روپیہ ہوتا ہے جبکہ حکومت پنجاب ان مریضوں کو مفت علاج فراہم کرتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ پنجاب کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں انہوں نے dialysis مشینیں لگائی ہوئی ہیں۔ دو مہینے پہلے میں ڈاکٹر صاحب سے ملا تھا اور میں نے ان سے کہا تھا کہ علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں ساگا سپورٹس' جو کہ ایک بہت بڑی فرم ہے' نے آج سے چار سال پہلے ایک dialysis مشین وہاں پر لگوائی۔ حالت یہ ہے کہ ایک مہینے کے بعد وہ مشین خراب کر دی گئی اور چار سال ہونے کے باوجود وہ مشین اسی طرح خراب پڑی ہے اور اس کو ٹھیک کروانے کی ان کو توفیق نہیں ہوئی۔ آج سے دو مہینے پہلے میں نے اس ایوان میں وزیر صحت سے کہا تھا کہ ساگا سپورٹس والے جنہوں نے یہ مشین دی تھی۔ اجمل چیمہ صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں یہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے وہاں پر یہ instruments لگوانے ہیں۔ یہ لوگ اس مشین کی خرابی کو دور کروانے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ محکمہ صحت کی حالت دیکھیں کہ ایک شخص چار سال سے offer کر رہا ہے کہ میں مشین ٹھیک کروا دیتا ہوں مگر وہ مشین ٹھیک کروانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہاں ہسپتال کے سامنے ایک پرائیویٹ مشین ہے اور یہ فائدہ اس کو پہنچایا جا رہا ہے وہاں پر بے چارے غریب لوگ dialysis سے مر رہے ہیں لیکن اس مشین کو جو کہ کسی نے donate کیا ہے اس کو یہ ٹھیک کروانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں تھوڑا سا serious ہوں اور علامہ اقبال میموریل ہسپتال میں یہ جو مشین خراب پڑی ہے اس کو ٹھیک کروایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر، جی' چیئر صاحب!

ملک محمد اقبال چیئر، جناب سپیکر! وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ انہوں نے جو اس بجٹ میں اتنی heavy رقم رکھی ہے کیا یہ غریبوں پر خرچ ہو گی یا امیروں پر خرچ ہو گی؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہ تفصیل بتائیں کہ B.V.H میں کتنی مشینیں ہیں' کتنی خراب ہیں اور کتنی working order میں ہیں اور لاہور میں کتنی مشینیں ناکارہ ہیں اور کتنی کار آمد ہیں اور اس بات کی یقین دہانی بھی کروائیں کہ یہ جو غریب عوام ہیں اور غریب مریضوں کے لئے یہ مشینیں ہیں نہ کہ

امیروں کے لئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! بگو صاحب نے سیالکوٹ کی مشین کے بارے میں جو پوائنٹ raise کیا ہے میری اجل چیمہ صاحب سے پہلے ہی بات ہو چکی ہے۔ یہ مشین donation کے تحت آئی تھی اور حکومت پنجاب نے لگائی تھی انہوں نے وعدہ کیا کہ اس مشین کو فوری طور پر ٹھیک کیا جائے گا۔ جہاں تک بہاولپور و کٹوریہ ہسپتال میں dialysis کی بات ہے تو وہاں پر 10 مشینیں ہیں جس میں سے 4 زیر مرمت ہیں ایک خراب ہو کر کنڈم ہو چکی ہے اور پانچ مشینیں fully functional ہیں لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور میری commitment ہے کہ بہاولپور و کٹوریہ ہسپتال میں باقاعدہ ہم نے اس بجٹ میں ایک heamodialysis center رکھا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میں کام اگلے fiscal year میں شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک نمبر 519 محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ کی ہے۔ جی محترمہ!

بریل پرنٹنگ پریس کی بہاولپور سے لاہور منتقلی

محترمہ پروین مسعود بھٹی، میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت حامل رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہاولپور میں بلائینڈ سکول میں بریل پرنٹنگ پریس 1974 میں قائم کی گئی تھی۔ اس پرنٹنگ پریس سے بلائینڈز کے لئے کتابیں پرنٹ کی جاتی ہیں اور کی جا رہی ہیں جو کہ صوبہ پنجاب کے تمام علاقہ جات میں فراہم کی جاتی ہیں۔ اس پرنٹنگ پریس میں جو ملازم کام کر رہے ہیں ان کا تعلق بھی بہاولپور اور اس سے ملحقہ علاقہ جات سے ہے اور ان میں اکثریت غریب ملازمین کی ہے مگر اب اس پرنٹنگ پریس کو بہاولپور سے لاہور منتقل کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف یہ سینکڑوں ملازمین بے روزگار ہو جائیں گے بلکہ ان کے دیگر فیملی ممبر بھی پریشان ہو جائیں گے اور پھر یہ بہاولپور اور سرائیکی علاقہ کے

ساتھ ظلم ہو گا۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر صنعت!

وزیر صنعت ، جناب سپیکر! ابھی تک مجھے اس کا جواب موصول نہیں ہوا براہ مہربانی اس کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر، محترمہ! وزیر صاحب کو محکمہ کی طرف سے ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا ہے لہذا اس کو Monday تک کے لئے pending کرتے ہیں--- اگلی تحریک التوائے کار نمبر 523 شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے وہ تشریف نہیں رکھتے ۔لہذا تحریک dipose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 529 راجہ ریاض احمد' رانا آفتاب احمد خان' ڈاکٹر اسد منظم صاحب۔ جی' رانا آفتاب احمد خان!

محکمہ آبپاشی کے ریسٹ ھاؤسز محکمے کی عدم توجہی کا شکار

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنریں مورخہ 12-اپریل 2004 میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ محکمہ آبپاشی پنجاب کے فیلڈ افسروں کی عدم توجہی اور شدید موسمی اثرات کے باعث صوبہ بھر میں محکمہ کے 129 ریسٹ ہاؤسز کھنڈر بن چکے ہیں جبکہ ان پر پولیس' ضلعی انتظامیہ' عدلیہ اور حساس اداروں کا کنٹرول ہے۔ بعض میں رہائشی سہولیات کی عدم دستیابی کے باعث محکمہ ہذا کے افسروں نے فیلڈ میں جانا ترک کر دیا ہے جس کی وجہ سے محکمہ آبپاشی اور کسانوں کے درمیان پانی کے مسائل میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس خبر کے چھپنے سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے"۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ Minister for Irrigation

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! اس تحریک کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ آبپاشی کے پاس اس وقت کل 712 ریسٹ ہاؤسز ہیں جو کہ 10 سال پرانے ہو چکے ہیں اور ان کی حالت کافی خراب ہے اور اب ہم نے ان کی دیکھ بھال کے لئے ایک پالیسی مرتب کی ہے کہ ان کو مرحلہ وار درست کروائیں گے تا کہ فیلڈ سٹاف یہاں پر جائے اور کھلی کچہریوں کا انعقاد کیا جا سکے اور لوگوں کے مسائل ان ریسٹ ہاؤسز کے آباد کرنے سے حل ہو سکیں چونکہ پچھلی حکومت میں ان ریسٹ ہاؤسز کو نیلام کرنے کی پالیسی بنا دی گئی تھی لیکن ہماری موجودہ حکومت نے اس پالیسی کے متبادل یہ کیا ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کو مرحلہ وار آباد کریں کیونکہ فنڈز محدود ہیں اور جیسے ہی ہمیں دستیاب ہوتے جائیں گے تو ان ریسٹ ہاؤسز کی مرمت کی جائے گی تا کہ یہاں کھلی کچہریوں کا انعقاد ہو سکے اور انہیں فیلڈ سٹاف کے زیر استعمال لایا جا سکے گا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ جتنے بھی ریسٹ ہاؤسز ہیں تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا یہ ریسٹ ہاؤسز عدالتوں، حساس اداروں یا پولیس کے استعمال کے لئے ہوتے ہیں یا کہ جو محکمہ کے افسران ہیں ان کے دورے کے موقع پر استعمال کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ آپ کے علم میں ہو گا کہ فیصل آباد کے کینال ریسٹ ہاؤس میں بھی عدالت ہے۔ ہر 10 میل پر مختلف ریسٹ ہاؤسز اس لئے بنائے گئے تھے کہ وہاں پر متعلقہ فیلڈ افسر رہے گا اور وہاں کی نگرانی کرے گا اور پانی کی چوری چیک کرے گا اور وہاں کی outlets دیکھے گا۔ جیسے وزیر موصوف نے کہا ہے کیونکہ ہمارے علاقے میں بھی یہ نہ ہونے کی وجہ سے اور ان کے علم میں بھی لایا گیا تھا کہ اتنے tampered ہو گئے ہیں تو انہوں نے ابھی اس کا بھی جواب نہیں دیا مگر متعلقہ یہ بات ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کی restoration کے لئے چونکہ اس بجٹ میں بھی رکھا گیا ہے تو جتنی دیر متعلقہ فیلڈ آفیسر وہاں پر نہیں رہیں گے تو یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ جتنے بھی ریسٹ ہاؤسز میں یہ جتنے بھی غیر متعلقہ محکمے ہیں، ان سے خالی کروا کر محکمہ اریگیشن کے لوگوں کو دیئے جائیں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! یہاں تک ان کی بات درست ہے۔ کہ کچھ مقامات پر ریسٹ ہاؤسز کسی دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے زیر استعمال آ رہے ہیں کیونکہ محدود وسائل ہوتے ہیں اور کئی دفعہ بلڈ نگز نہیں ہوتیں تو پھر ریسٹ ہاؤسز دوسرے ڈیپارٹمنٹ کو عارضی طور پر منتقل کر دیئے جاتے ہیں تو چونکہ اب ہم نے مرحلہ وار پروگرام بنایا ہے تو اس دفعہ ہماری yardstick for repairing & maintenance جیسے گورنمنٹ نے تین گنا بڑھا دیا ہے تو چونکہ اب موجودہ بجٹ میں ہمیں کافی فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں اس لئے انہیں مرحلہ وار درست کر کے ان ریسٹ ہاؤسز کو زیر استعمال لایا جائے گا تا کہ ہمارا فیلڈ سٹاف انہیں استعمال کرے اور لوگوں کے مسائل آسانی سے وہاں حل کئے جا سکیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ جس مقصد کے لئے ہیں تو کیا ان لوگوں کو جو اس وقت بیٹھے ہیں ان سے یہ خالی کروالیں گے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ جو اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی پراپرٹی ہے یا اریگیشن کے افسروں کے لئے یا متعلقہ لوگوں کے لئے استعمال ہونی چاہیے تو کیا وہ دوسرے کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، وہ تو جب مرمت ہوں گے' قابل استعمال ہوں گے تو پھر دیکھا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ سمجھ رہے ہیں' آپ زیر مونچھ مسکرا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ ریسٹ ہاؤسز آج سے تقریباً 100 سال پہلے جب نہری نظام وضع کیا گیا تھا یا بنایا گیا تھا تو اس وقت چونکہ اتنی fast travelling نہیں تھی تو اس مقصد کے لئے بنائے گئے تھے کہ آفیسر جب دورے پر جائیں تو انہیں وہاں پر قیام کی سہولتیں میسر آ جائیں۔ اب جب یہ ریسٹ ہاؤس پچھلے 10 سال سے بالکل abandoned پڑے ہیں تو اس کے باوجود جب 10

سال سے وہ کام چل رہا ہے اور وہ کوئی کسی محکمے نے لیا ہے کوئی ویسے ہی غیر آباد پڑا ہے تو اب یہ کروڑوں روپے ان پر خرچ کر کے اور ایک بے مقصد' ایک غیر ترقیاتی خرچہ اٹھانا قطعی طور پر کوئی اچھی پالیسی نہیں ہے۔ پہلے یہ 78,78 کروڑ روپے کے ہیلی کاپٹر لے رہے ہیں اور دوسری چیزیں جن کی ضرورت ہی نہیں اور یہ خواہ مخواہ اس صوبے کے خزانے پر بوجھ بنے ہوئے ہیں تو میری ان سے گزارش ہے کہ پچھلی گورنمنٹ نے جو پالیسی وضع کی تھی کہ ان ریسٹ ہاؤسز کو فروخت کر دیا جائے اور اس رقم سے اس نہری نظام میں بہتری لائی جائے۔ وہ اس ملک کے اس صوبے کے زمینداروں کے فائدے میں ہے۔ اب یہ کروڑوں روپے اٹھا ان پر لگا رہے ہیں جبکہ ان کا کوئی مقصد نہیں ہے اور ان کا تصرف نہیں ہے تو ان کی یہ پالیسی غلط ہے۔ یہ بہتر پالیسی اپنائیں اور یہ سارا کچھ ریسٹ ہاؤسز' گاڑیوں' ہیلی کاپٹر اور اس قسم کی چیزوں پر خرچ نہ کریں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ ریسٹ ہاؤسز شہروں سے دور دراز علاقوں میں واقع ہیں جن کی بات ہو رہی ہے کہ وہاں پر جو بھی آفیسر جائے' منسٹرز جائیں یا سیکرٹری صاحبان دورے پر جائیں تو انہوں نے کہیں نہ کہیں تو ٹھہرنا ہوتا ہے تو یہ باتیں ان ریسٹ ہاؤسز کے متعلق ہو رہی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں فیصل آباد کینال ریسٹ ہاؤس کے متعلق بات کرتا ہوں کہ وہاں پر جو کینال ریسٹ ہاؤس ہے وہ جس جگہ پر ہے تو آپ کو پتا ہے کہ کم از کم 15,20 کروڑ روپے کی صرف زمین ہی زمین ہے۔ اگر اسے فروخت کیا جائے یا کوئی کمرشل پلازہ بنا کر اسے فروخت کیا جائے تو کم از کم میرا 50 سے لے کر 100 کروڑ تک ان کو حاصل ہو سکتے ہیں تو وہ کس مقصد میں پڑا ہے۔ وہاں پر صرف ایک کورٹ قائم ہے جو کہ ڈسٹرکٹ کورٹس یا کچہری میں بھی کام کر سکتی ہے تو یہ good governance کی بات ہے لیکن good governance کا حال یہ ہے کہ نہ کوئی ان کی پالیسی ہے نہ کوئی ان کا ویژن ہے ماسوائے اس بات کے کہ ہمارے وزراء صاحبان بس ویژن کا نام لے کر خواہ مخواہ اودھم مچا رہے ہیں یعنی چیف منسٹر کی اکیلی ذات پر پچھلے ایک سال میں ایک ارب روپیہ خرچ کیا گیا۔

جناب سپیکر! ایک آدمی کے لئے 1-ارب روپیہ خرچ کیا گیا اور good governance کا حال یہ ہے کہ کرپشن اور قبضہ مافیا نے پورے صوبے پر تسلط قائم کیا ہوا ہے اور چیف منسٹر کی ذات پر اس صوبے کی عوام سے ٹیکس collect کر کے 1-ارب روپیہ ایک آدمی پر خرچ کیا ہے۔

جناب عبداللہ وینس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' عبداللہ وینس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب عبداللہ وینس، جناب سپیکر! رانا صاحب نے ماشاء اللہ بڑی دھواں دار سی تجاویز پیش کی ہیں تو میں آپ کے توسط سے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنے ایمان سے on the floor of the House یہ بات بتا دیں کہ آج تک یہ خود کسی ریسٹ ہاؤس میں جا کر نہیں ٹھہرے۔ دوسری بات انہوں نے جو نیلامی کی بات کی ہے کہ پچھلی گورنمنٹ میں یہ سسٹم دیا تھا کہ ان ریسٹ ہاؤسز کو نیلام کر کے نہری نظام کو بہتر بنایا جائے تو پچھلی گورنمنٹ نے اور بھی بہت سے سسٹم دیئے تھے' بہت کچھ نیلام ہوا تھا تو وہ سارا کچھ باہر چلا گیا اور جو سرے محل پر لگ گیا ہے تو وہ اس وقت نہیں کر سکے تھے جو اب یہ کہہ رہے ہیں کہ نیلام کر دیں تو میری ان سے یہ گزارش ہے کہ یہ مہربانی کر کے اس طرح اس ہاؤس کا قیمتی وقت ضائع نہ کریں بلکہ ہاؤس کو چلنے دیں۔

جناب سپیکر، جی' وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں رانا آفتاب صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ رانا آفتاب صاحب نے ایک تحریک پیش کی ہے کہ ریسٹ ہاؤسز ناکارہ ہو چکے ہیں اور ان کو بہتر کیا جائے تاکہ انہیں استعمال میں لایا جا سکے جبکہ رانا ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ ان ریسٹ ہاؤسز کو بیچ دیا جائے۔ جب اپوزیشن والوں کی اپنی ہی بات میں تضاد ہے تو وہ پہلے یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے تو اس حوالے سے پھر مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے اور مجھے یہ بتائیں کہ اپوزیشن والے صلاح کر کے آئیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے۔ دونوں کی بات چیت کو سارے ایوان نے سنا کہ ان کے اپنے ہی فیصلے نامکمل ہیں اور ان کی اپنی

باتوں میں تضاد ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن ریسٹ ہاؤسز کی رانا ثناء اللہ صاحب بات کر رہے تھے کیونکہ ہمارے mostly ریسٹ ہاؤسز فیلڈ میں ہیں اور دور دراز علاقوں میں ہیں اور وہاں پر ان کا بہتر ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ وہاں پر فیلڈ سٹاف جاتا ہے اور دور دراز کے لوگوں کو اپنے مسائل حل کرنے کے لئے اور ان سے بات چیت سننے کے لئے جب انہیں شہروں کی طرف آنا پڑتا ہے تو کسان کے لئے کافی مشکلات آتی ہیں لہذا ان ریسٹ ہاؤسز کا آباد ہونا بڑا ضروری ہے پھر ایک اور بات یہ ہے کہ انہوں نے بات کی کہ پچھلی حکومت نے ریسٹ ہاؤس فروخت کر دیئے تھے جبکہ ریسٹ ہاؤس حکومت کی پراپرٹی ہے اگر اسی طرح ہم بھی حکومت کے assets کو فروخت کرنا شروع کر دیں تو پھر حکومت کے پاس کیا بچے گا اور آئندہ آنے والے منصوبوں کی تکمیل کس طرح ہو سکے گی۔ اگر ہم سرکاری زمینیں بیچ بیچ کر کام چلاتے رہے تو یہ اس کا حل نہیں ہے۔ کیا رانا ثناء اللہ صاحب بتائیں گے کہ یہ اپنے زیر استعمال رہائشی گھر کو آدھا بیچیں گے آدھا رکھیں گے اور آنے والے وقتوں میں پھر کیا فروخت کریں گے اگر یہ اسی طرح اپنی زمین بیچتے رہیں گے تو یہ گزارا کس طرح کریں گے؟

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے کچھ کہا ہے۔ میں نے ایک رولز کی بات کی ہے کہ انگریز نے جو نہری نظام بنایا تھا This is one of the best in the world. آپ نے کہا کہ وہاں ریسٹ ہاؤس کا ایک concept تھا آپ یہ خود کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر انکیسر رہے گا' وہ دیکھے گا' وہ سنے گا اور ان کی حالت کو بہتر کرے گا۔ میرا اپنا ایک موقف ہے

I am an independent person جو چیز میرے ذہن کو suit نہیں کرے گی میں اسے نہیں کروں گا۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ یہ جو آپ نے سسٹم پر اتنے ریسٹ ہاؤسز رکھے ہوئے ہیں اس کی utilization کیا ہے؟ اگر utilization کی ضرورت نہیں ہے تو اسے ختم کر دیا جائے۔ اگر آپ کو اس کی ضرورت ہے تو اس کو بہتر کریں۔

دوسری بات ہے کہ اگر اس میں غلط لوگ رہ رہے ہیں تو ان سے خالی کرایا جائے تو اس میں میں نے ایسی کون سی بات کی جو انہیں مناسب نہیں لگی۔

رپورٹیں(توسیع)

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ جی، اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب حاجی رانا سرفراز احمد صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ حاجی رانا سرفراز احمد صاحب!

رانا سرفراز احمد خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

1. The Punjab Revision of Emoluments of Punjab Representatives Bill 2003 (Bill No. 26 of 2003); and
2. The Punjab Ministers' Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill 2004 (Bill No. 22 of 2004)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔ ستمبر 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، کیا توسیع کر دی جائے؟

اپوزیشن ممبرز: No----

جناب سپیکر، کچھ بولو گے تو پتا چلے گا نا کہ کون لوگ چاہتے ہیں کہ----(شور و غوغہ)

دیکھیں' آپ تشریف رکھیں' اس میں رائے شماری تو نہیں نا ہونی۔ میری بات سنیں اس میں کوئی ووٹنگ نہیں ہونی' کوئی رائے شماری نہیں ہونی۔ لہذا آپ تشریف رکھیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! آپ نے اُن کی طرف دیکھ کر کہا کہ "یہ تحریک منظور ہو یا نہ ہو" تو انہوں نے تو "نا" ہی کہنا ہے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ' تشریف رکھیں۔ کیا توسیع کر دی جائے؟

حکومتی اراکین کی آوازیں: "ہاں"-------

جناب سپیکر: جی' توسیع کر دی گئی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ

1. The Punjab Revision of Emoluments of Punjab Representatives Bill 2003 (Bill No. 26 of 2003); and
2. The Punjab Ministers' Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill 2004 (Bill No. 22 of 2004)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30-ستمبر 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب سپیکر کوئی بات کرتا ہے اور اس پر decision ہو جاتا

ہے تو پھر وہ رولنگ ہوتی ہے۔ آپ نے خود کہا ہے کہ آپ (حکومتی اراکین) نے جواب نہیں دیا اس کا مطلب ہے کہ اس ہاؤس نے اس کی توسیع نہیں کی۔

جناب سپیکر، میری گزارش سن لیں میں نے یہ کہا ہے کہ ذرا منہ سے بھی اونچی آواز سے بولو۔

(شور و غوغہ)

انہوں نے صرف سر ہلایا ہے۔ (شور و غوغہ)

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی نوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رولز کے ساتھ اگر کسی جگہ پر کوئی ابہام آجائے اور اس پر اعتراض ہو تو ہمیشہ اس کے لئے دوبارہ اس تحریک کو پیش کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں، میں نے تحریک دوبارہ پیش کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جی ہاں، آپ نے دوبارہ اسے پیش کیا میرے بھائی اپوزیشن والے کھڑے ہوگئے ادھر سے یہاں والے بھی کھڑے ہوگئے کہ ہم نے اس کو win کیا ہے لیکن جب بھی ابہام ہوتا ہے تو تحریک کو دوبارہ پیش کیا جاتا ہے اور پھر decision کیا جاتا ہے۔

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب سپیکر، جی ہاں، حاجی رانا سرفراز احمد صاحب!

HAJI RANA SARFARAZ AHMED KHAN: The Punjab Revision of Emoluments Public Representatives Bill 2003 (Bill No. 26 of 2003)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔ ملک نذر فرید کھوکھر صاحب، تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ملک نذر فرید کھوکھر، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحاریک استحقاق نمبر 5,8,9,13,23,31,32,35,36,37,39,41,43,52 to 57, 60,62 to 72, اور 116 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ ستمبر 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، کیا توسیع کر دی جائے؟

آوازیں، "ہاں"۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، توسیع کر دی گئی۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش گئی اور اب سوال یہ ہے کہ،

"تحاریک استحقاق نمبر 5,8,9,13,23,31,32,35,36,37,39,41,43,52 to57, 60,62 to 72, اور 116 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ ستمبر 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹیں (توسیع)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، جناب آصف سعید خان صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

جناب آصف سعید خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-1999 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 5-اگست 2004 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، کیا توسیع کر دی جائے؟

آوازیں، توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، توسیع کر دی گئی۔

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ،

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-1999 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 5-اگست 2004 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، اگلی ہیں محترمہ ارشاد صفدر صاحبہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

محترمہ ارشاد صفدر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ۔

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 99-1998 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 5-اگست 2004 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، کیا توسیع کر دی جائے؟

آوازیں، توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، توسیع کر دی گئی۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے،

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 99-1998 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 5-اگست 2004 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ بابت سال 05-2004 کے مطالبات زر پر بحث و رائے شماری

جناب سپیکر، اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 05-2004 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری شروع کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! کل کی اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی تھی جس میں دوبارہ وہی تاریخ دہرائی گئی ہے جو لاہور میں دہرائی گئی تھی کہ ایک بریگیڈیر صاحب کی فیملی گوجرانوالہ میں جا رہی تھی G.E.P.C.O کے وہ چیئرمین تھے۔ ایک اے۔ایس۔آئی نے اپنی ڈیوٹی پوری کرتے ہوئے اس گاڑی کی تلاشی لے لی۔ اس کے نتیجے میں اس کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے خلاف مقدمہ قائم کر دیا گیا۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ یہ مسئلہ کیوں اور کس طرح ہوا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قانون میں امتیازی سلوک کی نہ آئین پاکستان اجازت دیتا ہے اور نہ کوئی اخلاق اجازت دیتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اے۔ایس۔آئی نے کوئی غیر قانونی حرکت کی ہے تو اس کا ایک طریق کار اور ضابطہ قانون میں موجود ہے لیکن یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اگر کوئی آرمی آفیسر اور اس کی فیملی کی گاڑی روک لے اور ایسی بات ہو جائے تو اس پر ایسا ایکشن کیا جاتا ہے جو قانون سے ماورا ہوتا ہے۔ میں حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ یہ اچھا رویہ نہیں ہے اس رویے کو discourage ہونا چاہیے۔ ایسے واقعات قانون نافذ کرنے والوں کے لئے مایوسی پیدا کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، جناب سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! کسی بھی ملک کی پارلیمانی جمہوریت میں پارلیمنٹ سپریم ادارہ

ہوتا ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ کل اس ملک میں ایک ایسے ادارے کا اجلاس ہوا ہے جو کہ پارلیمنٹ کی خودمختاری کو کمزور کرنے کی کوشش ہے۔ میرا اشارہ نیشنل سکیورٹی کونسل کی طرف ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے' پلیز! تشریف رکھیں۔ اب میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ وہ مطالبہ زر نمبر 16 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر!۔۔۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میرے فاضل بھائی ارشد بگو صاحب نے ابھی جس issue پر بات کی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے فوج بڑی قابل احترام ہے لیکن فوج کے افسران کا رویہ بھی پاکستان کے اندر شاہی خاندان جیسا ہے۔

جناب سپیکر، ہم نے ابھی فوج پر بحث تو نہیں کرنی' شاہ صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ جی' جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر 16

وزیر خزانہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"ایک رقم جو 8۔ارب 45 کروڑ 86 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"ایک رقم جو 8۔ارب 45 کروڑ 86 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

RANA SANA ULLAH KHAN: I oppose it.

DR SYED WASEEM AKHTAR: I oppose it.

MR ARSHAD MAHMOOD BAGGU: I oppose it.

جناب سپیکر، مطالبہ زر نمبر 16 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ جناب قاسم ضیاء، رانا آفتاب احمد خان، راجہ ریاض احمد، جناب سمیع اللہ خان، راجہ محمد شفقت خان عباسی، ملک اصغر علی قیصر، ڈاکٹر نادیہ عزیز، للہ شکیل الرحمن، جناب جہانزیب امتیاز گل، چودھری اعجاز احمد سمل، جناب زاہد پرویز، جناب علی حسن رضا قاضی، جناب تنویر اشرف کائرہ، جناب جاوید حسن گجر، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، چودھری محمد اشرف کمبوہ، میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، جناب اشتیاق احمد مرزا، جناب پرویز رفیق، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فرزانہ راجہ، محترمہ فائزہ احمد، محترمہ طلعت یعقوب، رانا ثناء اللہ خان، ڈاکٹر اسد اشرف، شیخ اعجاز احمد، ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ، جناب محمد نواز ملک، جناب بلال یٰسین، جناب محمد آجاسم شریف، جناب میاں یاور زمان، بابو نصیں احمد انصاری، ملک محمد اقبال چنڑ، چودھری محمد شفیق انور، سید مجاہد علی شاہ، محترمہ نگہت پروین میر، چودھری اصغر علی گجر، سید احسان اللہ وقاص، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب ارشد محمود بگو، سید اعجاز حسین بخاری، چودھری محمد شوکت، مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی، جناب محمد وقاص، محترمہ طاہرہ منیر، محترمہ زیب النساء قریشی، حاجی محمد اعجاز، ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، محترمہ میمونہ نبیل، ڈاکٹر اسد معظم، جناب احسان الحق احسن

نولانیا اور جناب محمد یار مونکا۔ جی' محترمہ! تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ،

"8-ارب 45 کروڑ 86 لاکھ 56 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 16 برائے خدمات صحت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"8-ارب 45 کروڑ 86 لاکھ 56 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 16 برائے خدمات صحت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR HEALTH: I oppose it.

جناب سپیکر، وزیر صحت اسے oppose کرتے ہیں۔ جی' محترمہ! آپ فرمائیں!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! 17۔ جون کو جو "سب اچھا ہے" کا بجٹ پیش کیا گیا ہے اور اگلے تین سال میں "سب اچھا ہو گا" اگر یہ رہ گئے تو جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں محکمہ صحت کے بہت سارے پہلوؤں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ حقیقت کو فراموش کیا گیا ہے اور حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں محکمہ صحت کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہوں گی کہ وزیر صحت اور پارلیمانی سیکرٹری (صحت) دونوں ڈاکٹر ہیں لیکن مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ نہ تو وہ ڈاکٹروں کے مسائل حل کرنے میں کوئی دلچسپی لینا چاہتے ہیں اور نہ ہی محکمہ صحت کی بہتری کے لئے کوئی کام کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ ایسا کرنا چاہتے تو یہ بجٹ اس طرح سے نہ پیش ہوتا جس طرح سے پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ بیماری کی آخری حد یا بیماری کی خطرناک حد اس وقت ہوتی ہے جب بیمار اپنی بیماری کو بیماری نہ سمجھے تو جناب! یہاں پر یہی حالات ہیں کہ وزیر صاحب اپنی وزارت کی مشکلات کو مشکلات نہیں سمجھتے کہ جب ان کے سامنے کوئی public issue پیش کیا جاتا ہے' جب ان کے سامنے کوئی public interest کا معاملہ پیش کیا جاتا ہے تو یہ اس کو مذاق میں

ازادیتے ہیں کہ یہ ایسے ہو گا اور ایسے نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں بجٹ پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ڈاکٹروں کی تنخواہوں میں پندرہ فیصد کا اضافہ کیا' پروفیشنل ٹیکس کو انہوں نے کم کر کے ایک ہزار روپیہ کر دیا لیکن جب مہنگائی چار سو پانچ سو فیصد بڑھ رہی ہو تو وہاں پر یہ پندرہ فیصد کیا کرے گا' وہاں پر پروفیشنل ٹیکس کم ہونا کیا کرے گا۔ آپ ایک ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹر کو contract basis پر رکھ رہے ہیں اور پبلک سروس کمیشن تو ویسے ہی بند کر دیا ہے۔ آپ ایک ڈاکٹر کو contract basis پر آٹھ ہزار روپیہ دے رہے ہیں' اگر اس کا پندرہ فیصد بڑھاتے ہیں تو وہ نو ہزار دو سو روپیہ بنتا ہے۔ میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ کوئی سرکاری ڈاکٹر اتنے پیسوں میں ایک گاڑی یا موٹر سائیکل afford کر سکتا ہے؟ کیا وہ ایک گھر اور family کو support کر سکتا ہے؟ اگر نہیں تو اس پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ ایک سرکاری ڈاکٹر کو اس کے level کے مطابق تنخواہ دینی چاہیے اور اس کو اس کے right کے مطابق حقوق ملنے چاہئیں۔ ہمارا ایک سرکاری مجسٹریٹ ہوتا ہے' اس کو آپ گاڑی بھی دیتے ہیں' اس کو آپ ڈرائیور بھی دیتے ہیں' اس کو اے۔سی بھی دیتے ہیں' اس کو گھر بھی دیتے ہیں لیکن ایک سرکاری ڈاکٹر جب وہ ایک سرکاری ہسپتال میں بیٹھا ہوتا ہے تو اس کو ایک روم کولر بھی میسر نہیں ہوتا۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ جن کے اوپر آپ نے پورے سرکاری ہسپتال چھوڑے ہوئے ہیں' جن کے اوپر آپ نے ساری ذمہ داریاں چھوڑی ہوئی ہیں' ان کو آپ اس قسم کی conditions مہیا کر رہے ہیں۔ آپ عوام کو طبی سہولیات اس وقت دے سکیں گے جب آپ اپنے ڈاکٹر' میڈیکل اور پیرا میڈیکل سٹاف کو ریلیف دیں گے' جب آپ ان کو ریلیف دیں گے تو آپ کے مریضوں کو ریلیف ملے گا۔ ایسے bad working conditions اور bad environment میں بیٹھ کر کوئی ڈاکٹر طبی خدمات سرانجام نہیں دے سکتا اور یہی وجہ ہماری حکومت کی ناکامی کی ہے کہ ہم اپنی عوام کو طبی سہولیات مہیا کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک اور بات کرنا چاہوں گی کہ اس وقت صحت کے حوالے سے بجٹ میں جو فنڈ مہیا کیا گیا ہے اس میں سے صرف لاہور میں 26 کروڑ 18 لاکھ اور 33 ہزار روپیہ دیا

گیا ہے جبکہ صرف چار تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں' جن میں ایک راجن پور کا ہے' ایک فیصل آباد کا ہے' ایک اوکاڑہ کا ہے اور ایک میرا خیال ہے کہ عارف والا کا ہے' جن کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔ پورے پنجاب میں کسی اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو اپ گریڈ نہیں کیا جا رہا اور پنجاب میں جتنے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں' وہاں پر آپ دیکھ لیں کہ لاہور کے مقابلے میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کے لئے صرف ایک کروڑ اور کچھ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ میرے خیال میں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے باقی علاقوں میں بھی طبی سہولیات اسی حساب سے مہیا ہوں تو اس بجٹ میں اضافہ کریں۔ اگر آپ اس بجٹ میں اضافہ کریں گے تو آپ کے عوام کو طبی سہولیات ملیں گی اگر نہیں ملیں گی تو پھر اس بجٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

دوسری بات میں یہ کرنا چاہوں گی کہ یہ لاہور کے ہسپتالوں میں' کسی میں تو C.T Scan مشین دے رہے ہیں' کسی میں الٹرا ساؤنڈ مشین دے رہے ہیں' کسی کے اپریشن تھیٹر upgrade ہو رہے ہیں۔ سرگودھا کے D.H.Q کی حالت دیکھ کر ہمیں رونا آتا ہے۔ وہاں ایمرجنسی میں بھی کسی مریض کو دوائیاں نہیں مل رہیں۔ وہاں پر اپریشن تھیٹر کے اندر بلیاں اور کتے پھر رہے ہیں۔ جب وہاں کے ہسپتالوں کی یہ حالت ہو گی' وہاں کے B.H.Us کو صرف چند فی صد فنڈز دیئے جائیں گے تو پھر ان کی کار کردگی کیا ہو گی؟

جناب سپیکر! کچھ دن پہلے میں نے یہاں پر ادویات کے حوالے سے ایک مسئلہ اٹھایا تھا لیکن ابھی تک اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ سرکاری ادویات جو کہ غریب عوام کا حق ہوتا ہے وہ بازار میں فروخت ہو رہی ہیں لیکن اس بات آج تک وزیر صحت صاحب کوئی جواب نہیں دے سکے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: مہربانی ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بات کر رہی ہوں' irrelevant تو نہیں ہوں۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے کہ آپ بجٹ پر بات کر رہی ہیں لیکن ہمارے پاس وقت کم ہے لہذا آپ wind up کر لیں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! ہمارے حزب اقتدار کے ساتھی کہتے ہیں کہ ہمارا بجٹ بہت اچھا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ جب آپ اپنی عوام کو طبی سہولتیں نہیں دے سکتے' جب آپ کے سرکاری ہسپتال ڈاکٹرز کے بغیر چل رہے ہیں' جب غریب مریض ہسپتالوں کے اندر' ایمرجنسی میں ادویات نہ ہونے کی وجہ سے ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے ہیں تو پھر سب اچھا کیسا ہوا؟ لہذا میں یہ کہوں گی کہ اس بجٹ میں شعبہ صحت کے لئے جو 8۔ارب 45 کروڑ 56 ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے اسے کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

رانا سرفراز احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' رانا صاحب فرمائیے!

رانا سرفراز احمد خان: جناب سپیکر! میں ایک بڑے اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے پنجاب کے نوجوان افراد کے جسمانی حصے کھلے عام فروخت ہو رہے ہیں۔ شریف میڈیکل سٹی ہسپتال میں پنڈی کا گوشت 25 لاکھ میں فروخت ہو رہا ہے' وہاں گردوں کا بڑے پیمانے پر کاروبار ہو رہا ہے۔ مڈل ایسٹ اور عرب ممالک کے لوگ وہاں دندناتے پھرتے ہیں' ہزاروں غریب نوجوانوں کے گردے فروخت ہو چکے ہیں اور مردوں کے نازک اعضاء بھی فروخت ہو رہے ہیں۔ آپ اس بارے میں فوری نوٹس لیں۔ اگر اس پر قابو نہ پایا گیا تو آنے والے چند ہی سالوں میں ہمارے نوجوان ان چیزوں سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صحت صاحب نے آپ کا point نوٹ کر لیا ہے وہ اس کا کوئی حل کرتے ہیں۔ شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی' ڈاکٹر اسد منظم صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے کہ صحت کے بجٹ کو ساڑھے آٹھ ارب روپے سے کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ جناب یہ تحریک پیش کرتے ہوئے ہمیں دلی طور پر دکھ تھا کیونکہ ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ غریب عوام کو صحت کی بنیادی سہولیات فراہم نہ کی جائیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ غریب عوام کو welfare states کی طرح صحت کی سہولیات بالکل مفت اور ہر جگہ مہیا کی جائیں مگر جناب والا! میں اس تحریک پیش کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے 2003-04 کے صحت کے بجٹ کا ذکر کروں گا جس میں تقریباً 7۔ارب روپے allocate کئے گئے تھے اور اس میں سے ساڑھے تین ارب روپے صرف ایک سیکٹر میں خرچ کئے گئے اور اس کے against لکھا گیا کہ Lumpsum amount for health sector reforms یعنی اس ایک لائن کے عوض ساڑھے تین ارب روپے sanction کئے گئے۔ یہ 2003-04 کے بجٹ کا 50 فیصد بنتا ہے۔ بدقسمتی سے اسی بات کو دہراتے ہوئے اس سال بھی صحت کے بجٹ کا 40 سے 42 فیصد صرف Health sector reforms کے لئے رکھا گیا ہے۔ آپ مجھے بتائیے کہ صوبے بھر میں کس نے Health sector reforms ہوتی ہوئی دیکھی ہیں؟ میں یہاں کہوں گا کہ میں نے اپنے 70/80 رفقاء سے بات کی' اپنے دوستوں سے بات کی' اپنے ساتھی ایم۔پی۔ ایز سے بات کی اور ان میں سے کسی نے بھی اپنے علاقے میں ہونے والی کسی ایک reform کا ذکر نہ کیا ہے۔ جناب ہم وزیر خزانہ اور وزیر صحت سے پوچھنا چاہیں گے کہ یہ 40 سے 42 فیصد صحت کے بجٹ کا کہاں استعمال ہوتا ہے؟ اور اس کی بجٹ میں واضح طور تفصیل کیوں نہیں دی گئی؟ جناب والا! آپ نے 42 فیصد تو ایک un-productive کام کے لئے رکھ دیا۔ باقی ہسپتالوں اور صحت عامہ کے لئے جو رقم بچتی ہے وہ صرف 35 فیصد ہے۔ جناب 35 فیصد سے آپ غریب لوگوں کو کیسے علاج مہیا کر سکتے ہیں؟ صحت کے بجٹ کا زیادہ حصہ تو ہمیں صرف حکومتی اراکین کے اللے تللوں میں جاتا ہوا نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں بنیادی مراکز صحت کا ذکر کروں گا۔ میں نے اپنے علاقے فیصل آباد میں کم از کم دس بنیادی مراکز صحت کا دورہ کیا ہے۔ آپ یقین کریں کہ ان میں سے چھ میں

ڈاکٹر موجود نہیں تھے۔ ان میں سے چار میں ایسا تھا کہ ڈاکٹر نے next door اپنا کلینک بنا رکھا تھا۔ جناب والا ! جب management یہ ہو گی تو میں کہوں گا کہ ہمیں اس بجٹ کو ساڑھے آٹھ ارب روپے سے کم کر کے ایک روپیہ کر دینا چاہیے۔ کیونکہ اس سے کسی غریب کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

جناب والا ! میڈیکل اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں Board of Management قائم کئے گئے ہیں۔ ان کا کیا criterion ہے؟ اس میں آپ F.C.P.S ' F.R.C.S اور M.R.C.P ڈاکٹرز کے اوپر ایک ایسے آدمی کو بٹھا دیتے ہیں کہ جو گریجوایٹ بھی نہیں ہوتا۔ فیصل آباد کی مثال لے لیجیے کہ وہاں الائیڈ ہسپتال کے بورڈ آف گورنرز کے چیئرمین ایسے صاحب ہیں جو کہ گریجوایٹ بھی نہیں ہیں۔ آپ ان سے بہتری کی کیا امید کر سکتے ہیں؟ کل وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ اپوزیشن کے اراکین بجٹ کی دستاویزات پڑھ کر بات نہیں کرتے۔ جناب یہ تو وہ باتیں تھیں جو کہ میں نے پڑھ کر کی ہیں۔ جو میں نے بجٹ کی statements میں سے لی ہیں۔ اب میں کچھ باتیں بغیر پڑھے کروں گا۔ پچھلے سال 7 ارب روپے صحت کے لئے رکھے گئے تھے اس سے ہمیں پنجاب میں کسی کی صحت میں کوئی بہتری نظر نہیں آئی۔ میں عوام الناس کی بات کر رہا ہوں۔ ہاں کچھ وزراء کی صحت ضرور بہتر ہوئی ہے۔ [**********]*

جناب سپیکر : یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

ڈاکٹر اسد معظم : جناب میں تو تعریف کر رہا ہوں اس میں کوئی غیر شائستہ بات تو نہیں ہے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! ڈاکٹر اسد معظم صاحب خود بھی صحت مند ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحبہ ! میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔ اب آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کی ضرورت نہیں ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! کل رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنی ایک statement میں کچھ چمکتے ہوئے ماتھوں کا ذکر کیا تھا۔ میں یہاں کہنا چاہوں گا کہ صحت کا معاملہ ہے اور اگلے سال ہم نے بجٹ میں ڈیڑھ ارب روپیہ بڑھا بھی دیا ہے تو اگلے سال ہم چاہیں گے کہ کچھ اور وزراء صحت مند نظر آئیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس ڈیڑھ ارب روپے سے جس کے اوپر اس بجٹ میں کوئی explanation نہیں ہے شاید وہ وزراء جن کے ماتھے ابھی سیم اور تھور زدہ ہیں' وہ اپنے کسی ڈاکٹر سے شجر کاری کروا لیں۔ بہت' شکریہ۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ جناب بابو نفیس احمد انصاری صاحب!

بابو نفیس احمد انصاری: شکریہ جناب سپیکر! اس بجٹ میں نظام صحت کے لئے ساڑھے آٹھ ارب روپے کے لگ بھگ رقم رکھی ہے۔ بڑے خوشگوار ماحول اور بہت ہی پیارے اعداد و شمار کے ساتھ اس کی تقسیم کی گئی ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کرتا ہوں کہ جہاں تک جنوبی پنجاب کے علاقوں کا تعلق ہے نشتر ہسپتال کے لئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ پچھلے سال جناب وزیر اعلیٰ پنجاب ملتان تشریف لائے تھے اور چلڈرن کمپلیکس کے علاوہ کارڈیالوجی سنٹر بنانے کے متعلق بھی وعدہ فرمایا تھا لیکن پچھلے بجٹ میں صرف 50 لاکھ کی رقم رکھی گئی تھی جس سے صرف توڑ پھوڑ ہی ہو سکی ہے لیکن اس بار میں وزیر خزانہ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کے لئے 30/35 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اللہ کرے وہ رقم لگ جائے۔ اس کے علاوہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب ایک ارب روپے کا وعدہ کر کے گئے تھے کیونکہ کارڈیالوجی سنٹر کا منصوبہ تقریباً سوا ارب روپے کا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ نشتر ہسپتال اور نشتر میڈیکل کالج کو بنے ہوئے تقریباً 50 سال ہو گئے ہیں وہاں جتنے بھی ڈاکٹر پیدا ہوتے ہیں ان میں کوئی کارڈیالوجی ڈاکٹر پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ وہاں پر کارڈیالوجی کا کوئی ڈیپارٹمنٹ ہی نہیں ہے تو میں گزارش کروں گا کہ اس کو ترجیحی بنیادوں پر ایک سال کے اندر اندر مکمل کیا جائے کیونکہ نشتر میڈیکل کالج اور نشتر ہسپتال سے نہ صرف جنوبی پنجاب کے لوگ استفادہ کرتے ہیں بلکہ اندرون سندھ اور بلوچستان کے تمام لوگ وہاں آتے ہیں۔ وہ ایشیا کا سب سے بڑا

ہسپتال بن چکا ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ جیسے لاہور میں چلڈرن کمپلیکس قائم ہے اور اس سال لاہور میں ایک اور کمپلیکس بنانے کے لئے 1368 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔ میں اس کی مخالفت نہیں کرتا لیکن اس کے ساتھ ملتان کے چلڈرن کمپلیکس کو کیا دیا گیا ہے؟ ایک پیسا بھی نہیں دیا گیا۔ میری گزارش ہے کہ چلڈرن کمپلیکس ملتان کے لئے بھی رقم رکھی جائے۔ اس کے علاوہ نشتر ہسپتال کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ صرف برن یونٹ کے لئے کچھ رقم مختص کی گئی ہے لیکن یہ بھی اتنی زیادہ نہیں ہے کہ اس سے پوری طرح برن یونٹ قائم کیا جا سکے۔ جنوبی پنجاب کے علاقے میں زیادہ تر آبادی پسماندہ اور غریب لوگوں کی ہے۔

جناب سپیکر، پلیز! ایک منٹ میں wind up کریں۔

بابو نفیس احمد انصاری، لہذا ان کے لئے ترجیحی بنیادوں پر کام کرنا چاہیے۔ جہاں تک بڑے ہسپتالوں کا تعلق ہے انہیں خود مختاری دے دی گئی ہے اور وہاں بورڈ آف گورنرز کے ڈائریکٹر بنا دیئے گئے ہیں۔ جتنے بھی لوگ بورڈ آف گورنرز کے ڈائریکٹر بنے ہیں وہ کوئی ٹیکنوکریٹ نہیں ہیں۔ وہ ٹیکنیکل آدمی نہیں ہیں۔ بلکہ کسی سابق فوجی کو بنا دیا گیا ہے' کسی سابق جج کو بنا دیا گیا ہے۔ کسی جگہ کسی سرمایہ دار کو بنا دیا گیا ہے اور کسی جگہ کسی جاگیر دار کو بنا دیا گیا ہے۔ ان کے ایماء پر ہی سب کچھ ہو رہا ہے۔ کنٹریکٹ پر بھرتیاں ہو رہی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے کیونکہ یہ ڈاکٹر کی تذلیل ہے۔ ڈاکٹروں کو کنٹریکٹ کی بجائے permanent basis پر ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی پوری دلجمعی سے اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے عوام کی خدمت کر سکیں۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' کرنل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان، جناب والا! پسماندہ علاقوں میں خاص طور پر B.H.Us اور R.H.Cs کی حالت بہت خراب ہے۔ کچھ ایسے تحصیل ہسپتال بھی ہیں جن میں ایک سپیشلسٹ بھی posted نہیں ہے۔

جناب سپیکر، وزیر صحت صاحب نوٹ فرمالیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان، وزیرصحت سے درخواست کروں گا کہ وہ اس طرف بھی دھیان دیں کیونکہ پسماندہ علاقوں میں بھی صحت ضروری ہے اور وہاں کے عوام بھی امید کرتے ہیں کہ حکومت ان کی طرف توجہ دے گی۔

جناب سپیکر، وزیر صحت نے سن لیا ہے۔ جی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ جناب سپیکر! صحت کا شعبہ سوشل سیکٹر کا ایک اہم ترین شعبہ ہے۔ میں اس حوالے سے ایک اصولی بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں دونوں جانب جو ممبران بیٹھے ہیں بنیادی طور پر عوام کی فلاح اور سسٹم کی اصلاح کے لئے یہاں آئے بیٹھے ہیں اور باہم مل جل کر یہ کوشش ہونی چاہیے کہ معاملے کی اصلاح ہو سکے۔ یقیناً بہت ساری خرابیاں ہیں اگر یہاں پر کوئی خرابی بیان کی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ حکومت ناکام ہے یا بعض معاملات میں یہ لوگ براہ راست ذمہ دار ہیں کیونکہ عرصے سے خرابیاں چلی آ رہی ہیں اور ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ میں وزیر موصوف ڈاکٹر طاہر جاوید صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے توجہ دی ہے اور بہاولپور میں نئے ڈیپارٹمنٹس کے لئے محنت کر رہے ہیں۔ میں اس حوالے سے چند بہت ہی اہم باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے میڈیکل ایجوکیشن کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں میڈیکل ایجوکیشن کا پانچ سال کا کورس ہے۔ جب ایک طالب علم فائنل پروفیشنل تعلیم حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر declare ہو جاتا ہے تو اسے ایم۔بی۔بی۔ایس کی ڈگری award کر دی جاتی ہے۔ اب اس کے

پاس یہ لائسنس ہے کہ وہ علاج کر سکتا اور دوسرے معنوں میں اگر کوئی incompetent ہو گا تو یہ license to kill بھی ہے۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ 60 فیصد ڈاکٹر صاحبان کو ہاؤس جاب نہیں ملتا کیونکہ ہمارا جو یہ پانچ سال کا span ہے اس میں یہ کمی ہے ڈاکٹروں کے اوپر کتابیں تو لاد دی جاتی ہیں لیکن عملی طور پر اسے مریضوں کی treatment کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا لیکن اسے لائسنس مل جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا اہتمام کیا جائے اور ہو سکے تو چھ سال کا کورس کر دیا جائے تاکہ ایم۔بی۔بی۔ایس کرنے کے بعد اسے اس وقت تک ڈگری award نہ کی جائے جب تک وہ ایک سال required شعبہ جات کے اندر ہاؤس جاب کر کے اس قابل نہ ہو جائے کہ وہ براہ راست مریضوں کا علاج کر سکے۔ میں اس حوالے سے ڈاکٹر کا behaviour بہت اہم محسوس کرتا ہوں کہ جس طرح وارڈز میں بالعموم ڈاکٹر صاحبان مریضوں کے ساتھ پیش آتے ہیں وہ عزت نفس کو مجروح کرنے والا ہوتا ہے۔ حالانکہ ہمارا جو پیشہ ہے اگر پیار و محبت سے مریض کی ساری کہانی سن لی جائے اور اس کی زبان سے مرض کو سن لیا جائے تو آدھی بیماری صرف سنانے سے دور ہو جاتی ہے لیکن اس حوالے سے ہماری میڈیکل ایجوکیشن کافی lack کرتی ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس چیز کو بھی کورسز کے اندر ڈالا جائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اس بات کی بھی تعلیم دی جائے کہ ڈاکٹر کا پیشہ محض پیسے کمانے کا پیشہ نہیں ہے لیکن اب over the years جس طرح ہمارے سارے معاشرے میں پیسے کی دوڑ شروع ہے۔ اس طرح ہمارے شعبے کے اندر بھی یہ سلسلہ شروع ہے اور مریضوں کی بیماری کے حوالے سے انہیں exploit کیا جاتا ہے۔ حکومت نے کافی کوششیں کی ہیں لیکن اس کے باوجود جو ڈاکٹر صاحبان سرکاری ملازمتوں کے اندر ہیں وہ مریضوں کو exploit کرتے ہیں۔ میں یہاں کرشن نگر میں رہائش پذیر ہوں۔ چند دنوں پہلے ہمارے ہمسائے میں ایک واقعہ ہوا کہ جنرل ہسپتال میں نیورو کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ سرجن ڈاکٹر نذیر ہیں۔ انہوں نے ایک مریضہ شہزادی ثروت طارق زوجہ چودھری طارق جاوید کا 29-05-04 کو آپریشن کیا۔ اس کے دماغ کے اندر رسولی تھی ڈاکٹر صاحب نے مریضہ کے لواحقین سے یہ بات کی کہ اگر میں اس کا آپریشن کر دوں تو اس کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ صرف 20 فیصد command کے اندر فرق آ سکتا

ہے۔ لہذا لواحقین نے کہا کہ آپریشن کریں۔ انہوں نے پچاس ہزار روپے سرکاری فیس کٹوائی اور لواحقین سے اپنی جیب کے لئے ایک لاکھ روپیہ under-hand وصول کر لیا۔ پھر آپریشن والے دن 30 ہزار روپے کی دوائیاں لیں پھر اس کے بعد اس پر 20 ہزار روپے کی ادویات خرچ ہوئیں لیکن وہ مریضہ 3-جون 2004 کو فوت ہوگئی۔ اب وہ بے چارے لواحقین رو رہے ہیں' شور مچا رہے ہیں اور انہوں نے انکوائری کے لئے درخواست بھی دی ہے۔ ایم۔ایس کو درخواست دی تو انہوں نے کہا کہ چونکہ مریضہ پروفیسر نذیر کا private patient تھی اس لئے سارا ریکارڈ ان کے پاس ہے۔ پھر ایم۔ایس صاحب نے اسے وہاں کے لاء آفیسر کو refer کیا ہوا ہے۔ اس طرح سارے معاملے کو hush up کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میں نے صرف ایک مثال پیش کی ہے ورنہ ہر ہسپتال کے اندر جو یہ سلسلہ شروع ہے کہ سینئر پروفیسر صاحبان آپریشن ہسپتال کے اندر کرتے ہیں اور under-hand فیس لے لیتے ہیں۔ میں اس حوالے سے یہ تجویز کروں گا کہ جو قانون سازی کی جائے اس کو enforce کیا جائے اور اس میں سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان کو پابند کیا جائے کہ وہ گھروں میں پریکٹس نہ کریں۔

جناب سپیکر، پلیز! ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہت اہم معاملہ ہے اس لئے میں دو چار منٹ لوں گا۔ اس میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو سینئر پروفیسر صاحبان ہیں ان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ شام کو آ کر آؤٹ ڈور میں بیٹھ جائیں اور وہاں پر پرائیویٹ پریکٹس کریں۔ ان کی فیسیں بھی مقرر ہونی چاہئیں۔ یہاں لاہور کے اندر صورتحال یہ ہے کہ آؤٹ ڈور کے اندر پروفیسر صاحبان بیٹھتے نہیں ہیں گھروں میں مریضوں کو دیکھتے ہیں اور آٹھ آٹھ سو روپے ڈاکٹر صاحبان فیس لیتے ہیں۔ اس کو بھی rationale کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے اندر کوئی قدغن لگانے کی ضرورت ہے۔ جب ان کی مرضی ہوتی ہے وہ اس فیس کو بڑھا دیتے ہیں اور یہ جو سلسلہ ہے اس کے اندر غریب آدمی پریشانی کا شکار ہے۔ اب میں ادویات کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ میں پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ

جتنی نیشنل اور انٹرنیشنل میڈیکل کمپنیاں پاکستان کے اندر رجسٹرڈ ہیں اتنی دنیا کے کسی اور ملک کے اندر نہیں ہیں۔یہاں پر کوئی بھی اٹھ کر میڈیکل کمپنی بنا لیتا ہے اور اسلام آباد کے اندر جس طرح سے یہ رجسٹریشن کا سلسلہ ہے' چار پیسے دے کر وہ رجسٹریشن کروا لیتے ہیں۔ اس کے بعد پھر ادویات کو چیک کرنے کا کوئی regular سسٹم موجود نہیں ہے۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ کوئی drug testing کے لئے کوئی لیبارٹری نہیں ہے۔حالانکہ دوائی کو ٹیسٹ کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میڈیکل کالجوں میں بائیو کیمسٹری کی فزیالوجی کی لیب ایسی ہیں کہ بہت تھوڑے سے خرچے کے بعد وہاں پر دوائی ٹیسٹ کرنے کا پورا سسٹم بن سکتا ہے۔ اب اگر کوئی دوائی پکڑی جاتی ہے اسلام آباد میں بھیج دی جاتی ہے۔وہاں پر جو لوگ بیٹھے ہیں فوری طور پر respective company سے رابطہ قائم کرتے ہیں اور ان کا نمائندہ ان کے پاس آ جاتا ہے۔وہاں پر اگر مک مکا ہو جائے تو وہ دوائی پاس ہو جاتی ہے۔پھر وہی دوائی مریضوں کو کھلائی جاتی ہے۔سرکاری ہسپتالوں میں بھی اسی قسم کی ادویات موجود ہیں۔میں خود جب ہاؤس جاب کرتا تھا ہم نے ایک مریض کی puss کا culture sensitivity کروایا۔وہ جو پیپ آ رہی تھی۔اس کی رپورٹ آئی کہ Amoxil اس کے اوپر کارآمد ہے۔ دس دن ہم نے اس کو Amoxil کیپسول صبح دوپہر شام 500 ملی گرام as per recommended dose کھلایا لیکن اس کی حالت بگڑ گئی۔میں نے پروفیسر صاحب سے کہا کہ جناب ہم نے تو ٹیسٹ کروانے کے بعد یہ دوائی استعمال کروائی ہے لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ کیپسول تو لاؤ۔ انہوں نے کیپسول کو کھول کر اپنی ہتھیلی پر ڈالا اس کو سونگھا تو اس کے اندر چنے کی دال پیس کر ڈالی ہوئی تھی۔یہ جو صورت ہے اس کو چیک کرنے کی ضرورت ہے اور ادویات کے جو ریٹ ہیں Roche کمپنی ہے اس کا ایک انجکشن ہے Rocephin یہ کمپنی یہ انجکشن ایک گرام کا 480 روپے میں دے رہی ہے اور ایک اور pharmaceutical کمپنی ہے اس کا Sabodrix injection ہے یہی اس کے اندر فارمولا ہے یہی دوائی ہے وہ ایک گرام کا انجکشن 90 روپے کا دے رہے ہیں تو یہ جو disparity ہے اس کے بارے میں بھی کوئی بات محکمہ صحت کو کرنی چاہیے۔ کوئی سوچنا چاہیے کہ یہ disparity کیوں ہے -/480 روپے اور -/90 روپے یہ بہت بڑا فرق ہے یا تو

یہ ہے کہ Roche کمپنی بہت زیادہ کما رہی ہے یا دوسری صورت یہ ہے کہ یہ pharmaceutical کمپنی نے جو دوائی بنائی ہے یہ کوالٹی میں poor ہے اور یہ دوائی standard کے مطابق نہیں ہے اس لئے وہ کم قیمت وصول کر رہی ہے۔یہ باتیں بالکل on record ہیں field کے اندر موجود ہیں اس کے بارے میں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پنجاب کے اندر ہسپتالوں کے اندر pharmacies بنائی گئی ہیں اور کہا یہ گیا ہے کہ اس سے ہم پیسے اکٹھے کریں گے ہم اس کا ینڈر کریں گے اور بلاشبہ کچھ نہ کچھ پیسے حاصل بھی ہوتے ہیں لیکن جب انہیں اس کا لائسنس مل گیا انہوں نے اندر سٹور بنا لئے۔ اب اس کو exploit کرتے ہیں۔ دوائی ڈاکٹر کوئی اور لکھتا ہے وہ اسے کسی اور کمپنی کی دوائی دے دیتے ہیں ریٹ کا فرق میں نے پہلے ہی آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے۔وہ اس کمپنی کی دوائی نہیں ہوتی ہے جو لکھی جاتی ہے۔ کیونکہ ہسپتال میں ان کی اجازت سے pharmacies بنی ہوئی ہیں ہسپتالوں نے پیسے لئے ہوتے ہیں اور مریض ان پڑھ ہوتے ہیں انہیں کیا پتہ کہ کیا سلسلہ ہے وہ جا کر اسی دوائی کو استعمال کرتے ہیں۔ وہ قیمت اسی اعلیٰ درجے والی دوائی کی وصول کر لیتے ہیں تو اس میں اور بھی بہت ساری خرابیاں ہیں۔ کچھ ہسپتالوں میں تو یہ سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ پورے پنجاب کے اندر یہ سلسلہ غلط شروع ہوا ہے اس کو rectify کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے teaching hospitals کے اندر pathalogy کی لیبارٹریاں ہیں۔ میں پورے وثوق کے ساتھ اور میرا یہ ذاتی تجربہ ہے ہم مریضوں کو ہسپتالوں میں دیکھنے جاتے ہیں ہمارے ووٹرز ہوتے ہیں غریب مریض ہوتے ہیں ان کو بھی visit کرنا ہوتا ہے۔ وہاں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کروڑوں روپے ہسپتالوں کی پیتھالوجی لیبارٹریوں کو دیئے گئے ہیں لیکن اگر ان کا کوئی ٹیسٹ آتا ہے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر ، ہسپتال کے جو ڈاکٹر صاحبان ہیں اس ٹیسٹ کے اوپر rely نہیں کرتے ہیں اور وہ ٹیسٹ پرائیویٹ لیبارٹریوں کو بھیجتے ہیں۔اس کے اندر دو چیزیں ہیں ایک چیز تو یہ ہے کہ جو کالجوں کے اندر، ہسپتالوں کے اندر پیتھالوجسٹ ہیں انہوں نے اپنی اپنی لیبارٹریاں باہر کھولی ہوئی ہیں اور اس کے نتیجے میں ہسپتال کے اندر، کالج کے اندر، وہ ٹیسٹ نہیں کرتے۔حالانکہ کالج اور پیتھالوجی لیبارٹری کے اندر جو مشینری ہے وہ کروڑوں روپے کی ہوتی ہے۔جو پرائیویٹ کلینکوں کے اندر مشینری ہوتی ہے وہ اس سے کہیں کم standard کی بھی ہے اور کم قیمت کی بھی ہے لیکن یہ محض ملی بھگت کے ذریعے سے ایک سلسلہ شروع ہے اور ہسپتال کے اندر یہ بھی سلسلہ شروع ہے کہ اگر میں سرجری کے وارڈ کے اندر ہاؤس جاب کر رہا ہوں میرا کسی پروفیسر آف پیتھالوجی کے ساتھ مک مکا ہو جاتا ہے۔میرے جو ٹیسٹ ہیں اسی کو refer کرتا ہوں۔اگر مریض کہتا ہے کہ میں فلاں لیبارٹری سے کروا کر لاؤں گا وہ کہتے ہیں کہ یہ acceptable نہیں ہیں۔کیونکہ وہ پیتھالوجی کے پروفیسر صاحب تھے اور یہاں جو یونٹ ہے ان کا آپس میں مک مکا ہوا ہے کہ اگر آپ ایک ٹیسٹ پانچ سو روپے کا بھیجیں گے تو اس میں سے سو روپیہ آپ کا ہو جائے گا چار سو روپے ہم رکھ لیں گے۔یعنی یہ ایک بڑا مافیا ہسپتالوں میں موجود ہے اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ جو problems ہیں جس کے نتیجے میں عام آدمی مشکل میں آتا ہے اس کو recognise کرنے کی ضرورت ہے۔اب دوئی یہ ہے کہ ایمرجنسی کے اندر وارڈز کے اندر ادویات available ہیں۔

جناب والا! مجھے معلوم ہے کہ ایک دفعہ وزیر موصوف دورے کے لئے تشریف لے گئے اب جو جا کر مریضوں سے معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ انہوں نے ایک دن پہلے پرچیاں لگا دیں کہ یہ گورنمنٹ کے خرچے پر ادویات ملیں گی۔ساری پرچیاں لگ گئیں اور چارٹوں کے اندر بھی fake entries کی گئیں کہ ان مریضوں کو ہم ہسپتال کے خرچے پر ادویات دے رہے ہیں۔وزیر صحت وہاں نہ جا سکے دورہ ملتوی ہو گیا انہوں نے وہ ساری چٹیں اتار دیں۔یعنی اس طرح سے وہ آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں۔آخری بات میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو کالجز

ہیں اور اس میں جو اسسٹنٹ پروفیسر' ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر صاحبان ہوتے ہیں۔ ان کا job ہے کہ ریسرچ بھی ساتھ کریں لیکن اس حوالے سے ریسرچ کا chapter بالکل بند ہے اور یہ پروفیسر صاحبان دو اور دو آٹھ اور آٹھ اور آٹھ بتیس کرنے کے چکر میں ہیں۔فیلڈ کے اندر بھی آپ دیکھتے ہیں۔یہاں باتیں ہوتی ہیں کہ کینسر بہت بڑھ گیا ہے ہیپاٹائٹس بہت بڑھ گیا ہے اور اس طرح کے بہت سارے امراض فیلڈ کے اندر آ رہے ہیں۔اس بات کی ضرورت ہے کہ پروفیسر صاحبان ریسرچ کریں اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہ بیماری کیوں بڑھ رہی ہے اور اس کے treatment کے طریقے آنے چاہئیں؛ اس بارے میں کسی میڈیکل کالج میں کوئی کام نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر، مہربانی شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! میں آخر میں عرض کروں گا کہ یہ کوئی وزیر صاحب کے اوپر تنقید نہیں کر رہا یہ تو facts ہیں اس کے اوپر ہمیں بیٹھ کر سوچنا چاہیے۔ اس ڈیپارٹمنٹ کے اوپر جو اتنا پیسا خرچ ہو رہا ہے اس کو fruitful ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ سید مجاہد علی شاہ صاحب!

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! میں صحت کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب بھی صحت کے بارے میں ہی بات کر رہے ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، ایک دو تجاویز ہیں۔ ایک تجویز میں یہ دینا چاہتی ہوں کہ جو ہارٹ اٹیک کے مریض ہیں ان کے لئے ایک موبائل ٹیم ہو ایمبولینس ہو جو تکلیف کی صورت میں مریضوں کے گھروں تک پہنچ جائیں۔ کیونکہ مریض ہسپتال تک پہنچتے پہنچتے دم توڑ جاتے ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ایمبولینس سروس شروع کی جائے اور اس میں ایسی مشینری نصب ہو جو مریض کے گھر تک پہنچ جائے۔ اس کے علاوہ ایک اور تجویز یہ ہے کہ ---

جناب سپیکر، بس آپ نے بات کر لی ہے۔ بی بی! آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید مجاہد علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا! میں مختصراً عرض کروں گی۔

جناب سپیکر، بی بی آپ تشریف رکھیں معزز رکن کو اپنی بات کرنے دیں۔ میں نے ان کو فلور دیا ہے آپ تشریف رکھیں۔ جی شاہ صاحب آپ اپنی بات شروع کریں۔

سید مجاہد علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جناب سپیکر! محکمہ صحت اس موجودہ دور میں سب سے اہم شعبہ ہے یقیناً اس کے مسائل بھی بے شمار ہیں اور اس کے لئے بہت زیادہ محنت کی ضرورت بھی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ پچھلے دور میں جب اس محکمے کے منسٹر خاکوانی صاحب تھے' ان کو portfolio دیا گیا تو اس وقت اتفاق سے میں ان کے ساتھ تھا تو اس وقت کے وزیراعلیٰ شہباز شریف صاحب نے پورے محکمے کو بلایا ہوا تھا اور اس کو اپنا لائن آف ایکشن دیا۔ آپ یقین کریں کہ رات کو سونے کے بعد صبح اٹھ کر ہم ناشتے کی میز پر بیٹھے تھے تو اس وقت کے وزیراعلیٰ شہباز شریف صاحب کا فون آیا اور انہوں نے اقبال خاکوانی صاحب سے پوچھا کہ خاکوانی صاحب! آپ نے رات کو کون سے ہسپتال کا دورہ کیا۔ خاکوانی صاحب پریشان ہو گئے کیونکہ ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ انہوں نے کہا کہ میاں صاحب رات کو تو آپ نے مجھے portfolio دیا ہے تو میں رات کو کیسے وزٹ کرتا۔ کسی کو پتا ہی نہیں ہے کہ میں وزیر صحت ہوں۔ انہوں نے کہا' خاکوانی صاحب! آج کی رات آپ نے ضائع کی ہے۔ آئندہ آپ اس وقت کو ضائع نہیں کریں گے تو یہ کام کرنے کا pattern تھا' ایک سوچ تھی اور اس محکمے کے لئے اتنی محنت کی ضرورت ہے جو اس وقت شروع کی گئی تھی۔ اس دور سے پہلے کے ہسپتالوں کے حالات آپ سب بہتر جانتے ہیں کہ میاں شہباز شریف نے اس فیلڈ میں کتنی محنت کی۔ انہوں نے خود ہسپتالوں کے وزٹ کئے۔ انہوں نے ہسپتال کی لیٹرینیں خود جا کر دیکھیں کہ صاف ہیں یا نہیں ہیں۔ آپ کا نام بھی اسی طریقے سے لیا جا سکتا ہے۔

کل آپ بھی اگر نہیں ہوں گے اور اچھے کام کریں گے تو یقیناً کوئی نہ کوئی شخص یہاں پر اٹھ کر کہے گا کہ فلاں وزیر اعلیٰ تھا اور فلاں ہیلتھ کے منسٹر تھے اور انہوں نے یہ یہ اچھے انتظامات کئے تھے۔

جناب سپیکر! اس وقت جو پوزیشن ہے اس پر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اس محنت کو آگے بڑھاتے' ہمارے قدم پیچھے کی طرف ہیں۔ میری نظر میں کوئی ایسے انتظامات نہیں ہیں جو اس وقت سے بہتر ہوں۔ یہاں پر ہمارے تمام معزز اراکین شکایات کرتے ہیں اور جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو اس میں ہم سب سے پہلے وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ عوامی بجٹ ہے مگر افسوس کہ عوام بے چاری باہر دھکے کھا رہی ہوتی ہے۔ ہم عملی طور پر عوام کی فلاح کے لئے کچھ نہیں کر رہے ہوتے۔ آپ جا کر دیکھیں غریب عوام ہسپتالوں میں کیسے دھکے کھا رہی ہوتی ہے۔ ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی غریب آدمی ہسپتال میں چلا جائے' اس کا معائنہ نہ ہو اور اس کا صحیح طریقے سے علاج کیا جائے۔

جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ پچھلے دور میں میاں شہباز شریف نے ڈاکٹروں کو نتھ ڈالی اور انہوں نے bound کیا کہ آپ کا ہسپتال کا جو ٹائم ہے اس میں آپ کو ہسپتال جانا پڑے گا۔ مجھے یاد ہے کہ اس دور میں ڈاکٹر آٹھ بجے آتے تھے اور دو بجے سے پہلے اپنی وارڈ سے نہیں نکل سکتے تھے۔ کیا وجہ ہے کہ آج ڈاکٹر وارڈوں میں بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ جب جاتے ہیں تو انہیں ڈھونڈنا پڑتا ہے اور غریب وہاں پر دھکے کھا رہے ہیں۔ یہ تو بڑے ہسپتالوں کی پوزیشن ہے اور ہمارے ٹی۔ایچ۔ کیوز اور یونین کونسل لیول کے ہسپتالوں کا تو کوئی حال ہی نہیں ہے۔ یقین کریں کہ ہمارے ایک ایک ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال پر کروڑوں روپے کی بلڈنگیں بنی ہوئی ہیں مگر وہاں پر اتنا اندھیرا ہوتا ہے کہ اگر کوئی صحت مند آدمی اندر جائے گا تو ایسا لگتا ہے کہ وہ خود ہی وہاں فوت ہو جائے گا اور مریض کا وہاں پر کیا علاج ہونا ہے۔ وہاں پر کوئی ڈاکٹر میسر نہیں ہوتا' کوئی سپیشلسٹ ڈاکٹر نہیں ہے۔ دنیا کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ ہمارے تحصیل لیول پر وہ سہولیات نہیں ہیں جو باہر کی دنیا میں یونین کونسل لیول پر دی گئی ہیں۔ یہ جتنے مرضی فنڈز کی ڈیمانڈ کرتے ہیں لیکن یہ ہمیں بتائیں کہ اس میں غریب آدمی کی دوائی کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہے۔ آپ جتنے

مرضی ہسپتال بنالیں اس سے یہی ہونا ہے کہ نئی مسجدیں بنتی جا رہی ہیں لیکن نمازی کم ہوتے جا رہے ہیں۔ جو پہلے ادارے ہمارے پاس ہیں انہیں ہم آج تک facilitate نہیں کر سکے تو نئے ادارے بنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس نشتر ہسپتال ہے جو جنوبی پنجاب کے چند بڑے ہسپتالوں میں سے ایک ہے وہاں پر چلڈرن ہسپتال کا اعلان کیا گیا لیکن وہ پھر withdraw ہو چکا ہے کیونکہ اس کے لئے کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے۔ نشتر ہسپتال میں مشینری خراب ہے اس کی مرمت کے لئے کوئی فنڈز نہیں ہیں۔ پچھلے دور میں شہباز شریف صاحب نے فیصلہ کیا تھا کہ جو چیز خراب ہو' وہ دوسرے دن صحیح ہونی چاہیے اور فائل ورک میں ٹائم ضائع نہ کریں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک میٹنگ میں انہوں نے پروفیسر صاحب سے پوچھا کہ جناب! یہ بلب کیوں نہیں لگا؟ انہوں نے کہا کہ جی کیا کریں' سسٹم ہی ایسا ہے کہ ہم فائل بنا کر فلاں محکمے کے پاس بھیجتے ہیں' وہاں سے فلاں محکمے کے پاس جاتی ہے' اسی طرح وہ تین مہینے تو approval لینے پر لگ جاتے ہیں۔ سرکاری کاموں میں ہمارے ملک میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جب تک پیسا فائل کے ساتھ نہ لگے اس وقت کوئی فائل کو نہیں دیکھتا۔ آپ ایسے انتظامات کریں کہ اگر کوئی چیز خراب ہوتی ہے تو فوری طور پر اسے قابل عمل بنایا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ڈاکٹر صاحب کو ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ جتنے بڑے ہسپتال ہیں ان میں سینکڑوں کی تعداد میں اسسٹنٹ پروفیسر بیٹھے ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ ان اسسٹنٹ پروفیسرز کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ اگر یونین کونسل لیول پر نہیں جا سکتے تو تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر جا کر آپریشن کریں' اس کے آپریشن ڈے fix ہوں۔ اسی طرح اسسٹنٹ پروفیسر لیول کے فزیشن وہاں جا کر مریضوں کے علاج کریں۔ اگر وہاں پر کسی مریض کا علاج ممکن نہیں ہے تو پھر انہیں بڑے ہسپتالوں میں refer کریں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ میرے شجاع آباد یا جلال پور پیر والا کا کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو وہ نشتر ہسپتال ہی جائے۔ ہفتے میں دو یا تین دن اسسٹنٹ پروفیسرز کی ڈیوٹی ہو تو آسانی سے وہاں پر جا کر علاج کر سکتے ہیں۔ اس سے عام آدمی کو سہولت ملے گی۔ ہم ہر بجٹ میں مختلف چیزوں میں پیسے بڑھاتے ہیں' دفاعی بجٹ میں بھی پیسے بڑھا رہے ہیں حالانکہ ہم جنگ لڑنے

کے بالکل قابل نہیں ہیں۔ اگر دفاعی بجٹ میں سے صرف دو فیصد بجٹ کاٹ کر محکمہ صحت میں لگا دیا جائے تو انقلاب آ سکتا ہے اور غریب آدمی سکون سے اپنا علاج کرا سکتا ہے کیونکہ اس وقت غریب آدمی کا سب سے بڑا مسئلہ علاج کرانا ہے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، قاسم نون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ، جناب سپیکر! محترم فاضل ممبر مجاہد علی شاہ صاحب نے شہباز شریف کی تعریفوں سے بھرپور تقریر کی۔ اس میں' میں اتنا عرض کرتا چلوں کہ حقائق کو تسلیم کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر! نشتر ہسپتال کے حوالے سے بات کی گئی ہے' سرپرائز وزٹ کے حوالے سے بات کی گئی ہے' چلڈرن کمپلیکس کے حوالے سے بات کی گئی ہے' ڈینٹل کالج کے حوالے سے بات کی گئی ہے' نرسنگ ہومز کے حوالے سے بات کی گئی ہے' پنجاب کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ کے pattern پر کارڈیالوجی کا سنٹر پہلی دفعہ ساؤتھ پنجاب میں دیا گیا ہے۔

These are the achievements of the government of Punjab and credit goes to Chaudhry Pervaiz Elahi, not to Shahbaz Sharif. Thank you, very much.

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ جی شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں اسی لئے عرض کر رہا تھا کہ اس دور میں ڈاکٹر صاحبان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہمارے منسٹر صاحب نے نشتر ہسپتال کا دورہ فرمایا تھا۔ آپ ان سے پوچھیں کہ ان کے ساتھ کیا حشر کیا گیا ہے۔ دوسرے دن اخبار میں ہیڈ لائن تھی کہ اگر منسٹر صاحب ہسپتال میں داخل ہوئے تو ان کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔ یہ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ میں یہی رونا رو رہا تھا کہ آپ انہیں اختیارات دیں اور یہ ڈاکٹروں کو وہاں پر بٹھانے کے لئے محنت کریں۔ آپ ان سے پوچھیں اگر ایسا نہ ہوا ہو اور میں on floor of the House یہ بات کر رہا ہوں کہ اگر ڈاکٹروں نے یہ بیان نہ دیا ہو تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔

وزیر زرعی مار کیٹنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' قاسم نون صاحب!

وزیر زرعی مار کیٹنگ، جناب سپیکر! ان کو دن میں بھی اندھیرا نظر آتا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ تعریف کریں' تحسین کریں کہ ہم نے surprise visit کیا اور اچھی سوچ کے ساتھ میں نشتر میڈیکل کالج میں گیا' وہاں جا کر problems دیکھیں' مریضوں کو سنا' وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر میں نے visit کیا اور اس کے بعد وہاں پر جتنی improvement ہوئی کہ سی ٹی سکین مشین نہیں تھی' ایکس رے کے یونٹ نہیں تھے تو فوری طور پر ایکشن لیا گیا اور ان کو ٹھیک کرایا گیا۔ P.M.A ڈاکٹرز کی ایک آرگنائزیشن ہوتی ہے' میرا نہیں خیال کہ وہ کوئی کاغذی تنظیم ہے' وہ بھی شاید انہی کی کوئی کارستانی ہو گی کہ پریشانی میں ان سے بولا ہو گا کہ یہ خبر بھی لگا دو۔

جناب سپیکر، شکریہ' جی شاہ صاحب ذرا مختصر کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں نے قطعاً نہیں کہا کہ یہ visit نہ کریں۔ یہ ہزار بار visit کریں۔ ان کی عزت ہونی چاہیے۔ میں نے تو تقریر میں یہی کہا ہے۔ انہوں نے غالباً میرے یہ الفاظ سنے نہیں ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ ڈاکٹر صاحبان کو پابند کیا جائے' انہیں چیک کیا جائے اور کوئی ایسی اتھارٹی ہونی چاہیے جس کے کنٹرول میں وہ ہوں۔ ایسا نہ ہو جو کہ ان کے ساتھ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے صرف یہی عرض کیا تھا کہ ایسا نہ ہو' ان کی عزت ہماری عزت ہے۔ یہ بھی پہلے ایم۔پی۔اے تھے' اب وزیر بنے ہیں۔ میں ان کے اوپر تنقید نہیں کر رہا۔ میں سسٹم میں ناکامی کی بات کر رہا ہوں کہ ایک منسٹر خود بتا رہے ہیں کہ میں نے visit کیا ہے' visit کیا اور دوسرے دن وہاں کے ڈاکٹر اگر پریس کانفرنس کریں کہ یہ وزیر صاحب اپنی سیاسی دکان کے لئے کوئی اور جگہ تلاش کریں۔ یہ اخبار کی ہیڈ لائن تھی اور اگر یہ اب دوبارہ نشتر میں آئے تو ہم ان کی ٹانگیں توڑ دیں گے۔ آپ یہ بتائیں کہ ان ڈاکٹروں کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا؟ نوائے وقت اور دوسرے اخبارات میں پہلے صفحے پر ہیڈ لائن تھی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ زیب النساء صاحبہ! تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ نگہت پروین صاحبہ!

محترمہ نگہت پروین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! جو حکومت بھی ہو اس کا فرض ہے کہ وہ غریب عوام کو صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کرے۔ خدمات صحت کے لئے تقریباً ساڑھے آٹھ ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ سرکاری ہسپتالوں کی حالت زار آپ کو معلوم ہے۔ ان ہسپتالوں میں غریب عوام کی کوئی شنوائی نہیں۔ لاکھوں روپے کی سرکاری ادویات باہر بک جاتی ہیں۔ غریب مریضوں کو اگر ایک روٹی کے پیکٹ کی بھی ضرورت ہو تو ڈاکٹر ان کو لکھ کر دے دیتے ہیں کہ باہر سے جا کر خریدیں۔

جناب سپیکر! اگر کوئی ٹیسٹ کرانا ہو تو تمام ڈاکٹروں نے اپنی اپنی لیبارٹریاں قائم کر رکھی ہیں۔ مریضوں کو ٹیسٹ لکھ کر دے دیئے جاتے ہیں کہ جا کر ٹیسٹ کروائیں۔ اگر ایک ٹیسٹ کی فیس پانچ سو روپے ہے تو چار ٹیسٹ ہوں تو غریب آدمی کیسے ان لیبارٹریوں سے ٹیسٹ کرا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! سینئر ڈاکٹر سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو دیکھنے میں اپنی توہین محسوس کرتے ہیں۔ مریض سارا سارا دن وہاں بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر کوئی مریض اپنی تکلیف سے تنگ آ کر کوئی شکوہ کرے تو ڈاکٹر حضرات اسے کہتے ہیں زیادہ جلدی ہے تو کسی اور ہسپتال میں چلے جائیں۔ میں یہ گزارشات مخالفت برائے مخالفت میں نہیں کر رہی۔ آپ اس کا سروے کروائیں تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! ادویات کے لئے غریب لوگ سارا سارا دن ذلیل و خوار ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو کمپنیاں جعلی ادویات بناتی ہیں ان کے لائسنس منسوخ کر کے عام غریب لوگوں کو مرنے سے بچایا جائے۔

جناب سپیکر! دیہی علاقوں میں بہت سے B.H.Us بند پڑے ہیں جن میں لوگ گائے بھینسیں باندھتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو پابند کیا جائے کہ جو یونٹ بند پڑے ہیں' ان کو چلایا

جائے تا کہ وہاں کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب والا! زچہ بچہ سنٹر آبادی کے لحاظ سے بنائے گئے ہیں' ان کو فاصلے کے لحاظ سے بنایا جائے تا کہ خواتین جو دور دراز علاقوں میں رہتی ہیں' ان کو تکلیف نہ ہو۔ اس کے علاوہ میں خود ہسپتالوں میں جاتی رہی ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ وہاں پر لیڈی ڈاکٹرز کی کمی ہے۔ جہاں جہاں پر لیڈی ڈاکٹرز کی کمی ہے' اس کو پورا کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، وزیر صحت۔

وزیر صحت، بہت شکریہ' جناب سپیکر! آج کی بحث میں ہمارے اپوزیشن کے فاضل اراکین نے کچھ تجاویز اور کچھ comments دیئے ہیں میں نوٹ کرتا رہا ہوں۔ میں ایک ایک کر کے ان میں سے گزروں گا اور اس کے بعد ہمارا صحت کے حوالے سے' بجٹ کے حوالے سے' اس رقم کے حوالے سے جو concept اور vision ہے وہ clear ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ صحت بڑی سنجیدگی سے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے حکومت کا ایک ایک پیسا احسن طریقے سے استعمال کرنا چاہتا ہے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ سرگودھا سے ہیں' انہوں نے کچھ points اٹھائے ہیں' انہوں نے کہا کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی اپ گریڈیشن ضروری ہے اور ہم نے صرف چار تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اپ گریڈ کئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہم نے پچھلے سال جام پور' جڑانوالہ' عارف والا اور راجن پور کے چار ہسپتالوں کو اپ گریڈ کیا تھا۔ یہ 2003-04 کے بجٹ کا حصہ تھا۔ ان کی اپ گریڈیشن تقریباً مکمل ہو چکی ہے بلکہ ان پر جو رقم ہم نے مختص کی تھی اس میں سے تقریباً 85 فیصد استعمال ہو چکی ہے۔ اس سال کے بجٹ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی جو اپ گریڈیشن ہے' اس میں ہم نے گیارہ مزید تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال شامل کئے ہیں اور ہمارا پروگرام ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام کے تمام 85 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کو مراحل میں اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح انہوں نے اشارہ کیا اور دوائیوں کے سٹینڈرڈ یا کوالٹی کنٹرول کی بات کی ہے' ایک دفعہ اجلاس میں یہ کچھ ایسی ادویات بھی لائی تھیں جو حکومت پنجاب کی تھیں۔ اس

ہیں' میں یہ عرض کروں گا کہ واقعی یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس دفعہ کے بجٹ میں ہم نے 12 ملین روپے کی رقم ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کو اپ گریڈ کرنے کے لئے' اسی طرح ملتان میں ایک نئی لیبارٹری بنانے کے لئے اور ایک ڈرگ اپیلٹ لیبارٹری لاہور میں بنانے کے لئے اضافی رکھی ہے۔

ڈاکٹر اسد صاحب نے ہیلتھ سیکٹر ریفارمز کے بارے میں بات کی اور کہا کہ بہت سارے B.H.Us میں ڈاکٹر غیر حاضر ہوتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے بورڈ آف مینجمنٹ کی بات کی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ B.H.Us ہمارے سسٹم کا بہت اہم حصہ ہیں۔ ہمارے پاس پورے پنجاب میں تقریباً اڑھائی ہزار B.H.Us ہیں' آج سے تیس سال پہلے جب یہ پروگرام بنایا گیا تھا تو وہ شام لاٹ کی زمین میں B.H.Us بنائے گئے تھے' بہت سارے قبرستانوں کے پاس ہیں' بہت ساروں کے پاس راستہ نہیں جاتا اور کچھ ایسے B.H Us ہیں جہاں پر بجلی نہیں ہے۔ یہ تیس سال پرانی پلاننگ ہے' ہم اس کا تدارک کر رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے رحیم یار خان میں ایک متبادل پروگرام شروع کیا ہے جس کے تحت clusters کا concept introduce کیا ہے کہ تین B.H.Us کو ایک ڈاکٹر cover کرتا ہے۔ اس کو ٹرانسپورٹ دی گئی ہے' اس کی تنخواہ چھ ہزار نہیں' دس ہزار نہیں بلکہ تیس ہزار روپیہ رکھی گئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس ڈسٹرکٹ میں اس وقت مریضوں کی حاضری صرف چھ مہینے میں سو فیصد بڑھی ہے جو کہ ایک نیا ریکارڈ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بورڈ آف مینجمنٹ کے بارے میں ڈاکٹر اسد صاحب نے بات کی کہ اس میں پروفیشنلز نہیں ہیں' ایف۔اے پاس لوگ ہیں جبکہ ڈاکٹرز F.R.C.S اور M.R.C.P ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! وہ بورڈ آف گورنرز کا concept تھا۔ ہماری حکومت نے ---

چودھری محمد شفیق انور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' چودھری صاحب!

چودھری محمد شفیق انور، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف ڈاکٹر طاہر جاوید صاحب سے گزارش کروں گا کہ جو انہوں نے رحیم یار خان کے سنہری منصوبے کے بارے میں بتایا ہے کہ ہم نے وہاں

P.R.S.P کے تحت پروگرام شروع کیا ہے کہ تمام B.H.Us اور رورل ہیلتھ سنٹرز کسی N.G.Os کو دے دیئے ہیں۔ کبھی آپ نے ان کا سروے کیا ہے' کبھی آپ نے ان کو چیک کیا ہے؟ آپ نے ایک ایسے شخص کو' ایسی N.G.Os کو دیئے ہیں کہ جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ تین تین B.H.Us پر ایک ایک ڈاکٹر متعین کیا ہے۔ تمام ڈاکٹرز' تمام عملہ' تمام میڈیسن کے expenditure اور جتنا بجٹ ہے وہ سب کا سب اس N.G.Os کے پاس دیا ہوا ہے۔ B.H.U's تمام کے تمام خالی پڑے ہیں----

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ انہیں interrupt نہ کریں بلکہ ان کی بات سنیں۔

چودھری محمد شفیق انور، جناب سپیکر! میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں' یہ ہاؤس کے لئے بھی اور ان کے ڈیپارٹمنٹ کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ تاکہ ایسے اداروں پر وہ چیک اینڈ بیلنس رکھیں ---

جناب سپیکر، شکریہ' جی' ہیلتھ منسٹر صاحب!

وزیر صحت، جناب سپیکر! جب فاضل ارکان اپنی تقریریں کر رہے تھے تو ہماری طرف سے کوئی interruption نہیں ہوئی تھی۔ میری یہ بات مکمل سن لیں اور اس کے بعد comments دیں۔ ڈاکٹر وسیم صاحب نے پی۔ایم۔ڈی۔سی کی رجسٹریشن کے متعلق اچھے points raise کئے کہ ہاؤس جاب کے بعد ڈاکٹر کی رجسٹریشن ہونی چاہیے۔ اسی طرح blood testing کو مزید strengthen کرنے کے لئے ان کی کچھ تجاویز تھیں' یقین مانیے کہ ان کو ہم اپنی پالیسی میں ضرور شامل کریں گے بلکہ میں آپ کو on floor of the House یقین دہانی کراتا ہوں کہ میں فیڈرل منسٹر سے بھی اس موضوع پر ضرور discussion کروں گا۔ پروفیشنل آڈٹ کی بات کی گئی تو ابھی پچھلے ہفتے ہی یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز میں ہماری میٹنگ تھی' چیف منسٹر نے ایک ٹاسک فورس بنائی ہے' ایڈیشنلی ہم نے یہ رکھا ہے کہ پروفیشنل آڈٹ کا concept میڈیکل کالجز میں پہلی دفعہ ہماری حکومت اس سال introduce کرے گی۔ جنوبی پنجاب' ملتان کے حوالے سے بات کی گئی اور بہت سارے ارکان نے بات کی۔ میں on floor of the House کہتا ہوں کہ کم از کم ہیلتھ کے حوالے سے' میرے پاس حقائق ہیں' میرے پاس data ہے کہ 100 فیصد ہماری حکومت نے جنوبی پنجاب کو

صحت کے حوالے سے جتنی توجہ دی ہے' شاید کبھی نہ دی گئی ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ملتان کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ پورے پنجاب میں پبلک ہیلتھ سیکٹر میں گورنر جیلانی کے دور میں آج سے کئی سال پہلے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی بنایا گیا تھا' واحد پنجاب کا کارڈیک ہسپتال 250 بیڈ کا ہے۔ اس کے بعد جنوبی پنجاب کے مریض لاہور آ رہے تھے' کئی کراچی جاتے تھے اور یہ دل کی تکلیف ایسی ہے کہ جس میں وقت سب سے important element ہوتا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے پچھلے سال ملتان انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا سنگ بنیاد رکھا' ہم نے کمشنر ہاؤس کو مسمار کیا اور اب اس وقت اس جگہ پر ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تعمیر شروع ہو چکی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کینسر کی تکلیف تمام بیماریوں میں شاید سب سے زیادہ تکلیف دہ ہے' ہمارے پاس پانچ چھ ہسپتال ہیں' پنجاب میں جہاں پر کینسر کا علاج radiation سے کیا جاتا ہے۔ radiation جو کینسر کا علاج کرتی ہے وہ radioactive material اس کی آدھی زندگی ہوتی ہے۔ اگر وہی مشین آپ پندرہ بیس سال رکھیں تو radioactivity ختم ہو جاتی ہے۔ محض ایک light on ہوتی ہے مریض اپنا علاج کرا کر گھر چلا جاتا ہے لیکن کوئی شعاعیں اثر نہیں کرتیں۔ یہ ہماری حکومت ہی تھی کہ جس نے اس کا احساس کیا۔ وزیراعلیٰ نے تمام radiation facilities کو اپ گریڈ کرنے کے لئے بارہ کروڑ روپے اس بجٹ میں رکھے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم تو نئے ideas لانے والے ہیں۔ یہاں پر معزز خواتین بیٹھی ہیں' کینسر کے بعد اگر کوئی تکلیف ہے۔ کسی مریض سے پوچھیں جس میں سب سے زیادہ درد ہوتا ہے تو وہ burn victim ہے جب جسم جھلس جاتا ہے تو اس تکلیف کا کوئی معیار نہیں ہے۔ 95 فیصد میں یہ victims domestic violence کی وجہ سے خواتین ہوتی ہیں۔ کسی حکومت نے اس کا خیال نہیں کیا۔ کل ساڑھے نو بجے وزیراعلیٰ پاکستان کے پہلے Burn Center کا افتتاح کر رہے تھے۔

جناب سپیکر! آپ یہاں پر ہسپتال بنا لیں' آپ یہاں پر میو کلینک بنا لیں' آپ یہاں پر انگلینڈ کے کروم ویل ہسپتال بنا لیں لیکن آج اس ایوان میں بھی اگر کسی کو heart attack ہو تو

ہسپتال پہنچانے کے لئے' کیونکہ ہم privileged class ہیں کہ ایمبولینس کھڑی ہے ورنہ آدمی کسی رکشے' تانگے یا ویگن پر ہسپتال جاتا ہے۔ پرویز الہیٰ کی حکومت کا یہ خیال تھا تو اللہ کے فضل و کرم سے ہم پنجاب ایمرجنسی ایمبولینس سسٹم جو پاکستان میں ایک بالکل نیا concept ہے' انشاء اللہ تعالیٰ اس کا انعقاد اگلے دو مہینے میں کرنے لگے ہیں اور اس بجٹ میں پیسے رکھ دیئے گئے ہیں اور پائلٹ پراجیکٹ لاہور میں شروع کیا گیا ہے کہ آپ فون اٹھائیں گے اور فون پر کہیں گے کہ مجھے دل کی تکلیف ہو رہی ہے' یہاں پر ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے تو ایک ایمبولینس آئے گی۔ آج سے پہلے ایمبولینس کا رول محض ایم۔ایس اور پرنسپلز کی فائلیں' اس کا سودا سلف' اس کے بچوں کو سکول تک پہنچانا تھا یا کوئی فوت ہو جاتا تھا تو مردے کو ٹرانسپورٹ کیا جاتا تھا۔ جس ایمبولینس کا concept وزیراعلیٰ پنجاب لاہور میں پائلٹ پراجیکٹ کے ذریعے لا رہے ہیں اس ایمبولینس کے اندر ڈرائیور کے علاوہ دو ٹرینڈ ایمرجنسی میڈیکل ٹیکنیشن ہوں گے' آکسیجن ہو گی' defibrillator ہو گا' pulse oscillator ہو گا اور وائرلیس کمیونیکیشن set up ہو گا۔ یہ پانچ چوکیاں ہم لاہور میں establish کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر نادیہ عزیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

ڈاکٹر نادیہ عزیز، جناب سپیکر! منسٹر صاحب بات کرتے ہیں کہ یہ ایمبولینس ایسی مہیا کر رہے ہیں جس میں ساری سہولتیں ہوں گی۔ میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال سرگودھا میں C.C.U اور I.C.U کی حالت ایسی ہے کہ وہاں پر کوئی مریض جاتا ہے تو صرف اس کی E.C.G ہو سکتی ہے۔ اس کا کوئی اور ٹیسٹ نہیں ہو سکتا اور ٹیسٹوں کے لئے اس کو لاہور ریفر کیا جاتا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کوئی ایسا بجٹ ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال سرگودھا کو دینا چاہتے ہیں کہ جس میں تھیلیسیمیا یا ایکسرائز tolerance مشین دے سکیں۔

جناب سپیکر، وہ اپنے محکمے کی کارکردگی کے بارے میں ہی بتا رہے ہیں۔ پلیز ان کی بات سنیں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز، یہ کار کردگی ہے کہ ایمبولینس مہیا ہو سکتی ہے لیکن جو وہاں پر بنیادی ہسپتال ہیں وہاں کیا کر رہے ہیں۔ یہ لاہور کے لئے تو کر رہے ہیں لیکن باقی شہروں کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، جی' ہیلتھ منسٹر صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! کہا گیا کہ ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ملتیں تو یہ پرویز الہیٰ کی حکومت تھی کہ جس نے فیصلہ کیا کہ ہمارے 17 ٹیچنگ ہسپتال ہیں' ہر ہسپتال میں 500 سے لے کر 2000 بیڈ ہیں۔ آپ ہمسایہ ملک انڈیا میں چلے جائیں' افغانستان میں چلے جائیں' ایران میں چلے جائیں حتیٰ کہ ہمارا ابھی ڈاکٹروں کا both پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر اور کچھ پارلیمنٹیرین کا وفد انڈیا بھی گیا تھا اور ان کے ہسپتالوں کی ایمرجنسی رومز کی حالت دیکھی گئی۔ ہم نے پچھلے بجٹ میں اضافی طور پر ایک ارب روپیہ رکھا' جو process ہم نے شروع کیا باقی ماندہ رقم اس بجٹ میں رکھ دی گئی ہے تاکہ ایمرجنسی رومز کو اپ گریڈ کر دیا جائے۔ میں on floor of the House یہ چیلنج کرتا ہوں' یہاں پر قریب ترین ہسپتال ہیں' گنگا رام یا میو ہسپتال ہے' کوئی رکن میرے ساتھ ابھی چلا جائے۔ پیراسیٹامول سے لے کر چھ ہزار روپے کا heart attack کے لئے Strebtokinase کا ٹیکہ مفت ملتا ہے۔ میرے ایک ساتھی نے کہا کہ شہباز شریف کے دور میں خاکوانی کوئی وزیر تھا' اس وقت کے وزیراعلیٰ نے اس سے پوچھا کہ جس دن حلف اٹھایا اس دن تم نے surprise visit کیوں نہیں کیا؟ ڈاکٹر طاہر علی جاوید نے جس دن حلف اٹھایا ہے' ڈاکٹر فرزانہ نذیر میرے ساتھ گئی تھیں اسی رات ہم گنگا رام ہسپتال گئے اور وزیراعلیٰ کے کہے بغیر surprise visit کیا۔

جناب سپیکر! ہم سمجھتے ہیں کہ good governance کا حصہ صرف بجٹ allocation نہیں ہے بلکہ ethics میں' morals میں اور ڈاکٹرز کے attitudes میں بھی improvement ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جناب ہم نے صرف 15 فیصد تنخواہیں بڑھائی ہیں آج سے پانچ مہینے پہلے وزیراعلیٰ پنجاب نے جو specific doctors جو S.C.P.S ٹریننگ کرتے ہیں ان کو stipend کا

صرف چھ ہزار دیا جاتا تھا۔ وزیراعلیٰ پنجاب کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے stipend پندرہ فیصد نہیں بڑھایا stipend نوے فیصد بڑھا کر دس ہزار روپے کر دیا۔ ہم سب ڈاکٹرز کی بات کرتے ہیں لیکن میرے خیال میں اگر آپ واقعی ہسپتالوں میں health delivery سسٹم کو improve کرنا چاہتے ہیں تو اس میں کلیدی رول نرسز کا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی بیمار ہو تو best specialist دس سے پندرہ منٹ ہمارے پاس نہیں گزارے گا۔ باقی 23 گھنٹے 45 منٹ نرس آپ کا علاج کرتی ہے۔ جب میں وزیرصحت بنا تھا تو میرے پاس پورے پنجاب میں B.Sc نرسز کی تعداد چار تھی۔ یعنی کہ 20 ملین کے لئے صرف ایک B.Sc نرس تھی۔ یہ تو تھی پچھلی حکومتوں کی کارکردگی جبکہ ہم نے پہلی دفعہ B.Sc نرسنگ کی کلاسز شروع کی ہیں۔ اب یہ نرسز گریجوایٹ ہو کر نرسنگ آفیسر کہلائیں گی اور ان کو گریڈ 17 دیا جائے گا اور عزت دی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم تو ان چیزوں کو touch کر رہے ہیں۔ اپنے پرانے سسٹم کو 'انفراسٹرکچر کو' manpower کو' human resources کو بہتر کر رہے ہیں' بجٹ میں increases لا رہے ہیں۔ ہمارا ترقیاتی بجٹ پچھلے سال آٹھ سو ساٹھ' آٹھ سو پچاس ملین کے قریب تھا اور اب ہم نے دو ہزار ملین کیا ہے لیکن ساتھ ساتھ ہم efficiency کو بہتر کر رہے ہیں' وہ ڈاکٹرز' وہ نرسز جو specific cases ہوں جو میرے علم میں لائے جاتے ہیں ان کے خلاف سختی سے نوٹس لیا جاتا ہے۔ ہم good governance کے پرنسپل پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمارے ہر ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی pro-poor ہے' performance based ہے' gender sensitive ہے تاکہ ہم quality based health delivery system قائم کر سکیں۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ان اقدامات کو مدنظر رکھتے ہوئے کٹ موشن کو مسترد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

8۔ارب 45 کروڑ 86 لاکھ 56 ہزار کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 16 خدمات صحت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

ایک رقم جو 8۔ارب 45 کروڑ 86 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 15 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 15

وزیر خزانہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

ایک رقم جو 4۔ارب 9 کروڑ 52 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

ایک رقم جو 4۔ارب 9 کروڑ 52 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

شیخ اعجاز احمد، میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان، میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو، میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، مطالبہ زر نمبر 15 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ جناب قاسم ضیاء، رانا آفتاب احمد خان، راجہ ریاض احمد، جناب سمیع اللہ خان، راجہ محمد شفقت خان عباسی، ملک اصغر علی قیصر، ڈاکٹر نادیہ عزیز، جناب اشتیاق احمد مرزا، اللہ شکیل الرحمن، جناب جہانزیب امتیاز گل، چودھری اعجاز احمد سماں، جناب زاہد پرویز، جناب علی حسن رضا قاضی، جناب تنویر اشرف کاڑہ، جناب جاوید حسن گجر، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، چودھری محمد اشرف کمبوہ، میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، جناب پرویز رفیق، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فرزانہ راجہ، محترمہ فوزیہ احمد، محترمہ طلعت یعقوب، رانا ثناء اللہ خان، رانا مشہود احمد خان، شیخ اعجاز احمد، جناب محمد نواز ملک، سید مجاہد علی شاہ، راجہ محمد علی، ملک ابرار احمد، جناب عمران اشرف، ڈاکٹر اسد اشرف، جناب محمد آجاسم شریف، چودھری محمد ایاز، شیخ تنویر احمد، چودھری محمد شفیق انور، محترمہ نگہت پروین میر، محترمہ خالدہ منصور، چودھری اصغر علی گجر، سید احسان اللہ وقاص، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب ارشد محمود بگو، سید اعجاز حسین بخاری، چودھری محمد شوکت، مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی، جناب محمد وقاص، محترمہ طاہرہ منیر، محترمہ زیب النساء قریشی، حاجی محمد اعجاز، ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، محترمہ میمونہ نبیل، ڈاکٹر اسد معظم، جناب احسان الحق احسن نولانیا، جناب محمد یار مونکا۔ جناب شیخ اعجاز احمد صاحب کٹوتی کی تحریک پیش کریں گے۔

شیخ اعجاز احمد، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"4۔ارب 9 کروڑ، 52 لاکھ 18 ہزار کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 15 برائے تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"4-ارب 9 کروڑ ' 52 لاکھ 18 ہزار کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 15 برائے تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر. جی ' شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد ، شکریہ جناب سپیکر! تعلیم کے لئے 4-ارب 9 کروڑ ' 52 لاکھ 18 ہزار کی رقم اس مالی سال کے لئے سفارش کی گئی ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی جو غار حرا کے اندر نازل ہوئی اس کے الفاظ یہ تھے "اقرا باسم ربک الذی خلق" کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو پہلے---

قائد حزب اختلاف ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر. جناب قاسم ضیاء!

قائد حزب اختلاف. جناب سپیکر! میں ایک بڑے ہی اہم واقعہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہم بڑے دنوں سے یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ تین دن پہلے میرے ایک معزز رکن نے ملتان کی بات کی تھی کہ جب وفاقی وزیر خزانہ وہاں گئے تو اس وقت وہاں ہماری جماعت کے کارکن پرامن احتجاج کر رہے تھے تو جب ان کی گاڑی وہاں سے گزری تو کوئی قانون کی خلاف ورزی کئے بغیر لوگ جب اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے صرف نعرے بازی ضرور کی تو ان کے خلاف پرچے کاٹے گئے اور آج تک انہیں رہا نہیں کیا گیا۔ آپ نے اس دن فرمایا تھا کہ وہ لاہسٹر صاحب سے بات کر لیں لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا اور اب بھی ہمارے لوگ جیلوں میں بند ہیں۔

جناب سپیکر! اسی بات کو مزید آگے لے جاتے ہوئے میں کہنا چاہوں گا کہ آج اس لاہور شہر میں پوسٹ ماسٹر جنرل کے آفس میں ایک پریس کانفرنس بلائی گئی تھی جس کے بعد نہ صرف وہاں صحافیوں پر تشدد کیا گیا بلکہ انہیں دھمکیاں دی گئیں کہ ہم آپ کو تھانوں میں بند کر دیں گے۔

(اپوزیشن کی جانب سے شیم شیم کی آوازیں)

یہ جو رویہ ہے' میں سمجھتا ہوں کہ آزادی صحافت کی بات تو کرتے ہیں جب speeches کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے دور میں صحافت آزاد ہے' ہمارے دور میں میڈیا کو کھلی آزادی دی ہوئی ہے لیکن آپ کو یاد ہو گا کہ جب اس جنرل مشرف کا ریفرنڈم تھا تب بھی فیصل آباد میں صحافیوں پر تشدد کیا گیا اور اسی طرح کے واقعات مال روڈ پر دیکھنے میں آئے جب اراکین اسمبلی کو بھی اٹھایا گیا۔ اور یہ جو رویہ ہے آج جو صحافیوں کے خلاف تشدد ہوا ہے' جنہیں تھانوں میں بند کرنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ جناب سپیکر! ہم اس پر علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن نے ایوان سے علامتی واک آؤٹ کیا)

جناب سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسئلہ صحافیوں کا تھا اور ابھی جب میں ہاؤس میں موجود تھا تو مجھے پریس گیلری کی طرف سے ایک چٹ موصول ہوئی تھی جس کے بعد میں خود پریس گیلری میں گیا تو وہاں پر صحافی دوستوں کے ساتھ میری بات ہوئی ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ معاملہ پریس کا تھا لیکن قاسم ضیاء صاحب اپنے ملتان کا واقعہ بھی بیچ میں لے آئے اور انہوں نے کہا کہ دو دن سے بات چل رہی ہے اور کچھ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! آپ نے حکم دیا تھا کہ یہ میرے ساتھ بات کر لیں' حقائق بتائیں لیکن نہ انہوں نے حقائق بتانے اور نہ ہمارے ساتھ بات کی اس لئے اس سلسلے میں کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ لیکن جہاں تک صحافی دوستوں کا تعلق ہے تو آج پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر میں ایک پریس کانفرنس تھی وہاں پر ہمارے کچھ دوست صحافی تشریف لے کر گئے تو وہاں پر ان کے ایک سٹاف آفیسر کے ساتھ کوئی جھگڑا ہوا ہے اور اس جھگڑے کے نتیجے میں ان کی آپس میں کوئی ہاتھا پائی بھی ہوئی ہے تو میں نے معزز اراکین پریس گیلری کی موجودگی میں لاہور پریس کلب کے صدر ارشد انصاری صاحب سے بھی بات کی ہے اور وہ اس وقت ذی۔ آئی۔ جی لاہور کے آفس میں موجود ہیں' پھر ان کی

موجود گی میں' میں نے ڈی۔ آئی۔جی صاحب سے بھی بات کی ہے اور ڈی آئی جی کو میں نے categorically کہا ہے کہ جو صحافی دوست آپ کے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں آپ تحریری طور پر ان کا موقف لیں اور قانون کے مطابق جو بھی کارروائی بنتی ہے کریں' یعنی پرچہ درج کریں' تفتیش کریں اور جو بھی لوگ تفتیش کے نتیجہ میں اس واقعہ کے ذمہ دار ٹھہرائے جائیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ یہ میری پریس گیلری کے دوستوں سے اس لئے استدعا ہے کہ ان کے صدر صاحب سے بھی میری بات ہو چکی ہے' ان دوستوں سے بھی بات ہو چکی ہے۔اس لئے میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس علامتی بائیکاٹ کو ختم کر کے پریس گیلری میں تشریف لے آئیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے اراکین علامتی واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس آ گئے)

جناب سپیکر، وہ تشریف لے آئے ہیں۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ہم نے اپنے صحافی بھائیوں سے اظہار یکجہتی کے طور پر علامتی واک آؤٹ کیا تھا۔ ایک تو میں یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ اگر تو صحافی بھائیوں نے واک آؤٹ ختم نہیں کیا تو حکومت کی طرف سے کوئی آدمی جا کر ان کا واک آؤٹ ختم کرائے اور دوسرا یہ کہ جیسے منسٹر لاء نے اس بات کی assurance on the floor of the House کروائی ہے کہ اس واقعہ کا نوٹس لیا جائے گا اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ ہم اس بات کا یقین کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ذمہ داران کے خلاف نہ صرف کارروائی کی جائے' اگر مقدمہ درج کرنے کی ضرورت ہے تو مقدمہ درج کیا جائے اور اس کے بعد اس ایوان کو بھی اس بات سے آگاہ کیا جائے کیونکہ کسی صحافی پر تشدد 'rule of law' جمہوریت اور آئین کی حکمرانی کے تقدس کے خلاف چیز ہے اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ نہ صرف اس واقعہ کا نوٹس لیا جائے اور اس پر کارروائی کی جائے بلکہ اس کا انداز ایسا ہونا

چاہیے کہ آئندہ کسی کو یہ جرأت نہ ہو کہ اس قسم کا واقعہ دوبارہ دوہرایا جائے۔

جناب سپیکر، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد، شکریہ جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس کے الفاظ تھے کہ "اقرا باسم ربک الذی خلق"۔ یعنی ایجوکیشن کا جو معاملہ ہے وہ اتنا اہم ہے کہ دنیا کی کسی قوم نے اور کسی ملک نے تعلیم کے بنیادی ڈھانچے کو درست کئے بغیر ترقی نہیں کی اور اتنی خطیر رقم ہم ایجوکیشن کے لئے مختص کرنے جا رہے ہیں اور مالی سال 2003-04 میں بھی اتنی ہی خطیر رقم یا اس سے کچھ کم رقم رکھی گئی ہو گی لیکن آپ اندازہ فرمائیں کہ جس صوبے کے اندر یا پاکستان ہمارا ملک ہے اس کے اندر rate of unemployment 80% ہو اور جو لٹریسی ریٹ ہے وہ 10 سے 12 فیصد ہو تو حکومت کا سب سے شاندار کارنامہ یہ ہے کہ دو مرتبہ نصاب تعلیم تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ابھی ہمارے تعلیمی سال کا 5 واں ماہ چل رہا ہے۔ ابھی ہم نے اس تعلیمی سال کے پانچ ماہ مکمل کئے ہیں اور دو مرتبہ نصاب تبدیل کر دیا گیا ہے اور کوئی نصابی کتاب 60 روپے سے کم نہیں ہے۔ اس غریب ملک میں جہاں پر لوگ دو وقت کی روٹی کو ترس رہے ہیں تو جب آپ صوبہ کے اندر نصاب تعلیم کو دو مرتبہ تبدیل کریں گے اور کوئی اس محکمے کا پرسان حال نہیں ہو گا تو اس وقت وہ جو سہانا خواب ہے [*********] وہ یہ یہاں پر بیان کیا گیا ہے کہ ایجوکیشن اس گورنمنٹ کی top priorities میں سے ایک priority ہے اور جناب سپیکر! ہونی بھی چاہئے۔

ہیلتھ کے حوالے سے یہاں کہا گیا کہ یہ ہماری حکومت کی top priority ہے۔ ایجوکیشن کا عالم یہ ہے کہ انہوں نے 29۔مئی کو کہا کہ ہم نے چھٹیاں کر دی ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

29- مئی کے بعد 13- جون تک سکول کھلے رہے اور کوئی بھی وزیر تعلیم کے اس حکم کو ماننے کو تیار نہیں تھا اور آپ اندازہ فرمائیں کہ ہر ضلعی نظامت تعلیم کے ماتحت ہر ضلع کے اندر ایک ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر تعینات ہے جس کا کام' جس کی پورے فنڈز کی allocation جو اس کی بنیادی ذمہ داری ہے وہ یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے درمیان ایک bridge کا کام کرتا ہے اور اس نے اس بات کو ensure کرنا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسیوں پر implement کروائے اور ایجوکیشن منسٹر صاحب اپنی wind up speech میں بتائیں گے کہ جو آپ کے ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ہیں' پورے پاکستان کے تمام اضلاع کے اندر انہوں نے اس بارے میں کیا کیا اور ایک ہی وقت چھٹیاں کیوں نہیں کی گئیں؟ اس کے بعد جناب سپیکر! یہ اعلان کیا گیا کہ بچوں سے فیسیں تین ماہ کی یکمشت وصول نہیں کی جائیں گی جبکہ اخبارات میں اس کا ڈھنڈورا بھی پیٹا گیا لیکن کیا ہوا کہ پرائیویٹ سکولوں کی انتظامیہ نے بچوں کو اس وقت تک چھٹیاں نہیں دیں جب تک ان سے زبردستی فیسیں وصول نہیں کی گئیں۔

جناب سپیکر ! یہ grip of the government ہے grip of the education department ہے جو پورے صوبہ پنجاب کے اندر ہمیں نظر آ رہی ہے۔ ایجوکیشن کے ساتھ ظلم یہ ہوا ہے کہ اس اسلامی ملک میں وزیر تعلیم خواہ وہ فیڈرل ہوں یا صوبائی ہوں' انہوں نے کہا ہے کہ 76 فیصد فنڈز ہم نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو دے دیئے ہیں۔ آپ وزیر خزانہ کی speech ملاحظہ فرمائیں جس میں انہوں نے ایجوکیشن کے 76 فیصد فنڈز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دے دیئے ہیں تو ان کے پاس نہ تو کوئی اختیار ہے۔ نہ ان کے پاس کوئی فنڈز ہیں جو یہ خرچ کریں۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ تعلیم کے ساتھ موجودہ حکومت میں جو کچھ ہوا ہے وہ سابقہ کسی حکومت میں نظر نہیں آتا۔ ہمارے تمام اسلامی ہیروز کا تذکرہ نصاب سے ختم کر دیا گیا ہے' جہادی آیات کو ہمارے نصاب سے ختم کر دیا گیا ہے اور تعلیم کے اوپر ظلم یہ ہو رہا ہے کہ ان کے پاس کوئی پالیسی نہیں ہے ہر بندہ شتر بے مہار ہے۔ وہ پروین شاکر کا شعر میں وزیر تعلیم کی نذر کرتا ہوں جو میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم رو رہی ہے کہ۔

نہ بھولتا ہے نہ دل میں اتارتا ہے مجھے
ہمیشہ مار محبت کی مارتا ہے مجھے
میں اس کا لمحہ موجود ہوں مگر وہ شخص
فضول وقت سمجھ کر گزارتا ہے مجھے

جناب سپیکر، جی شکریہ' چودھری محمد ایاز صاحب!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ! تشریف رکھیں چلنے دیں ابھی نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ چلنے دیں برائے مہربانی ہاؤس کو چلنے دیں۔

چودھری محمد ایاز، شکریہ جناب سپیکر!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، جناب سپیکر! میں شعر سنانا چاہتی ہوں

جناب سپیکر، آپ شعر لکھ کر بھیج دیں۔ جی چودھری محمد ایاز صاحب!

چودھری محمد ایاز، شکریہ' جناب سپیکر! اپوزیشن نے کنوتی کی----

جناب سپیکر، محترمہ! آپ تشریف رکھیں' چودھری صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ آرڈر پلیز---

آرڈر پلیز---

چودھری محمد ایاز، جناب سپیکر! اپوزیشن نے کنوتی کی تحریک دی ہے یعنی اپوزیشن سیکٹر کے لئے وہ ہماری اکانومی-----

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں محترمہ! سن لیں جی پہلے ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، جناب سپیکر! میں بہت دنوں سے سن رہی ہوں۔ گاندھی کے خطاب سے اپوزیشن بہت متاثر نظر آ رہی ہے۔ انہوں نے قائداعظم کو فرمایا تھا کہ یہ دیوانے کا خواب ہے یا مجذوب کی بڑ ہے۔ پھر قائداعظم نے پوری قوم کے ساتھ اتنی محنت کی اور پاکستان بن گیا۔ اسی طرح یہ ہمارے وزیراعلیٰ اور ہم سب کو دیوانے کا خواب کہہ رہے ہیں۔ ہمارے وزیر تعلیم' وزیر صحت اور ہماری جتنی بھی ٹیم ہے----

جناب سپیکر، جی شکریہ' تشریف رکھیں جناب محمد ایاز صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! کیا کر رہے ہیں آپ' چلنے دیں۔ ابھی جمعہ کا وقت ہونے والا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، میری صرف ایک بات سن لیں۔

جناب سپیکر، اچھا فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اگر عام آدمی بیمار ہو جائے تو اسے ڈاکٹر کو دکھاتے ہیں اگر کسی ڈاکٹر کا دماغی توازن خراب ہو جائے تو پھر کس کو دکھائیں گے؟ (قہقہے)

جناب سپیکر، جی جناب ایاز صاحب! بھئی بات سنیں میں نے معزز رکن کو فلور دیا ہے۔ جی چودھری صاحب! محترمہ آپ تشریف رکھیں میں آپ کو فلور نہیں دے رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ جی چودھری صاحب! آپ اپنی بات شروع کریں میں نے آپ کو فلور دیا ہے۔

چودھری محمد ایاز، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکومت نے کٹوتی کی یہ تحریک جس سیکٹر کے لئے جمع کروائی ہے یعنی کہ ایجوکیشن سیکٹر۔ اس سیکٹر کا ہماری اکانومی اور سوسائٹی کی ترقی میں ایسا کردار ہے جو انسانی جسم کے اندر ریڑھ کی ہڈی کا کردار ہوتا ہے۔ ایجوکیشن سیکٹر کی ترقی سے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف ملک کو اور اس صوبے کو معاشرتی ترقی حاصل ہوتی ہے بلکہ ایجوکیشن سیکٹر کی ترقی معاشی ترقی پر بھی کافی اثر انداز ہوتی ہے۔ جب پاکستان کے ایجوکیشن سیکٹر کی بات کی

جاتی ہے تو بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کے اندر اس وقت جو طبقاتی نظام تعلیم موجود ہے اس کی وجہ سے ایجوکیشن سیکٹر بری طرح سے متاثر ہو رہا ہے اس وقت جو سب سے اہم ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ طبقاتی نظام تعلیم میں تبدیلی لائی جائے۔ ایک طرف تو سرکاری سکولز ہیں جہاں ملک کی 80 فیصد آبادی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ! آپ تشریف رکھیں، میں نے معزز رکن کو فلور دیا ہے آپ تشریف رکھیں میں آپ کو فلور نہیں دے رہا۔

چودھری محمد ایاز، جناب سپیکر! مہربانی کرکے ہاؤس کو in order کروادیں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز--- آرڈر پلیز---- آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری محمد ایاز، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت ملک کی اہم ضرورت یہ ہے کہ تعلیم کے میدان میں طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک طرف تو سرکاری سکولز اور سرکاری کالجز ہیں جہاں پر اس ملک کی 80 فیصد آبادی سے تعلق رکھنے والے لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں وہاں کی quality of education، وہاں کے سلیبس میں اور وہ لوگ جو کل آبادی کا 20 فیصد ہیں ان کے بچے جو پرائیویٹ سکولز میں تعلیم حاصل کرتے ہیں ان سکولز کی quality of education، ان سکولز کا سلیبس اور ان کی فیسوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! صرف ایک منٹ میں wind up کریں۔

چودھری محمد ایاز، جناب سپیکر! اگر اس سیکٹر کو ہم نے اچھے طریقے سے چلانا ہے اور ہم نے آنے والی نسلوں کو کچھ دینا ہے، کچھ تحفہ دینا ہے تو ہمیں اس سیکٹر کی ترقی پر خصوصی توجہ دینا ہوگی اور اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ جو ایجوکیشن پالیسی بنائی جائے وہ اتنی جامع ہونی چاہیے کہ آنے والے وقت کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے پالیسی میں ذکر کیا گیا کہ مختلف سکولز قائم کئے جائیں گے، upgradation ہوگی تو اس میں اہم چیز یہ ہے کہ آبادی

کے تناسب کو مدنظر رکھتے ہوئے upgradation بھی کی جائے اور نئے سکول بھی ان علاقوں میں قائم کئے جائیں جہاں پر آبادی زیادہ ہے لیکن سرکاری سکول موجود نہیں ہے۔ لوگوں کو دور دور کے علاقوں میں جا کر تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے۔ اور جو بوٹی مافیا کا قبضہ ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، شکریہ' چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

چودھری محمد ایاز، جناب سپیکر! میری تھوڑی سی بات رہتی ہے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! میں نے آپ کو فلور دیا ہے ان کی بات ہو گئی ہے ہمہ کا وقت ابھی ہونے والا ہے۔ چودھری صاحب! برائے مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ صدیقی صاحب! آپ شروع کریں' آپ جلدی شروع کریں ورنہ میں اگلے سپیکر کو وقت دے دوں گا۔ چودھری صاحب! آپ کی بات سن لی ہے میں آپ کو مزید وقت نہیں دوں گا۔ جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ میں دوبارہ دھراتا ہوں کہ،

میں سوچتی ہوں کہ مجھ میں کمی تھی کس شے کی
وہ سب کا ہو کر رہا بس اک مرا نہ ہوا

جناب سپیکر! میرے پاس پانچ منٹ ہیں میں چھ منٹ نہیں لوں گا۔ آپ پانچ منٹ تک مجھے ڈسٹرب نہ کریں دست بستہ عرض ہے کہ،

جناب سپیکر، ایک منٹ ہو گیا ہے چار منٹ بقایا ہیں۔ (قہقہے)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! سب سے پہلے اک استدعا ہے کہ۔ یہ تو پھر پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ! برائے مہربانی چلنے دیں آپ کیا کر رہی ہیں ابھی جمعہ کا وقت ہونے والا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہوں۔

جناب سپیکر، انہوں نے کیا ایسی بات کر دی ہے جو آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہیں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کسی کو فلور نہیں دوں گا آپ انہیں سنیں میں نے جاوید صدیقی صاحب کو فلور دیا ہے۔ جی صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! ایک ضروری بات جو میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ ہمارے وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان جب ہاؤس میں آجاتے ہیں تو ان کے ڈرائیور اور سٹاف بے چارے باہر دھوپ میں سارا دن تڑپتے رہتے ہیں تو برائے مہربانی ان کا بھی کوئی حل کریں۔ جناب سپیکر! محترمہ فرزانہ نذیر واک آؤٹ کر کے جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر، جی جانے دیں ٹھیک ہے۔ آپ بات کریں۔ (قہقہے)

(اس موقع پر ڈاکٹر فرزانہ نذیر واک آؤٹ کر کے چلی گئی)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! میں ایجوکیشن کا آغاز یہاں سے کرتا ہوں کہ،

ہزاروں منگے ویچ گئے ہن ہزار ساغر پویچ گئے ہن
اساں جو منگدے آں ساکوں آہندے ونڈیچ گئے ہن ونڈیچ گئے ہن

جناب سپیکر! میں تقریر نہیں کروں گا صرف بجٹ کی کتاب کھول کر جو انگریزی میں لکھی ہوئی ہے اس کو اردو میں جلدی جلدی پڑھ کر سنا دیتا ہوں اس میں لکھا ہے کہ،

Establishment of University of Sargodha 54 billion.

Establishment of Engineering Technology of Gujranwala.

اے سندے ریسنا اگر ملتان، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان ڈویژن آوے تے میرے کن پکڑ لینا۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی دھوبی گھاٹ فیصل آباد 71 ملین، یونیورسٹی آف گجرات 100 ملین، پھر ہے

سندے روو' سندے روو جنوبی پنجاب والیو۔ کنسٹرکشن آف پوسٹ گریجوایٹ لاہور کالج 188 ملین' ذی۔پی۔ آئی کالجز پنجاب لاہور 7 ملین' گورنمنٹ ہوم اکنامکس کالج گوجرانوالہ' سکول آف فزیکل سائنس لاہور' چونامنڈی لاہور' اپ گریڈیشن آف بلڈنگ لاہور' ول لاہور' ول لاہور' ول شیخوپورہ یہ بجٹ کی کتاب ہے۔

جناب سپیکر، برائے مہربانی ذرا wind up کر لیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، اسے ذرا سندے روو۔ ول اٹک' ول گجرات' ول راولپنڈی' سرگودھا' لاہور' لاہور' لاہور' پنجاب' پنجاب' لاہور' لاہور' پنجاب' پنجاب' پنجاب' لاہور' لاہور' لاہور' لاہور' لاہور' لاہور' پنجاب اور بجٹ ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر، جی شکریہ' مہربانی۔

معزز ممبران حزب اختلاف، (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، اور بجٹ ختم ہو گیا۔ اس میں ڈیرہ غازی خان میں صرف ایک سکیم 3.5 ملین کی آئی ہے۔ یہ کتاب میں نے پڑھ کر سنا دی ہے۔ اس میں اگر کوئی شک ہو تو آپ چیک کر لیں۔ خدا حافظ

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ ملک محمد اقبال چنڑ صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' جناب ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ڈاکٹر فرزانہ واک آؤٹ کر کے باہر چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر، ہاؤس میں تھوڑا سکون ہو گیا ہے۔ (قہقہے)

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ان کو بلوایا تو جائے' کسی منسٹر کو بھیجا جائے جو ان کو لے کر آئے۔

جناب سپیکر، میں پھر آپ سے ہی درخواست کرتا ہوں کہ آپ جا کر انہیں لے آئیں۔ ملک محمد اقبال جٹ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ محترمہ نے رانا آفتاب صاحب کے ان ریمارکس پر واک آؤٹ کیا ہے کہ ان کا دماغی توازن چیک کروایا جائے۔ وہ احتجاجاً واک آؤٹ کر گئی ہیں' ادھر سے رانا آفتاب صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ اب ساتھ یہ مطالبہ بھی کرنا پڑے گا کہ دونوں کا چیک کروالیں۔ (قہقہے)

(اس مرحلہ پر وزیر قانون اور معزز ممبر جناب محمد ارشد بگو معزز ممبر ڈاکٹر فرزانہ نذیر کو ایوان میں واپس لانے کے لئے باہر تشریف لے گئے)

وزیر تعلیم، جناب سپیکر---

جناب سپیکر، آپ نے تو wind up کرنا ہے۔ آپ detail کے ساتھ بات کرنا کیونکہ ابھی ٹائم نہیں رہ گیا۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں درستی کروانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر فرزانہ نذیر ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں ڈاکٹر فرزانہ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں آپ کی توجہ صرف اس طرف دلوانا چاہ رہا ہوں کہ---

معزز ممبران، رانا آفتاب صاحب کو بھی ہاؤس میں واپس لایا جائے۔

جناب سپیکر، میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ رانا صاحب کو بھی لے آئیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ صرف اس طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک specific cut motion ہے جس کو شیخ صاحب نے شروع کیا اور پھر جاوید صدیقی صاحب نے بات کی' جاوید صدیقی صاحب نے development side کی بات کی ہے۔ یہ cut motion, non development expenditure پر ہے۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ برائے مہربانی اگر relevant رہیں تو زیادہ بہتر ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ' جناب سپیکر! صدیقی صاحب کی بات پر چاہیے تو یہ تھا کہ کوئی منسٹر اٹھ کر ان کی حوصلہ افزائی کرتا تو بجائے اس کے کہ ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی مگر اس طرف سے نئی نئی ہدایات آنی شروع ہوگئی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اقتدار والوں کے لئے' حکومت پنجاب کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے' یہ سوچنے کی بات ہے' یہ مزاح آنسوؤں میں تبدیل ہو سکتا ہے اگر اس کی بات کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ بجائے اس بات کو مزاح میں اڑایا جائے' راجا صاحب سے گزارش کروں گا اور ان کی ٹیم سے گزارش کروں گا کہ وہ اس چیز پر سنجیدگی سے غور فرمائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کل راجہ صاحب نے بھی کچھ اسی قسم کی گفتگو فرمائی تھی اور آج وزیر تعلیم نے بھی کہا کہ یہ مطالبہ زر غیر ترقیاتی خرچے کے لئے کیا

گیا ہے جبکہ وہ A.D.P کی development side کی بات کر رہے ہیں۔ یہ جو غیر ترقیاتی اخراجات ہوتے ہیں' یہ ان لوگوں کی تنخواہیں یا وہ اخراجات ہوتے ہیں جو ترقی کے عمل کو چلانے کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ان کا ان سے تعلق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! اسی لئے میں نے ان کو نہیں ٹوکا' انہوں نے oppose کیا ہوا ہے' اس لئے میں نے ان کی بات سنی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ وزیر صاحب کا اٹھ کر technically جواب دینا اور وہ بھی غلط دینا انتہائی مایوس کن ہے اور صدیقی صاحب نے جو فرمایا ہے اس سے پورے صوبہ میں اور بالخصوص جنوبی پنجاب میں بڑا غلط تاثر جائے گا۔ اگر ان کی بات کا کوئی rebuttal ان کے پاس ہے تو انہیں دینا چاہیے۔

جناب سپیکر، جب وہ wind up کریں گے تو پھر جواب دیں گے۔

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب چلئے بھی دیں۔ ابھی پندرہ منٹ رہ گئے ہیں۔ پھر نماز جمعہ کا قائم ہو جائے گا۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ صدیقی صاحب نے جیسا کہ ان کا مزاج ہے جس طریقے سے انہوں نے جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ذکر کیا ہے۔

جناب سپیکر، وہ تو رانا صاحب نے بتا دیا ہے۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ جب یہ سارے دوست ہنس رہے تھے تو میں اس وقت رو رہا تھا۔ انہی محرومیوں سے علیحدگیاں جنم لیتی ہیں۔ مشرقی پاکستان کیوں بنا؟---(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ ملک محمد اقبال چنڑ صاحب!

ملک محمد اقبال چیمہ: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میری درخواست یہ ہے کہ آپ ہاؤس کو in order کریں۔

جناب سپیکر: ایوان in order ہے۔ آپ اپنی بات کریں۔

ملک محمد اقبال چیمہ: جناب سپیکر! کسی کی بات سمجھ نہیں آتی کہ کیا کچھ کہہ رہا ہے؟ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ چونکہ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اس لئے آپ اس ایوان کو in order کریں۔

جناب والا! سب سے پہلے تو میرا مقصد تعلیم کی مخالفت کرنا نہیں ہے بلکہ میں وزیر صاحب کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ کوئی قوم بغیر تعلیم کے ترقی نہیں کر سکتی لیکن کچھ خامیاں اس میں یہ ہیں کہ آج سے دو ماہ قبل ہمیں ایک لیٹر E.D.O/D.C.O صاحبان کی طرف سے ملا تھا کہ ہر ممبر اپنے اپنے حلقے کے سکولوں کی اپ گریڈیشن کے بارے میں' ان کی حالت زار کے بارے میں اپنی تجاویز دیں تو میں نے اپنے حلقے کے بارے میں تجاویز دیں۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ لاہور سے ان کے افسران بالا نے' نوکر شاہی نے اپنے اپنے گھر بیٹھ کر سکولوں کا فنڈ دیا جو میرے حلقہ میں ہیں۔ آج بھی میں وزیر تعلیم صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بہاولپور تشریف لائیں' وہاں کچھ سکول ایسے ہیں جن کی چار دیواری نہیں' جن کی چھتیں نہیں' ایک سکول ایسا ہے کہ پہلے وہ مڈل سکول تھا لیکن ان کے دور حکومت میں ان کے آنے کے بعد اب وہ سکول پرائمری ہو چکا ہے۔ لوگ ترقی کرتے ہیں' ہم نیچے چلے جا رہے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ وہ تعلیم پر خرچ کریں بلکہ کچھ ایسے سکولز ہیں جو موقع پر موجود نہیں ہیں لیکن کاغذوں میں سکولز کی بلڈنگ بھی موجود ہے' استاد صاحبان بھی موجود ہیں لیکن وہ گھر بیٹھ کر تنخواہ لیتے ہیں۔ اس بارے میں' میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک کمیٹی بنائیں اور انہیں چیک کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت پورے ملک میں دو سسٹم چل رہے ہیں ایک ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا اور ایک صوبائی گورنمنٹ کا۔ کیا وزیر موصوف کو یہ اختیار ہے کہ یہ کسی استاد کا تبادلہ کر

سکیں یا کسی کھرک کا تبادلہ کر سکیں؟ اگر ان کے پاس اختیار ہی نہیں ہے تو پھر یہ اتنی رقم کس لئے لیتے ہیں؟ یہ کس جگہ پر خرچ کریں گے؟ ایک بڑا اہم نکتہ میں آپ کو عرض کر دوں کہ 24 جون کی اخبار میں ہے کہ "پاکستان کی واحد سرکاری دانش گاہ فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی سے نوکر شاہی کی روائتی انداز میں زبردست جنگ ہو رہی تھی' یہ جنگ ابھی تک جاری ہے اور وانا آپریشن کے انداز میں 30-جون کی dead line مقرر کر دی گئی ہے"۔ ہمارے قائد میاں نواز شریف نے اپنی وزارت عظمیٰ کے پہلے دور میں---

جناب سپیکر: جی' پلیز ایک منٹ میں wind up کریں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! یہ بڑی اہم بات ہے کہ ویمن یونیورسٹی جو پاکستان میں واحد یونیورسٹی ہے' میں اس کے بارے میں عرض کر رہا ہوں کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ اعلان کیا ہے کہ تعلیم عام ہے تو اس کے بارے میں یہ عرض کر رہا ہوں۔ ہمارے قائد میاں نواز شریف نے اپنی وزارت عظمیٰ کے پہلے دور میں اس یونیورسٹی کے خدوخال تیار کئے لیکن عملی اقدامات سے پہلے ہی ان کی حکومت چلی گئی لیکن 1997 میں دوسری مرتبہ وزیر اعظم بننے کے بعد انہوں نے پھر اس منصوبے پر توجہ دی اور بالآخر اس خواب کو عملی جامہ پہنا دیا۔ انہوں نے 5-اگست 1998 کو یونیورسٹی کے قیام کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم ہماری اہم ترین ترجیح ہے۔ اس یونیورسٹی کے لئے پانچ کروڑ روپے کی خصوصی گرانٹ کا اعلان کیا---

جناب سپیکر: جی' شکریہ۔ وزیر تعلیم!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میری پوری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: ابھی رانا صاحب سے بات ہوئی ہے---

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! مجھے بھی دو چار منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا اس cut motion میں نام ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جی' بالکل ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! پھر مختصر کریں اور دو منٹ میں اپنی بات کو مکمل کریں کیونکہ ابھی نماز جمعہ کا وقت ہو رہا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص : آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے تین اہم components ہیں جن میں سکولز' کالجز اور یونیورسٹیاں ہیں۔ میں انتہائی اختصار کے ساتھ دو تین باتیں اس بابت عرض کرنا چاہتا ہوں۔ صورتحال یہ ہے کہ سکولز دو قسم کے ہیں ایک سرکاری اور دوسرے پرائیویٹ سیکٹر میں چلنے والے سکولز۔ سرکاری سکولوں میں اساتذہ کی حاضری بہت کم ہوتی ہے۔ دیہات میں تو اساتذہ آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ سکولوں میں بنیادی سہولتوں کو improve کرنے کی کوشش تو کی جا رہی ہے لیکن ابھی بھی بہت سارے ایسے سکولز ہیں کہ جن میں پینے کا پانی تک موجود نہیں ہے۔ جناب والا! کسی زمانے میں انسپکٹر آف سکولز ہوا کرتے تھے' جو سکولوں کا جائزہ لیتے تھے' وہاں کے تعلیمی معاملات کو دیکھا کرتے تھے۔ اب وہ سسٹم ہی ختم ہو چکا ہے۔ سکولوں کی موثر نگرانی نہیں ہے اور نہ ہی تعلیمی نظام کا کوئی جائزہ لیا جاتا ہے۔ نہ ہی سکولوں کے اندر ایڈمنسٹریشن کی کوئی نگرانی ہے۔ چوتھی چیز میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جدید ترین تصورات کے مطابق ٹیچرز کی ٹریننگ بہت اہم ہے۔ ہمارے پرانے ٹیچرز Cup (کپ) کی بجائے sup (سَپ) پڑھانے والے ہیں۔ پرانے مہربانی ان کی نئے دور کے تقاضوں کے مطابق اچھے انداز میں ٹریننگ کی جائے' انہیں جدید دور کے تعلیمی فلسفے پڑھائے جائیں تو اس سے improvement ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! گورنمنٹ کے سکولوں کو خاص طور پر لاہور کے اندر تھوک کے حساب سے N.G.Os کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ N.G.Os ان سکولوں کو پرائیویٹ سکولوں کے معیار اور style کے مطابق چلانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اگر گورنمنٹ کے سکولوں میں بھی ایک غریب آدمی کے بچے کو داخلہ نہیں ملنا تو پھر ان سکولوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو پرانے مہربانی گورنمنٹ اپنے سکولوں کو خود چلائے اور ان کی موثر نگرانی کی جائے۔ دوسرا میں پرائیویٹ سکولوں کے بارے میں

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے کوئی اتھارٹی قائم کی جانی چاہیے۔ جو کہ فیسوں کا تعین کرے' ان کی چیکنگ کرے۔ چار چار ہزار روپے بچوں سے فیسیں وصول کرتے ہیں جبکہ اپنے اساتذہ کو ڈیڑھ ڈیڑھ یا دو دو ہزار تنخواہ دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف حیلے بہانوں کے ساتھ بچوں سے بہت سارے ناجائز فنڈز وصول کئے جاتے ہیں اور حکومت کا ان پر بھی قطعی کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب بھر میں پرائیویٹ سکولوں کی نگرانی کے لئے ایک ایسی موثر اتھارٹی پنجاب حکومت کے زیر اہتمام بننی چاہیے جو ان کی پوری طرح سے نگرانی کرے۔

یونیورسٹیوں کے حوالے سے بھی میں دو تین فقروں میں بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ نئی یونیورسٹیاں بنائی جا رہی ہیں۔ یہ یقیناً Degree Awarding یونیورسٹیاں تو ہیں لیکن ریسرچ کا کوئی کام نہ ان یونیورسٹیوں میں ہوتا نظر آ رہا ہے اور نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ خالصتاً ایک کمرشل نقطہ نظر سے قائم کی گئی ہیں۔ ان یونیورسٹیوں میں ایک بالکل ہی مختلف قسم کا ماحول create کیا جا رہا ہے۔ ان یونیورسٹیوں کے اندر پاکستانیت کو بالکل ختم کیا جا رہا ہے۔ یہاں لاہور میں ایک کالج ہے۔ اس کالج کی حالت دیکھ کر مجھے استاد دامن مرحوم کا ایک شعر یاد آ گیا ہے۔ انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ

ایہہ کالج اے کُڑیاں مُنڈیاں دا
یا فیشن دی کوئی فیکٹری اے
اتھے کُڑی مُنڈے نال اِنج پھر دی
جیویں الجبرے نال جیومیٹری اے

الجبرا اور جیومیٹری کو اکٹھا پھرنے کی بجائے ایسا ماحول ہونا چاہیے جو کہ پاکستان' اسلام اور دین کے مطابق ہو۔

جناب سپیکر! اسی طرح گرلز کالجوں کے معیار کو بہتر بنانے کی طرف بھی خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ نصاب میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں اس کو واپس لیا جائے' بہت ساری چیزیں واپس لی گئی ہیں لیکن کچھ واپس نہیں لی گئیں۔ میرے پاس اس وقت دس حوالے ہیں جو کہ میں quote کر سکتا ہوں لیکن میں صرف ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ جماعت سوم کی کتاب

میں علامہ اقبال کی ایک نہایت ہی خوبصورت نظم " ہمدردی اور بچے کی دعا" موجود تھی۔ اس کو بھی نئے سلیبس میں سے نکال دیا گیا ہے۔ اس طرح کی بے شمار چیزیں ہیں جو کہ سلیبس سے خارج کر دی گئی ہیں۔ نصاب کی بنیاد پر ہی آپ نے پاکستانی بچوں کے اندر ' اپنی آئندہ نسل کے اندر پاکستانیت اور اسلام کے ساتھ محبت پیدا کرنی ہے۔ اس لئے اس طرح کا سلیبس مرتب ہونا چاہیے جو کہ ہمارے قومی تقاضوں کے مطابق ہو۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر : شکریہ' مہربانی۔ جناب وزیر تعلیم!

محترمہ خالدہ منصور : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ ! میں نے ابھی رانا صاحب سے بات کی ہے۔ پہلے دن میں نے ساڑھے بارہ بجے کا وقت بتایا تھا لیکن اب ساڑھے بارہ کی بجائے ایک بجنے والا ہے۔

محترمہ خالدہ منصور : جناب سپیکر ! مجھے صرف ایک بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر : جی' فرمائیں!

محترمہ خالدہ منصور : جناب سپیکر! کل کے اخبار میں ایک خبر main heading کے ساتھ چھپی ہے۔ "میٹرک کا رزلٹ آنے والا ہے اور حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ تمام طلباء اور طالبات کو پاس کر دیا جائے گا۔ مختلف A,B,C گریڈ دیئے جائیں گے اور جو فیل ہوں گے ان کو "F" گریڈ سے ظاہر کیا جائے گا۔ مجھے یہ بتائیے کہ یہ شرح خواندگی بڑھانے کا کون سا طریقہ ہے؟ اس طرح تو آپ ان لوگوں میں مزید بے روزگاری پیدا کریں گے۔ یہی بچے کل کو آپ کے لئے ایک مسئلہ ہوں گے۔ اگر حکومت کا یہی فیصلہ ہے تو یہ بہت غلط فیصلہ ہے۔

جناب سپیکر : وزیر تعلیم ابھی اپنی wind up speech کرنے لگے ہیں تو اسی میں آپ کے point کا جواب بھی دے دیں گے۔ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ جی وزیر تعلیم صاحب !

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر ! بہت شکریہ۔ میں نے اپنے point of order میں صرف اس چیز کو highlight کرانا چاہا تھا کہ رولز آف پروسیجر کی پاسداری بڑی ضروری ہے۔ مجھے یہ بھی خوشی ہو رہی

ہے کہ میری wind up speech کرنے سے پہلے رانا صاحب اپنی original جگہ پر جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ انہوں نے بے شمار سال اس سیٹ پر گزارے ہیں۔ وہاں سے یہاں تک آنے کا ان کا جو vision تھا میں اس کے بارے میں بھی تھوڑی بات ضرور کروں گا۔

جناب سپیکر! cut motion کے حوالے سے بات کرتے ہوئے سب سے پہلے محترم ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب نے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس بابت میں یہاں پر یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ جناب والا! یہ خواہ مخواہ کا propaganda کیا جا رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کو بالکل ignore کیا جا رہا ہے۔ میرے پاس آنکڑے ہیں' میں quote کر سکتا ہوں۔ پنجاب کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے اور میں یہ بات چیلنج کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی حکومت کا کوئی بھی بجٹ اٹھالیں۔ 1947 سے لے کر اب تک اگر کسی حکومت نے development side پر اتنا پیسا رکھا ہو تو میں جواب دہ ہوں۔ یہ پہلی حکومت ہے کہ جس نے ایک ارب کی بجائے 2-ارب روپے development side پر رکھے ہیں۔ یہ تاریخی بجٹ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

صدیقی صاحب! یہ سارا پیسا ہم نے آپ کے لئے رکھا ہے۔ ہمارے پاس فارمولا یہ تھا کہ ہم آبادی کی بنیاد پر اضلاع کو پیسا دے دیں لیکن وزیراعلیٰ پنجاب نے کہا کہ ہمارا vision یہ ہے' ہم چاہتے ہیں کہ poverty alleviation ہو' شرح خواندگی میں اضافہ ہو لہٰذا ایسے اضلاع سب سے پہلے لئے جائیں جہاں پر شرح خواندگی بہت کم ہے۔ صدیقی صاحب! آپ کے علاقوں کی شرح خواندگی بہت نیچے ہے۔ ہم نے 15 کروڑ روپے فی ضلع کے لئے مختص کیا ہے۔ اگر ہم چاہتے تو لاہور یا راولپنڈی میں بھی یہ پیسے دے سکتے تھے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ چونکہ وزیراعلیٰ کا یہ vision تھا' ان کی ہدایات تھیں کہ سب سے پہلے آپ ایسے اضلاع لیں جہاں پر girls participation zero ہو' جہاں کا لٹریسی ریٹ صفر ہے۔ جناب سپیکر! ہم نے تو جنوبی پنجاب کو اپنی top priority پر رکھا ہوا ہے۔ کوئی بھی قوم People, nations and country who do not have vision کے بغیر آگے نہیں چل سکتی۔ any vision, they perish. وہ ختم ہو جاتے ہیں۔ رانا صاحب نے بھی اپنی تقریر میں ایک vision کی بات کہی ہے۔ ان کا کیا vision ہے؟ انہوں نے اپنا vision اس سیٹ پر بیٹھ کر بنایا' جب یہ

پیپلز پارٹی میں تھے۔ یہ سرے محل سے جدہ محل میں کس طریقے سے آئے یہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ انہوں نے کیا Parallel Budget پیش کیا ہے؟ ان کا vision یہ ہے کہ کس طرح دنگا فساد create کرنا ہے۔ اپنے دور میں' پیپلز پارٹی کے دور میں انہوں نے کیا development کی ہے؟ انہوں نے 2500 کیک کاٹے۔ اپنا سارا بجٹ تو انہوں نے کیک کاٹنے پر لگا دیا۔ ان کا vision یہی ہے کہ اگر کوئی طالب علموں کی ریلی ہوتی ہے یا کلرکوں کی ایسوسی ایشن بنتی ہے تو ان کو کس طریقے سے تنگ کیا جائے۔ اپوزیشن کا vision یہ ہے کہ اس ملک میں political instability کس طریقے سے لائی جائے' کس طریقے سے حکومتی بنچز کے ممبران کی تذلیل کی جائے۔ اپوزیشن کا vision یہ ہے کہ انہوں نے ہاؤس میں آج تک کوئی تعمیری بات کبھی نہیں کی۔ ان کا سب سے بڑا vision یہ ہے کہ کس طریقے سے بگڑی اُچھالنی ہے۔ اگر یہ تعمیری بات کریں' اگر یہ contribute کریں تو ہم ان کی بات کو welcome کرتے ہیں' honour کرتے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی' محترمہ فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام : جناب سپیکر! وزیر موصوف cut motion پر بات کریں۔ ہم کیک کاٹتے ہیں تو ان کو کیا تکلیف ہوتی ہے؟ یہ valid رہتے ہوئے بات کریں۔ وہ بات کریں جو valid ہو' کیک کا ایجوکیشن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ اپنی کمزوریاں چھپانے کے لئے غلط باتیں کیوں کرتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی' وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم : جناب سپیکر! یہ لوگ جس تعلیم کی بات کرتے ہیں۔ ان کی یہی تربیت ہے جو آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اس ملک کی تعلیم کی تربیت کا نمونہ اپوزیشن نے دکھایا۔ ڈیڑھ دو سال سے اپوزیشن والے تعلیم و تربیت کا نمونہ اس ہاؤس میں دکھا رہے ہیں۔ آپ پنجاب کی تعلیم کی بات کرتے ہیں' آپ پنجاب کی شرح خواندگی کی بات کرتے ہیں۔ آپ نے آج تک یہاں پر کیا تجویز دی

ہے؛ آپ contribute کریں۔ ہم آپ کی تجاویز کو اپنے سامنے رکھیں گے۔ میں بریگیڈیر حسن صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اپوزیشن سے یہ واحد شخص ہیں جنہوں نے معیاری باتیں کی ہیں اور بجٹ تقریر میں contribute کیا۔ ہم نے ان کی تجاویز کو note کیا۔ یہ وژن کی بات کرتے ہیں۔ ان کا کیا وژن ہے؛ انہوں نے آج تک اپنا کوئی وژن نہیں دیا۔ یہ بات کرتے ہیں ہمارے کردار کی' ہماری performance کی۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ بنایا۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ نیئر مرتضیٰ لون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پلیز! تشریف رکھیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! ان سے پوچھیں کہ آج تک کسی بھی حکومت نے کسی ضلع کو اتنے پیسے دیئے؛ ہم نے تو ہر ضلع کو 15 کروڑ روپے دیئے اور یہ 15 کروڑ روپے سکولوں میں خرچ کیا جائے گا۔ انہوں نے تو پنجاب کی غربت کا مذاق اڑایا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ کہاں ہے یہ وژن؛ اور اس وژن میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ آئندہ سال کتنے سکول بنائے جائیں گے؛ میں ان کی خدمت میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے تو پچھلے سال یہ وژن شروع کر دیا تھا۔ کیا انہیں پتا ہے کہ پنجاب کے 63 ہزار سکولوں میں سے 40 ہزار ایسے سکولز ہیں جن کی چار دیواری نہیں ہے۔ نہ وہاں پر پینے کا پانی ہے نہ بجلی ہے۔ ہمارے بچے بیچارے ٹاٹ اور فرشوں پر بیٹھتے ہیں۔ آپ نے اپنی تقاریر میں پنجاب کے غریب آدمی کی غربت کا مذاق اڑایا۔ ان غریبوں کو فرش سے اٹھا کر کرسی پر بٹھانے کا کس نے سوچا؛ ہم نے سوچا' ہماری جماعت نے سوچا' ہماری حکومت نے سوچا اور ہمارے وزیر اعلیٰ نے سوچا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب آج تک کونسی ایسی حکومت ہے جس نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں invest کیا ہو؛ کوئی بھی حکومت ایجوکیشن میں پیسے نہیں لگاتی۔ اس لئے نہیں لگاتی کہ رزلٹس بڑی دیر سے آتے ہیں۔

کسی وزیر اعلیٰ کا نام لے لیں یا کسی وزیر اعظم کا نام لے لیں۔۔۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پلیز! بات کرنے دیں۔

وزیر تعلیم، ہر شخص ایسے پراجیکٹس پر پیسا لگانا چاہتا ہے جہاں سے جلدی ووٹ بنیں۔ جہاں سے ان کی پارٹی جلدی ووٹ حاصل کرے۔ یہ واحد محکمہ ہے جہاں پر پیسا لگا کر آپ کو انتظار کرنا پڑتا ہے۔ رزلٹس اتنی جلدی سے نہیں ملتے۔ آپ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں آج بیج بوئیں گے تو دس سال بعد آپ کو پتا چلے گا کہ کیسا پھل نکلا ہے۔ یہ وژن کی بات ہے۔ ہماری جماعت اور ہماری حکومت کی کیا strategy ہے؟ جناب والا! دو قسم کے سیاستدان ہوتے ہیں ایک politician اور ایک Statesman ہوتا ہے۔ politician کی کیا quality ہے؟ Politician is a 'Politician who designs his policies to win the next coming elections اور ایک statesman کی کیا quality ہے ؟ A Statesman is a 'Statesman' who designs policies of the next coming generation. جناب سپیکر! ہم نے آنے والے الیکشن کا نہیں سوچا بلکہ ہم نے تو آنے والی نسل کا سوچا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہم نے صحیح معنوں میں investment کی ہے۔ ہم نے 21۔ارب روپیہ رکھا اور اس سال بھی ڈویلپمنٹ پر increase لی۔ ہم نے 34 فیصد سکول سائیڈ پر increase لی۔ 21 فیصد ہائیر سائیڈ پر increase لی ہے اور اس پورے A.D.P میں ہم نے 23 فیصد اپنا حصہ رکھا ہے۔ کوئی حکومت اتنا پیسا نہیں لگاتی۔ آپ نے ان غریبوں کا کیا سوچا ہے؟ لیکن ہماری خواہش ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دس بیس سالوں میں ہم شرح خواندگی کو اوپر لے کر جائیں گے۔ راولپنڈی کا شرح خواندگی نمبر 1، 70 فیصد ہے۔ close to 75 لیکن روجھان اور راجن پور کا اٹھا کر دیکھ لیں 20 فیصد، ڈیرہ غازی خان کا 10 فیصد ہے۔ ہمیں ان بچوں کا خیال ہے ۔ وہ بچے بھی ہمارے اس ملک کے A-class citizen ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم ہر بچے کو ایک قسم کی ہی سہولت دیں اور ہم نے ان missing facilities کے لئے

21-ارب روپیہ رکھا۔ ہمارے موجودہ بجٹ میں انہوں نے غیر ترقیاتی بجٹ پر کٹ موشن دی ہے۔ اس کے لئے بھی میرے پاس break up ہے لیکن اس بات کا احساس کرنا انتہائی ضروری ہے۔ یہ ہر بات پر اٹھ کر irrelevant بات کر دیتے ہیں۔ آپ نے بے شمار رولنگز دی ہیں اور اکثر موصوف کے پوائنٹ آف آرڈر بڑی طرح رد ہوئے لیکن یہ یہاں پر ایسی لہر دوڑا دیتے ہیں' جنوبی پنجاب کی بات کر دیتے ہیں۔ یہ واحد حکومت ہے جس نے غریب آدمی کا سوچا۔ یہ ایسا بجٹ ہے جس پر غریب کسان' سمال ٹریڈرز' بزنس مین حتیٰ کہ کوئی بھی طبقہ اٹھا لیں اس کے لئے پیسار کھا گیا ہے۔ یہ واحد بجٹ ہے جو ٹیکس فری بجٹ ہے لیکن ان کو دیکھ لیں کہ سوائے مذاق اڑانے کے' سوائے ورغلانے کے اور ایک عجیب anarchy کی صورتحال پیدا کرنے کے علاوہ ان کے پاس کوئی کام نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بات کرتے ہیں کہ وزیر تعلیم لاہور میں رہتا ہے۔ ارے ہمیں پتا ہے۔ میں آج سے یہاں پر نہیں پڑا ہوا۔ مجھے اس محکمے میں کام کرتے ہوئے دس بارہ سال ہو گئے ہیں۔ بہاولپور' ساؤتھ مندرو سے لے کر اٹک کے حضرو گاؤں تک مجھے جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ میں جا کر سکولوں میں پھرتا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ ٹیچر کی کیا بے بسی ہے؟ مجھے پتا ہے کہ سٹوڈنٹس کے ماں باپ کی کیا مرادیں ہیں؟ وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان کے بچے کو صحیح تعلیم ملے لیکن اس سارے فلسفے کو سمجھنے کے لئے ایک dedication, commitment, spirit and vision کی بڑی سخت ضرورت ہے جس وژن کا ہم نے یہاں پر اظہار کیا لیکن آپ لوگ اس پنجاب کے غریب آدمی کی غربت کا مذاق اڑاتے رہے۔ آپ نے کہا کہ یہ حکومت کبھی سوچتی نہیں۔ جناب والا! ہم نے ہمیشہ غریب آدمی کا سوچا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی تو ہم آنے والے چار سال میں پنجاب کے تمام سکولوں کی missing facilities پوری کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم ان میں تمام facilities شامل کریں گے اور پنجاب کی شرح خواندگی کو بلند کریں گے۔ ہم بار بار جس شرح خواندگی کو پیٹتے ہیں۔ جناب والا! ان 63 ہزار سکولوں میں پہلی سے لے کر دسویں جماعت تک 90 لاکھ بچے پڑھتا ہے۔ یہ وہ بچہ ہے جو غریب آدمی کا ہے۔ جو دس روپے یا چودہ روپے فیس

نہیں دے سکتا تھا ہم نے اس کے لئے ایک سال پہلے یہ فیس معاف کی----

محترمہ ثمینہ نوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ تشریف رکھیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! ہمیں فیسوں کی مد میں 42 کروڑ روپیہ ملنا تھا۔ محترمہ شاید آپ کے لئے یہ 12/14 روپے کچھ نہیں ہوں گے۔ آپ کے لئے تو یہ ایک کوک کی بوتل کی قیمت ہو گی لیکن اس غریب بچے کے باپ کے لئے یہ چودہ روپے' کتابوں کا خرچہ' یونیفارم' جوتے اور اسے گھر سے لے کر سکول تک لے جانا 200/250 روپے کا پیکج پڑتا تھا۔ ہم نے اس غریب آدمی کی عزت اور اعتماد کو بحال کرنے کے لئے کابینہ کی پہلی میٹنگ میں پہلا فیصلہ کیا کہ ہم پنجاب کے تمام سکولوں میں تعلیم مفت کر دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہم نے 42 کروڑ روپے کا بوجھ اپنے کندھوں پر لیا۔ اللہ کی مہربانی سے اکیڈمک سیشن شروع ہوا اور ہم بچوں سے کوئی فیس نہیں لے رہے۔ مجھے پتا ہے کہ آپ لوگ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ وہاں پر فنڈز لئے جا رہے ہیں ہم اس بارے میں بھی سوچ رہے ہیں۔ ریڈ کریسنٹ فنڈ ہے ویلفیئر فنڈ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر اللہ نے ہمیں ہمت دی تو ہم وہ فنڈ بھی ختم کریں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ پلیز تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں انہیں interrupt نہ کریں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! ہم نے اس پنجاب کے اس غریب آدمی کی مدد کے لئے اور شرح خواندگی میں اضافہ کے لئے دوسرا قدم اٹھایا کہ اس 9 ملین میں سے 4 ملین drop out ہونے 'یہ دنیا کا سب سے بڑا drop out rate ہے اور کسی ملک میں نظر نہیں آتا۔ اس 4 ملین کو واپس سکولوں میں لانے کے لئے' شرح خواندگی میں اضافے کے لئے' enrollment کو بڑھانے کے لئے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا قدم جو میں اپنے ذہن میں محسوس کرتا ہوں وہ بچوں کو مفت کتابیں دینے کا ہے۔ ہم

نے پہلی سے لے کر پانچویں جماعت کے بچوں کو 50 کروڑ روپے کی مفت کتابیں دی ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ---

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر تعلیم، جناب والا! آج آپ یہاں پر بیٹھے ہوئے کسی ممبر سے کہیں کہ دس بچوں کی فیسوں یا کتابوں کا خرچہ اٹھالیں۔ یہ بڑا مشکل ہے۔ ہم نے اپنے وژن میں کہا کہ پہلی سے پانچویں کے بعد اب ہم آٹھویں تک کی کتابیں مفت دیں گے جس کے لئے ہم نے 80 کروڑ روپیہ رکھا۔ تیسری بڑی بات جو میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم جو بار بار gender disparity اور gender issue کی بات کرتے ہیں کہ ہماری خواتین کی شرح خواندگی کم ہے۔ آپ کو یہ سن کر افسوس ہو گا کہ اس پنجاب کے 63 ہزار سکولوں میں 90 لاکھ بچہ پڑھتا ہے۔ میں مثال دے رہا ہوں کہ 100 بچیوں میں سے میٹرک تک پہنچتے پہنچتے 90 بچیاں گھروں کو واپس چلی جاتی ہیں۔ کس ضلع کی بچی واپس جاتی ہے؟ مظفر گڑھ' لیہ' لودھراں' بہاولپور' فورٹ عباس کی بچیاں تعلیم چھوڑ کر گھروں کو واپس چلی جاتی ہیں۔ اس میں وزیراعلیٰ کی حکمت عملی تھی اور ہم نے 15 اضلاع ایسے چنے کیونکہ انہوں نے کہا کہ آپ ایسے تمام ضلعوں کی بچیوں کو پیسے دیں stipends دیں تاکہ ان بچیوں کو incentive مل سکے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! آپ کتنا ٹائم لیں گے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! مجھے ٹائم چاہیے۔

جناب سپیکر، اندازاً کتنا؟

وزیر تعلیم، جتنی آپ کی مرضی ہے آپ مجھے ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر، اگر آپ دو چار منٹ میں wind up کر لیں تو ٹھیک ہے نہیں تو پھر نماز جمعہ کے وقفے کے بعد ٹائم لے لیں۔

وزیر تعلیم، مجھے دس منٹ دے دیں۔ میں ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، break کے بعد آپ کو موقع دے دیتے ہیں اگر آپ دو چار منٹ میں wind up کر لیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! دس منٹ دے دیں میں ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، کیونکہ جمعہ بھی پڑھنا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں wind up کر دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر تعلیم، جناب والا! میں wind up کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ رانا صاحب کو میں نے فلور دے دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف جو wind up فرما رہے ہیں۔ اس میں وہ جتنی یاوہ گوئی کر رہے ہیں۔ اس کا جواب دینے کے لئے بھی ہمیں کم از کم دس منٹ چاہییں۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ان کو بات کر لینے دیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں ابھی ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، وہ بات کر رہے ہیں پلیز سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! وزیر موصوف جتنی دیر میں بھی wind up کرنا چاہتے ہیں کر لیں اس کے بعد پانچ سات منٹ ہمیں دیں تاکہ ان کی ان باتوں کا جواب دیا جا سکے۔

جناب سپیکر، جی پھر ایسا کرتے ہیں کہ اڑھائی بجے تک کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جمعہ کی نماز بھی ہے کھانے کا ناغہ بھی ہے۔ اڑھائی بجے دوبارہ اجلاس شروع ہو گا۔

(وقفہ برائے نماز جمعہ)

(وقفہ نماز جمعہ کے بعد جناب سپیکر 2 بج کر 38 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! میں صرف ایک عرض کرنی چاہوں گا' تنقید کرنا مقصود نہیں ہے۔ آپ اپر پنجاب میں تو سات یونیورسٹیاں بنا رہے ہیں جبکہ ہمارے علاقے میں ایک بھی نہیں اور پھر یہ 15/15 کروڑ روپے تو تمام اضلاع کو ملے ہیں صرف ہمارے اضلاع کو نہیں ملے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! cut motion پر جن دوستوں نے بات کرنی تھی وہ کر چکے ہیں۔ اس وقت آپ بات نہیں کر سکتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کروں گا کہ ہمیں صرف تین یونیورسٹیاں دے دیں۔ ایک ڈی۔جی۔خان میں دوسری رحیم یار خان میں اور تیسری بہاولپور میں خواتین یونیورسٹی دے دیں۔ یہ ہمیں کھرک ہی کیوں رکھنا چاہتے ہیں؟ جبکہ باقی سب کو افسر بنانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔

جناب مشتاق احمد ایڈووکیٹ : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' چودھری صاحب فرمائیں!

جناب مشتاق احمد ایڈووکیٹ: جناب سپیکر! "خبریں" اخبار میں چھپا ہے کہ " وزیراعلیٰ کی اپنے صوابدیدی فنڈز سے مختلف افراد کی 7 لاکھ روپے کی مالی امداد " اس میں مرید کے میں قتل ہونے والے بچوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ "مرید کے میں قتل ہونے والے بچوں سات سالہ تہمینہ ریاض' سات سالہ محمد رمضان' چھ سالہ تحسین اور چھ سالہ زین العابدین کے والدین کو بھی ایک ایک

لاکھ روپے کے چیک دے دیئے گئے " جناب والا ! میرے علم کے مطابق ابھی تک یہ چیک نہیں دیئے گئے۔ یہ تو بچوں کے والدین کے ساتھ مذاق ہے۔ حکومت نے اعلان کیا ہے تو یہ چیک دیئے جانے چاہیے۔

جناب سپیکر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ تشریف رکھیں۔ جی وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم شکریہ' جناب سپیکر! میں ہاؤس کے تمام ممبران کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب کبھی بھی کوئی ایجوکیشن پالیسی set کی جاتی ہے تو سب سے پہلے challenges کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ یہ infrastructure کیا چیز ہے' کتنے سکولز اور کالجز ہیں' ہمارے resources کتنے ہیں اور ان resources کو ہم نے کس طرف divert کرنا؟ میں اپنے ممبران کو تھوڑے سے وقت میں یہ ضرور بتانا چاہوں گا کہ ہمارے پاس ہے کیا اور ہم کھڑے کہاں پر ہیں؟ جتنی بھی حکومتیں گزری ہیں اگر ان کے تمام روایتی بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں کہ ہم سے دو سال پہلے یعنی پچھلے بجٹ سے پہلے جو سب سے زیادہ بجٹ رکھا گیا تھا کہ آج تک پنجاب میں محکمہ تعلیم کے لئے 34۔ارب نہیں رکھا گیا تھا۔ اگر اس 34۔ارب کا break up لیں تو 26۔ارب صرف تنخواہوں کی مد میں چلا جاتا ہے۔ یہ 25 ملین اس لئے جاتا ہے کہ پنجاب کی سب سے بڑی وزارت تعلیم ہے۔ پورے پنجاب کے 7 لاکھ 25 ہزار ملازموں میں سے تقریباً 6 لاکھ ملازم محکمہ تعلیم میں کام کرتے ہیں۔ یہ پورے پاکستان کی سب سے بڑی وزارت ہے اور اس میں سب سے زیادہ ملازم ہیں۔ اگر آپ 34۔ارب میں سے 26۔ارب نکال لیں تو جو باقی ماندہ رہ جاتا ہے وہ non-development expenditure بجلی' پانی وغیرہ ہیں؛ ڈویلپمنٹ پر خرچ کرنے کے لئے صرف 1۔ارب روپیہ ملتا تھا۔ اب اس 1۔ارب کو 63117 سکولوں میں خرچ کرنا' وہاں پر چار دیواری بنانا' بجلی' پانی' گیس اور کرسیاں وغیرہ دینا اور اس کے بعد اس وقت پنجاب میں 373 کالجز کام کر رہے ہیں۔ 12 پبلک یونیورسٹیز' ٹیکسٹ بک بورڈ اور اس کے بعد ہمارے 8 انٹرمیڈیٹ بورڈز ہیں تو یہ سارا پیسا اس طرف جاتا تھا۔ لوگوں کی جتنی ڈیمانڈز تھیں وہ 1۔ارب روپے سے تو پوری نہیں ہوتی تھیں۔ جناب والا! جب پچھلے سال ہماری حکومت آئی تو ہم نے فری

ایجوکیشن کا اعلان کیا جس کے بارے میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں۔ اب یہ سارا فلسفہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ مفت تعلیم کیوں announce کی گئی؟ مفت کتابیں کیوں دی گئیں؟ جنوبی بیلٹ میں 200 روپیہ special stipend کیوں شروع کیا؟ ہم سکول کونسل کا اجراء کیوں کر رہے ہیں؟ جناب والا! یہ تمام کا تمام ان challenges کے طرف link ہے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر تعلیم، جس کے لئے میں چاہتا تھا کہ سارے ایوان میں بتایا جائے۔ جناب سپیکر! میرا ہرگز مقصد نہیں تھا کہ میں کسی کی دل آزاری کروں یا کسی پر ڈائریکٹ کوئی attack کروں لیکن میں یہ ضرور چاہتا تھا کہ یہ اتنا حساس مسئلہ ہے جسے میں highlight کروں اور اس ایوان میں بتاؤں کہ ہمیں کتنے challenges درکار ہیں؟ اب اگر ان 63 ہزار سکولوں میں سے 40 ہزار سکولوں کی چار دیواری نہیں تو اسے کسی نے تو بنانا ہے؟ اگر ہمارے بچے ٹاٹ بھی گھروں سے اپنے کندھوں پر ڈال کر لاتے ہیں تو اس کو بھی کسی نے redress کرنا ہے۔ یہ سارے challenges ہمیں پچھلی تمام حکومتوں سے ٹرانسفر ہوئے ہیں۔ شاید ان حکومتوں کا بھی اس میں کوئی قصور نہ ہو لیکن اتنا قصور ضرور تھا کہ آج تک کسی نے اس پر focus نہیں کیا تھا۔ لہٰذا اس حکومت میں جو سب سے بڑی چیز focus نظر آ رہی ہے وہ ایجوکیشن ہے۔ ہم نے ایجوکیشن کو priority دی ہے۔ Education is the only answer to the crisis of this country جب تک ہم اپنے ایجوکیشن لیول کو ٹھیک نہیں کریں گے۔ جب تک ہم کوالٹی کو ٹھیک نہیں کریں گے، جب تک ہم ٹیچرز ٹریننگ کی طرف دھیان نہیں دیں گے تب تک کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہم نے اپنا ڈویلپمنٹ بجٹ کس طرف allocate کیا؟ میں چاہوں گا کہ آپ کو ساری چیز بتاؤں۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم پنجاب کے تمام مڈل سکولوں کو آنے والے تین سالوں میں upgrade کر کے ہائی سکول بنائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جنوبی پنجاب کے 15 اضلاع میں ہم چھٹی ساتویں اور آٹھویں جماعت کی بچیوں کے لئے 35 کروڑ روپے کا stipend دے رہے ہیں۔ یہ وہ ایریا ہے جہاں پر بچیاں سکولوں سے اپنے گھروں کو واپس چلی جاتی ہیں۔ ان کے ماں باپ ان کو بلا لیتے ہیں۔ اس 9 ملین میں سے 4 ملین بچہ کہاں جاتا ہے؟ کدھر جاتا ہے؟ چائیلڈ لیبر کرتا ہے یا بچیاں کسی کے گھر جا کر برتن مانجتی ہیں کسی کو کچھ پتا نہیں چلتا۔ جناب سپیکر! ان کے مستقبل کا کون ذمہ دار ہے؟ کسی نے تو ان کے مستقبل کا سوچنا ہے۔ لہذا ہماری یہ کوشش ہے کہ ایسے بچے جو drop out ہوتے ہیں ہم انہیں سکولوں میں ٹھہرائیں اور ایسے لاکھوں سٹوڈنٹس جو out of school ہیں ان کو کسی طریقے سے اپنے سکولز میں لے کر آئیں تا کہ ہماری شرح خواندگی میں اضافہ ہو سکے۔ پنجاب کی شرح خواندگی بڑی encouraging ہے۔ اتنا برا نہیں ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہم نے جو وژن دیا ہے اسے achieve کرنے کے لئے یہ پیسا right direction کی طرف لگائیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ایک زمانے میں یہاں پر گھوسٹ سکول بنا کرتے تھے۔ اس صوبہ پنجاب میں 4594 گھوسٹ سکولوں کی نشاندہی بھی ہم نے ہی کی تھی۔ یہاں کے اساتذہ اور کرپٹ مافیا نے یہ گھوسٹ سکول بنائے۔ گھوسٹ سکول بنانے کا مقصد یہ تھا کہ تنخواہیں چوری کی جائیں۔ جعلی ٹی۔اے/ڈی۔اے، جعلی ڈگریاں، میٹرک، ایف۔اے اور بی۔اے کی ڈگریاں، بوٹی مافیا اور جعلی بزنس کو ہم نے ختم کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آج ہم اپنے تمام سکولوں کو کمپیوٹرائزڈ سسٹم میں لا کر انہیں کمپیوٹرنیٹ پر لائے ہیں۔ ہمارا ایک ایک سکول earmark ہے ہم نے اس کی numbering کی ہے تا کہ گھوسٹ سکول activities سے ہماری جان چھوٹ جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس وزارت میں financial discipline ہو۔ اگر آج آپ ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں پیسے کی utilization دیکھ لیں تو ہم نے تقریباً 75 فیصد پیسا اپریل تک utilize کیا اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کی 100 فیصد utilization ہو اور وزیراعلیٰ صاحب کی یہ کوشش ہے کہ تمام محکموں میں صحیح معنوں میں utilization of fund ہو تا کہ اس کے dividends عوام تک پہنچ سکیں۔ جو چیز realize کرنے کی ضرورت ہے کہ دونوں طرف کے ممبران کو کم از کم اتنا ضرور appreciate کرنا چاہیے کہ کسی حکومت نے سوچا تو ہے۔ کسی حکومت نے کوشش تو کی کہ یہ پیسا اس طرف

allocate کیا جائے اور right direction کی طرف لگایا جائے۔ میں اپنے حکومتی بنچز سے اپنی بہنوں اور ماؤں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے support کیا اور انہوں نے اپنی تقریر میں ذکر کیا۔ میں اپوزیشن کے ممبران کا بھی انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اچھی باتیں کیں۔ میں نے رانا آفتاب صاحب کی بھی ساری بات سنی He was very focused. میں نے قاسم ضیاء صاحب کی بات بھی سنی، میں نے بریگیڈیر حسن صاحب کی بات بھی سنی احسان اللہ وقاص صاحب کی بات بھی سنی بلکہ تمام ممبران کی بات سنی۔ جن دوستوں نے ہمیں productive suggestions دیں میں ان تمام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کا تجربہ اور ان کی تجاویز ہمیں اپنی پالیسیوں کو مزید بہتر بنانے میں کام آئیں گی۔ اب میں زیادہ وقت نہیں لوں گا صرف یہی گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو کنوئی کی تحریک پیش کی ہے اسے مسترد کیا جائے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کی توجہ وژن 2020 کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ----

جناب سپیکر، یہ بات پہلے کٹ موشن پر ہو چکی ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! میں مختصر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کس پوائنٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! انہوں نے وژن 2020 کی بات کی ہے تو میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ---

جناب سپیکر، وژن 2020 کی بات تو day one سے ہو رہی ہے۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! میں دو لفظوں میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ دو لفظوں میں کس پوائنٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب احسان الحق احسن نولاثیا، جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے دس منٹ ایک ہی لفظ پر بات کی ہے۔

جناب سپیکر، جب آپ نے بات کی تھی تو کسی معزز رکن نے آپ کو disturb نہیں کیا تھا۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب احسان الحق احسن نولاثیا، جناب سپیکر! ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ وژن 2020 ہے کیا؟

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں Point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بلکہ Point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ عمران مسعود صاحب نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ wind up کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! وقفہ کے بعد جب یہ دوبارہ آئے ہیں تو پھر یہ خوبصورتی میں آئے ہیں۔

جناب سپیکر، ابھی fresh ہو کر آئے ہیں جمعہ بھی پڑھ کر آئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! جب یہ باہر گئے ہیں تو انہوں نے سوچا کہ میں نے غلط باتیں کی ہیں۔ اس کے بعد ان کو پھر کوئی تھوڑی سی سمجھ آئی۔ آپ کو پتا ہے کہ اس سے پہلے بھی میں نے تعلیم کی کٹ موشن پر بات نہیں کی۔ میں نے بجٹ پر جو عام بحث ہوئی اس میں حصہ لیا تھا لیکن انہوں نے اپنی wind up تقریر بھی میری تقریر سے ہی شروع کی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے

ذاتی طور پر بھی کہا کہ یہ پیپلز پارٹی میں بھی اپوزیشن میں تھے پھر یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) میں بھی اپوزیشن میں ہیں تو ٹھیک ہے۔ یہ بدلتے موسموں کے ساتھ بدلنا مجھے نہیں آتا۔ وہ ان کو مبارک ہو تو میں ان کی ان باتوں سے متعلق مختصراً گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب کافی بات ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی آپ سے اس بات کی گزارش کی تھی اور آپ نے اس بات کو منظور بھی فرمایا تھا کہ ٹھیک ہے اب ایوان کو اڑھائی بجے تک adjourn کر دیتے ہیں۔ وزیر تعلیم نے جو تقریر کی ہے اور جو Vision کے حوالے دیئے ہیں کہ جناب یہ بھی ہو جائے گا وہ بھی ہو جائے گا ایسے بھی کر دیں گے۔ کسی میر عالم کے گھر کافی دیر کے بعد بیٹا پیدا ہو گیا تو باہر فقیروں کی لائن لگ گئی۔ اس نے سب کو کہا کہ تمہیں دو ہزار تمہیں پانچ ہزار تمہیں دس ہزار اور خود گھر جا کر سو گیا۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد انہوں نے میر عالم سے پوچھا کہ "حضور اے لینے کتھوں" تے او کہندا اے دیتے کیتھوں تُسی سانوں خوش کیتا اسی تہانوں خوش کر دیتا۔" مجھے یہ بتائیں کہ یہ بات کر رہے ہیں Vision 2020 کی اور کتنی رعونت تھی منسٹر ایجوکیشن کے لہجے میں۔ جب یہ فرما رہے تھے کہ حکومت نے اتنا پیسا تعلیم کے لئے رکھا۔ میں پوچھتا ہوں کہاں سے رکھے ہیں۔ گھر سے لائے ہو' خیرات کر رہے ہو زکوٰۃ دے رہے ہو۔ یہ پیسے کن کے ہیں اور کن کو دے رہے ہو؟ اس صوبے کے عوام کے پیسے ہیں اور صوبے کے عوام کو جب دیتے ہو تو اتنی رعونت کے ساتھ بات کرتے ہو کہ ہم اتنے پیسے دے رہے ہیں۔ حکومت اتنے پیسے دے رہی ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی حکومت اتنے پیسے نہیں دیتی۔ میں پوچھتا ہوں وزیر تعلیم سے کہ یہ مجھے بتائیں کہ 180۔ارب روپے کی جو رقم ہے۔ یہ بتائیں کہ اس میں چودھری پرویز الٰہی کے کتنے پیسے ہیں؟ دس روپے بھی نہیں ہیں۔ محکمہ تعلیم میں جو اربوں روپے کی رقم ہے یہ بتائیں کہ انہوں نے اپنی وراثت میں سے اس میں کتنا حصہ ڈالا ہے؟

جناب سپیکر، جی شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ،پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! میری بات کو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! بات کرنے کی یہ ہے۔

جناب سپیکر، جی' محترمہ آپ فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے معزز رکن کی خدمت میں یہ گزارش کرتی ہوں کہ ان کی حکومت نے کتنے پیسے رکھے تھے ۔ ہماری حکومت نے تنکا تنکا اکٹھا کیا ہے اور آپ نے سارے خرچے کئے تھے اور بنک لوٹے تھے ۔ تنکا تنکا جب اکٹھا کیا ہوتا ہے اور جب کسی نے محنت کی ہوتی ہے وہ وقار سے بولتا ہے غرور سے نہیں بولتا اعتماد سے بولتا ہے اور وزیر تعلیم اعتماد سے ہی بول رہے تھے اور وہ ان کا right ہے اور اس کا credit ہمارے وزیر اعلیٰ کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ بی بی۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ جو 180-ارب روپیہ ہے یا پچھلے سال یہ جو 149-ارب روپیہ تھا اس میں ان کے تو دس روپے بھی نہیں ہیں۔ بلکہ ان لوگوں نے محتاط calculation کی ہے ۔ میں وزیر تعلیم کو اور لاء منسٹر کو یہ چیلنج کرتا ہوں اور یہ بتائیں کہ پہلے تو 41 منسٹرز تھے اور اب یہ رہ گئے ہیں 40۔ کیونکہ صغریٰ امام صاحبہ نے استعفیٰ دے دیا ہے ۔ میں ایک تو ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یا تو یہ 39 figures کر دیں۔ یا پھر کسی اور کو حلف دے کر 41 کر دیں کیونکہ 40 کا figure بڑا بد نام ہے ۔ وہ ایک فلم بنی تھی علی بابا چالیس چور۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان ،جناب سپیکر! ان 41 آدمیوں نے 118 کروڑ روپیہ عوام کے بجٹ سے ان لوگوں نے کھایا ہے ۔ اب انہوں نے یہ فرمایا کہ اپوزیشن جو ہے وہ غریبوں سے ہمدردی نہیں رکھتی ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا 78 کروڑ روپے کا ہیلی کاپٹر اپوزیشن نے دیا ہے ۔ کیا 19 کروڑ روپے کی گاڑیاں اپوزیشن نے دی ہیں؟ یہ ہمدردی ہے ان کی غریبوں کے ساتھ ۔ 16 کروڑ روپے تنخواہوں بجلی کے بلوں اور مکانوں کے تنخواہوں میں خرچ ہونے ہیں کیا یہ اپوزیشن نے دینے ہیں؟ یہ 118 کروڑ روپے پچھلے سال کا جو بجٹ ہے اس میں سے ان لوگوں نے پیسا حاصل کیا ہے اور اوپر سے کہہ رہے ہیں کہ ہم غریبوں کے بڑے ہمدرد ہیں۔ کون سی یہ غریبوں کے ساتھ ہمدردی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان ،جناب سپیکر Vision کے متعلق میں آخری بات کروں گا کہ آپ نے ہر بار' جتنی بار میں نے بات کی آپ نے اس کو expunge کیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ |*******| وہ ایک محاورہ ہے۔

جناب سپیکر، میں نے یہ محاورہ کارروائی سے حذف کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! یہ محاورہ غیر پارلیمانی نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ محاورہ موجودہ وزیراعلیٰ یا حکومت کی چھیڑ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ غیر پارلیمانی نہیں ہے تو آپ کیوں اسے ہر دفعہ حذف کروا دیتے ہیں۔ یہ جو 2020 کا Vision ہے ۔ Vision کا مطلب یہ ہوتا ہے جیسے آج انہوں نے فرمایا کہ جی 63 ہزار سکول ہیں ٹھیک ہے ۔ انہوں نے کہا کہ 40 ہزار سکولوں کے پاس بلڈنگز نہیں ہیں' چار دیواری نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ 90 ہزار طالب علم زیر تعلیم ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آوازیں، 90 لاکھ۔

رانا ثناء اللہ خان ، 90 لاکھ طالب علم زیر تعلیم ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اب انہوں نے آگے Vision پیش کیا۔ میں ان سے on the floor of the House اور for information پوچھتا ہوں۔ یہ مجھے بتائیں کہ اگر Vision ہے تو پھر یہ بتائیں کہ 2010 میں 2015 میں 63 ہزار کی جگہ کتنے سکول چاہییں ہوں گے اور 2010 میں 90 لاکھ کی جگہ کتنے طالب علم ہوں گے 2015 میں ہماری requirement کیا ہو گی۔ 2020 میں ہماری requirement کیا ہوگی اور اس requirement میں سے 63 ہزار میں سے 40 ہزار missing ہے یہ کس سن میں آئیں گے۔ 2008 میں' 2010 میں' 2012 میں' یہ calculation دیں۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان ، دیں مجھے Vision ۔ یہ Vision نہیں ہے کہ اس میر عالم کی طرح کہ تمہیں دس ہزار تمہیں 15 ہزار تمہیں 20 ہزار اور پھر گھر جا کر سو گئے۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ۔۔

جناب سپیکر، میں نے معزز وزیر کو فلور دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! اگر آپ نے وزیر موصوف کو اجازت دی تو پھر ہمیں بھی موقع دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر، وہ آپ کی بات کا جواب تو دے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! انہیں موقع دیا تو پھر ہمیں بھی موقع دینا ہو گا۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میری بات سنیں۔ آپ نے خود ہی کہا ہے کہ وزیر موصوف میری اس

بات کا جواب دیں تو جو آپ نے point raise کیا ہے اس کا جواب تو سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان، اس کے علاوہ بات نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، نہیں اس کے علاوہ بات کیوں کریں گے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں ان کی ایک ایک بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! میری بھی گزارش سن لیں پھر وزیر موصوف اکٹھا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر، ان کی بھی سن لیں پھر اکٹھا ہی جواب دے دیں۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

شیخ اعجاز احمد، جناب والا! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے تو بات کر لی تھی۔ شیخ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب والا! میں نے صرف ایک دو باتیں کرنی ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں آپ نے کر لی ہیں باتیں۔ آپ کٹ موشن پر بول چکے ہیں۔ پلیز! آپ بیٹھیں۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! بجٹ پر یا کٹ موشن پر تقاریر ہوتی ہیں تو اس میں جو اعتراضات فاضل ممبران کی طرف سے اٹھائے جاتے ہیں یا جو باتیں کی جاتی ہیں۔ متعلقہ محکمے کا جو وزیر ہوتا ہے آخر میں ان کا جواب دیتا ہے۔ آپ ان کی پوری تقریر نکال لیں کہ ہم نے اپنی تقاریر میں جتنی بھی suggestions دی تھیں۔ جتنے ہم نے اعتراضات لگائے تھے کسی کا بھی انہوں نے جواب نہیں دیا۔

دوسرا انہوں نے بجٹ میں جو یہ کہا ہے اور وزیر تعلیم نے اس کو endorse کیا ہے کہ جو ہم نے missing facilities پوری کی ہیں اس کی بدولت اس وقت جو انقلاب آیا ہے جو وزیر اعلیٰ نے اور ہم نے کیا ہے اس کی صورت میں 5 لاکھ 25 ہزار بچے سکولوں میں واپس آ

چکے ہیں۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں اور میں اپنا resign آپ کو لکھ کر دے دیتا ہوں۔ اگر 5 لاکھ 25 ہزار بچے پنجاب میں دوبارہ داخل ہوئے ہوں تو ان سے بھی resign لے لیں اور مجھ سے بھی resign لے لیں۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم!

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! انہوں نے fictitious figure دیئے ہیں اور on the floor of the House جھوٹ بولا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ' وزیر تعلیم صاحب!

چودھری خضر الیاس ورک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ورک صاحب چلتے دیں۔ بات کرنے دیں ان کو۔

چودھری خضر الیاس ورک، جناب والا! میری چھوٹی سی عرض ہے کہ رانا صاحب کی ماشاء اللہ جتنی پذیرائی ہر دفعہ پریس گیلری میں ہوتی ہے اور ممبر بھی کرتے ہیں۔ میں ان سے توقع کرتا تھا۔ میں نے ان کی تقریر بڑے غور سے سنی۔ جب پوری اپوزیشن نے ہیلتھ اور تعلیم پر بات کی۔ ان سے توقع ہم یہ رکھتے تھے کہ یہ کہتے کہ جیسے ای۔ڈی۔او ایجوکیشن 'ڈی۔ای۔او (کالجز) ڈی۔ای۔او (سکولز) کی صورت میں

One side we are loosing very good professors and teachers and while we are sending them in administration in that case we are getting the bad managers.

تو simple اس میں بات یہ ہے کہ ایک طرف ہم اچھے پروفیسر lose کر رہے ہیں اور bad managers حاصل کر رہے ہیں۔ اگر یہ پی۔سی۔ایس یا دوسرے محکموں سے ایڈمنسٹریٹر بھرتی کر لیں تو بہتر ہوتا۔ اس قسم کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ تشریف رکھیں۔ وزیر تعلیم!

چودھری خضر الیاس ورک، جناب میں مختصراً عرض کرتا ہوں اور میری تجویز ہے کہ۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے وزیر تعلیم کو floor دے دیا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست جو اب پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم مانگ رہے تھے انہوں نے بہت اچھی تقریر کی تھی ان کی تقریر بڑی relevant تھی میں انہیں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب ہمارے colleague رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی میں وہاں پر Noes والے دروازے کے نیچے بیٹھتے تھے۔ Noes کا مطلب ہے' نہیں۔ میں نہیں مانتا' میں نہیں مانتا' نہیں مانتا۔ میں ان کے ہر سوال کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں لیکن مجھے اتنی خوشی ضرور ہے کہ میں ان کے دماغ پر چھایا ہوا ہوں۔ یہ میرے بارے میں سوچتے رہتے ہیں اور میرے بارے میں بڑے پریشان رہتے ہیں۔ میں سوٹ پہنتا ہوں تو کہتے ہیں کہ سوٹ پہن کے آ گیا۔ اگر انہیں سوٹ چاہیے تو میرے پی۔ایس سے بات کر لیں ہم انہیں سوٹ پہنچا دیں گے اور اگر آپ کسی گرلز کالج میں جانا چاہتے ہیں مجھے بتا دیں میں آپ کو نوٹیفکیشن کر دوں گا' You can go there with me. لیکن کالج میں جا کر یہ speech deliver کیا کریں اور وہاں جا کر ان لوگوں کو وژن کیا دیں گے۔ ان کے پاس سوائے مایوسی کے کوئی وژن نہیں ہے۔ یہ جس Vision کی بات کرتے ہیں میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ میرے سامنے آئیں۔ Let's discuss the Vision جناب سپیکر! ایک وژن تھا 2010 اور ایک ہم نے دیا 2020۔ آپ کو یاد ہو گا ایک دفعہ ہمارے پرائم منسٹر مہاتیر کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ،

Mr. Mahatir, we have come up with the vision which is 2010.

تو مہاتیر صاحب نے کہا I hope it is a right vision. تو ہنسنے لگ پڑے' تو اس پرائم منسٹر کو سمجھ نہیں آئی کہ 2010 ہوتا کیا ہے؟ آپ کسی آنکھوں والے ڈاکٹر سے پوچھیں تو Vision 2010 جو ہوتا ہے' وہ بھینگا ہوتا ہے یعنی کہ ٹیڑھا۔

2020 is the right vision, Mr Sanaullah sahib. 2020 is the right sight.

اب انہوں نے کہا کہ وژن میں کچھ لکھا نہیں ہوا۔ وژن جو ہوتا ہے وہ broad parameters ہوتے ہیں کہ آپ کس طرف چلنا چاہتے ہیں۔ ہم نے ایجوکیشن میں 9 activities لکھی ہیں اس کی details department خود سیٹ کرتے ہیں۔

You have to set up a direction through a vision. What is going to be your priority; which is the area which you are going to focus more upon; which is going to be the department for which you are going to put a lot of money on. So, the biggest priority of this government is obviously to put money in the education sector and we have done that, Mr. Speaker,

یہ وژن کو بار بار discuss کرنا چاہ رہے ہیں You should appreciate. یہ ایک دفعہ بھی منہ سے کہہ دیتے کہ ہاں اس صوبہ پنجاب میں کوئی ایسا حکمران آیا جس نے ان بچوں کی فری ایجوکیشن اناؤنس کی۔ کہنے اور کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

This is a part of vision that we want to give free education to the entire children of Pakistan and the Punjab.

ان کے اپنے بچے تو شاید پرائیویٹ سکولوں میں پڑھتے ہوں گے۔

But who is responsible for the future of those children.

اگر فری ایجوکیشن کی ہے This is a part of the vision. اگر ہم نے فری ٹیکسٹ بکس دی ہیں۔

This is also part of the vision. Because those boys and girls who cannot buy these books.

کتابیں بڑی مہنگی ہیں۔ آج آپ اپنی جیب سے کسی دس غریب بچوں کو بکس لے کر دے دیں میں آپ کو سلام کروں گا۔

Nobody can give any money from his own pocket. So you have to admire the dedication and commitment if any government is performing.

وژن یہ ہے اور جناب سپیکر! میں صرف ایجوکیشن کی بات کر رہا ہوں کہ ان غریبوں کی غربت جو ان کے آڑے آتی ہے کہ ان کی غربت کو آپ نے کس طریقے سے کم کرنا ہے کہ انہیں مایوسی نہ ہو۔ یہ بے چارے وہ بچے ہیں جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پرائیویٹ سکولوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ ان کے ماں باپ چاہتے ہیں کہ ان غریب کے بچوں کو بھی گورنمنٹ کالج' ایف۔سی۔ کالج' ایچی۔سن۔ کالج یا بیکن ہاؤس میں داخلہ ملے۔ کون ان کی مایوسیوں کو دور کرے گا۔ ہمارا وژن ان کی مایوسیوں کو دور کرے گا۔ یہ کہتے ہیں کہ کہاں سے پیسا آیا۔

We will beg, we will borrow, we will steal to give money to these poor children of the Punjab.

ہم جہاں سے مرضی یہ پیسا لے کر آئیں۔ We have to put this money in the right direction. جائیں میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ پنجاب یا پاکستان کے کسی بنک میں چلے جائیں اور آپ کہیں کہ جناب! بیس لاکھ روپے ہمیں لون دے دیں۔ کوئی نہیں آپ کو دے گا۔ loans or grants اپنی credibility پر ملتی ہیں۔ ہماری گورنمنٹ نے credibility establish کی ہے۔ ہم نے اپنی performance سے' اپنی good governance سے' اپنی utilization of money سے establish کیا ہے۔ جب ہم نے اپنی پالیسی launch کی' جب اپنی فری ایجوکیشن کی' اپنی ریگولیٹمنٹ میرٹ پر کی تو یہ پہلی بار ہوا ہے کہ پوری دنیا میں' ساؤتھ ایشیا میں سوشل سیکٹر میں ایک محکمہ' محکمہ تعلیم ہے جس کے لئے ورلڈ بنک نے اتنی بیوی فنڈنگ کی ہے تو انہوں نے یہ ہماری credibility کو admire کیا ہے۔ انہوں نے ہماری credibility کو recognize کیا ہے۔

جناب سپیکر! پیسا ہم نے فری ایجوکیشن میں لگایا' missing facilities کے لئے پیسا رکھا تو ہم نے رکھا۔ چیف منسٹر نے پہلے ہی کہہ دیا کہ بھئی! آپ اس میں پیسا allocate کریں۔ جب ہمارا پروگرام launch ہوا تو تمام ڈونرز بھاگ کر ہمارے پاس گئے اور انہوں نے ہمارے اس پروگرام کو recognize کیا' اس کو admire کیا اور ہمارے ہی پنجاب کا Education Sector جو Reform Programme Chief Minister's Programme related to the progress ہے اس کا replica بینکنگ میں شروع ہو رہا ہے' اس کا replica انڈیا میں شروع ہو رہا ہے۔

This is called the recognition. Recognition of the Vision of the Chief Minister Punjab. All the governments do have their own charters and manifestos.

لیکن جناب سپیکر! ہم نے vision یہ دیا ہے کہ

We want to protect the lives of the poor, we want to give them decent sort of a living.

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے پنجاب کا غریب بچہ' جو اپنے آپ کو superior بچہ سمجھے۔ وہ یہ نہ سمجھے کہ سارے کا سارا پیسا امیروں کی طرف لگایا جا رہا ہے۔ آج کسی شخص نے بھی یہاں اٹھ کر کہا ہوتا کہ ہاں' ہم اس حکومت کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے یہاں پر فری ایجوکیشن دی' فری بکس دیں تو میں مانتا کہ واقعی ان کو interest ہے۔ یہ بات ہے احساس کی یہ بات ہے کہ ان غریبوں کی مجبوریوں کا احساس کرنا۔ آپ جائیں ایسے سکولوں میں دیکھیں جہاں پر کوئی بجلی نہیں' کوئی پانی نہیں' بچے بے چارے بلکتے ہیں۔ اگر کسی نے احساس کیا تو ہمارے اس وژن میں اس کا احساس تھا۔ poverty alleviation اس وژن کا حصہ ہے۔ اس ٹیکنیکل ایجوکیشن کو پروموٹ کرنا چیف منسٹر کے وژن کا حصہ ہے ' good governance, right allocation to the right sector ہمارے اس وژن کا حصہ ہے اور اس وژن کو implement کرنا' with the team, with the good governance and with good monitoring یہ بھی ہمارے اس وژن کا حصہ ہے۔ کس

وژن کی آپ بات کرتے ہیں۔ کیا آپ کا وژن ہے۔ ان کا وژن کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! تین سال وہاں اس بینچ پر گزارے۔ ان کا وژن تھا وہاں سے یہاں پر آنا۔ یہاں سے اٹھ کر یہاں پر آنا ان کا next vision ہے۔ یہ اپنا parallel vision دے دیں ہم ان کو مانیں گے۔ یہ ہمیں کوئی parallel budget بنا دیں ' ' . We will admire their proposals. کوئی proposals تو دیں' سوائے criticism کے' سوائے اس کے کہ کہنا یہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ اس سے بات نہیں چلے گی۔ میں آپ سے اور اپوزیشن ممبران سے مودبانہ گزارش کروں گا' بہت اچھے ہیں یہ' بڑے ذہین ہیں' بڑے بردبار ہیں' بڑے فراخدل ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ

Education policy should be a unanimous cause of the entire House. We must join hands to give Education to the poor children of the Punjab and there should be no "ifs" and "buts" in this regard.

جناب سپیکر، ایوان کا حاضر مزید ایک گھنٹہ extend کیا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اس کو آپ unanimously approve کرائیں اور ہم اپنی حکومت کے اس وژن اور خاص طور پر education goals کو پورا کریں گے اور میں ان سے request کروں گا کہ اس کو زیادہ protest نہ کریں۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ تشریف رکھیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے پیپلز پارٹی کے حوالے سے اپنی تقریر میں بہت ساری باتیں کی ہیں۔ میں یہ آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ مجھے دو منٹ دے دیں میں اپنی بات ختم کر لوں گا۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ آپ دو منٹ کس چیز پر بات کریں گے۔ کس رولز کے تحت آپ بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے اپنی تقریر میں انتہائی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیں میں آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کس رول کے تحت بتانا چاہ رہے ہیں؟

جناب سمیع اللہ خان، میں personal explanation کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ میں آپ کو ٹائم نہیں دینا چاہ رہا۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! ہمیشہ رولز کے تحت یہاں ڈیمانڈ پیش ہوتی ہے۔ اس پر اگر کٹ موشن ہو تو جنہوں نے کٹ موشن دی ہوتی ہے وہ اس کو oppose کرتے ہیں۔ اس کے بعد کٹ موشن پر discussion کے بعد اور wind up speech کے بعد کبھی بھی اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر discuss نہیں کیا جاتا۔ اس کے بعد وومنگ ہوتی ہے۔ اگر یہ سلسلہ اس طرح سے شروع رہا تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ پاس ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ایک تو میں انتہائی افسوس کے ساتھ آپ کی خدمت میں اور آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اور وہ موبائل فون سن رہے ہیں یہ ان کی ایوان میں بیٹھنے کی seriousness ہے۔ ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ انہوں نے پھر وہی کیا۔ میں نے ان کے متعلق یہ کہا تھا، میں نے facts and figures کے ساتھ کچھ چیزوں کی نشاندہی کی تھی۔ انہوں نے پھر وہ facts and figures پیش نہیں کئے بلکہ صرف خواہشات کا اظہار کیا ہے۔ میرا آج بھی یہ version ہے کہ vision خواہشات کا نام نہیں ہوتا، وہ facts

and figures کی بات ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ انہیں جس بات پر بڑی ناراضگی ہوئی کہ میں نے ان کے متعلق یہ عرض کیا تھا کہ یہ لاہور کے female colleges میں بہت جاتے ہیں اور دور دراز کبھی کسی سکول و کالج میں نہیں گئے۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ یہ اپنا پچھلے سال کا ٹور پروگرام لا کر دیتے کہ رانا صاحب یہ دیکھیں' میں اتنے اضلاع میں گیا ہوں' میں راجن پور گیا ہوں' لیہ گیا ہوں' بھکر گیا ہوں۔ یہ لانے کی بجائے الٹا انہوں نے اب مجھے دو آفرز کی ہیں۔ ایک تو انہوں نے مجھے کہا کہ آپ میرے پی۔اے سے رابطہ کریں وہ آپ کو ایک سوٹ دے دیں گے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ سوٹ میرے پاس ہے۔

دوسرا انہوں نے کہا کہ میں نوٹیفکیشن کر دوں گا کہ آپ بھی female colleges میں چلے جایا کریں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں' یہ نوٹیفکیشن کر دیں' میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں جب بھی وہاں پر جاؤں گا تو وہاں پر میں اپنے visiting cards تقسیم نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ!

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"4۔ارب 9 کروڑ 52 لاکھ 18 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 15 برائے تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 4۔ارب 9 کروڑ 52 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 2004-05 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب ہم سالانہ بجٹ 2004-05 پر موصول شدہ کٹوتی کی تحاریک پر کارروائی ختم کرتے ہیں اور قاعدہ نمبر 144 ذیلی قاعدہ 4 کے تحت guillotine کا اطلاق کر کے مطالبہ زر پر رائے شماری شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر 1

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 16 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 2004-05 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"ایک رقم جو 1 کروڑ 70 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 2004-05 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 2 کروڑ 15 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 7 کروڑ 40 لاکھ 43 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 64 کروڑ 75 لاکھ 2 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 16 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو ایک کروڑ 49 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے "قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 3 کروڑ 5 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 4-ارب 68 کروڑ 27 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 4-ارب 7 کروڑ 15 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"ایک رقم جو 1-ارب 19 کروڑ 54 لاکھ 39 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 1-ارب 41 کروڑ 35 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 1 کروڑ 33 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 17

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 54 کروڑ 13 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 18

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 2-ارب 4 کروڑ 27 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 12 کروڑ 48 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 70 کروڑ 86 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے

مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنیری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 4 کروڑ 61 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 1-ارب 69 کروڑ 4 لاکھ 78 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 87 کروڑ 93 لاکھ 44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 24

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 1-ارب 2 کروڑ 3 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 94 کروڑ 72 لاکھ 86 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"ایک رقم جو 8 کروڑ 66 لاکھ 27 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"ایک رقم جو 1 کروڑ 43 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 9-ارب 73 کروڑ 49 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پینشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 6 کروڑ 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 1-ارب 20 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

احتجاجی جلوس میں شریک خواتین پر لاٹھی چارج اور گرفتاریاں

قائد حزب اختلاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیں!

قائد حزب اختلاف، ہمارا خیال تھا کہ ہم نے جو بجٹ میں کٹ موشنز دی تھیں اُن پر بحث کریں اور اپنا آئینی حق ادا کریں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اکثریت کی بات مانی جائے گی لیکن اس وقت میں آپ کی توجہ ایک اہم واقع کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! آج تین بجے ہماری جماعت پاکستان پیپلز پارٹی نے ایک پُرامن مظاہرہ arrange کیا تھا۔ پارلیمنٹ میں سے بھی کچھ دوستوں نے اس میں شرکت کرنی تھی اور کریں گے لیکن مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج اس صوبے میں دہشت گرد' چور ڈاکو' لٹیرے تو دندناتے پھرتے ہیں لیکن سیاسی کارکنوں کو اور خاص طور پر خواتین کو جس بے دردی سے ابھی اس مال روڈ پر پولیس نے مارا ہے' سڑکوں پر لٹا کر مارا ہے۔

جس طرح پکڑ کر پتا نہیں کس جگہ پر لے گئے ہیں۔ آج وزیر اعلیٰ صاحب بھی ایوان میں موجود ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ آج اس پنجاب میں تمام تر حکومتی ایجنسیاں' تمام تر پولیس جن کا آپ بجٹ میں اضافہ کر رہے ہیں کیا اس پنجاب کی خواتین پر تشدد کرنے کے لئے رکھا ہے؟ ابھی اس وقت مال روڈ پر آپ میرے ساتھ چل کر دیکھیں تو میرا یہ خیال ہے کہ شاید پولیس وزیر اعلیٰ صاحب کی زیادہ خیر خواہ بننا چاہتی ہے کہ وہ تشریف لائے ہیں تو ان کو سلامی دے رہے ہوں۔ میں چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب بے شک میرے ساتھ ابھی باہر چلیں اور دیکھیں کہ کیا حالت ہے۔ اگر اس ملک میں اپنی آواز بلند کرنے پر' اپنی بات کرنے پر آپ نے تالے لگانے ہیں تو پھر ہمیں بتا دیں۔

جناب سپیکر، قاسم ضیاء صاحب! آپ نے بحیثیت قائد حزب اختلاف پوائنٹ raise کیا اور میں نے آپ کی عزت واحترام کرتے ہوئے آپ کو موقع دیا۔ وزیر قانون صاحب نے بھی سن لیا' وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی آپ کا موقف سن لیا لیکن میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ میں کم از کم آپ سے ایسی توقع نہیں کرتا۔ جب مطالبات زر پر سوال put ہو رہا ہو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کیا جاتا۔ کم از کم آپ تو رولز کے مطابق چلنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر میں بھی یہی عرض کرنے لگا تھا کہ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے اور آج پاکستان کی کوئی بھی اسمبلی ہو خواہ قومی اسمبلی ہو یا چاروں صوبوں کی کوئی بھی اسمبلی ہو ان کی پارلیمانی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ ہوا ہے کہ جب کٹوتی کی تحریکوں پر سوال put کیا جا رہا ہو اور وہ بھی اپوزیشن لیڈر کی طرف سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر آیا ہو۔

دوسری بات قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ ہم کٹوتی کی تحریکوں پر بحث کرنا چاہتے تھے۔ میں ان سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ چار دن بجٹ پر عام بحث رہی ہے یہ اپنی تقریر کر کے چلے گئے اس کے بعد دو دن سے کٹوتی کی تحریکوں پر بات ہو رہی ہے انہوں نے ایوان میں آنا

گوارا نہیں کیا' ایوان میں تشریف نہیں لائے اور یہ کہتے ہیں کہ میں بحث کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر! ہماری جماعت کا استدلال یہ ہے کہ اگر لوگوں کی خدمت کرنی ہے' لوگوں کے حقوق کی بات کرنی ہے لوگوں کے مسائل کی بات کرنی ہے تو اسمبلی کے فلور پر آ کر بات کریں نہ کہ اسمبلی کے اجلاس ہو رہے ہوں اور قائد حزب اختلاف سڑکوں پر لوگوں کو اکسا رہا ہو کہ حکومت کے خلاف نعرے بازی کرو۔ قائد حزب اختلاف کو اپنا کردار اسمبلی کے فلور پر ادا کرنا چاہیے نہ کہ سڑکوں پر اور وہ بھی اس وقت جبکہ اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہو۔ ان کی اپنی کارکردگی تو یہ ہے اس لئے میں جناب سے استدعا کروں گا کہ کٹ موشنز کو جاری رکھیں اور اس وقت جو پوائنٹ آف آرڈر کا سلسلہ ہے اس کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ' قاسم ضیاء صاحب! آپ کا موقف پورے ایوان نے سن لیا ہے۔ وزیر قانون نے بھی سن لیا' وزیراعلیٰ صاحب نے بھی سن لیا۔ برائے مہربانی اب کارروائی چلنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں ہے لہذا آپ اس کو invalid قرار دیں۔

جناب سپیکر، وہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں ہم عوام کی خدمت کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اس ایوان میں ہمیں عوام چن کر اس لئے بھیجتی ہے کہ ہم ان کے حقوق کا تحفظ کریں اور اگر اسی ایوان میں مجھے افسوس ہوا کہ جیسا کہ وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ باہر کارکنوں کو اور وہ بھی خواتین کو پولیس مار رہی ہو اور ان کو ادھر اپنے بجٹ کی پڑی ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ظلم ہے یہ عکاسی کرتا ہے اس ذہنیت کی کہ یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک میں اس ملک کے عوام کا راج ہو۔ یہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جرنیل حکمرانی کرے۔

جناب سپیکر، قاسم ضیاء صاحب! آپ دیکھیں کہ بات کرنے کا بھی کوئی طریق کار ہوتا ہے۔ میں آپ سے تو ایسی توقع نہیں کر سکتا۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! جب باہر خواتین کو مار پڑ رہی ہو تو کون سے ضابطے کی بات کریں گے' جب خواتین کو اٹھا کر تھانوں میں بند کیا جائے گا تو کون سے قانون قاعدے کی بات ہو گی۔ لہذا ہم احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

سالانہ میزانیہ بابت سال 05-2004 کے مطالبات زر

پر بحث و رائے شماری

(---جاری)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

"ایک رقم جو 69۔ارب 7 کروڑ 83 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ معزز اراکین کو واپس ایوان میں لے آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! میں کوشش ضرور کروں گا اور میں اپنے کسی دوست کو درخواست کروں گا کہ وہ بھی جائیں۔ آج صبح بھی جب ایک دوست نے واک آؤٹ کیا تھا اور آپ نے مجھے حکم دیا تھا میں گیا مگر وہ گھر جا چکے تھے۔ اصل میں مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ بات گھر جانے کی ہوتی ہے اور یہاں پر واک آؤٹ کہہ کر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، ابھی آپ کوشش کریں اور ان کے گھر جانے سے پہلے ان کو لے آئیں۔

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر. اب سوال یہ ہے کہ۔

"ایک رقم جو ایک کروڑ 77 لاکھ 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر ایم۔ایم۔اے کے معزز اراکین ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب سپیکر. اب سوال یہ ہے کہ۔

"ایک رقم جو 33-ارب 72 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب سپیکر. اب سوال یہ ہے کہ۔

"ایک رقم جو 1 کروڑ 24 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹور اور کوئلے" کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 1 کروڑ 24 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 36

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 21-ارب 48 کروڑ 34 لاکھ 77 ہزار سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 37

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 5-ارب 46 کروڑ 70 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 38

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 22 کروڑ 81 لاکھ 28 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 40

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 27 کروڑ 2 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "ناؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 41

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 8-ارب 25 کروڑ 70 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 05-2004 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "شاہرات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 42

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 9-ارب ایک کروڑ 23 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2005 کو ختم ہونے والے مالی سال 2004-05 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا اور اب اجلاس مورخہ 28-جون 2004 بروز پیر بعد دوپہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ پیر، 28 -جون 2004

1 ۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2 ۔ سرکاری کارروائی

1 ۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2004

2 ۔ منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ

بابت سال 2004-05 (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس)

پیر 28- جون 2004

(یوم الاثنین 9- جمادی الاوّل 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ
لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ
اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى
رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

سورہ الفجر آیات 24 تا 30

کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا ۝ تو اُس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا ۝ اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا ۝ اے اطمینان پانے والی رُوح! ۝ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تُو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی ۝ تُو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا ۝ اور میری بہشت میں داخل ہو جا ۝ وما علینا الا البلاغ ۝

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم Privilege Motions take up کرتے ہیں۔

تعزیت

پیر بنیامین رضوی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی

سابق اراکین اسمبلی کے لئے دعائے مغفرت

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جیسا کہ ہم سب کے علم میں ہے کہ دو روز قبل ہمارے انتہائی محترم ساتھی پیر بنیامین رضوی کو دہشت گردی کے ایک واقعہ میں شہید کر دیا گیا ہے' وہ ہمارے colleague رہے' ہمارے ساتھ اس ہاؤس میں رہے' ان کے والد بھی اس ہاؤس کے ممبر رہے۔ ہم اس المناک اور افسوس ناک واقعہ پر بات کرنا چاہتے ہیں لیکن اس سے پہلے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی جائے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! مولانا منظور احمد چنیوٹی کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر، ہاؤس کے تمام ممبران کی طرف سے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! [**********]

پیر بنیامین رضوی سابق رکن اسمبلی کے بہیمانہ قتل

پر معزز ارکان اسمبلی کے تاثرات

رانا ثناء اللہ خان، راجہ صاحب! جس واقعہ پر ہم بات کرنا چاہتے ہیں اس حوالے سے یہ بات مناسب نہیں ہو گی۔ کسی اور مرحلے پر جمہوریت اور جمالی صاحب کے لئے بھی فاتحہ خوانی ہو جائے گی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! یہ جو المناک' افسوس ناک دہشت گردی کا واقعہ ہوا ہے جس میں پیر بنیامین رضوی کو ٹارگٹ بنا کر شہید کیا گیا۔ میں اس سے متعلق چند حقائق اس ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور سب سے پہلے میں اس شہید ساتھی کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے' ان کی اگلی منزلوں کو آسان کرے۔

جناب سپیکر! پیر بنیامین رضوی ایک متحرک سیاسی کارکن تھا' اس کی ایک واضح سیاسی وابستگی تھی اور ہمارا یہ موقف ہے کہ اسے اس کی سیاسی وابستگی کی وجہ سے ٹارگٹ کیا گیا' اس کا جو سیاسی کردار تھا اس کی وجہ سے اسے ٹارگٹ کیا گیا۔ میں کسی واضح ثبوت کے بغیر کسی کے اوپر اس واقعہ کا الزام تو نہیں دوں گا لیکن جناب والا! کوئی بھی واردات ہو تو موقع واردات پر اور اس واردات کے بعد کچھ شواہد ایسے ہوتے ہیں جو مجرموں کا پتا دیتے ہیں اور اس سے مجرموں تک پہنچنا آسان ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اس المناک واقعہ کے بعد سب سے پہلا واقعہ یہ ہوا کہ اس واقعہ کی ایف۔ آئی۔ آر اس مظلوم کے بھائی کی application اور موقف کے مطابق نہیں کاٹی گئی۔ 154 Cr.P.C میں یہ واضح طور پر درج ہے کہ اگر کوئی victim ہے' اس کے ساتھ کوئی واقعہ ہوتا ہے تو اس کے بعد اس victim کے کسی بھی لواحقین کا یہ قانونی حق ہے کہ وہ application لکھ کر دے اور جس پر بھی وہ اس واقعہ کا الزام لگانا چاہتا ہے' اسے اس بات کا قانون حق دیتا ہے کہ اس کے مطابق ایف۔ آئی۔ آر کاٹی جائے۔ اس First Information Report کے بعد اس پر انویسٹی گیشن ایجنسیز انویسٹی گیشن کرتی ہیں۔ ٹھیک ہے اگر victim کا کوئی عزیز غلط ایف۔ آئی۔ آر lodge کرواتا ہے تو تفتیش میں ثابت ہو سکتا ہے' تفتیش پر بات آسکتی ہے کہ یہ بات درست نہیں ہے لیکن اس کے اس حق کو deny نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا یہ حق ہے کہ وہ ایف۔ آئی۔ آر اپنی مرضی کے مطابق' وہ جو ریکارڈ پر رکھے کہ اس کے وہم' اس کی سوچ' اس کی evidence کے مطابق اس کا ملزم کون ہے لیکن اس واقعہ میں یہ ہوا کہ ایف۔ آئی۔ آر طارق یعقوب شاہ جو مرحوم پیر بنیامین شاہ کے حقیقی بھائی ہیں' انہوں نے باقاعدہ application لکھ کر دی اور اس میں انہوں نے ملزموں کو نامزد کیا لیکن ان کے اس بنیادی حق کو deny کیا گیا اور ان کی ایف۔ آئی۔ آر

lodge نہیں کی۔ اس کے بعد ان کی dead body میو ہسپتال میں پڑی تھی۔ یہ announce ہو چکا تھا کہ اگلے دن ان کی نماز جنازہ مسجد شہداء میں 10-30 پر ہو گی۔ پیر بنیامین رضوی کی رہائش پھالیہ میں تھی لیکن ان کی رہائش لاہور میں بھی تھی' ان کا لاہور میں گھر تھا' ان کے بچے یہاں پر رہتے تھے' وہ پچھلے تقریباً 10,15 سال سے لاہور میں رہ رہے تھے' وہ اس ہاؤس کے دو مرتبہ ممبر رہے' وہ Ex-Minister رہے' یہاں پر ہزاروں لوگ ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا چاہتے تھے لیکن جناب سپیکر! صبح کو اس کی dead body کو زبردستی چھینا گیا' اس کے لواحقین کو زبردستی گاڑی میں ڈالا گیا اور پھالیہ کے لئے روانہ کر دیا گیا۔ یہاں پر مسجد شہداء میں ان کی نماز جنازہ نہیں ہونے دی۔ میں خود وہاں پر گیا ہوں انہوں نے کہا کہ یہ حکومت وقت کا ہمیں اوپر سے حکم ہے کہ ہم نماز جنازہ نہیں ہونے دیں گے۔ وہاں پر کارکنوں کو مارا گیا' وہاں پر باریش لوگوں کو بھی مارا گیا اور وہاں پر دو مرتبہ نماز جنازہ 100,150 کی تعداد میں لوگوں نے لڑ جھگڑ کر پڑھی لیکن یہ بات ریکارڈ پر ہے اور راجہ صاحب اس بات کی تردید نہیں کر سکتے چونکہ وہاں پر جو فورس تھی اسے یہ حکم دیا گیا تھا کہ آپ یہاں پر نماز جنازہ نہ ہونے دیں۔

جناب سپیکر! یہ انتہائی المناک اور انتہائی دکھ کا واقعہ ہے۔ میں اس سلسلے میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا لیکن میں ایک بات آن ریکارڈ ضرور لاؤں گا کہ پنجاب حکومت نے' ان حکمرانوں نے ایک انتہائی ظالمانہ' سفاکانہ اور انسانیت سوز واقعہ کا اندراج اپنے نامہ اعمال میں کر لیا ہے کہ یہ مخالفین کے جنازے پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔

جناب سپیکر! اس ملک میں دہشت گردوں کو اجازت ہے کہ وہ جہاں چاہیں' جس بارونق سڑک پر چاہیں' جس بارونق چوک پر چاہیں' لوگوں کو خون میں نہلا دیں لیکن ان خون میں نہلاتے لوگوں کا' ان شہیدوں کی نماز جنازہ پڑھنے کی اس ملک میں اجازت نہیں ہے۔ میں ان حکمرانوں سے صرف اتنی بات کہوں گا کہ یہ بات اس ملک کی تاریخ میں موجود ہے' اس سے عبرت پکڑو' اس ملک میں ایک ایسا واقعہ گزرا ہے کہ ایک شخص کو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا گیا اور اس کی بیٹی اور اس کی بیوی کو اس کا چہرہ نہ دیکھنے دیا گیا لیکن پھر قدرت کا انتظام یہ ہے کہ جس نے چہرہ نہیں دیکھنے دیا تھا اس کا چہرہ پھر کسی کو دیکھنے کو نہیں ملا

جناب سپیکر! انہیں چاہیے کہ یہ ظلم کی اس انتہا کو نہ پہنچیں' یہ اس واقعہ سے زیادہ افسوس ناک' سفاکانہ اور انسانیت سوز بات یہ ہے کہ اس شہید کا یہاں نماز جنازہ بھی نہیں ہونے دی گئی۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم اس بات میں بہت آگے تک جاچکے ہیں' ہم investigation کر چکے ہیں' ہم نے اس سلسلے میں Call Attention Notice جمع کروایا ہے جس کی میرا خیال ہے کہ دو دن بعد باری آئے گی۔ اس کیس سے متعلق ان کی کیا پیشرفت ہے وہ بھی بات ہو جائے گی لیکن یہ جو حکومت کا رویہ ہے یہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ میں وہی بات کروں گا کہ موقع واردات اور واردات کے بعد کچھ شواہد ایسے ہوتے ہیں جو ملزموں کا پتا دیتے ہیں۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جناب قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف، شکریہ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح رانا صاحب نے بات کی ہے کہ یہ بات بڑی افسوسناک ہے کہ پیر بنیامین رضوی صاحب کی ہلاکت' شہادت ایک لمحہ فکریہ ہے کیونکہ جس ملک میں ایک نظام کو خراب کرنے کے لئے target کلنگ شروع کی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہی نظام ہے جس کو بچانے کے لئے ہم بار ہا یہ کہتے رہے ہیں کہ ہمیں آپس میں ایک ہو کر اس نظام کو بچانا چاہیے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پہلے اس ملک میں سیاسی کلچر کو کمزور کرنے کے لئے سیاسی جماعتوں کو کمزور کیا گیا' اس کے لئے سیاسی جماعتوں میں توڑ پھوڑ کرنے کی کوشش کی گئی' پھر حکومت بنانے میں نیب اور نجانے کس کس ادارے کو استعمال کیا گیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ اب پھر اس سسٹم کو لپیٹنے کے لئے آج سیاسی کارکنوں کی Target killing ہو رہی ہے۔ جس طرح رانا صاحب نے کہا کہ بغیر شواہد کے ہم کسی پر الزام نہیں رکھنا چاہتے لیکن حکومت وقت کا یہ فرض ہے کہ ہمیں بتائے کہ اگر یہ قاتل نہیں پکڑے جاتے' اگر وہ لوگ جو دن دیہاڑے ہمارے اس صوبے میں' مجھے افسوس تھا اس دن کہ جس دن ہم نے سندھ کے ایک سیاسی کارکن کے قتل ہونے پر بات کرنے کی کوشش کی تو آپ نے یہ کہہ کر' حکومت نے یہ کہہ کر کہ یہ معاملہ سندھ کا ہے اس کو یہاں discuss نہ کریں اور ہم نے اس دن بھی کہا تھا کہ سندھ بھی پاکستان کا حصہ ہے اگر جسم کے ایک حصے میں چوٹ لگتی ہے تو درد پورے جسم میں محسوس ہوتا ہے اور وہ دن دور نہیں ہوتا کہ جب

وہ ناسور اور وہ زخم بڑھتا بڑھتا پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ آج اس دردناک واقعے نے ہماری اس بات کو بھی ثابت کیا کہ اگر سندھ میں کوئی واردات ہوتی ہے تو ہم پنجاب میں بیٹھ کر اتنی بے رحمی اور بے دلی سے تماشا نہیں دیکھ سکتے۔ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ جس طرح رانا صاحب نے کہا کہ جب نماز جنازہ کے لئے کہا گیا تو وہاں مال روڈ پر مسجد شہداء میں' میں بھی موجود تھا۔ دس بجنے میں تین منٹ تھے۔ جب میں وہاں پہنچا کیونکہ دس بجے کا وقت تھا لیکن میرے سامنے کارکنوں کو گرفتار کیا جا رہا تھا۔ میں نے کوشش کی لیکن پولیس نے میری گاڑی اس طرف جانے سے روکی۔ جس طرح انہوں نے کہا ہے میں کہتا ہوں کہ ہم سب کو یہ بات برملا کرنی چاہیے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اور دہشت گردی کی صورتحال آپ کے سامنے ہے کہ آج حکومت خود محفوظ نہیں ہے۔ آج حکومت کا صدر' ہم تو خیر اس کو غیر آئینی صدر ہی کہتے ہیں وہ محفوظ نہیں ہے۔ ملک کی فوج کا کور کمانڈر محفوظ نہیں' ملک میں وزراء محفوظ نہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم پچھلے دنوں میں کہتے رہے کہ لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کیا جائے کیونکہ یہ ذمہ داری حکومت کی ہے۔ آج اس افسوس ناک واقعہ پر لاء اینڈ آرڈر بہتر کرنا تو ایک طرف ہم تو مظلوموں کی نماز جنازہ بھی ادا نہیں کر سکتے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت وقت کو چاہیے کہ جو لوگ اس میں ملوث ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے کیونکہ یہ target killing ہم سمجھتے ہیں کہ اس سسٹم کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ' چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ جناب سپیکر! بڑے ہی افسوس اور افسردگی کے ساتھ آج اس بات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ صوبہ پنجاب جس کے لئے حکومت پنجاب آئے دن یہ دعوے کیا کرتی تھی کہ یہ صوبہ دہشت گردی سے محفوظ ہے اور اس میں target killing نہیں ہے تو آج ہم بڑی ہی افسردگی اور بجھے ہوئے دل کے ساتھ اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ پنجاب بھی ان صوبوں میں شامل ہو گیا ہے جہاں پر target killing ہو رہی ہے۔ بڑے ہی آرام اور سکون کے ساتھ لوگوں کو بے دردی اور بے رحمی سے قتل کیا جا رہا ہے۔ جب میں ٹی۔وی پر اس خبر کو سن رہا تھا تو ٹی۔وی والوں نے کہا کہ تین سے چار منٹ تک ملزمان نے فائرنگ کی۔ آپ خود بتائیں کہ اتنی بارونق سڑک پر اگر قاتل تین سے چار منٹ تک stay کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان قاتلوں کو کسی چیز کی فکر نہیں'

انہوں نے بڑے اطمینان سے اس بات کی تسلی کی کہ اس کار میں بیٹھنے والے سب کے سب لوگ شہید ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ کامیاب کیا ہوئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ہم سب ان قاتلوں کے امدادی ہیں۔ انہیں لاہور کے اندر کوئی پکڑنے والا نہیں ہے اور بڑے اطمینان سے قتل کر کے وہ پوشیدہ جگہ پر چلے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات حکومت وقت کے لئے اور خاص طور پر پنجاب کے لئے بہت فکر کرنے والی ہے کہ لاہور کے اندر سڑکوں پر اگر قاتل چار منٹ تک ٹھہرے رہے تو پھر حکومت کہاں تھی' پولیس کہاں تھی' انتظامیہ کہاں تھی اور یہ لوگ کہاں تھے کہ چار منٹ ٹھہرنے کے بعد بھی یہ ملزمان کو ٹریس نہ کر سکے' نہ ان کی گرفتاریاں ہو سکیں نہ ابھی تک یہ معلوم ہوا کہ وہ کون لوگ تھے؟ میں اس پر انتہائی صدمے کا اظہار کرتا ہوں اور پھر یہی نہیں آپ پورے ملک کے اندر دیکھیں' ہم جب بھی ملک کی بات کرتے ہیں آپ ہمیں ٹوک دیتے اور روک دیتے ہیں۔ یہ ملک کی بات آ جا کر اسی صوبے کے اندر ہی ختم ہو گی اس سے باہر کہیں نہیں جائے گی۔ اس سے پہلے آپ نے دیکھا کہ متحدہ مجلس عمل کے قائدین پر صوبے کے اندر جانے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ آخر یہ اس جماعت کی سوچ تھی' حکمران جماعت کی سوچ تھی۔ مجھے بتاؤ کہ اگر وہ ایسے اقدامات کریں گے تو اس ملک میں انار کی نہیں پھیلے گی تو اور کیا ہو گا؟ انتشار نہیں پھیلے گا تو اور کیا ہو گا؟ آخر کیا ہو گیا ہے ان کی سوچ کو کہ پرامن لوگوں کو مشتعل کیا جا رہا ہے' پرامن عوام کو مشتعل کیا جا رہا ہے۔ اگر انہوں نے یہی سوچ رکھی تو اس کا مطلب ہے کہ یہ حالات کو خود خراب کر رہے ہیں۔ پھر یہی نہیں بلکہ جس شخص کو اس ایوان کے اندر آپ خاص طور پر مقدس گائے سمجھتے ہیں' ہم ان کا اگر نام لیتے ہیں تو آپ ناراض ہو جاتے ہیں' کارروائی سے الفاظ حذف ہو جاتے ہیں' اس کا عالم دیکھو کہ اس نے جمہوریت کو کیسا مذاق بنا رکھا ہے؟ ایک وزیراعظم کو گھر بھیجا جا رہا ہے' دوسرے کو یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ آپ دو ماہ کے لئے وزیراعظم ہوں گے تیسرے ایک ایسے آدمی کا نام لیا جا رہا ہے جس کا اس ملک سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ' گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میں بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آخر اس آدمی کی عقل کو کیا

ہو گیا۔ کیا اس ملک کے سارے سیاستدانوں نے اس لئے قربانیاں دی تھیں کہ وہ ایک یہودی اور عیسائی نواز آدمی کو اس ملک کا وزیراعظم بنائے؟ کیا اسی لئے ہم سب لوگ اکٹھے ہوئے تھے کہ وہ آنے والے وقت میں ایک یہودی نواز آدمی کو اس ملک کا وزیراعظم بنائے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ (ق) لیگ کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے وہ اس بات کو سوچیں کہ (ق) لیگ کے پاؤں پر کلہاڑی ماری جارہی ہے یہ ان کو سوچنا پڑے گا۔ چودھری شجاعت چاہے وہ اس اہل ہے یا نہیں؟ لیکن ایک سیاستدان تو ہے' وہ اس ملک کا وزیراعظم بنایا جا سکتا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ شوکت عزیز کا نام آ گیا۔ کیا یہ سب بھیڑ بکریاں ہیں؟ کیا (ق) لیگ والے کچھ نہیں جانتے؟ میں ان تمام باتوں اور بنیامین کے قتل سمیت ان تمام باتوں پر احتجاج کرتا ہوں اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان معاملات کو درست کرنے کی کوشش کرے۔

جناب سپیکر. شکریہ' رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔

خون پھر خون ہے' بہتا ہے. تو جم جاتا ہے
ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

جناب سپیکر! میں نے اسی فلور پر بات کی تھی جب ہمارے ساتھی منور سہروردی کو شہید کیا گیا تھا وہ لمحہ دیکھیں جب وہ رکشے میں گیا تو اس نے کہا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مجھے بچالو۔ میں مر نہ جاؤں۔ یہی واقعہ پیر بنیامین رضوی کے ساتھ ہوا ہے کہ ان کے ساتھ والی گاڑی پر میرے بلاک میں رہنے والی خاتون نے مجھے بتایا کہ جب اس کی گاڑی کو روکا تو ان لوگوں نے اچھی طرح تسلی کی اور کافی دیر تک فائرنگ کرتے رہے اور وہیں ساتھ ہی کونوں پر پولیس بھی کھڑی تھی اور وہ پولیس جس کے لئے اب اربوں روپے دیئے جارہے ہیں۔ یہ target killing ہے جب میں نے ایک دفعہ بات کی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ یہ غلط ہے۔ میں نے کہا تھا کہ who rules Punjab? جناب کون پنجاب کو rule کر رہے ہیں؟ کونسی قوتیں ہیں؟ یہ ایک کہانی لکھی جارہی ہے میں اس ایوان کا ممبر ہوں میں کہتا ہوں کہ یہ نظام چلے مگر جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ سارا کچھ رول بیک ہو رہا ہے۔ جو مقتدر قوتیں ہوتی ہیں جب وہ سسٹم کو pack up کرنا چاہتی ہیں تو اس کے لئے ایک

کہانی لکھی جاتی ہے۔ آپ دیکھیں جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے کہ 154 Cr. P.C کے تحت بنیادی حق تھا کہ ایف۔ آئی۔ آر اس کے بھائی کے موقف کے مطابق لکھی جاتی ان کا ایک بنیادی حق تھا کہ ان کا لکھا جانے لیکن نہ لکھنے کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ پھر پوسٹ مارٹم کے متعلق بھی کسی وارث کو نہیں بتایا گیا اور اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھنے دی گئی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جو یہ سلسلہ چل گیا ہے ہم میں سے جتنے لوگ بیٹھے ہیں کوئی محفوظ نہیں ہے۔ انسان کی سب سے محافظ موت ہوتی ہے موت کا ایک وقت ہوتا ہے۔ یہ دیکھ لیں میری بات کو یہ سنجیدہ لیں کوئی آدمی محفوظ نہیں ہے۔ اس سسٹم کو ختم کرنے کے لئے آپ کو روزانہ ایک نہ ایک نئی خبر ملے گی۔ ہم اس واقعے کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور اس حکومت سے کہتے ہیں کہ جتنی دیر تک آپ اصل قاتلوں کو گرفتار نہیں کرتے تو احتجاج کا سلسلہ دن بدن بڑھتا جائے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ' جناب رانا مشہود احمد خان صاحب!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! آج جس وقوعہ کی بنیاد پر ہم یہاں بات کر رہے ہیں پیر بنیامین رضوی صاحب سابق صوبائی وزیر اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے نائب صدر تھے۔ ہفتے والے دن وہ مسلم لیگ ہاؤس میں بیٹھے ایک پریس ریلیز تیار کر رہے تھے اور ایک پریس کانفرنس کرنے کے لئے جانا تھا جب وہ مسلم لیگ ہاؤس سے نکلے تو ان کے اوپر نیو کیمپس پر جس بہیمانہ طریقے سے فائرنگ کی گئی وہاں پر مردہ خانے میں ایس۔پی اور ایس۔ایس۔پی موجود تھے تو انہوں نے بتایا کہ جو فائرنگ کی گئی ہے وہ کلاشنکوف سے کی گئی ہے۔ میرا آج حکومت سے یہ سوال ہے کہ ایک بندہ جو موٹر سائیکل پر سوار ہو کر آیا اور اس کے ہاتھ میں کلاشنکوف تھی اور ایک ایسی روڈ پر جہاں پولیس کے تین ناکے موجود تھے اور جائے وقوعہ سے چند سو گز کے فاصلے پر پولیس بھی موجود تھی اس کے باوجود اتنے بہیمانہ طریقے سے قتل کیا گیا۔ انھوں نے سب سے پہلے ڈرائیور کو burst مارا تھا۔ جب گاڑی رک گئی تو اس کے بعد انھوں نے اپنی تسلی کی کہ پیر صاحب زندہ ہیں یا شہید ہو چکے ہیں۔ اس پورے وقوعہ کے اندر نہ تو پولیس کی طرف سے کوئی ایکشن لیا گیا اور جو picket وہاں پر موجود تھی نہ انھوں نے کوئی کارروائی کی۔ اس کی وجوہات جو سامنے آئیں' جب ہم سارے مردہ خانے میں پہنچے اور وہاں پر جب ایف۔ آئی۔ آر درج کرانے کی باری آئی تو وہاں پر ایک ایس۔پی ظاہر عالم موجود تھے۔ وہ بار بار اس بات پر اصرار کر رہے تھے کہ آپ فوری طور پر فلاں بندوں کا نام لے کر

ایف۔ آئی۔ آر ہمارے حوالے کریں۔ وہاں پر مقتول کے جو عزیز و اقارب تھے انھوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ پیر صاحب نے اپنی موت سے چند ماہ پہلے سے تواتر کے ساتھ یہ بات کہہ رہے تھے کہ پنجاب کے اعلیٰ پولیس افسران کے مجھے فون آرہے ہیں' وہ مجھے threat کر رہے ہیں کہ آپ کی جو سیاسی سرگرمیاں ہیں ان کو آپ curtail کریں۔ اگر آپ نے ان کو curtail نہ کیا تو اس کا آپ کو خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ مقتول کے عزیز و اقارب نے جو ایف۔ آئی۔ آر درج کروائی تھی اس کے اندر انھوں نے یہ چیز لکھوائی تھی' میں آج on the floor of the House آپ کے اور راجہ بشارت صاحب کے نوٹس میں بھی یہ بات لے کر آنا چاہوں گا کہ پنجاب کی ایک انتہائی اعلیٰ شخصیت کا ذکر کیا تھا کہ ان کے ایماء پر یہ قتل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے جو ایف۔ آئی۔ آر دی۔ اس کے اندر کسی شخصیت کا نام نہیں تھا۔ ہم نے کہا تھا کہ یہ جو وقوعہ ہوا ہے یہ حکومت پنجاب کے ایماء پر پیر صاحب کی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے ہوا ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہ ایف۔ آئی۔ آر ہم نے 4 بجے شکور نامی ایس۔ ایچ۔ او گارڈن ٹاؤن کو hand over کی۔ طاہر عالم ایس۔ پی بھی وہاں پر موجود تھا۔ ان لوگوں کی موجودگی میں ہم نے ایف۔ آئی۔ آر hand over کی لیکن وہ ہمیں چار گھنٹے تک لٹکاتے رہے اور وہ ہمیں یہ کہتے رہے کہ ابھی ہم ایف۔ آئی۔ آر پر غور کر رہے ہیں۔ ہم ابھی ہدایات لے رہے ہیں اور چار گھنٹے بعد خود complainant بن کر حکومت نے وہ ایف۔ آئی۔ آر کٹوا دی۔

جناب سپیکر! میرا آج اس ایوان سے یہ سوال ہے کہ اگر پیر بنیامین کا قتل حکومت پنجاب کے ایماء پر نہیں ہوا تھا تو وہ کیا وجوہات تھیں کہ جو ایف۔ آئی۔ آر درج کرانے کا پیر بنیامین کے وارثان کا حق تھا وہ حکومت پنجاب نے خود درج کرا دی؟ میں ان عقل کے اندھوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قانون کا اپنا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ وہ ایف۔ آئی۔ آر جو ہم نے ایس۔ ایچ۔ او گارڈن ٹاؤن کو دی تھی' ہمارے پاس اس کے خلاف legal remedy موجود ہے۔ پیر صاحب کے قتل کی آواز کو دبایا نہیں جا سکے گا۔ وہ آواز اب ہم لیگل فورم پر اٹھائیں گے اگر وہ ہماری آواز کو اس فورم پر دبانے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے اور ہمارا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے اور میں آپ کے نوٹس میں لے کر آنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد کیا ہو رہا تھا کہ میت خانے کے اندر پیر

بنیامین صاحب کی لاش پڑی تھی' ہم لوگ ان کی لاش کے پاس کھڑے تھے اور حکومت نے وہاں پر باہر کم از کم پانچ سو نہیں تو ایک ہزار پولیس والے لگا دیئے تھے۔ وہاں پر ایک معرکے کی کیفیت پیدا کر دی اور وجہ کیا تھی؟ وہ کہتے تھے کہ پیر صاحب کی لاش کو ہم ابھی پوسٹ مارٹم کر کے یہاں سے روانہ کریں گے۔ ہم نے ان سے request کی کہ پیر صاحب کی بوڑھی والدہ انگلینڈ سے پاکستان پہنچ رہی ہیں' ان کا جہاز ڈیڑھ بجے دن سے پہلے نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ ہمدردی کی بنیاد پر' میں کہتا ہوں کہ ترس کھا کر یہ بات مان لی جاتی کہ پیر صاحب کی بوڑھی والدہ جو باہر سے آ رہی تھیں ان کے انتظار میں پیر صاحب کی لاش کو میت خانہ میں پڑے رہنے دیا جاتا لیکن ہوا یہ کہ صبح کے تین بجے وہاں پر تمام لاہور کے ایس۔پی حضرات' تمام لاہور کی پولیس انھوں نے جمع کر لی۔ پیر صاحب کی لاش کو زبردستی ایمبولینس میں ڈال کر گاڑی روانہ کر دی جس پر ہم لوگوں نے جب احتجاج کیا' وہاں پر ہمارے ایم۔این۔اے حضرات' ملک پرویز صاحب' خواجہ سعد رفیق صاحب بھی پہنچ گئے اور جب براہ راست آئی۔جی صاحب سے بات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم آپ کو لاہور کے اندر نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دیں گے لیکن مسجد شہداء پر نہیں آپ داتا دربار میں پڑھ لیں کیونکہ پیر صاحب داتا صاحب کے ماننے والے بھی تھے۔ آپ نے جو نماز پڑھنی ہے وہ داتا دربار میں پڑھ لیں لیکن حکومت کی commitment کے بارے میں آج اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر بات کروں گا کہ ہم لوگوں سے commitment کر کے' سارا کچھ طے کر کے ہم لوگ وہاں سے ان کی commitment کی بنیاد پر چلے گئے لیکن راتوں رات انھوں نے پھر پیر صاحب کی میت کو یہاں سے اٹھایا اور سیدھا چھاپہ پہنچا دیا۔ صبح جب ہمارے دوست' ہماری پارٹی کے ورکرز' ہماری پارٹی کے قائدین جن کو اطلاع دی گئی تھی کہ نماز جنازہ مسجد شہداء میں ہو گی' وہ وہاں پر جب پہنچے تو انہیں وہاں پر گرفتار کیا گیا۔ جب وہاں پر ہم نے احتجاج کیا کہ پیر صاحب کے بارے میں آپ نے commitment کی تھی' آپ اپنی commitment سے پھرے ہیں تو وہاں سے ہمارے دوستوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

جناب سپیکر! میں صرف آپ کے سامنے یہ ایک لمحہ فکریہ رکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا وجوہات تھیں کہ جس پر حکومت پنجاب اتنی ڈری ہوئی تھی کہ ایک تو پیر صاحب کی میت کو commitment کے برعکس فوراً چھاپہ پہنچا دیا گیا اور یہاں ایک رات کے لئے بھی میت خانہ میں نہ رکھا گیا' دوسرا

حکومت کو اتنی grace تو show کرنی چاہیے تھی کہ ان کی والدہ آ رہی تھیں لیکن انھوں نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی تو میں صرف ہاؤس کے سامنے یہ سوال اٹھاؤں گا کہ وہ کیا وجوہات اور وہ کیا عوامل تھے کہ پیر صاحب کے وارثان جس کی طرف نشاندہی کر رہے تھے اور حکومت پنجاب جس طرح ان چیزوں کو بلڈوز کرنے پر تلی ہوئی تھی؛ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آج ایک انتہائی افسوسناک اور زیادتی والا واقعہ ہے اور یہ جو قتل ہے یہ ایک سیاسی قتل ہے اور یہ ایک target killing ہے۔ اس کے اوپر اپنی آواز اٹھاتے رہیں گے۔۔۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ مہربانی۔ وزیر قانون!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' چودھری اقبال صاحب' وزیر خوراک بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! جہاں تک اس اندوہناک واقعہ کا تعلق ہے اس میں' میں اور میرے ٹریژری بنچز کے سارے رفقائے کار بھی اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ وہ ہمارے بھی بڑے دوست تھے اور ہمارے لئے بڑے محترم تھے۔ پیر صاحب (مرحوم) کا تعلق ایک ایسے خانوادے سے ہے جس کا پورے پنجاب میں احترام ہوتا ہے۔ یہ ایک پیر گھرانہ ہے۔ ان کے والد صاحب بڑے ہی قابل احترام ہمارے ساتھی رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ منسٹر بھی رہے ہیں۔ ہم سارے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ہمیں بھی اتنا ہی افسوس ہے جتنا کہ ہمارے فاضل بھائیوں کو ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لیڈر آف اپوزیشن سے صرف اتنی ہی مودبانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو کوئی سیاسی رنگ دینے کی بجائے اس کو ایک common cause کے طور پر لیا جائے۔ ان کے لواحقین کے ساتھ ہماری بھی اتنی ہی ہمدردی ہے جتنی کہ ان کی ہے۔ اس کو جیسے کہا گیا کہ ہمارے پاس کچھ شواہد بھی ہیں' اگر کوئی شواہد ان کے پاس ہیں تو یہ اگر ان کو quietly دینا چاہتے ہیں تو quietly دیں اور اگر برملا دینا چاہتے ہیں تو برملا دیں۔ اس کے اوپر جو بھی کوئی اہلکار ہے وہ afford نہیں کر سکتا کہ اس میں کوئی کوتاہی کرے اور نہ ہی حکومت پنجاب اس میں کوئی کوتاہی کرے گی۔ لاء منسٹر صاحب بھی اس پر بات کریں گے لیکن اس واقعہ کو کوئی سیاسی رنگ نہ دیا جائے۔ اس کو میرٹ پر purely لیا جائے اور جن افراد نے ایسا اندوہناک واقعہ کیا

ہے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے اور انھیں کیفرکردار تک پہنچایا جائے۔ یہ ہمارے ہاؤس کی ایک common cause ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو اختلافی مسئلہ نہ بنایا جائے۔ میری صرف اتنی استدعا تھی۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ وزیر قانون!

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر، جی، نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مرحوم بنیامین صاحب ہمارے ساتھ اسی ہاؤس میں ممبر رہے اور منسٹر بھی 1997 سے لے کر 1999 تک رہے۔ وہ ہمارے نہایت ہی بہترین دوست تھے۔ اس بات کا میں اظہار کرتا ہوں کہ یقین کریں ہمیں ان کی اس موت پر دلی افسوس ہے۔ ہم جو بھی قاتل ہے' اس کارروائی پر ان کی مذمت کرتے ہیں۔ اس بات پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے۔

جناب سپیکر! آج مجھے ایک واقعہ جب یہ تقاریر ان کی اس افسوسناک موت پر ہو رہی تھیں تو یاد آ رہا تھا کہ 1988 یا 1989 میں ہم اسی ہاؤس میں بیٹھے تھے اور محترم میاں نواز شریف صاحب چیف منسٹر تھے اور اسی ہاؤس میں اعلان ہوا کہ ہمارے ایک ایم پی اے چھبہ ڈوگر' وہ یہاں رہتے تھے' تو ایک دفعہ راستے میں جاتے ہوئے مسلم لیگ ہاؤس سے جب آگے نکلے تو ان پر ambush ہوا اور پانچ آدمی موقع پر ہی قتل ہو گئے۔ جب آدمی کوئی نیت کرتا ہے کسی کو ambush کر کے قتل کرنے کی تو اس میں پھر بہت مشکل ہوتا ہے کہ اس وقت اس کو قابو کیا جائے۔ 1985 سے ہم دیکھتے آ رہے ہیں کہ اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں' ہماری گورنمنٹ کی پوری کوشش ہے کہ اگر اسی جگہ پر ایسے قاتل مل جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگوں کے ذہنوں میں خدشات اٹھتے ہیں وہ پھر کبھی بھی نہ اٹھیں۔

جناب سپیکر! اس میں میرا یہاں کھڑے ہو کر بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے دلی طور پر افسوس ہے۔ ہمارا ان کے ساتھ ایک ذاتی تعلق بھی تھا۔ ان کے پورے خاندان' ان کے بزرگوں کے ساتھ بھی ایک ذاتی تعلق تھا جس کے لئے ہم بھی ان کے خاندان کے ساتھ ان کے غم میں برابر کے

شریک ہیں۔ جس کے لئے ہم بھی ان کے خاندان کے ساتھ' ان کے غم میں شریک ہیں اور میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو بے نقاب کرے۔ ہماری حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ ان کے قاتلوں کو trace کیا جائے' انھیں سزا دلوائی جائے اور ان کو اس صوبے اور ملک کی عوام کے سامنے لایا جائے تاکہ جتنے خدشات پیدا ہو رہے ہیں وہ دور ہوسکیں اور ان کے ورثاء کے دل کو بھی ٹھنڈک پہنچے۔ ہم ان کے غم میں بالکل برابر کے شریک ہیں۔ جناب والا! جب میں اپوزیشن میں تھا تو میری سیٹ ان کے بالکل ساتھ تھی۔ جہاں اس وقت رانا آفتاب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اس سیٹ پر وہ بیٹھا کرتے تھے۔ جس وقت اپوزیشن کے ساتھی ان کے متعلق بات کر رہے تھے تو مجھے ان کی کتنی باتیں یاد آرہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں غریقِ رحمت کرے۔ جس طرح رانا صاحب نے ابھی کہا اور جس طرح کے بین الاقوامی حالات چل رہے ہیں' جب اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں تو اس میں ضرور ایسے خدشات آتے ہیں اور ہر آدمی اپنے آپ کو insecure feel کرتا ہے۔ حکومت پوری نیک نیتی سے یہ کوشش کر رہی ہے کہ اس صوبے کا law and order بہتر رہے۔ comparatively ہمیں یہ فخر ہے کہ باقی صوبوں کی نسبت یہاں حالات بہتر ہیں اور ہم اسے اور زیادہ بہتر کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس صوبے کی عوام کو تحفظ فراہم کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : شکریہ' مہربانی۔ وزیر قانون!

چودھری عبدالغفور خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب! ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اپوزیشن کی ایوان کے اندر جتنی بھی پارٹیاں ہیں ان کے پارلیمانی لیڈر بات کریں گے۔ چونکہ مرحوم کا تعلق (ن) لیگ سے تھا اور یہ وقوعہ لاہور میں ہوا تو لاہور کے ایک معزز رکن کو بھی وقت دیا جائے اس لئے لاہور سے رانا مشہود صاحب کو بھی وقت دیا گیا۔ یہی باتیں بار بار دہرائی جانی ہیں۔ اس وقوعہ کا پورے ایوان کو افسوس ہے۔ میرا خیال ہے کہ کافی باتیں ہو چکی ہے۔ یہ ایڈوائزری کمیٹی میں طے شدہ بات تھی جس کے مطابق کارروائی چل رہی ہے۔ لہذا آپ تشریف رکھیں۔ جی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور : شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پیر بنیامین رضوی صاحب کے غم میں یہ پورا معزز ایوان برابر کا شریک ہے۔ اس ایوان میں موجود

اراکین کی اکثریت ایسی ہے کہ جن کے ساتھ بنیامین رضوی صاحب بطور ممبر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے ذاتی تعلقات بھی رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعے پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے۔ اس لحاظ سے میں اس معزز ایوان کو مبارکباد بھی دینا چاہتا ہوں کہ آج جس طریقے سے اس معزز ایوان نے جناب پیر بنیامین صاحب کے جاں بحق ہونے پر' اس حادثے پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ جس سنجیدگی کے ساتھ یہاں پر خیالات کا اظہار کیا گیا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں پر موجود ہر رکن ان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور اس کو افسوس ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر رانا ثناء اللہ صاحب نے سیاسی وابستگی کے حوالے سے بات کی کہ ان کو سیاسی وابستگی کی بنیاد پر قتل کیا گیا ہے۔ میں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ اس بات کو رد کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شاید اس معزز ایوان میں موجود پاکستان مسلم لیگ کے اراکین کے ساتھ ان کی وابستگی اتنی طویل نہ ہو گی جتنی کہ وزیراعلیٰ پنجاب' چودھری پرویز الہیٰ صاحب کے ساتھ ان کی سیاسی وابستگی ہے۔ چودھری پرویز الہیٰ صاحب کے ساتھ ان کی سیاسی وابستگی ایک طویل عرصے پر محیط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیر بنیامین صاحب کی وابستگی چودھری برادران کے ساتھ بہت زیادہ تھی۔ اس حقیقت کے باوجود کہ آج سیاسی طور پر چودھری صاحب کا تعلق ایک علیحدہ' دھڑے سے ہے اور پیر بنیامین صاحب کا سیاسی طور پر ایک علیحدہ دھڑے سے تعلق تھا لیکن اس کے باوجود دونوں خاندانوں کے درمیان رابطہ' تعلقات اور عزت و احترام کا جو ایک رشتہ قائم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو کسی طور پر بھی ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! یہاں پر یہ کہا گیا کہ انھیں اس بات پر target بنایا گیا کہ شاید ان کی سیاسی سرگرمیاں حکومت کے خلاف تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی سیاسی طور پر سرگرمیاں کچھ بھی ہوں لیکن آج تک پیر بنیامین صاحب نے وزیراعلیٰ پنجاب کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کی کہ جو کہ ان کے شایانِ شان نہ ہو۔ اس لئے جس طرح میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ان دونوں خاندانوں کے درمیان ایک احترام کا رشتہ موجود تھا۔ نظریاتی طور پر' سیاسی طور پر علیحدہ دھڑا ہونا' نظریاتی اختلاف ہونا الگ بات ہے لیکن کوئی ذات کا اختلاف نہیں تھا۔ کوئی اس قسم کی بات نہیں تھی کہ جس کو مفروضے کے طور پر ہم آگے بڑھا کر یہ بات ثابت کر سکیں کہ شاید یہ کسی سیاسی اختلاف کا نتیجہ ہو

سکتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر بنیامین رضوی صاحب کے بھائی کے حوالے سے بات کی گئی کہ ان کے بھائی نے ایف۔ آئی۔ آر کٹوانے کی کوشش کی اور وہ ایف آئی آر درج نہیں کی گئی۔ تو میں اس سلسلے میں مختصراً حقائق آپ کے سامنے رکھوں گا۔ جس طرح رانا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ابھی Call Attention Notice انھوں نے جو داخل کروایا ہے۔ وہ آنا ہے اور اس پر بات ہو گی۔ تو مقدمہ کے حوالے سے جو حقائق ہیں ان پر ہم اس وقت بات کرلیں گے۔ جناب والا! فوری طور پر 15 پر کال ہوئی تھی' ایس۔ ایچ۔ او موقعے پر پہنچے۔ اس وقت ان کے لواحقین وہاں پر موجود نہیں تھے۔ انھوں نے ایف۔ آئی۔ آر کاٹی۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے لیکن میں رانا صاحب کو اتنا ضرور یقین دلانا چاہتا ہوں اور اپنے اپوزیشن کے تمام بھائیوں کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان کے لواحقین کا جو بھی موقف ہے وہ دوران تفتیش دیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس موقف کو سامنے رکھتے ہوئے بھی اس مقدمے کی تفتیش کو آگے بڑھایا جائے گا اور اس موقف کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر نماز جنازہ کے حوالے سے بات ہوئی۔ رانا مشہود صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ بات طے ہوئی تھی تو یہ بات میرے علم میں نہیں ہے لیکن اگر کوئی ناخوشگوار واقعہ ہوا بھی ہے تو اس کے باوجود مال روڈ پر جنازہ ہوا ہے۔ یہاں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت کی ایک بڑی واضح پالیسی ہے اور تمام معزز اراکین اپوزیشن اس بات سے آگاہ بھی ہیں کہ مال روڈ پر جلوس کے سلسلے میں پابندی ہے۔ حکومت اور ضلعی انتظامیہ نے ہر ضلع میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ بلاوجہ ٹریفک کو بلاک کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ ہر ضلع میں جلسے جلوس اور احتجاج کے لئے ایک جگہ مختص کر دی گئی ہے۔ اگر کوئی جلسہ یا احتجاجی مظاہرہ کرنا چاہیں تو اس کے لئے ایک جگہ مختص کر دی گئی ہے۔ یہ میں صرف لاہور کی بات نہیں کر رہا بلکہ پورے پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔ لاہور میں ضلعی حکومت کی طرف سے مینار پاکستان کو اس مقصد کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ اگر میرے معزز بھائی مینار پاکستان کے حوالے سے جنازے کی بات کرتے تو شاید انھیں کوئی دقت پیش نہ آتی لیکن اس کے باوجود جنازہ ہوا۔

جناب سپیکر! یہاں ایک اور بات کا ذکر کیا گیا کہ ان کے پاس شواہد موجود ہیں تو میری ان بھائیوں سے درخواست ہو گی کہ اس سلسلے میں ان کے پاس جو بھی شواہد موجود ہیں وہ سامنے لائیں' ہمیں بتائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان پر نہ صرف غور کیا جائے بلکہ تفتیش کو اس جانب آگے بڑھایا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس وقت ہم اس واقعے کو ذاتی دشمنی کے حوالے سے بھی دیکھ رہے ہیں' ہم sectarian حوالے سے بھی اس کیس کو دیکھ رہے ہیں۔ ایک family feud کے حوالے سے اس واقعے کو دیکھ رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں ضرور مثبت پیشرفت ہو گی۔ جہاں تک میرے بھائی نے یہ کہا کہ پولیس کے اعلیٰ افسران کے فون آتے تھے اور ان کو دھمکیاں دی جا رہی تھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ذاتی طور پر میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ پیر بنیامین رضوی صاحب کی کوئی ایسی سرگرمیاں ہوں جو کہ حکومت کے لئے قابل اعتراض ہوں۔ وہ ایک سیاسی کارکن تھے۔ انھوں نے ہمیشہ سلجھی ہوئی سیاست کی' سیاسی اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے سیاست کی ہے۔ انھوں نے کبھی ذاتیات کی سیاست نہیں کی۔ ذاتیات کے حوالے سے تو ان کے سب سے زیادہ تعلقات ہمارے وزیراعلیٰ صاحب کے خاندان کے ساتھ ہیں۔ میں بالکل کسی بحث میں گئے بغیر آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ان کے پاس اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ اس قتل کے محرکات کیا ہیں۔ اسی طرح میرے پاس اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ پیر بنیامین رضوی صاحب کے آج بھی اس خاندان کے ساتھ اسی طرح تعلقات ہیں کہ جس طرح ماضی میں ہوا کرتے تھے اور کبھی بھی یہ تعلقات خراب نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر اس حوالے سے کہا گیا کہ ان کی والدہ محترمہ نے آنا تھا تو ان کی والدہ محترمہ نے لاہور نہیں آنا تھا بلکہ انھوں نے گاؤں جانا تھا اور وہ گاؤں گئیں۔ بہرحال یہ سارے معاملات ایسے ہیں کہ جن کے متعلق میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا کہ اس معزز ایوان میں کسی بھی دوست کی دل آزاری ہو یا مرحوم ہمارے بھائی کے خاندان یا لواحقین کی دل آزاری ہو۔ ہمارا ان کے بھائی سے بھی رابطہ ہے اور انشاء اللہ ان کے بھائی کا جو موقف ہو گا اس حوالے سے بھی ہم آگے دیکھیں گے کہ معاملات کو آگے کیسے چلایا جائے۔ بہرحال جس طرح چودھری اقبال صاحب نے فرمایا

میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ آج تمام اراکین نے جس دکھ اور درد کے ساتھ خیالات کا اظہار کیا میں سمجھتا ہوں کہ اس کو قائم رکھتے ہوئے ہمیں یکسو ہو کر اصل حقائق کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے تاکہ اس قتل کے اصل محرکات سامنے آسکیں اور جیسے چودھری اقبال صاحب نے فرمایا اس کو سیاسی رنگ نہ دیا جائے کیونکہ مرحوم کے سب کے ساتھ ذاتی تعلقات تھے۔ ہم انتہائی دکھ کے ساتھ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس واقعہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کیس کے محرکات بھی سامنے آئیں گے' اصل کردار بھی سامنے آئیں گے' قاتلوں کو بھی گرفتار کیا جائے گا اور قانون کے مطابق ان کو کیفر کردار تک بھی پہنچایا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جہاں تک اس واقعہ پر اپوزیشن اور حکومتی بنچز کے معزز ممبران کے دکھ کے اظہار اور سنجیدہ رویے کا تعلق ہے۔ میں ذاتی طور پر بھی سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خصوصی طور پر جن خیالات کا اظہار چودھری اقبال صاحب اور سعید اکبر نوانی صاحب نے کیا لیکن اس واقعہ پر جو حکومتی رویہ ہے ہمیں اس پر انتہائی افسوس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب نے بہت اچھی باتیں کی ہیں لیکن جب وہ حکومت کا موقف بیان کرنے کی طرف آئے اور انھوں نے جو بات کی اس پر مجھے انتہائی افسوس ہے۔ انھوں نے یہ فرمایا کہ مال روڈ پر جلسے اور جلوس کی پابندی ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر کوئی جلسے کا پروگرام نہیں تھا وہاں پر کوئی جلوس نہیں تھا۔ جنازے کی نماز جلسہ نہیں ہوتا۔ وہ جلوس نہیں ہوتا۔ کل اتوار کا دن تھا اور سارا علاقہ بند تھا۔ جب حکمران کرسی پر بیٹھتے ہیں پھر پتا نہیں ان کی سوچ کہاں چلی جاتی ہے؟ اگر ان کو اتنی سوچ ہوتی تو دونوں طرف سے علاقہ بند کر کے انھوں نے جتنی فورس لگائی تھی اسے کہتے کہ ہر آدمی کی تلاشی لے کر اسے آگے جانے دیں۔ جناب والا! کسی آدمی کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی۔ خدا کی قسم کوئی آدمی بھی اس نیت سے اس افسوسناک اور المناک واقعہ پر نہیں آیا تھا کہ نماز جنازہ کے علاوہ سیاسی طور پر کوئی معاملہ کرے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے جنازے کو بھی جلوس سمجھا گیا اور یہ سمجھا گیا کہ وہاں پر کوئی جلسہ ہو گا تو یہ حکومتی سوچ نہ صرف قابل افسوس ہے بلکہ قابل

مذمت بھی ہے۔ حکومتی رویہ تو یہ تھا کہ پیر بنیامین شہید کی شہادت کے بعد میو ہسپتال سے لے کر جہاں پر اس کی تدفین ہوئی ہے آپ یقین کریں کہ پولیس اس طرح ان کے پیچھے تھی اس طرح ان کی dead body کے پیچھے تھی کہ لوگ سوچ رہے تھے کہ شاید اس دہشت گردی کے واقعہ کے ذمہ دار بھی پیر بنیامین رضوی ہی ہیں۔ یعنی پوری گورنمنٹ' پوری مشینری اس کے پیچھے پڑی ہوئی تھی ادھر کو لے کر جا رہے ہیں ادھر کو لے کر جا رہے ہیں۔ حکومت کا یہ رویہ انتہائی افسوس ناک اور انتہائی قابل مذمت ہے۔ انھوں نے جو ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھنے دی اس پر بھی ہمیں انتہائی افسوس ہے۔ ہم حکومت کے اس رویے کے خلاف اور دہشت گردی کا جو واقعہ ہوا ہے اس میں اب تک یہ ملزمان کو گرفتار نہیں کر سکے بلکہ ان کا نشان تک انھیں معلوم نہیں ہو سکا جیسا کہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ انھوں نے اتنی دیدہ دلیری سے یہ واردات کی ہے اور انھوں نے اپنے چہرے cover نہیں کئے ہوئے تھے بلکہ انھوں نے with open faces یہ واردات کی ہے۔ تو ہم اس افسوسناک ' المناک دہشت گردی کے واقعہ کے خلاف اور ملزمان کو گرفتار کرنے میں حکومت کی ناکامی کے خلاف اپنا protest lodge کرتے ہوئے آج کی کارروائی سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے معزز اراکین واک آؤٹ
کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

تحاریک استحقاق

بہاولپور ایئرپورٹ پر انتظامیہ کی عوامی نمائندگان سے بدسلوکی

(---جاری)

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 22 میاں نوید جہانیاں کی ہے۔ ان کی طرف سے ایک چٹ آئی ہے کہ میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرنا چاہ رہا لہذا motion dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک استحقاق ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی تھی لیکن لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ مجھے بتا دیا جائے کہ آپ کس ایجنسی کو allege کرتے ہیں۔ وہ بھی میں نے ان کو بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر، جی درست ہے۔ آپ بیٹھیں اور سنیں کہ لاء منسٹر صاحب کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آرڈر پلیز۔ جی وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! جب یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی تھی اس وقت تھوڑی سی مبہم تھی اور اس میں کسی ایک ایجنسی کو specify نہیں کیا گیا تھا کہ کس ایجنسی کے اہلکار نے معزز رکن کے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔ بعد میں آپ کے حکم کے مطابق میں نے معزز رکن کے ساتھ رابطہ کیا تھا اور انھوں نے یہ بتایا ہے کہ سول ایوی ایشن اتھارٹی کے متعلقہ حکام نے انھیں روکا تھا۔ میں اس کو oppose نہیں کرتا۔ آپ بے شک اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر، میں یہ motion in order قرار دیتا ہوں اور اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر ڈاکٹر سید وسیم اختر ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب ابھی آپ بیٹھے رہیں اب تو آپ کی تحریک استحقاق بھی منظور ہو گئی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 43 جناب طاہر اقبال چودھری صاحب کی ہے۔ ان کی چٹ آئی ہے کہ اسے کل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔ لہذا تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ چودھری افتخار حسین چھچھر صاحب مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں (توسیع)

مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹیں

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری افتخار حسین چھچھر، جناب سپیکر! میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کی اجازت چاہتا ہوں۔

میں یہ تحاریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"Agricultural crops and rates of Pesticides , Marketing of Agricultural Produce, Agricultural Loans and Tubewells etc.

"The University of Arid Agriculture , Rawalpindi (Amendment) Bill, 2004."

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحاریک پیش کی گئیں ہیں اور سوال یہ ہے کہ۔

"Agricultural crops and rates of Pesticides , Marketing of Agricultural Produce, Agricultural Loans and Tubewells etc."

"The University of Arid Agriculture , Rawalpindi (Amendment) Bill, 2004."

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحاریک منظور ہوئیں)

مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، جناب فیصل حیات جوآنہ صاحب مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

جناب فیصل حیات جوآنہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"The Punjab Council of Arts (Amendment) Bill 2004."

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"The Punjab Council of Arts (Amendment) Bill 2004."

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید محمد رفیع الدین بخاری، میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری، میں یہ تحاریک پیش کرتا ہوں کہ،

"The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill, 2004 and

"The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill, 2004"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحاریک پیش کی گئیں ہیں اور سوال یہ ہے کہ،

"The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority (Amendment) Bill , 2004 and "The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill, 2004"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز ' کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، جناب ظہور احمد خان ڈاہا صاحب مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا، جناب سپیکر! میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع چاہتا ہوں۔

"Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2004."

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

"Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2004."

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب میں کیانی صاحب اور وزیر تعلیم صاحب سے گزارش کروں گا کہ اپوزیشن والے دوست جو واک آؤٹ کر کے گئے ہیں پلیز ان کو واپس لے آئیں۔

(اس مرحلے پر جناب مشتاق احمد کیانی اپوزیشن کے معزز اراکین کو واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد ارشد، میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب چودھری محمد ارشد صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

چودھری محمد ارشد، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"دی فورمین کرسچن کالج لاہور بل 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"دی فورمین کرسچن کالج لاہور بل 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2004

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Finance Bill, 2004 Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:

"That the Punjab Finance Bill 2004 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2004 be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2004 be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

Now, clause 2 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from the Finance Minister. He may move it

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:

That in clause 2 of the Bill, as introduced, in sub-clause (2), for commas, words and brackets. "The same duty as on a Bond (No. 15) for", appearing in lines 1-2, the words "Three rupees for every one hundred rupees or part thereof for" shall be substituted."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in clause 2 of the Bill, as introduced, in sub-clause (2), for commas, words and brackets "The same duty as on a Bond (No 15) for", appearing in lines 1-2, the words "Three rupees for every one hundred rupees or part thereof for" shall be substituted."

The amendment moved and the question is:

"That in clause 2 of the Bill, as introduced, in sub-clause (2), for commas, words and brackets "The same duty as on a Bond (No. 15) for", appearing in lines 1-2, the words "Three rupees for every one hundred rupees or part thereof for" shall be substituted."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 2 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

((The motion was carried.)

CLAUSE - 3

MR SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 4

MR SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from the Finance Minister. He may move it.

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:

"That for clause 4 of the Bill, as introduced, the following shall be substituted:-

"4. Amendment of Act X of 1958.- In the Punjab Entertainments Duty Act, 1958 (X of 1958):-

(i) in section 3, in sub section (1), in the second proviso, after the word "Provided", the word "further" shall be inserted; and

(ii) in section 3-A, in the table, after serial No.2, the following provision shall be added in column No.1 to 3 respectively:-

"3 Circus thirty per cent of the payment for admission; provided that the Government may, by notification, require the proprietor of the circus to pay the duty on annual fixation basis, on such terms and conditions as may be determined by the Government."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

That for clause 4 of the Bill, as introduced, the following shall be substituted:-

"4. Amendment of Act X of 1958.- In the Punjab Entertainments Duty Act, 1958 (X of 1958),-

(i) in section 3, in sub section (1), in the second proviso, after the word "Provided", the word "further" shall be inserted; and

(ii) in section 3-A, in the table, after serial No. 2, the following provision shall be added in column No. 1 to 3 respectively:-

"3. Circus thirty per cent of the payment for admission; provided that the Government may, by notification, require the proprietor of the circus to pay the duty on annual fixation basis, on such terms and conditions as may be determined by the Government."

The amendment moved and the question is:

"That for clause 4 of the Bill, as introduced, the following shall be substituted:-

"4. Amendment of Act X of 1958.- In the Punjab Entertainments Duty Act, 1958 (X of 1958),-

(i) in section 3, in sub section (1), in the second proviso, after the word "Provided", the word "further" shall be inserted; and

(ii) in section 3-A, in the table, after serial No. 2, the following provision shall be added in column Nos. 1 to 3 respectively:-

"3. Circus thirty per cent of the payment for admission; provided that the Government may, by notification, require the proprietor of the circus to pay the duty on annual fixation basis, on such terms and conditions as may be determined by the Government."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 4 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 5

MR SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 6

MR SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 7

MR SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from the Finance Minister. He may move it.

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:

That clause 7 of the Bill, as introduced, in sub-clause (ii), for serial (b), the following shall be substituted:-

"(b) after clause (x), a new clause (xi) shall be added, namely:-

"(xi) Tobacco vendors-wholesalers 2000/-"."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

That clause 7 of the Bill, as introduced, in sub-clause (ii), for serial (b), the following shall be substituted:-

"(b) after clause (x), a new clause (xi) shall be added, namely:-

"(xi) Tobacco vendors wholesalers 2000/-"."

The amendment moved and the question is:

"That clause 7 of the Bill, as introduced, in sub-clause (ii), for serial (b), the following shall be substituted:-

"(b) after clause (x), a new clause (xi) shall be added, namely:-

"(xi) Tobacco vendors wholesalers 2000/-".

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 7 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE - 1

MR SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:

That the Punjab Finance Bill 2004 be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Finance Bill 2004 be passed.

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2004 be passed."

(The motion was carried.)

The Bill is passed.

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت 2004-05

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

MR SPEAKER: The Schedule of Authorised Expenditure for the year 2004-05. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I lay:

"The Schedule of Authorised Expenditure for the year 2004-05."

MR SPEAKER: The Schedule of Authorised Expenditure for the year 2004-05 has been laid.

Now, the House is adjourned till 10.00 a.m. tomorrow.

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 29 -جون 2004

1 - تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2 - سرکاری کارروائی

ضمنی میزانیہ بابت سال 2003-04 پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس)

منگل 29- جون 2004

(یوم الثلثہ 10- جمادی الاوّل 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 10 بج کر 25 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سعید الرحمٰن نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا
لِلْاَنَامِ ۝١٠ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝١١ وَالْحَبُّ
ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝١٢ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٣
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝١٤ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ
مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝١٥ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٦ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ
رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝١٧ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٨

سورۃ الرحمٰن آیات 10 تا 18

اور اسی نے خلقت کے لئے زمین بچھائی ۝ اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں ۝ اور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول ۝ تو (اے گروہ جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝ اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا ۝ اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا ۝ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝ وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (رب) ہے ۝ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

پوائنٹ آف آرڈر

ڈی۔پی۔او گجرات کے رویے سے وکلاء میں بے چینی

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! پچھلے ایک' ڈیڑھ ماہ سے گجرات ڈسٹرکٹ بار میں ایک issue چلا ہوا ہے۔ ہم نے اس فورم پر دو تین دفعہ یہ کہا تھا کہ پنجاب کے وکلاء کے درمیان جو صورتحال پیدا ہو گئی ہے اس کو جلد از جلد ختم ہونا چاہیے اور ہم نے seriously حکومت کو یہاں پر' اس floor پر دو تین دفعہ یاد دہانی کرائی تھی۔ اس پر وزیر قانون صاحب نے تین چار روز پہلے یہ فرمایا تھا کہ یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے لیکن وہاں پر جو کچھ کل ہوا ہے اور اخبارات میں آج جو آیا ہے۔ وہ معاملہ ختم ہونے کو نہیں آرہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وکلاء پنجاب کی کریم ہیں اور ایک پڑھا لکھا sensitive طبقہ ہے۔ ان کے اور حکومت کے درمیان اگر محاذ آرائی کی وجہ اگر ایک ڈی۔پی۔او بنتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ کوئی ایسا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ چنگاری جو گجرات سے شروع ہوئی ہے' اس سے پہلے کہ یہ پورے پاکستان میں پھیلے میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ حکومت سنجیدگی سے اس مسئلے کو ختم کرنے کے لئے کوئی بہتر اقدام اٹھائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ متعدد بار یہ معاملہ اس معزز ایوان میں اٹھایا گیا ہے اور حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرائی گئی کہ اس معاملے کو جلد از جلد حل کیا جائے۔

اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ میرا ذاتی طور پر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن گجرات کے صدر سے رابطہ ہوا پھر ان سے اور ان کے دیگر دوستوں سے لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر صاحب کی موجودگی میں ایک میٹنگ ہوئی' پھر دوسری میٹنگ ہوئی اور پھر تیسری میٹنگ ہوئی جس میں یہ طے پایا کہ

انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو روز میں ان کا ایک وفد وزیراعلیٰ پنجاب سے ملے گا۔ ارشد بگو صاحب کا فرمانا درست ہے کہ ابھی ہم نے یہ طے ہی کیا تھا کہ ایک دو دن میں بار ایسوسی ایشن کا وفد وزیراعلیٰ پنجاب سے ملاقات کرے گا اور اس میں ہم نے تقریباً آپس میں یہ طے بھی کر لیا تھا کہ انھوں نے وزیراعلیٰ صاحب کے نوٹس میں کیا لانا ہے اور وزیراعلیٰ صاحب نے اس پر کس طرح عملدرآمد کرنا ہے؛ یہ تمام امور طے ہو چکے تھے لیکن کل ایک واقعہ ہوا ہے۔ میں نے بھی صبح اخبارات میں پڑھا ہے۔ اب میں ان نئے حالات کی روشنی میں انشاء اللہ تعالیٰ پھر صدر ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن سے رابطہ کروں گا اور ہماری اپنی خواہش ہے کہ اس معاملے کو جتنا جلد سے جلد نمٹا لیا جائے وہ بہتر ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے بارہا اس بات کا اعادہ کیا ہے اور ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ وکلاء برادری ہمارے لئے ہر لحاظ سے قابل احترام ہے اور ہم کسی طور پر بھی یہ نہیں چاہتے کہ حکومت اور وکلاء برادری کے درمیان کوئی اختلاف ہو اور جس طرح ارشد بگو صاحب نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسا مسئلہ بھی نہیں ہے' انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو جلد از جلد حل کر لیں گے اور میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج میں تھوڑی دیر میں ان سے رابطہ کروں گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے کو ہم ایک دو روز میں حل کر لیں گے۔ آج سے تقریباً دس بارہ روز قبل بھی انھوں نے یہی فرمایا تھا کہ ہم اس مسئلے کو ایک دو روز میں حل کر لیں گے۔ وہاں پر کل جو واقعہ ہوا ہے وہ انتہائی تشویشناک اور افسوس کا باعث ہے۔ وہاں پر باقاعدہ بار روم میں جب وکلاء اپنا اجلاس کر رہے تھے تو باہر سے کوئی دو اڑھائی سو غنڈوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کو زدوکوب کیا اور بار کے فرنیچر کی توڑ پھوڑ کی۔ کیا یہ good governance ہے؟ یہ تو bad governance کی بھی انتہا ہے۔ bad governance بھی ایسی نہیں ہوتی۔ آپ کے علم میں ہو گا اور وزیر قانون نے یہ بات دیکھی ہو گی' پچھلی 56 سال تاریخ میں یا کبھی دنیا میں کسی نے دیکھا ہے کہ کسی علاقے کا پولیس انچارج' ڈی۔پی۔او ہے یا ایس۔ایس۔پی اخبارات میں

اپنے اشتہار دلوائے۔ وہاں معلوم تو یہ ہوتا ہے کہ پنجاب حکومت نے ضلع گجرات راجہ منور نامی ڈی۔پی۔او کو ٹھیکے پر دیا ہوا ہے اور اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ وہ جو مرضی ہو وہاں کرتا پھرے۔ وہ وہاں پر سیاست کر رہا ہے۔ وہاں پر "جنگ" اور نوائے وقت اخبارات میں اس کے اشتہار چھپے ہیں۔ اس نے وہاں پر اپنی مرضی سے اشتہاری رکھے ہوئے ہیں' بدمعاش رکھے ہوئے ہیں اور شریف لوگوں کا وہاں پر جینا دوبھر کیا ہوا ہے۔ اس شور شرابے کو تقریباً دو مہینے ہو گئے ہیں۔ راجہ صاحب جب بھی اٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک دو دن میں مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ان کو یہ کہتے ہوئے بھی آج پندرہ سولہ دن ہو گئے ہیں۔ ہم ان کے نوٹس میں یہ بات لائے ہیں' ویسے تو یہ صبح اٹھ کر اخبارات بھی پڑھتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ اس معاملے کا کوئی صحیح حل کرنے کے بارے میں اس ایوان میں یقین دہانی کرائیں۔ یہ ایک دو روز والی بات تو کوئی بات نہ ہوئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے ایک دو روز کی بات نہیں کی ہے۔ میں افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں ہر بات کو issue بنانا چاہتے ہیں۔ جب اس معزز ایوان میں پہلی دفعہ یہ مسئلہ اٹھایا گیا تو میں نے یہ کہا تھا کہ ہم اس مسئلے کا نوٹس لیں گے اور جیسا کہ میں نے ابھی آپ کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ اس سلسلے میں ہماری تقریباً چار میٹنگز ان کے ساتھ ہو چکی ہیں اور ہم اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس مسئلے کو بلاوجہ politicize کیا جا رہا ہے۔ جس طرح ابھی یہاں پر یہ کہا گیا کہ ڈی۔پی۔او اشتہار دلوا رہا ہے۔ اشتہار مختلف شہری تنظیمیں دے رہی ہیں۔

جناب سپیکر! پہلے بار نے متفقہ طور پر ہڑتال کی ہوئی تھی لیکن اب بار میں سے تقریباً ستر اسی وکلاء ایسے ہیں جو روزانہ عدالتوں میں پیش ہو رہے ہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ ڈسٹرکٹ بار کا مسئلہ ہے۔ ہم اسے حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور حل ہو بھی جائے گا لیکن اس کو اس انداز سے نہیں لینا چاہیے کہ ایک ڈی۔پی۔او سب کچھ کروا رہا ہے۔ ڈی۔پی۔او اس معاملے میں ملوث نہیں ہے بلکہ وکلاء ڈی۔پی۔او کی ٹرانسفر کے لئے مطالبہ کر رہے ہیں۔ یہ بات حکومت کے نوٹس میں ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو حل کریں گے۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب سے کافی دنوں سے یہ بات ہو رہی ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے ابھی good governance کا کہا ہے۔ مجھے صرف یہ اس چیز کا جواب دے دیں کہ جس دن وہ ڈی۔پی۔او پوسٹ ہوا تھا ' Was he eligible to be posted as D.P.O at that time under the Police Rules بھی گریڈ 20 کا آفیسر وہاں پر پوسٹ ہونا چاہیے۔ اس کو عزت کا مسئلہ نہ بنائیں۔ آپ دیکھیں کہ سویلین یا کمانڈو جو بھی جا کر وکیلوں کو مار پیٹ کر رہے ہیں۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے اس پر آپ نوٹس لے لیں تو بہتر ہے ورنہ وکیلوں میں یہ فضا اگر آج لاہور میں شروع ہو جائے' کل گوجرانوالہ میں ہو جائے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کسی مخصوص افسر کی خاطر اپنا سسٹم تباہ نہ کریں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی بات کہ سترہ اسی وکیل وہاں روزانہ عدالتوں میں پیش ہو رہے ہیں۔ ڈیڑھ ماہ ہو گیا ہے کہ وہاں پر کوئی وکیل پیش نہیں ہوا۔ یہ جو انگریزوں کی گندی سیاست تھی کہ لڑاؤ اور حکومت کرو' میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس میں ایسی involvement نہیں کرنی چاہیے کہ وہاں پر وکیلوں کے درمیان پارٹی بازی کروا کر یہاں پر ہائیکورٹ بار جیسا حشر کیا جائے کہ ہائیکورٹ میں وکیلوں کی partition کروا کر باہر سے غنڈے لا کر صرف چیف جسٹس کو تحفظ دینے کے لئے وکیلوں کے دروازے تڑوائے گئے' وکیلوں کو گالیاں دی گئیں' ایسی پالیسی نہیں ہونی چاہیے' اس طرح معاملہ مزید بگڑ جائے گا۔ ہم نے نہ تو منفی انداز سے نکتہ چینی کی ہے' نہ ہم نے حکومت پر کوئی سیاسی issue لاگو کیا ہے۔ ہم تو ان سے پورے ایک مہینے سے درخواست کر رہے ہیں کہ یہ issue ایسا ہے اور ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی ڈسٹرکٹ بار کسی ڈی۔پی۔او کے متعلق' کسی ڈی۔سی کے متعلق جب کوئی قرارداد متفقہ طور پر پاس کر دیتی تھی تو حکومت دوسرے دن اس ڈی۔پی۔او کو یا ڈی۔سی کو تبدیل

کر دیتی تھی۔ یہ رویئے رہی ہے اور اداروں کے درمیان ڈی۔سی یا ایس۔پی کی کوئی اتنی اہم حیثیت نہیں ہوتی۔ گجرات بار کی بڑی relevant اور حقیقت پر مبنی شکایات ہیں' جس پر حکومت کو غور کرنا چاہیے اور اس کو prestige کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ شکریہ

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیے!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! اگر وکلاء ایک سرکاری ملازم کے خلاف ہڑتال کرتے ہیں تو وکلاء اس بار کے ممبر ہیں اور انہوں نے وہیں رہنا ہے اور سرکاری ملازم کے لئے کبھی بھی یہ روایت نہیں رہی کہ شاید وہ ہمیشہ وہاں رہے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کتنی بڑی کمزوری ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ اس ضلع کو فلاں ایک بندے کے سوا ہم کنٹرول کر ہی نہیں سکتے۔ تیسری بات اس کے اثرات کیا ہوں گے کہ تمام عدالتوں کے اندر چاہے وہ سول ہوں یا فوجداری ہوں وہ سارے کے سارے کام رُکے ہوئے ہیں۔ چوتھی بات میں بڑے اختصار کے ساتھ محترم راجہ صاحب سے کہنا چاہوں گا کہ کم و بیش ایک ماہ سے بار بار یہ بات سامنے آئی ہے کہ وکلاء اور ڈی۔پی۔او کے درمیان کوئی اچھے تعلقات نہیں ہیں۔ اگر cordial relation پیدا کرنے کے لئے کوئی اقدام ہو سکتے ہیں تو وہ کر دیں اگر نہیں تو انہیں تبدیل کر دیا جائے۔ مدت سے ایک ہی بات سامنے آ رہی ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ میں آج صرف ایک ہی بات کہوں گا کہ،

ہو تو رہی ہے کوششِ آرائشِ چمن
لیکن چمن غریب میں اب کچھ رہا بھی ہے

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! ایک issue کتنے پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھایا جا سکتا ہے؟ ایک معزز رکن نے ایک issue اس معزز ایوان میں اٹھایا' ایک نہیں چار دوستوں نے اس پر بات کی اور میں نے جواب دے دیا۔ اب کتنے دوست مزید پوائنٹ آف آرڈر پر اس issue پر discuss کرنا چاہتے ہیں؟ ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھا۔ بات ختم ہوگئی۔ اب بار بار ہر رکن اگر پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ہی issue کو اٹھائے گا تو میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ ایک issue کو کتنے پوائنٹ آف آرڈر پر بیک وقت اٹھایا جا سکتا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ ایک پوائنٹ آف آرڈر یا ایک اہم نوعیت کا جو معاملہ ہے اس پر ایک آدمی بات کرے' دس آدمی بات کریں تو انہوں نے کونسا اسے حل کر دینا ہے انہوں نے اٹھ کر یہی کہنا ہے کہ ہم دیکھ رہے ہیں' دو چار روز میں اسے دیکھ لیں گے۔ بات یہ ہے کہ اگر ایک آدمی کے بات کرنے پر اس کا کوئی نوٹس لیں' اس کی کوئی صورت نکالیں تو پھر یہ بار بار بات نہ ہو۔ جب انہوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ ہم نے ماسوائے ان کو جو حاصل ہے اس کو رکھنا ہے اور باقی تمام دنیا کی کوئی فکر نہیں' صوبے کی کوئی فکر نہیں' لوگوں کی کوئی فکر نہیں ہے۔ انہوں نے ہر ضلع میں چن چن کر کرپٹ ترین لوگ مسلط کئے ہوئے ہیں۔ اگر اس بارے میں بات بھی نہ کی جانے تو پھر اور کیا کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ غلط بات ہے۔ اب سارے افسران کرپٹ نہیں ہو سکتے۔ ان میں اگر کوئی ایک شخص بھی کرپٹ ہو تو تمام کو کرپٹ نہ کہیں۔ آخر اس ملک کی بیورو کریسی ہے' اس ملک کی پولیس ہے۔ آپ کی حکومت آئے گی تو آپ نے بھی انہی کو ہی استعمال کرنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ کی بات درست ہے۔ لیکن بیوروکریسی میں اچھے اور بڑے لوگ موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کی ذاتی رائے ہو سکتی ہے لیکن مسلمہ رائے تو نہیں ہو سکتی۔

رانا ثناء اللہ خان، آپ کی بات بالکل درست ہے کہ بیورو کریسی میں اچھے اور بُرے لوگ موجود ہیں۔

[**********]*

جناب ڈپٹی سپیکر، These are unparliamentary words یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس کو حذف کیا جائے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کائرہ صاحب! آپ آخری پوائنٹ آف آرڈر کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! کس بات پر کر لیں؟ آپ اس کو issue کیوں بنا رہے ہیں؟ میری گزارش یہ ہے کہ ایک پوائنٹ آف آرڈر تھا وہ ختم ہو گیا تو آپ اس پر جنرل ڈسکشن کروالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آخری پوائنٹ آف آرڈر لے لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ایک پوائنٹ آف آرڈر کس بات کا ہو گا؟ وہی issue ہو گا جو اس معزز ایوان میں اٹھایا جا چکا ہے اور جس کا میں جواب دے چکا ہوں۔ چار معزز اراکین اس پر اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کے جواب کے مطابق ان کو جواب دینا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے تو آپ سے یہ رولنگ مانگی ہے کہ ایک issue پر کتنے پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے جا سکتے ہیں؟

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ انتہائی قابل اعتراض بات ہے اور ان کو chair کے ساتھ ایسے مخاطب نہیں ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وزیر قانون صاحب اپنی رائے دے سکتے ہیں۔ ان کا پوائنٹ گورنمنٹ کا پوائنٹ ہوتا ہے۔ جب میں آپ کو موقع دے رہا ہوں تو ان کو بھی حق ہے He can also give his own opinion. کاظرہ صاحب! آپ بات کر لیں اس کے بعد جواب دینا ہے۔ اصولاً یہ پوائنٹ آپ کو اٹھانا چاہیے تھا۔ یہ آپ کا ضلع تھا لیکن آپ آخر پر ہیں۔

جناب تنویر اشرف کاظرہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت گجرات کے جو حالات ہیں اور خاص طور پر کل کا جو واقعہ ہے اس وقت بار کا اجلاس جاری تھا جس میں 370 وکلاء out of 450, were present there اور ان کے اجلاس کے دوران بسوں میں افراد آئے۔ بار کے ممبر سے میری آج بات ہوئی ہے۔ ان کے بقول مسلم لیگ کے ایم۔ایس۔ایف کے کارکن تھے۔ انہوں نے آ کر ان پر حملہ کر دیا اور تمام فرنیچر توڑ دیا اور ممبرز کو زد و کوب کیا۔ اس کے علاوہ پنکھے تک توڑ دیئے۔ یہ حالات ہیں اور جو وہاں پر تاثر دیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ نئے وزیر اعظم کے نامزد ہونے کی وجہ سے ہمارے ساتھ یہ زیادتی اور ظلم ہو رہا ہے اور آگے کیا ہو گا؟ یہ ہم ہی لوگوں نے وہاں پر برداشت کرنا ہے۔ میری گزارش ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس معاملے کو دیکھیں۔ ڈیڑھ ماہ سے وہاں پر عدالتوں کا بائیکاٹ ہے اور عوام شدید پریشان ہے۔ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس کو یہ حل نہ کر سکیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے جب حلف اٹھایا تھا تو انہوں نے بڑی اچھی بات کی تھی' انہوں نے کہا تھا کہ ہم انتقامی کارروائی نہیں کریں گے' انتقامی سیاست نہیں کریں گے۔ میں آج وہی بات ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ براہ مہربانی اس معاملے کو دیکھیں اور اس مسئلے کو حل کروائیں۔ شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: After listening the both sides, I am of the view.

چونکہ یہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے خصوصاً کاظرہ صاحب بتا رہے ہیں کہ وکلاء پر حملہ ہوا ہے اور لاء منسٹر صاحب نے بھی اس کی یقین دہانی کرائی ہے کہ آج اس معاملے میں کوئی نہ کوئی فیصلہ کر لیا جائے گا اور اس کو سدھارا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب خاص دلچسپی لیں گے اور آئندہ وہاں اس قسم کے

واقعات نہیں ہونے چاہییں اور جو بھی بہتر انسانی امور کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے وہ کیا جائے۔ لاء منسٹر صاحب وکلاء برادری سے بھی مشورہ کریں گے' آپ کے views کو سامنے رکھتے ہوئے اور گورنمنٹ کے views کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی بہتر فیصلہ کریں گے۔ لاء منسٹر صاحب کی رائے کے بعد میں پوائنٹ آف آرڈر کو dispose of کرتا ہوں۔

تحریک استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب طاہر اقبال چودھری صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے۔ جی' چودھری اقبال صاحب!

پولیس کا ایم پی اے کی رہائش گاہ پر بلاوجہ چھاپہ

جناب طاہر اقبال چودھری، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ دو یوم قبل مورخہ 23-جون 2004 کو بوقت 2:00 بجے بعد از دوپہر rescue police 15 ضلع وہاڑی نے اچانک میری رہائش گاہ واقع شرقی کالونی وہاڑی (شہر) پر ہلہ بول دیا اور میرے ملازمین کو دھکے دیتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہو گئی۔ انہیں یہ بتایا گیا کہ یہ چودھری طاہر اقبال ایم۔پی۔اے کا گھر ہے اور وہ اس وقت بسلسلہ شرکت اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب لاہور میں ہیں لیکن انہوں نے کہا کہ ہم کسی کو نہیں جانتے اور نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ 15 rescue police والے ابھی گئے ہی تھے کہ تھانہ دائیوال پولیس آ گئی اور انہوں نے بھی ملازمین کو دھکے دیئے اس کے ایک گھنٹہ بعد تھانہ سٹی پولیس وہاڑی نے بھاری نفری کے ہمراہ میرے گھر پر ہلہ بول دیا۔

پولیس نے میرے گھر ریڈ کر کے سخت زیادتی کی ہے اور میری ساکھ کو خراب کرنے کی گھٹیا حرکت کی ہے' جس سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس پورے مقدس ایوان کا استحقاق مجروح

ہوا ہے۔ استدعا ہے کہ ان تمام اہلکاران و آفیسران (پولیس) جو اس واقعے میں ملوث ہیں' کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کوئی short statement دینا چاہتے ہیں؟

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب! جس طرح میں نے پڑھا ہے اور جس طرح اس میں لکھا ہوا ہے یہ ایسے لگتا ہے کہ جیسا کہ ایک سٹوری ہوتی ہے۔ دو گھنٹوں کے دوران تین دفعہ ریڈ کیا گیا ہے۔ پولیس کے یہاں پر اختیارات بہت زیادہ ہیں۔ وہ جب چاہیں اور جس کو چاہیں اسے بے عزت کر سکتے ہیں اور اس صوبے میں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میرے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے کہ پولیس نے تین دفعہ بلاوجہ میرے گھر پر ریڈ کیا ہے۔ لہذا اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے تاکہ تمام صورتحال سامنے آسکے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میرے پاس ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا میری گزارش ہے کہ اس کو pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب سپیکر! یہ واقعہ پانچ دن کا ہے اور تین دن پہلے میں نے اس تحریک کو جمع کروایا ہے۔ یہ بہت بڑا واقعہ ہے یہ کوئی چھوٹا واقعہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو deny تو نہیں کیا جارہا ہے وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ جب تک اس کی رپورٹ نہیں آجاتی اس کو pending کرلیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب سپیکر! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن پانچ دن ہونے کے باوجود ابھی تک اس کی رپورٹ نہیں آئی اس لئے حکومت کی دلچسپی اس میں واضح ہو جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ تحریک 28 تاریخ کو سرکولیٹ ہوئی ہے اور آج صبح مجھے ملی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اس کو کل تک pending کر لیتے ہیں۔

چودھری زاہد پرویز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! تقریباً ڈیڑھ سال ہو گیا ہے کہ اس ہاؤس کی تمام سٹینڈنگ کمیٹیوں کے الیکشن ہو چکے ہیں اور ان کے چیئرمین بھی منتخب ہو چکے ہیں اور وہ اپنا اپنا function ادا کر رہی ہیں۔ لیکن لوکل باڈیز کی سٹینڈنگ کمیٹی کا آج تک الیکشن نہیں ہوا۔ یہ کیا وجہ ہے؟ راجہ بشارت صاحب وزیر قانون بھی ہیں اور وزیر بلدیات بھی ہیں۔ یہ الیکشن کیوں نہیں ہو رہے؟ اگر یہ کمیٹی اتنی ہی غیر اہم ہے تو پھر اس کو ایوان سے ہی نکال دیں۔ براہ مہربانی راجہ بشارت صاحب اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! آج اس کی تاریخ مقرر کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آج اس کی تاریخ مقرر ہو جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ انہوں نے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے متعلق میٹنگ بھی کی ہے۔ انہوں نے اس میں بڑے اچھے فیصلے کئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ تحصیل میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے ڈی۔سی۔او کے آرڈرز کی violation کی ہے۔ ڈی۔سی۔او کی واضح ہدایات تھیں کہ،

"Under the Local Government Ordinance there are certain taxes"

جس کو آپ auction نہیں کر سکتے مگر اس حکم کے باوجود، اس لیٹر کے باوجود، لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی spirit کے خلاف انہوں نے ان چیزوں کے ٹھیکے کر دیئے، auction کر دیئے، جو کہ محکمے کے پاس رہنے

چاہئیں تھے۔ براہ مہربانی وزیر بلدیات اس کا نوٹس لیں آج اس بارے میں "ڈان" میں بھی آیا ہے۔ وہاں پر جو irregularities ہو رہی ہیں against the system اس کو بچایا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب سٹینڈنگ کمیٹی بن جائے گی تو اس پر discuss کیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اس سے پہلے میری ایک تحریک التوائے کار تھی۔ اس پر وزیر قانون صاحب نے on the floor of the House باقاعدہ بیان بھی دیا تھا اور اس کے علاوہ ایک کمیٹی بھی تشکیل دی تھی۔ جو اسی قسم کے معاملے سے متعلقہ تھی یعنی کہ اس قسم کی irregularities اس سے پہلے بھی ہوتی رہی ہیں۔ میری طرف سے ایک تحریک التوائے کار پیش ہوئی تھی اور اس پر وزیر قانون نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ اس کے بعد جب وہ اگلی دفعہ take up ہوئی تو انہوں نے کہا کہ انکوائری کمیٹی میں یہ بات prima facie ثابت ہو گئی ہے کہ ضلعی حکومت اور T.M.A نے ٹیکسز کی auction غلط کی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے اور ہم ان کے خلاف باقاعدہ کارروائی کر رہے ہیں اور کارروائی کے بعد باقاعدہ رپورٹ جلد ہی ایوان میں پیش کر دیں گے۔ میں نے اس وقت یہ بات زور دے کر کہی تھی کہ جناب! اس تحریک التوائے کار کو پینڈنگ کر لیا جائے اور اس کے بعد یہ بتا دیں کہ وہ جواب ہفتے یا دو ہفتے تک پیش کر دیا جائے گا۔ اس وقت غالباً آپ ہی چیئر پر تشریف فرما تھے تو آپ نے کہا کہ "نہیں" انہوں نے کہا ہے کہ جلد کر دیں گے تو جلد سے مراد یہی ہے کہ ہفتے یا دو ہفتے میں ہو جائے گا۔ اب اس بات کو بھی تقریباً دو ہفتے ہو چکے ہیں۔ میں وزیر بلدیات و قانون سے گزارش کروں گا کہ اس انکوائری رپورٹ کی اگر کاپی ان کے پاس ہے یا اس کمیٹی نے اگر انکوائری conclude کر لی ہے تو اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔ اب وہی باتیں مسلسل ہو رہی ہیں۔ یعنی جن باتوں کی وجہ سے انکوائری کمیٹی بٹھائی گئی تھی جو انہوں نے کہا تھا کہ prima facie irregularities ہوئی ہیں۔ ہم ان کو روک رہے ہیں لیکن وہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

جناب پرویز رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ وزارت برائے اقلیتی امور ایک مکمل محکمہ ہے۔ اس حکومت نے اقلیتوں کی وزارت تو بنا دی ہے لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ میں آپ کو گزارش کر رہا ہوں کہ ابھی تک اقلیتی امور کی وزارت کے دفتر کا بھی پتا نہیں ہے کہ وہ کہاں پر ہے؟ دوسرا یہ کہ اس محکمے کے حوالے سے ہاؤس کی جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے ابھی تک وہ بھی نہیں بنائی گئی۔ براہ مہربانی راجہ صاحب یہ فرما دیں کہ اقلیتوں کی وزارت کی سٹینڈنگ کمیٹی اور اس وزارت کا دفتر کب ملے گا؟ کیونکہ وزیر صاحبہ تو نہیں بول سکتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر برائے اقلیتی امور!

وزیر اقلیتی امور، شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں اپنے فاضل رکن کو یہ بات باور کروانا چاہتی ہوں کہ وہ جس وقت میرے ساتھ contact کرنا چاہیں۔ وہ ابھی اسمبلی چیمبر میں آ کر میرے ساتھ بات کر سکتے ہیں۔ باقی جہاں تک میرے دفتر کی بات ہے تو جیسے دوسرے نئے وزراء بنے تھے انہی کے ساتھ ہی مجھے بہت جلد دفتر مل جائے گا۔ شکریہ

رپورٹیں (توسیع)

مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر، اب رائے احسن رضا مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رائے احسن رضا، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"The Punjab Prevention of Domestic Violence Bill 2003
moved by Dr. Anjum Amjad, M.P.A کے بارے میں مجلس قائمہ برائے
امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30-اگست 2004 تک توسیع
کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

"The Punjab Prevention of Domestic Violence Bill 2003
moved by Dr.Anjum Amjad, M.P.A کے بارے میں مجلس قائمہ برائے
امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30-اگست 2004 تک توسیع
کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے مال، بحالی و اشتمال کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں ماجد نواز مجلس قائمہ برائے مال، بحالی و اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔
میاں ماجد نواز، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"The Punjab Private Money Lenders Bill 2004 Bill No.24 of
2003 moved by Mrs. Humaira Awais Shahid, M.P.A کے بارے
میں مجلس قائمہ برائے مال و بحالی اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد
میں 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

"The Punjab Private Money Lenders Bill 2004 Bill No.24 of 2003 moved by Mrs. Humaira Awais Shahid, M.P.A کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی و اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے اطلاعات کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری خضر الیاس ورک مجلس قائمہ برائے اطلاعات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں

چودھری خضر الیاس ورک، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"The Punjab Institute of Management Arts and Culture Bill 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

"The Punjab Institute of Management Arts and Culture Bill 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انفارمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

ضمنی میزانیہ بابت سال 04-2003 پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم ضمنی میزانیہ بابت سال 04-2003 پر بحث شروع کرتے ہیں اور بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف جناب قاسم ضیاء صاحب کی تقریر سے ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! رانا آفتاب صاحب نے اور اس کے بعد میں نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ٹی۔ایم۔اے کے ٹیکسیشن کے متعلق جو معاملہ اٹھایا تھا اس کا وزیر قانون نے جواب نہیں دیا بلکہ وہ رپورٹ جو انہوں نے ایوان میں پیش کرنی تھی، جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا اس کے متعلق بھی انہوں نے جواب دینا گوارا نہیں کیا۔ دراصل یہ راجہ صاحب گجرات والے معاملے پر تھوڑا سا ناراض ہو گئے ہیں۔ ان سے کہیں کہ براہ مہربانی غصہ تھوک دیں کیونکہ ابھی تک ان کے ماتھے پر سلوٹیں پڑی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب نہ آپ سے ناراض ہوتے ہیں اور نہ ہی آپ راجہ صاحب سے ناراض ہوتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، شاید یہ گجرات کے لوگوں سے ناراض ہیں حالانکہ گجرات کے لوگوں نے انہیں بڑی محبت دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گجرات سے تو وہ خود منتخب ہو کر آتے ہیں تو وہ گجرات کے لوگوں سے کیسے ناراض ہو سکتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گجرات کے لوگوں نے انہیں 90 ہزار ووٹ دیئے بلکہ لوگوں نے قبرستان سے بھی اٹھ اٹھ کر انہیں ووٹ ڈالے۔ لیکن یہ پھر بھی ان کے مسائل پر توجہ نہیں دیتے، انتہا ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ آپ راجہ صاحب کو منانا چاہتے ہیں۔راجہ صاحب! اگر آپ کی ناراضگی ہے تو مان جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! رانا صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں اور میرے بھائی ہیں لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ گجرات کے لوگوں کی بات نہیں بھی کریں گے تو انشاء اللہ ہم ان کی نمائندگی کریں گے۔ آپ کو اطمینان ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں رانا صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا' میں اس کا جواب دینا اور بات کرنا چاہتا تھا لیکن بات پھر وہی کہ ایک اور معزز رکن کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کوئی اور issue شروع کر دیا۔ میری استدعا یہی تھی کہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بیک وقت ایک ہی جواب دیا جاسکتا ہے لیکن اگر مختلف دوست بات کرنا شروع کر دیں تو پھر جواب نہیں دیا جاسکتا۔ رانا صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے کہ ایک معاملہ جو تحریک التوائے کار کے دوران اس معزز ایوان میں اٹھایا گیا تھا اس پر ہم نے انکوائری کروائی تھی۔ ڈی۔جی انسپکشن کی رپورٹ آ گئی تھی اور ڈی۔جی انسپکشن نے اس سلسلے میں کچھ اقدامات بھی تجویز کئے تھے کہ اس سلسلے میں وہاں جو بھی irregularities ہوئی ہیں' اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ میرے خیال میں یقینی طور پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت تک محکمہ بلدیات اس پر کارروائی کر چکا ہو گا لیکن ابھی میں ہاؤس سے فارغ ہو کر اس سلسلے میں معلومات حاصل کر لوں گا اور جو بھی محکمہ نے کارروائی کی ہو گی میں انشاء اللہ تعالیٰ معزز رکن کو اور آپ کی خدمت میں بھی پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا ثناء اللہ صاحب ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کریں گے۔جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر جنرل discussion کا آغاز کرنے کا موقع دیا۔ 04-2003 کا بجٹ 149۔ارب 34 کروڑ روپے کا تھا' اس کے بعد اس میں جو ضمنی بجٹ خرچ کیا گیا اور اس کی منظوری اب اس معزز ہاؤس سے طلب کی جارہی ہے اس کی رقم 36۔ارب 83 کروڑ 92 لاکھ 10 ہزار روپے ہے۔ ضمنی بجٹ کی یہ رقم تقریباً 24 یا 25 فیصد کے قریب بن جاتی ہے تو اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ ضمنی بجٹ کا ایک

مقصد ہوتا ہے کہ جو بجٹ گورنمنٹ پیش کرتی ہے' گورنمنٹ کی یہ ڈیوٹی ہے' گڈ گورننس کا یہ تقاضا ہے کہ وہ in those limits میں رہے۔ اگر گورنمنٹ نے ان limits میں نہیں رہنا تو پھر بجٹ پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پھر سارا سال یہ اپنے طور پر خرچ کرتے رہیں' عیاشیاں' شاہ خرچیاں اور فضول خرچیاں کرتے رہیں اور سال کے بعد وہ بجٹ پیش کر دیا جائے کہ ہم نے پورا سال اس طرح سے اس ملک کے وسائل کو لوٹا ہے لہذا ہمیں معاف کر دیا جائے اور آئندہ ایک سال اور لوٹنے کی اجازت دے دی جائے۔ اگر بجٹ سال کے شروع ہونے سے پہلے پیش کرنے کا کوئی مقصد ہے تو پھر اس کا مقصد یہی ہے کہ ان limits میں جن limits کو حکومت اپنے اوپر وارد کرتی ہے' ان کے within that رہا جائے۔'

جناب سپیکر! اب سپلیمنٹری بجٹ جیسا کہ وہ اپنے نام سے ظاہر ہے اس میں پہلی چیز تو یہی آ جاتی ہے کہ حکومت مختلف معاملات جو عوامی فلاح و بہبود میں کرتی ہے ان میں سے اگر کوئی سکیم' ان میں سے اگر کوئی منصوبہ due to any reason اس کی cost میں اضافہ ہو جاتا ہے' اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو ٹھیک ہے کہ وہ اس میں ایک فیصد' 2 فیصد' 4 فیصد اور 5 فیصد جو اضافہ ہوتا ہے وہ سپلیمنٹری بجٹ کے ذریعے حکومت پورا کر لے۔ یا پھر یہ ہے کہ وہ خطرات یا وہ معاملات جن کو پہلے anticipate نہ کیا جا سکے' جن کے متعلق حکومت پہلے یہ اندازہ نہ کر سکے اور اگر وہ پیش آ جائیں تو اس کے متعلق حکومت special expenditure کر لیتی ہے اور اس کے بعد سپلیمنٹری بجٹ میں گنجائش ہے کہ وہ اس کے ذریعے منظوری حاصل کر لے۔ ان دو چیزوں کے علاوہ کہ اگر کوئی عوامی مفاد میں منصوبہ شروع کیا گیا ہو اور اس میں کوئی short coming آ جائے' فنڈز میں کوئی کمی پڑ جائے' اس کی قیمت میں اضافہ ہو جائے یا پھر کوئی ایسا خطرہ جسے پہلے anticipate نہ کیا گیا ہو' اس کے علاوہ سپلیمنٹری بجٹ میں قطعی طور پر خرچہ کرنے اور اپنے معاملات کو فضول خرچی کی نذر کرنے اور وسائل کو لوٹنے کی رولز میں اور قانون میں قطعی طور پر کوئی گنجائش ہی نہیں ہے لیکن اس سپلیمنٹری بجٹ میں جو موجودہ حکمرانوں نے پیش کیا ہے' ان کی ان حرکتوں نے انہیں بالکل ننگا کر دیا ہے' بالکل واضح کر دیا ہے کہ یہ پورا سال کیا کرتے رہے ہیں' کس طرح سے یہ حکومت کرنا چاہتے ہیں' کس طرح سے اس ملک کے وسائل کو لوٹ رہے ہیں اور کس طرح سے

یہ اس ملک کے وسائل پر مسلط ہیں۔

راجہ صاحب اور محترم وزیر تعلیم بھی تشریف فرما ہیں۔ یہ پچھلے دنوں میں اکثر یہی کہہ کرتے رہے ہیں کہ facts & figures سے ہمارے ساتھ بات کریں' انہوں نے ہمارا ویژن پڑھا نہیں ہے اور انہیں ہمارے ویژن کی سمجھ نہیں آئی حالانکہ ہم نے انہیں بار بار یہ کہا کہ ویژن خواہشات کا نام نہیں ہوتا۔ آپ facts & figures سے ہمیں بتائیں کہ آپ جو خواہش کر رہے ہیں وہ آپ کس طرح سے 2020 میں پوری کریں گے؟ وہ یہ کبھی بھی نہ بتا سکے لیکن یہی کہتے رہے کہ نہیں جی' آپ facts & figures سے بات کریں تو اب میں دونوں صاحبان سے گزارش کروں گا' وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں اگر ان کے پاس سپلیمنٹری بجٹ کی book ہے تو وہ اسے نکال لیں صفحہ 14 ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ سارا سال کیا کرتے رہے ہیں یعنی سپلیمنٹری بجٹ کے مقاصد کے متعلق میں نے مختصراً گزارش کر دی ہے۔ یہ صفحہ 14 ہے اور میرا خیال ہے اس سپلیمنٹری بجٹ کی کاپی وہ وزیر خزانہ کے پاس بھی نہیں ہے اور لاء منسٹر کے پاس بھی نہیں اور چونکہ انہوں نے بعد میں صرف speech ہی کرنی ہے facts & figures سے بات نہیں کرتے اور وزیر تعلیم کو تو ویسے ہی یہ عادت نہیں ہے۔ وہ تو صرف اپنی جیب میں visiting cards رکھتے ہیں۔ book اپنے ساتھ کیوں نہیں رکھتے؟ آپ کسی سے منگوالیں۔

جناب سپیکر! میں محترم وزراء صاحبان اور معزز ممبران کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہوں گا کہ یہ صفحہ نمبر 14 پر پولیس کا head ہے اور ڈیمانڈ نمبر 5 میں لکھا ہے کہ

Funds for Purchase of transport for security of Very Very Important Personality

اس ملک کے وہ غریب جن کے متعلق یہ فرما رہے تھے کہ اپوزیشن والوں کو تو غریبوں کا احساس ہی نہیں ہے' یہ تو چاہتے ہی نہیں کہ غریبوں کا بھلا ہو' اب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وی۔وی۔آئی۔پی اس ملک کے غریب ہیں یا ان میں سے کوئی لوگ ہیں؟ یہ انہوں نے Funds for purchase of transport for the security of V.V.I.P

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ ان کا مقصد غریب عوام سے ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ وی۔وی۔آئی۔پی غریب عوام ہیں اور انہوں نے ----

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! عوام کے ذریعے ہی وی۔وی۔آئی۔پی بنتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ انہوں نے ٹرانسپورٹ خریدی ہے کیونکہ عوام کو دہشت گردی سے بڑا خطرہ ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ عوام دہشت گردی سے محفوظ ہو جائیں اور انہوں نے وی۔وی۔آئی۔پی کے لئے 60 کروڑ 25 لاکھ روپے کی ٹرانسپورٹ خریدی ہے۔

آپ اس بات کا خود ہی اندازہ کریں کہ یہ کون سا خلائی منصوبہ تھا کہ جس کی تکمیل کے لئے انہیں یہ رقم درکار تھی اور انہوں نے سپلیمنٹری بجٹ میں یہ رقم خرچ کی؟ وہ کون سے unavoidable circumstances تھے جس کی وجہ سے انہیں یہ کرنا پڑا؟ یہ 60 کروڑ 25 لاکھ روپے کی رقم ہے جس سے صرف ٹرانسپورٹ خریدی گئی ہے اور پھر یہیں پر انہوں نے اکتفا نہیں کیا اس سے آگے آجائیں اسی صفحہ پر کالم نمبر 26 ہے۔ Creation of Posts for Police Force, Ministers Staff یہ رقم 7 کروڑ 70 لاکھ 68 ہزار ہے۔یہ ذرا ساتھ ساتھ حساب بھی کرتے چلیں کہ یہ وی۔وی۔آئی۔پی جو ہیں اس ملک کے غریبوں کو کتنے میں پڑتے ہیں اور انہیں اس ملک کے غریبوں کا کتنا خیال ہے کہ انہوں نے اتنی جلدی کی اور یہ بھی خیال نہیں کیا کہ ٹھیک ہے۔ اگلے سال جب بجٹ آئے گا تو اس میں ہم یہ رقم لے لیں گے لیکن انہوں نے ہنگامی بنیادوں پر کیونکہ سپلیمنٹری گرانٹ ہنگامی بنیادوں پر ہوتا ہے تو انہوں نے ہنگامی بنیادوں پر یہ سٹاف create کیا ہے۔ اسی طریقے سے آگے چلے جائیں یہ Secret Services Expenditures for Police ہیں۔ جب انہوں نے بجٹ تقریر فرمائی تو انہوں نے کہا کہ ہم پولیس پر بے تحاشا خرچ کر رہے ہیں اور اس لئے کر رہے ہیں کہ عوام کی جان و مال کا تحفظ ہو' ملک میں امن و امان ہو لیکن یہ دیکھیں کہ یہ جان و مال کا تحفظ کس کا ہو رہا ہے۔ صرف چند افراد جو اس ملک کے اقتدار پر مسلط ہیں اور جنہوں نے خود کو خود ہی وی۔وی۔آئی۔پی کا درجہ دے دیا ہے اور وہ اپنے لئے سات کروڑ 25 لاکھ روپے کی bullet-proof گاڑیاں خرید رہے ہیں۔ پھر اس کے اوپر سات کروڑ 70 لاکھ 68 ہزار روپے کا پولیس فورس پوسٹ create کر رہے ہیں۔ پھر جو خطرات ان کی طرف انہیں سونگھنے کے لئے آئیں گے secret expenses

تقریباً 20 لاکھ روپے کے کر رہے ہیں پھر اگلا صفحہ ہے اس کا نمبر 36 ہے creation of posts for the security of V V I P اس میں تین کروڑ 91 لاکھ 36 ہزار روپیہ ہے۔ یہ posts انہوں نے create کی ہیں۔ پھر اسی صفحہ پر آگے چلے جائیں صفحہ نمبر 16 ہے اس میں ہے کہ Creation of the staff for the security of V.V I P یہ پھر دوبارہ ہے 15 لاکھ 10 ہزار روپے ہیں۔ پھر اس کے بعد سپیشل برانچ ہے Creation of the Staff for security of V.V I P یہ تقریباً ایک کروڑ 19 لاکھ 62 ہزار روپے ہیں۔ یہ انہوں نے سپیشل برانچ میں اتنی بڑی رقم خرچ کر کے بندے رکھے ہیں تاکہ جہاں پر V.V I P رہتے ہیں اور جہاں جہاں وہ چلتے پھرتے ہیں۔ اس علاقے میں پھیل کر وہ سونگھیں گے کہ ان کی طرف کوئی خطرہ تو نہیں آرہا۔ پولیس ڈیمانڈ ہیں یہ V.V.I.P کے ہی کھاتے میں ایک ارب 55 کروڑ پانچ لاکھ 54 ہزار روپے خرچ کئے ہیں۔ اب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ملک میں دہشت گردی کا شکار تو عوام ہے ہر چوک اور ہر سڑک پر دہشت گردی کا خطرہ عوام کو ہر وقت موجود رہتا ہے۔ کوئی آدمی اس ملک میں محفوظ نہیں ہے' لوگوں کو سرشام خون میں نہلایا جا رہا ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے اربوں روپیہ خرچ کر کے اپنے گرد فولاد کے قلعے تیار کر لئے ہیں اور اپنے آپ کو دہشت گردوں سے محفوظ کر لیا ہے اور لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس ملک کو دہشت گردی سے محفوظ کر لیا ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے خود کو دہشت گردی سے محفوظ کر لیا ہے اور باقی پورے ملک کو دہشت گردوں کے سپرد کر دیا ہے اور ان عوام کا جن کو انہوں نے دہشت گردوں کے سپرد کیا ہے انہی کا پیسا' انہی کے خون پسینے کی کمائی سے کروڑوں اربوں روپے خرچ کر کے اپنے گرد سکیورٹی کے جال پھیلائے ہیں' اپنے لئے bullet-proof گاڑیاں خرید لی ہیں تاکہ یہ لوگ دہشت گردوں سے محفوظ رہیں۔ یہ ہے سپلیمنٹری بجٹ کا حال۔ اب اس کے بعد آگے صفحہ نمبر 125 پر چلیں۔ اب یہ اپنے کارنامے نوٹ کرنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کر رہے ہیں یہ سارے فارغ بیٹھے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ سن کر ہی آدمی کو کم از کم سر جھکا لینا چاہیے۔

راجہ ریاض احمد: انہیں شرم نہیں آتی۔

رانا ثناء اللہ خان: آنی چاہیے ویسے' اگر نہ آئے تو وہ علیحدہ بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں تھوڑا سا پارلیمانی روایات کا خیال رکھنا چاہیے۔ جس انداز سے رانا صاحب گفتگو فرما رہے ہیں ہم باقاعدہ نوٹ بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جواب بھی دیں گے۔ لیکن جب شرم کی بات کرتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اپنے گریبان میں بھی جھانکنا چاہیے۔ جب ہم V.V.I.P کی سکیورٹی کی بات کرتے ہیں تو وہاں سے ایک آواز آئی ہے کہ شرم کرنی چاہیے۔ ہمیں اس وقت سے بھی شرم کرنی چاہیے جب پرائم منسٹر ہاؤس میں اصطبل بنا دیئے گئے تھے وہ بھی V.V.I.P تھے۔ جب پرائم منسٹر ہاؤس میں کرکٹ گراؤنڈ بنا دیئے گئے تھے تو وہ بھی V.V.I.P تھے۔ جب میں بات کروں گا تو پھر بتاؤں گا کہ یہاں تو V.V.I.P خود اور وہاں V.V.I.P کے خاوند جو کچھ کرتے رہے وہ بھی ہم اس معزز ایوان میں بتائیں گے۔ اس لئے جو شرم کی آواز آئی تھی میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں شرم ضرور آنے گی لیکن ان کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ غیر پارلیمانی زبان استعمال نہیں ہونی چاہیے۔ یہ تمام چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حدود میں رہنا چاہیے۔ کیونکہ یہ معزز ایوان ہے اس میں جو بات ہونی چاہیے وہ دائرہ اخلاق میں ہونی چاہیے۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! جو بات میں نے کہی تھی کہ ان کو شرم نہیں آتی۔ وہ اس وجہ سے کہی تھی

[**********]

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 1095 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ آپ کی بات غلط ہے میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ دیکھیں اس کا ایک باقاعدہ الیکشن ہو رہا ہے اور اس کا فیصلہ پارلیمنٹ کرے گی' آپ کی پارٹی بھی سامنے آ رہی ہے اور وزیراعظم وہ بنیں گے جس کو زیادہ ووٹ ملیں گے۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! پیپلز پارٹی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے ہمیشہ اس ملک کے عوام کی حفاظت کی ہے۔ یہ چند مفاد پرستوں کا ٹولہ ہے ان کا کوئی ووٹ بنک نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے This is not point of order اس کا آج باقاعدہ الیکشن ہو رہا ہے اور سابق پرائم منسٹر صاحب نے خود دستخط کئے ہیں اور خود انہوں نے پریس کانفرنس میں اعلان کیا ہے اور for the first time ایسا transition ہو رہا ہے جس میں ایک وزیراعظم جا رہا ہے اور دوسرا اس کی جگہ پر elect ہو رہا ہے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! انہوں نے وزیراعظم صاحب کو معلوج کہا ہے یہ اپنے الفاظ واپس لیں یہ بھی معلوج ہو سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! آپ تشریف رکھیں وہ واپس ہو گئے ہیں۔ وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بریگیڈیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی، جناب سپیکر! ابھی میرے فاضل دوست رانا ثناء اللہ صاحب سپلیمنٹری بجٹ پر تقریر کر رہے تھے اور انہوں نے اس معزز ایوان میں "عیاشیاں' شاہ خرچیاں' اور فضول خرچیاں" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے لیڈر آف دی پارلیمانی پارٹی' گورنمنٹ پارٹی سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ جب اپنی تقریر کریں تو ان الفاظ کے اوپر ذرا غور کریں کہ یہ الفاظ جب موجودہ دور میں دہرائے جاتے ہیں تو سابقہ ادوار میں ان کی کیا حالت تھی؟

دوسرا یہ کہ اللہ کے فضل سے یہ گریجوایٹ اسمبلی ہے تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو احسن طریقے سے پارلیمانی روایات کے مطابق چلایا جائے' نہ کہ ایک اپوزیشن کے لیڈر کو بے لگام چھوڑا جائے اور وہ جو کہنا چاہتا ہے کہتا جائے۔

پھر اسی طرح میرے دوست راجہ ریاض احمد صاحب نے "بھگوڑے" کا لفظ استعمال کیا۔ میں آپ کی وساطت سے انھیں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم تو اللہ کے فضل سے آزاد منتخب ہو کر آئے ہیں---

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! خدا کی قسم یہ ریٹیڈیر صاحب میرے پاس ٹکٹ لینے آئے تھے۔ دوسرا یہ دھتکارے ہوئے لوگ ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار، یہ پاگل ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! دیکھیں ناں۔ اگر انہوں نے ٹکٹ آپ سے مانگی تھی اور آپ نے انھیں ٹکٹ نہیں دی۔ اس کے باوجود وہ آزاد الیکشن لڑ کر آئے ہیں۔ آپ ان کو مبارکباد دیں' آپ ان کو مبارکباد دیں کہ وہ بغیر ٹکٹ کے یہاں کامیاب ہو کر آئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ حلفیہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے ٹکٹ لیا اور پھینک دیا۔ مجھے پارٹی نے ٹکٹ دیا لیکن میں نے ٹکٹ پھینک دیا اور میں اسی پارٹی کے امیدوار کو ہرا کر اللہ کے فضل سے آج اس ایوان میں کھڑا ہوں۔ (شور و غل)

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی ابھی اس ایوان کو احساس ہو گیا ہے کہ راجہ ریاض صاحب ایوان میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس سے پہلے جتنی امن سے کارروائی چل رہی تھی' راجہ صاحب کے آنے سے ایوان میں ہلچل مچی ہے' محسوس ہو گیا ہے کہ راجہ ریاض صاحب ایوان میں داخل ہو گئے ہیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! جب ایجنسیوں نے ان کے اوپر پریشر ڈالا تو یہ ہمارے پاس بھاگ کر آئے تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی ، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ راجہ ریاض صاحب جس طرح پارلیمانی روایات کو توڑ رہے ہیں اور جس طرح میری تقریر میں مداخلت کر رہے ہیں ان کا دماغی معائنہ کرایا جائے اور میں آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پیپلز پارٹی کا ٹکٹ لیا اور میں نے وہ ٹکٹ پھینک دیا۔ میں اللہ کے فضل و کرم سے پیپلز پارٹی کے امیدوار کو ہرا کر آیا ہوں تو میں یہ دوبارہ گزارش کروں گا کہ ایک تو راجہ ریاض احمد صاحب کا معائنہ کروایا جائے' جو بار بار اٹھ کر مداخلت کرتے ہیں اور ان کو پتا نہیں ہے کہ قانون کیا کہتا ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk.

ٹھیک ہے۔ جی' بریگیڈیر صاحب! ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی ، جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ خان صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ sweeping statement دینے سے گریز کریں۔ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ باقی ادوار میں کیا عیاشیاں ہوئی ہیں؟ کس طرح ہوئی ہیں؟ کس طرح گھوڑوں کو سیب کھلائے گئے' کس طرح گھوڑوں کے اصطبل بنائے گئے اور کس طرح شکار گاہیں بنائی گئیں تو جب وقت آیا تو میں انشاء اللہ ان پر روشنی ڈالوں گا۔ ابھی میں صرف اتنی ہی بات کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آج چونکہ open debate ہے۔ بریگیڈیر صاحب! آپ اس پر تقریر کر سکیں گے۔ باقی بھی کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اپوزیشن نے جو تقریریں کرنی ہیں وہ حکومت کے حق میں تو نہیں ناں کرنی۔ لامحالہ وہ جو کہہ رہے ہیں اس کا جواب حکومت دے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی، جناب سپیکر! وہ تنقید ضرور کریں لیکن تعمیری کریں۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Let's continue with the debate. Let's continue with the debate please.

جی' فرمائیے!

ڈاکٹر اسد معظم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بریگیڈیر صاحب ذرم ڈیوٹی کرتے کرتے آج اسمبلی میں آ گئے ہیں تو ان کو آپ ایسے فضول بولنے کے مواقع عطا کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد میں کہنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ معزز ممبر ہیں' گو وہ پہلے وردی میں تھے۔ اس وقت وہ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ان کا حق ہے اور وہ بول سکتے ہیں۔ کسی کے سابقہ فوجی ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اس وقت منتخب ہو کر آئے ہیں اور بحیثیت ممبر اسمبلی ہیں۔ جی' فرمائیے!

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! آپ سے گزارش یہ تھی کہ اس طرف ٹریژری بنچز پر جو اصحاب اور خواتین بیٹھی ہیں یہ سب اے۔ آر۔ ڈی سے ایک وقت میں نکلے ہیں۔ چاہے وہ مسلم لیگ (ن) تھی' چاہے وہ پیپلز پارٹی تھی۔ آج ان کو establishment نے ایک جگہ اگر اکٹھا کر دیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کوئی قومی جماعت ہے یا یہ کوئی سیاسی جماعت ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ یہ لوگ آج اگر وہاں ہیں تو کل کو یہ ہمارے ہی پیچھے اور اے۔ آر۔ ڈی کے ہی پیچھے منتیں کرتے پھریں گے اور اس وقت ہم انھیں قبول نہیں کریں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ایک ایسی بات ہے کہ پاکستان کو پاکستان مسلم لیگ نے بنایا تھا۔ اس کے بعد کئی جماعتیں بنی ہیں۔ یہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جماعتوں سے جماعتیں بنتی رہتی ہیں۔ شروع میں اس پاکستان کو پاکستان مسلم لیگ نے ہی بنایا تھا۔ Let's go on. Please continue with the debate.

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ٹریژری بنچز سے ہمارے جو موقر ممبران ہیں اور ہمارے جو منسٹر صاحبان ہیں ان کا یہ ایک بڑا مسئلہ ہے کہ جب ان سے سیاسی رنگ میں بات کی جاتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ facts and figures کے ساتھ بات کریں اور جب ان کے ساتھ facts and figures کے ساتھ بات کریں تو پھر یہ کہتے ہیں کہ وہ دیکھیں جی۔ یعنی اپنی بات کا جواب دیں ہیں۔ اب اس بات پر کیا کسی ڈاکو کو معاف کیا جاتا ہے کہ وہ کہے کہ جناب! اس بنک میں جو میں نے اب ڈاکا ڈالا ہے اس سے پہلے بھی اس بنک میں ڈاکے پڑتے رہے ہیں لہذا مجھے معاف کر دیا جائے یا میرے ڈاکے کی پکڑ نہ کی جائے۔ بات یہ ہے

کہ بات اب کی کریں۔ اب آپ جوابدہ ہیں۔ یعنی کروڑوں روپیہ خرچ کر دیا گیا ہے جب لوگ اتنے غیر محفوظ ہیں کہ روزانہ دہشت گردی سے قتل ہو رہے ہیں۔ ہر آدمی نہ اپنے گھر میں محفوظ ہے اور نہ وہ سڑک پر محفوظ ہے۔ جس ملک میں لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں' بیمار لوگوں کو دوائی میسر نہیں ہے' لوگ اپنے علاج کی خاطر اپنے جسم کے اجزاء تک بیچ رہے ہیں وہاں پر آپ صرف اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لئے اربوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ صرف اس بات کے لئے کہ دہشت گردی آپ کے ساتھ نہ ہو جائے۔ باقی پورے ملک کے ساتھ ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ میں تو facts and figures کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔

آگے آپ صفحہ 125 پر آجائیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس ضمنی بجٹ کی دو کاپیاں ایک لاہنسٹر صاحب کو اور ایک وزیر تعلیم کو پہنچا دی جائیں تاکہ کم از کم مجھے یہ بات کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ انھوں نے خود ہی اس دن اپنے vision کے حوالے سے جو تقریر کی تھی کہ اپوزیشن تو غریبوں کا خیال نہیں کرتی۔ ہم غریبوں کا خیال کر رہے ہیں۔ انھیں اس چیز کا جس کا انھیں گلہ ہے کہ یہ لفظ ہمارے خلاف استعمال نہ کریں' میں سمجھتا ہوں کہ انھیں خود ہی یاد آجائے گی' جب یہ facts and figures اس کتاب میں سے پڑھیں گے۔ آپ انھیں کاپی فراہم کروا دیں۔ یہ صفحہ 125 ہے۔ اس پر ذیلی نمبر 41 ہے۔ یہ دوبارہ ہے۔ Funds for purchase of two V.V.I.P security vehicles. یہ رقم 5 کروڑ' 13 لاکھ' 30 ہزار روپے ہے۔ اس کے بعد اسی صفحہ پر ذیلی نمبر 42 ہے Funds for purchase of MI 17 Helicopter یہ رقم 21 کروڑ' 40 لاکھ' 4 ہزار ہے۔ اب اسی طرح سے آگے صفحہ 133 ہے۔ یہ یعنی باقی بھی بہت ساری فضول خرچیاں اور شاہ خرچیاں ہیں' میں صرف یہ جو V.V.I.P.chapter ہے اس پر بات کر رہا ہوں کہ جو چیزیں انھوں نے ضمنی بجٹ میں ہنگامی بنیادوں پر کہ جیسے اب ملک یا صوبہ اس کے بغیر چل نہیں سکتا حالانکہ ان چیزوں کے لئے رقم پہلے بجٹ میں بھی مختص تھی۔ ہنگامی بنیادوں پر انھوں نے ضمنی بجٹ میں وہ رقم صرف V.V.I.P's کے لئے رکھی ہے۔

آگے صفحہ 133 ہے۔ اس میں ذیلی نمبر 108 ہے۔ Funds for repair of cessna 441 aircraft یہ 4 کروڑ 66 لاکھ 11 ہزار روپے کی رقم ہے۔ اس کے بعد صفحہ 170 ہے۔ اب Supplementary Budget کا مفہوم کیا ہے اس کے مقاصد کیا ہوتے ہیں اور یہ کیا کچھ اس میں

کرتے رہے ہیں؛ یہ صفحہ نمبر 170 اور sub No.6 ہے۔

Funds for the furnishing of Chief Minister's Suite at Punjab House, Murree.

یہ رقم -/4,480,000 روپے کی ہے۔ یہ پنجاب ہاؤس مری ہے' جہاں پر وزیراعلیٰ صاحب ٹھہرتے ہیں۔ آپ اور دوسرے بہت سارے دوستوں کو وہاں پر جانے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ وہاں پر کس چیز کی کمی تھی؛ مجھے یہ بتائیں کہ پورے سال میں وزیر اعلیٰ صاحب وہاں پر جا کر کتنے دن ٹھہرے ہیں؛ زیادہ سے زیادہ دو یا تین دن ٹھہرے ہوں گے۔ دو تین دن ٹھہرنے کے لئے -/4,480,000 روپے کی رقم وہاں پر کس جگہ پر خرچ کر دی گئی ہے؛ وہاں تو مزید کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں تھی' ہر چیز وہاں پر پہلے سے موجود ہے۔ انھوں نے ایک دو دن ٹھہرنے کے لئے -/4,480,000 روپے کی رقم خرچ کر دی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ جی یہ فضول خرچی نہیں ہے' فضول خرچی کا لفظ اس کے متعلق استعمال نہ کیا جائے' اسے شاہانہ خرچ نہ کہا جائے۔ اسی صفحہ پر آگے ہے کہ۔

"Funds for installation of a split type air-conditioner of 2 ton capacity at the Chief Secretary, Punjab, camp office, Lahore."

اس پر -/56,000 روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ آگے sub No.(8) پر ہے کہ۔

"Funds for the furnishing of 3-Patiala House , G . O . R-I , Lahore . Residence of the Minister for C&W Department."

یہ رقم ایک لاکھ روپے ہے۔ پھر اس کے بعد نمبر 10 پر ہے کہ۔

"Replacement of air-conditioners in the office of Provincial Ministers, Advisors and Special Assistants to Chief Minister."

یہ ایک لاکھ 37 ہزار کی رقم ہے۔ اسی طرح آگے۔

Funds for purchase of additional furniture for Chief Minister's Suite at Punjab House, Murree.

یہ پھر 8 لاکھ 40 ہزار کی رقم ہے۔ حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ وہاں پر فرنیچر کی کوئی کمی نہیں تھی۔ اس کے بعد آگے صفحہ نمبر 171 پر آجائیں۔

"Funds for furnishing of Chief Minister's Block (A) Punjab House Islamabad "

اس پر 20 لاکھ روپے کی رقم خرچ کی گئی ہے۔ جس ملک میں لوگ دو وقت کی روٹی کو ترس رہے ہوں اس ملک میں V.V.I.P لوگ صرف اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لئے 20,20 لاکھ 44, 44 لاکھ روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ 7,7 کروڑ روپے کی گاڑیاں ضمنی بجٹ میں خرید رہے ہیں۔ ہنگامی بنیادوں پر خرید رہے ہیں اور پھر اوپر سے یہ بھی کہتے ہیں کہ جی ہم کوئی شاہانہ خرچہ نہیں کر رہے۔ ہمارے متعلق فضول خرچی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ اس کے بعد ہے کہ،

Funds for special repair/works of buildings of Police College Sihala.

یہ کوئی -/76,33,000 روپے کی رقم ہے۔ پھر آگے

"Provision of split type wall mounted air-conditioner of 2 ton capacity as replacement of existing air-conditioner to be installed in the office of Minister for Finance."

اس پر -/85,000 روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد پھر ہے کہ،

"Funds for the purchase of 22 window type A.Cs (1.5 ton) and split type A.C.(2 ton) (including installation charges) for 15 new Ministers "

یعنی وزیر بنتے ہی انھوں نے کہا کہ جی پرانا اے سی اُتار دیں۔ ہمیں گاڑیاں بھی نئی دیں اور اے سی بھی نئے دیں۔ اس پر انھوں نے -/5,62,000 روپے لگا دیئے ہیں۔ اس کے بعد صفحہ نمبر 172 پر آجائیں۔ ان رقوم کو دیکھ کر میں یہ کہوں گا کہ کیا یہ فضول خرچی نہیں ہو رہی' کیا یہ اس ملک کے عوام کا استحصال نہیں ہو رہا' اس ملک کے غریبوں کا مذاق نہیں اڑایا جا رہا' کیا یہ فضول خرچی اور حکمرانوں کے اللے تللے نہیں ہیں؟

میں سمجھتا ہوں کہ یہ افسوس کی بات ہے۔ آگے ایک provision for crockery ہے۔ انھوں نے 4 لاکھ 47 ہزار روپے کی صرف crockery خریدی ہے۔ اس میں دیا گیا ہے کہ،

"Provision of crockery and other utility items in 7-Club Road, G.O.R-I, Lahore."

اب 7۔ کلب روڈ کے متعلق مجھے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے لیکن وہاں پر ساڑھے چار لاکھ روپے کی صرف crockery خریدی گئی ہے۔ آگے پنجاب ہاؤس راولپنڈی کی renovation کے سلسلے میں 40 لاکھ روپے ضمنی بجٹ میں خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ صفحہ نمبر 172 اور sub نمبر 20 ہے۔ اس میں انھوں نے پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے لئے 40 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی رقم رکھی گئی ہے اور مزید 40 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد 25 لاکھ روپے کی ایک اور رقم ہے جو کہ انھوں نے

"Fund for payment of furnishing items of Governor's Suite (B-Block) at Punjab House, Islamabad."

کے لئے رکھی ہے۔ یعنی وہیں پر پھر دوبارہ خرچ کی جا رہی ہے۔ اب یہ رقم کوئی 2 ارب سے cross کر رہی ہے اور ابھی یہ V.V.I.P ختم نہیں ہوئے۔ باقی جو اخراجات کئے گئے ہیں وہ علیحدہ طور پر دیکھنے کی بات ہے۔ آگے صفحہ نمبر 178 اور اس کا sub نمبر 14 ہے۔

Renovation/improvement of 'G Block' and 'V Block' in Punjab House, Murree.

یہ 12 لاکھ 75 ہزار روپے کی رقم ہے۔ اس کے بعد پھر ایک 3 کروڑ روپے کی رقم ہے۔ یہ sub نمبر 19 پر ہے۔

Construction of meeting hall and other development works at 90-Shahrah-e-Quaid-i-Azam (Chief Minister's Secretariat, Lahore).

یہ جو ہمارے سامنے ہے' اس کے لئے ہنگامی بنیادوں پر ضمنی بجٹ سے رقم منظور کروائی گئی ہے اور یہ رقم 3 کروڑ روپے کی ہے۔ اسی طرح پھر آگے انھوں نے چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں کوئی addition کیا

ہے' 7۔ کلب روڈ جی۔او۔ آر۔1' اس پر کوئی 6 لاکھ 44 ہزار روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ اسی طرح سے صفحہ نمبر 179 میں دیا گیا ہے کہ

24. Augmentation of lacking facilities in the Chief Minister's Suite Murree.

اب آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ مری کا کتنی مرتبہ ذکر آچکا ہے۔ اس سے پہلے بھی بہت زیادہ رقم اس کے لئے رکھی گئی ہے اور اب یہ رقم ایک کروڑ 56 لاکھ 84 ہزار روپے رکھی گئی ہے۔ مری میں جو وزیر اعلیٰ کا suite ہے' معلوم نہیں یہ سارا سال وہاں پر جا کر کیا کرتے رہے ہیں؟ ہم نے جو اخبارات میں پڑھا یا ہمیں وزیر اعلیٰ کا جو پروگرام معلوم ہوا اس حساب سے تو میرے خیال میں وہ تین چار دن وہاں پر ٹھہرے ہوں گے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ لوگ ان کے behalf پر وہاں جا کر ٹھہرتے ہیں۔ یہاں کہا گیا ہے کہ وہاں پر انھوں نے کوئی walkway بنایا ہے' کوئی external lighting کروائی ہے اور وہاں پر انھوں نے security arrangements بھی کروائے ہیں۔ ان سب پر ایک کروڑ 56 لاکھ 84 ہزار روپے کی رقم خرچ کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں تو یہی گزارش کروں گا کہ یہ جو ضمنی بجٹ ہے یہ ضمنی بجٹ نہیں بلکہ یہ ان حکمرانوں کا supplementary buffet ہے۔ انھوں نے اس قوم کے پیسے کو لوٹنے کے لئے یہ ساری رقوم ہنگامی بنیادوں پر خرچ کی ہیں۔ یعنی لوٹنے میں بھی ان کو صبر نہیں ہے۔ انھوں نے انتظار نہیں کیا کہ اگلا سال آئے گا اور اگلے سال کے بجٹ میں ہم یہ سب provisions رکھ لیں گے اور پھر سارے اخراجات کر لیں گے لیکن نہیں' یہ صبر نہیں کر سکے اور انھوں نے ہنگامی بنیادوں پر اربوں روپے صرف اور صرف دو points پر خرچ کئے ہیں۔ ایک point تو security کا ہے۔ اس پر انھوں نے ضمنی بجٹ میں تقریباً ایک ارب سے زائد رقم خرچ کی ہے۔ صرف اس لئے کہ ہم دہشت گردوں سے محفوظ رہیں۔ انھیں اس بات کی فکر نہیں ہے کہ پورا ملک' پورا صوبہ' اس صوبے کے سات کروڑ عوام' جو کہ آپ کو ٹیکس دیتے ہیں' جنھوں نے آپ کو یہ پیسا دیا ہے' جنھوں نے آپ کو اس خزانے کا مالک بنایا ہے وہ لوگ تو دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر ہیں۔ انھیں ان کا کوئی فکر نہیں ہے۔ یہ صرف اور صرف خود کو دہشت گردوں سے محفوظ کرنے

کے لئے عوام کا کروڑوں اربوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں لیکن میں انھیں warn کرتا ہوں کہ آپ اس گھڑی سے خوف کریں کہ جب یہ سات کروڑ عوام آپ کے لئے عزرائیل بن جائیں گے۔ راجہ صاحب! یہ عزرائیل آپ کی بکتر بند گاڑیوں سے نہیں رک سکتے۔ اس نے ان میں بھی آجانا ہے۔ تو جب یہ لوگ آپ کے لئے عزرائیل بن جائیں گے تو پھر یہ بکتر بند گاڑیاں اور کروڑوں' اربوں روپے کا خرچہ آپ کے کام نہیں آئے گا اور پھر آپ کو موت کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ ایک تو انھوں نے اس پر خرچ کیا۔ دوسرا پوائنٹ صرف اور صرف یہ ہے کہ انھیں یہ فرنیچر اچھا نہیں لگ رہا۔ دیوار پر جو پینٹ ہے وہ اچھا نہیں لگ رہا۔ وہاں پر پڑا ہوا صوفہ انھیں اچھا نہیں لگ رہا۔ جو کرا کری ان کے سامنے پڑی ہے وہ انھیں اچھی نہیں لگ رہی۔ یہ جو قالین بچھا ہوا ہے انھیں وہ اچھا نہیں لگ رہا' ان کی آنکھوں کو نہیں بھا رہا۔ میں نے ایک ایک صفحے کا حوالہ دیا ہے۔ کتابیں ان کے پاس نہیں ہیں نوٹ انھوں نے نہیں کیا۔ یہ ان دو پوائنٹس کے علاوہ مجھے ان اربوں روپے کی رقم کا مصرف بتا دیں اور پھر یہ بھی بتائیں کہ کیا ضمنی بجٹ جس کا مقصد یہ ہے کہ کسی ایسی صورت میں جب otherwise نقصان ہو رہا ہو اور وہ خرچہ ہنگامی بنیادوں پر کرنا ہو اس کے علاوہ اس کا کوئی concept ہے؟

MR DEPUTY SPEAKER: Rana Sahib! just try to wind up. You have taken one hour now.

رانا ثناء اللہ خان: اس کے علاوہ اس بجٹ میں ایک اور بات دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ دہشت گرد تو ملک میں دندناتے پھر رہے ہیں ان کو تو کوئی روکنے والا نہیں' کوئی پوچھنے والا نہیں۔ صفحہ 11 پر head money for the arrest of Qazi Abdul Haye پولیس ملازمین کو 12 لاکھ دیئے۔ پھر اس کے بعد head money 12 لاکھ' پھر head money 2 لاکھ' پھر head money 10 لاکھ' پھر head money 10 لاکھ' پھر head moeny 2 لاکھ' یہ کوئی 50/60 لاکھ کے قریب رقم ہے جو انھوں نے دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کے لئے head money دی ہے جبکہ دہشت گرد تو پورے ملک میں آزاد پھر رہے ہیں اور وہ اسی طرح دہشت گردیاں کر رہے ہیں لیکن انھوں نے یہ رقم ضمنی بجٹ میں پاس کروا کر دی ہے۔

جناب والا! ویسے تو اس پوری بک میں کوئی constructive کام نہیں کیا۔ ضمنی بجٹ کے جو معنی ہیں، جو مقصد ہے انھوں نے اس کے مطابق کوئی خرچہ نہیں کیا بلکہ سارے اخراجات ایسے ہی الوں تللوں پر خرچ کئے ہیں۔ انھیں کبھی اپنی سیکورٹی کی فکر ہے، کبھی سولتوں کی فکر ہے، کبھی جہاز اور کبھی ہیلی کاپٹر کی فکر ہے۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن ہر جگہ پر Repair and maintenance of durable goods-purchase of durable goods ہے۔ اب میں نے پوچھا ہے کہ کسی جگہ تو صرف durable good لکھا ہے کسی جگہ durable goods کی تھوڑی بہت تفصیل دی گئی ہے جیسے صفحہ نمبر 33 پر لکھا ہے کہ funds of purchase of five Cultus Cars 28 lacs اسی طرح آگے ہے Funds for purchase of new Toyota XLI for Chairperson purchase پھر of durable goods 8 50,000/- purchase of durable goods 5 لاکھ 90 ہزار، پھر funds for purchase of durable goods 5 لاکھ 36 ہزار۔ اسی طرح سے صفحہ 123 پر ہے purchase of cars for transport pool S & G A.D یہ رقم تقریباً 5 کروڑ 60لاکھ 18ہزار کی ہے یہ بھی purchase of durable goods ہے۔ اس کے بعد آگے پھر purchase of durable goods ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Please wind up your speech.

رانا مبشر اللہ خان، جناب سپیکر! یہ پوری کتاب purchase of durable goods and repair of durable goods سے بھری پڑی ہے میں نے اس کا ٹوٹل کیا تھا اس کی مالیت تقریباً ساڑھے تین، چار سو کروڑ روپیہ بنتی ہے جو کہ انھوں نے durable goods کے لئے لی ہے۔ اس میں کہیں انھوں نے کسی کو موبائل خرید کر دیا۔ کہیں فرنیچر خریدا ہے۔ کہیں فرنیچر کا لکھ دیا ہے کہیں کسی چیز کا لکھ دیا ہے کہیں صرف اور صرف durable goods کا لکھ دیا ہے کہیں کار کا لکھ دیا ہے۔ اس طرح سے یہ پوری کتاب اسی طرح سے ان حکمرانوں کی عیاشیوں اور فضول خرچیوں سے بھری پڑی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ میں نہ کاریں خریدیں جا سکتی ہیں نہ وی۔ وی۔ آئی۔ پیز کی سیکورٹی کے لئے گاڑیاں خریدی جا سکتی ہیں، نہ ان کے لئے سپیشل فورس create کی جا سکتی ہے۔ انھوں نے یہ سمجھ کر کہ انھیں کوئی پوچھنے والا

نہیں' انھیں کوئی خوف خدا نہیں ہے انھوں نے اس ملک کا 36-ارب روپیہ پورے سال میں انتہائی غلط طریقے سے خرچ کیا جیسے پرانے زمانوں کے جاگیر دار اور بادشاہ ہوا کرتے تھے وہ بھی اس طرح سے خرچ نہیں کرتے تھے۔ وہ بھی لوگوں اور رعایا کا پیسا اس انداز سے خرچ نہیں کرتے تھے جس انداز سے انھوں نے خرچ کیا ہے۔ اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ ان کی کوئی بھی رقم ضمنی بجٹ کے زمرے میں نہیں آتی یہ ان مقاصد پر پورا نہیں اترتی لہذا میری معزز ایوان سے درخواست ہے کہ یہ جو ضمنی بجٹ کی گرانٹ چاہتے ہیں اسے نامنظور فرمایا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب مسز جوائس رؤفن جولیس بات کریں گی۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب وہ تقریر کر رہی ہیں پلیز ان کو continue کرنے دیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب! میں نے بڑی ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو تقریر کا ٹائم دیں گے اس وقت آپ بات کر لینا۔ جی محترمہ!

وزیر اقلیتی امور، شکریہ۔ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آج بحیثیت ایک اقلیتی منسٹر پنجاب کی مسیحی اقلیت کی ایک دردناک کہانی پیش کرنا چاہتی ہوں۔ گو یہ ضمنی بجٹ ہے لیکن میں نے پچھلے سال بھی ضمنی بجٹ پر تقریر کی تھی۔ میں نے اس وقت بھی وزیر خزانہ کو مبارکباد دی اور آج بھی مبارک دیتی ہوں کہ انھوں نے اقلیتوں کے لئے فنڈز بحال کئے۔ میں نے اس وقت بھی آپ لوگوں سے یہی بات کی تھی کہ اقلیتوں کے لئے پچھلے سال کے بجٹ کے اندر کسی قسم کا کوئی فنڈ نہیں تھا لیکن اس سال اقلیتوں کے لئے دس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے لئے میں وزیر خزانہ اور خاص طور پر چودھری پرویز الٰہی کی شکر گزار ہوں۔ بجٹ تقریر ایک فری تقریر ہوتی ہے کہ جس طرح بھی چاہیں اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں لہذا میں یہ بتانا چاہوں گی کہ میری مسیحی اقلیت کن حالات سے دوچار ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! وہ بجٹ گزر گیا ہے۔ آج آپ نے ضمنی بجٹ پر بحث کرنی ہے۔ لہذا آپ ضمنی بجٹ پر کوئی بات کریں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پرویز رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے debate پر پوائنٹ آف آرڈر بند کر دیئے ہیں کیونکہ there is no time.

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں راجہ بشارت صاحب کی توجہ چاہوں گا۔

وزیر اقلیتی امور، جناب سپیکر! یہاں پر جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے میں اسی پالیسی پر بات کروں گی۔ میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں انھیں ان کی پالیسیوں پر بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ بہت بہت شکریہ

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! محترمہ ضمنی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کر رہی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ضمنی بجٹ پر بات ہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں جب رانا ثناء اللہ صاحب بولے ہیں ان کو پورا ٹائم دیا گیا ہے۔ اب ان کو بولنے دیں آپ کو بھی ٹائم دیا جائے گا۔ اب ادھر سے ایک تقریر تو ہونے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! میں صرف treasury benches والوں کے لئے ایک financial rule پڑھ دیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ جو مرضی تقریر کروائیں۔ جناب سپیکر رول یہ ہے کہ

> **Supplementary Grants:** "Proposals for supplementary grants are objectionable in principle and free resort to them indicates, on the one hand, bad estimating or improvident administration and, on the other hand impair the proper management of the Provincial Finances."

جناب سپیکر! یہ آپ نے اس کی بات کرنی ہے لیکن آپ عام بحث شروع کروا دیتے ہیں۔ اس میں آپ دیکھیں کہ یہ تو bad management ہے کہ دس کروڑ روپیہ روزانہ اس حکومت نے extra خرچ کیا ہے۔ 4۔ارب خرچ ہوا تو یہاں پر شور مچ گیا تھا۔اب 36۔ارب روپے کی بات ہے اس کی treasury benches کو تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اپوزیشن کو آپ وقت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،اپوزیشن کو بھی ٹائم دے رہے ہیں۔ حکومتی پارٹی اور اپوزیشن دونوں کو وقت دیں گے۔

راجہ ریاض احمد ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،تشریف رکھیں۔ No point of order please.

راجہ ریاض احمد ، جناب والا! ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، راجہ صاحب! اب ایوان کی کارروائی کو چلنے دیں۔ آپ کو پہلے ہی کافی وقت دے دیا گیا ہے اب تھوڑا سا ان کو بھی بولنے دیں۔ میں ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر اقلیتی امور!

راجہ ریاض احمد ، جی' انہوں نے تو اپنی تقریر ختم کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انہوں نے ابھی ختم نہیں کی۔ بی بی! کیا آپ نے اپنی تقریر ختم کر لی ہے؟

وزیر اقلیتی امور ، جی' ختم کر لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چلیں anyhow اب آپ فرمائیں!

راجہ ریاض احمد ، شکریہ جناب سپیکر! میں فیصل آباد ضلع کا ایک بہت بڑا مسئلہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری وہاں پر دو سڑکیں ہیں۔ ایک ٹرواالا روڈ اور ایک ملت روڈ۔ اس پر toll tax لگا ہوا ہے۔ باقی toll tax میری ایک تحریک التواء پر ختم ہو گیا ہے۔ دو سڑکوں پر ابھی تک لگا ہوا ہے۔ اس لئے میں راجہ بشارت صاحب کی توجہ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس بارے میں بات ہو چکی ہے راجہ صاحب نے کہا ہے کہ میں اس بارے میں بتاؤں گا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بی بی فرمائیں!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب والا! ابھی میری بہن حکومت کی بہت زیادہ تعریف کر رہی تھی۔ حکومت کے لئے نہایت ہی ایک تشویش ناک بات ہے کہ آج ہی کے اخبارات میں ایک خبر دیکھیں آٹے کی بوری -/228 روپے سے -/234 روپے کی ہو گئی ہے اور ابھی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ عوام کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ آپ کونسا پرائم منسٹر لے کر آتے ہیں۔ جب وہ بولتے ہیں ان کی تو کسی کو سمجھ بھی نہیں آتی یا جب کوئی important وزیراعظم لے کر آتے ہیں۔ عوام کو تو صرف یہ چاہیے کہ وہ ان کے لئے کچھ کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، محترمہ! No important۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، عوام تو چاہتے ہیں کہ مہنگائی کم ہو' سبزی کے ریٹ بھی بڑھ گئے ہیں گوشت کی قیمت زیادہ ہو گئی ہے اور یہ جو ضمنی بجٹ ہے یہ اب آتا جا رہا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بی بی! یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر تو ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بی بی! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ پوائنٹ آف آرڈر وہ ہوتا ہے جو ایوان میں کارروائی ہو رہی ہو اس کے بارے میں آپ بات کریں۔ آٹے کی بوری کا یہاں کیا واسطہ۔ راجہ صاحب!

محترمہ صغیرہ اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کروڑوں روپیہ تو یہ وزیر اعلیٰ ہاؤس پر خرچ کر رہے ہیں۔ ہیلی کاپٹر پر خرچ کر رہے ہیں۔ عوام کے لئے کیا ہو رہا ہے؟ اور آپ کہتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جناب سپیکر! جب مہنگائی ہو گی تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! میں نے کہا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب والا! جب مہنگائی ہو گی تو پھر غریبوں کی بات کی جائے گی۔ بجٹ کو تو آپ نے عیاشیوں پر خرچ کر دیا ہے لوگ بولیں گے نہیں تو کیا کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! اس پر بات ہو رہی ہے آپ کو بھی ٹائم دیا جائے گا۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر چند گزارشات پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ضمنی بجٹ کے متعلق وزیر خزانہ جب اپنی تقریر کو wind up کریں گے تو اراکین اپوزیشن کی طرف سے جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں اس پر تفصیل کے ساتھ بات کریں گے۔ لیکن مختصراً میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ جس طرح سے رانا ثناء اللہ خان صاحب کی طرف سے بھی کہا گیا اور رانا آفتاب صاحب نے بھی فرمایا۔ یہ وہ اخراجات ہیں جو سالانہ بجٹ میں anticipate نہیں کئے گئے تھے اور پھر مالی سال کے دوران یہ اخراجات آئے۔ ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں کہ بالکل یہ وہ اخراجات ہیں جو سالانہ بجٹ میں اس وقت سامنے نہیں آئے تھے بلکہ ضمنی بجٹ کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ہم یہ وسائل لائے کہاں سے ہیں اور ہم نے یہ وسائل کہاں سے لا کر کہاں پر خرچ کئے ہیں؟ ہمیشہ یہ طریقہ کار رہا ہے آپ کسی بھی بجٹ کی دستاویز اٹھا کر دیکھ لیں تو اس میں ہمیشہ یہ طریقہ کار رہا ہے کہ ضمنی بجٹ میں ہمیشہ re-appropriation زیادہ ہوا کرتی تھی۔ پورے سال کا جو سالانہ بجٹ پیش کیا جاتا تھا اس میں جو رقم مختص کی جاتی تھی اگر اس کو مختص شدہ مد کے علاوہ کہیں خرچ کیا جاتا تھا تو ہم اس کو ضمنی بجٹ میں approve کروایا کرتے تھے۔ ہمارا ضمنی بجٹ خصوصی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ خصوصی اہمیت کا حامل اس لحاظ سے ہے کہ اس وقت اگر میں غلط نہیں ہوں تو وزیر خزانہ صاحب مجھے درست فرما دیں گے۔ ہم نے 20۔ارب روپے anticipate کیا تھا کہ صوبائی محاصل سے ہماری income ہونی ہے۔ یہاں ہم جب انتظامی لحاظ سے بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتظامی حکمت عملی تھی کہ جس کے تحت 20۔ارب روپے کی بجائے ہم نے تقریباً 30۔ارب روپے اپنے صوبائی محاصل سے حاصل کیا۔ اب ایک سال میں جب

حکومت کی بہتر حکمت عملی سے good governess کے حوالے سے اگر 10-ارب روپے ہمیں فالتو مل جاتا ہے تو ہم نے پھر اس پورے سال کے دوران اس کو خرچ کرنا ہے۔ یہ ہمارا جو موجودہ ضمنی بجٹ ہے اس میں زیادہ تر reflection انہی مدوں میں آئی ہے کہ جہاں پر وہ 10-ارب روپے جو اضافی اپنی محنت کی وجہ سے' اپنی بہتر کارکردگی کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ وہ ہم نے خرچ کیا ہے اور وہ ہم نے یہاں پر reflect کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بات آتی ہے کہ وی۔وی۔آئی۔پی سیکورٹی کی تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں آپ چلے جائیں وہاں پر جو حکمران ہیں ان کی سیکورٹی کا ہمیشہ بندوبست کیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ گزشتہ سال کے دوران کچھ واقعات ایسے ہوئے کہ جس کی بنیاد پر پاکستان کو بین الاقوامی طور پر دہشت گردی کا سامنا تھا۔ تو ان مخصوص حالات میں ہمیں مخصوص انتظامات کرنے پڑے اور ان مخصوص انتظامات کے تحت اگر پولیس کو ہم نے گاڑیاں فراہم کر دی ہیں تو وہ کہیں ضائع نہیں جاتیں۔ بلکہ وہ تو ہمارے لئے assets ہیں' وہ ضائع نہیں جائیں گے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی مہذب معاشرے میں چلے جائیں تو کیا ہمارے کسی ملک کا' صوبے کا سربراہ دفتر سے پیدل گھر جا رہا ہوگا یا گھر سے پیدل دفتر جا رہا ہوگا۔ اس نے گاڑیوں میں ہی سفر کرنا ہے اور اچھی گاڑی میں ہی سفر کرنا ہے اور یہ بھی نہیں ہے کہ وہ بغیر سیکورٹی کے چلا آئے گا۔ اس طرح میں یہاں کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہوں کہ فلاں صاحب جن کا تعلق فیصل آباد سے ہے' جھنگ سے ہے' سرگودھا سے ہے' پچھلے سال انہوں نے 40 ہزار روپیہ اپنی گاڑی کی مرمت پر لگا دیا۔ یہ تو بڑی زیادتی کی بات ہے کہ انہوں نے اپنی گاڑی کیوں مرمت کروائی؟ جب ایک شخص گاڑی رکھے گا اس کو مرمت بھی کروانا پڑے گا۔ پھر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اونٹ بھی موجود ہیں اس پر سوار ہو کر فلاں آدمی فلاں ضلع سے کیوں نہیں آجاتا وہ کرولا گاڑی کیوں استعمال کر رہا ہے؟ وقت کے ساتھ ساتھ' حالات کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔ اب ایک Cessna Aircraft رکھا ہوا ہے یہ Cessna Aircraft چودھری پرویز الٰہی صاحب نے تو نہیں خریدا یہ جس دور میں بھی خریدا گیا اب وہ پنجاب گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے۔ اب اس کی repair کے لئے تو پیسے بھی رکھنے پڑیں گے۔ اگر آپ یہ کہہ دیں کہ خراب ہو گیا ہے تو اس کو dump کر دیں

اور اٹھا کر اس کو پرے پھینک دیں۔ یہ حکومتوں کا رویہ نہیں ہوا کرتا۔ حکومتیں assets کا خیال رکھتی ہیں اور ان کے لئے رقوم مختص کرتی ہیں۔ پنجاب ہاؤس مری کا یہاں پر بہت ذکر کیا گیا۔ یہ جو پنجاب ہاؤس مری ہے' چیف منسٹر suite کی بات کی گئی ہے یہ نیا تعمیر کیا گیا ہے۔ اب یہاں سوال اٹھے گا کہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہاں پر انہوں نے اپنے لئے نیا suite تعمیر کروایا۔ چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے وہ نہیں شروع کروایا۔ بلکہ آج سے تقریباً 15 سال پہلے اس کو شروع کیا گیا اور اس پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے اور پھر اس کو ادھورا چھوڑ کر کام ختم کر دیا گیا۔ لیکن جب ہماری حکومت آئی تو ہم نے دیکھا کہ اس پر کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اگر 44 لاکھ یا 50 لاکھ یا ایک کروڑ روپیہ مزید خرچ کر کے اس 40 کروڑ یا 50 کروڑ روپے کو بچایا جا سکتا ہے تو ہم نے وہ کیا ہے۔ اسی طرح آپ کو یاد ہو گا کہ یہ بھی کہا گیا کہ چیف منسٹر ہاؤس کے لئے کراکری کے لئے 4 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اگر ایک وزیراعلیٰ' وزیراعلیٰ ہاؤس میں رہتا ہے۔ موجودہ وزیراعلیٰ نے رہائش تو اپنے گھر میں رکھی ہوئی ہے لیکن اگر وہ اپنے دفتر میں آتے ہیں وہاں ان کو مہمان ملنے کے لئے آتے ہیں کسی نے چائے بھی پینی ہے' کسی نے پانی پینا ہے' کئی باہر سے مہمان آتے ہیں معزز اراکین اسمبلی وہاں پر جاتے ہیں تو کیا وہاں پر ان کو پانی پلانے کے لئے' چائے پلانے کے لئے برتن نہیں چاہئیں ہوں گے۔ ہم نے یہ کون سا جرم کر دیا کہ وہاں چار لاکھ روپے کے برتن خریدے تو یہ اس کو وجہ بنا رہے ہیں کہ یہ کیوں خریدے گئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہمارا ایک سیٹ اپ موجود ہے تو اس میں یہ ہمیں خرچ کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور یہ آپ کے نوٹس میں ہو گا کہ آج سے کافی عرصہ پہلے جب پرائم منسٹر ہاؤس اسلام آباد بنایا گیا تھا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اس کو شروع کیا تو میاں نواز شریف صاحب اپوزیشن میں تھے تو انہوں نے اعتراض کیا کہ یہ اربوں روپے کی لاگت سے پرائم منسٹر ہاؤس کیوں بنایا جا رہا ہے؟ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تھی وہ یہ اعتراض سنتے رہے لیکن جب پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ ختم ہوئی تو میاں نواز شریف جو اس پر اعتراض کیا کرتے تھے وہ پہلے پرائم منسٹر تھے جنہوں نے اس پرائم منسٹر ہاؤس میں move کیا۔ سو یہ وقت کے تقاضے ہوتے ہیں۔ جب ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوں تو ہماری سوچ کچھ ہوتی ہے جب آپ حکومتی بنچوں پر آ جائیں تو پھر سوچ کچھ اور ہوتی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا

ہوں کہ ہمیں وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنی رائے یا سوچ کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے بلکہ قومی تقاضوں کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔ میں یہاں یہ بھی عرض کروں گا اور تاریخ اس چیز کی شاہد ہے میں سمجھتا ہوں کہ چودھری پرویز الہیٰ ایک شریف النفس انسان ہیں۔ وہ اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ فلاں کرسی کیوں اچھی ہے تو فلاں بیڈ اچھا نہیں ہے۔ یہاں اس ملک کی تاریخ رہی ہے کہ پتا نہیں کہاں کہاں سے خواتین انٹیریئر ڈیکوریٹرز کو لا کر ہم پرائم منسٹر ہاؤس بھی ڈیکوریٹ کرواتے رہے ہیں' ہم پنجاب ہاؤس بھی ڈیکوریٹ کرواتے رہے ہیں' ہم پرائم منسٹر سیکرٹریٹ بھی ڈیکوریٹ کرواتے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ویسے ہی درویش منش لوگ ہیں ان کا اتنا سلسلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر ہمارے اپوزیشن کے معزز راہ نما یہ فرما رہے تھے کہ ہم نے اس بجٹ کو پڑھا نہیں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان کی نظر سے صرف اور صرف وہ رقم گزری ہے جو پولیس کی مد میں خرچ ہوئی ہے۔ لیکن اگر میں ان سے یہ request کروں کہ جیل میں قیدیوں کو سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے جو رقم خرچ کی گئی ہے' جیل میں پینے کا ٹھنڈا پانی فراہم کرنے کے لئے جو کولر لگائے گئے' جو جیلوں میں پنکھے لگائے گئے ہیں' جو جیلوں میں اضافی بیرکس تعمیر کی گئی ہیں ان پر ان کی نظر نہیں گئی۔ اسی طرح اس سپلیمنٹری بجٹ میں جو ڈیسٹری کے لئے جو رقوم خرچ کی گئی ہے اس پر بھی ان کی توجہ نہیں گئی۔ اسی طرح جو بچوں کو stipends دی گئی ہیں اور بالخصوص جو معذور بچوں کے لئے اسی سپلیمنٹری بجٹ میں رقم رکھی گئی ہے اس پر ان کی نظر نہیں گئی۔

جناب سپیکر! اس لئے میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دیں گے لیکن میری صرف اتنی گزارش ہے کہ ان میں سے کوئی خرچ ایسا نہیں ہے جو ہم نے صرف اور صرف اپنی ذات کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے کیا ہو بلکہ ہم نے وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے' اپنے وزیراعلیٰ' پرائم منسٹر' پریذیڈنٹ کو سیکورٹی فراہم کرنے کے لئے' جو میں سمجھتا ہوں کہ اخلاقی طور پر اور قانونی طور پر ہر حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری سے انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ سو اگر یہ اخراجات کئے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم نے مناسب طور پر کئے ہیں اور اپنے وسائل کے اندر رہتے

ہونے کئے ہیں اور ان وسائل سے کئے ہیں جو ہم نے اپنی دن رات کی محنت اور بہتر governance کی وجہ سے پیدا کئے تھے' انہی وسائل میں سے ان اخراجات کو پورا کیا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر کا مشکور ہوں کہ انہوں نے قبل از وقت میری بات کا جواب دینا مناسب سمجھا اور انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ یہ اخراجات ہم نے کئے ہیں۔ وہ deny نہیں کر سکے لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ اخراجات ہم نے اس پیسے سے کئے ہیں جو ہم نے زیادہ ٹیکس collect کیا' ہم نے بڑی محنت کی' ہم نے بڑی کوشش کی۔ آپ نے ٹیکس اکٹھا کرنے میں کیا محنت کی؟ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر اندر دیا' لوگوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ سختی کی' لوگوں کی جیبوں سے پیسا نکالا اور اس کے بعد کیا وہ پیسا کسی اور مد میں خرچ نہیں ہو سکتا تھا؟ آپ admit کر رہے ہیں کہ یہ کروڑوں اربوں روپیہ انہوں نے اپنی سہولتوں اور سیکورٹی کے لئے خرچ کیا ہے۔ آپ نے ابھی آخر میں یہ فرمایا ہے کہ یہ ہر حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کو تحفظ فراہم کرے۔ ٹھیک ہے آپ کی ذمہ داری صرف یہی ہے کہ آپ خود کو تحفظ فراہم کریں' آپ کو غریب عوام کو تحفظ فراہم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ آپ کا یہ نقطہ نظر ہے۔

جناب سپیکر! دوسری میں نے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ ان دونوں منسٹرز' ایجوکیشن منسٹر تو شاید باہر چلے گئے ہیں' آپ ان کو سپلیمنٹری بجٹ کی ایک ایک کاپی لے دیں۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ چیف منسٹر کے مری کے suite پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہوئے تھے۔ وہ تو بالکل abundant پڑا تھا۔ اس پر تو ہم نے اب کروڑوں روپے خرچ کر کے صحیح کر دیا ہے۔ یہ صفحہ 170 پر sub نمبر 6 ہے۔ Funds for furnishing بھئی! یہ furnishing ہے۔ یہ construction نہیں ہے۔ آپ تو کہتے ہیں کہ وہاں پر construction ہونے والی تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ اس suite پر کروڑوں روپے خرچ کر کے اسے فضول چھوڑا ہوا تھا۔ یہ آپ نے 44 لاکھ 80 ہزار روپیہ furnishing پر خرچ کیا ہے۔ اس کے بعد پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں بھی Funds for furnishing ہے۔ اس میں آپ نے 20 لاکھ روپیہ خرچ کیا ہے۔ آپ آگے آ جائیں۔ یہ آپ نے Renovation and furnishing of Punjab House Islamabad پر چالیس لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ پھر اس کے بعد آگے آ جائیں آپ نے 25 لاکھ روپیہ خرچ کیا یہ بھی

furnishing item ہے۔ تو یہ آپ نے اپنی سہولتوں اور اپنی سیکورٹی کے لئے خرچ کیا ہے اور میں نے تو آپ کو چیلنج کیا تھا کہ جن کی میں نے نشاندہی کی ہے ان میں سے آپ ایک بتائیں کہ یہ آپ نے اپنی سہولت کے لئے نہیں کیا یا آپ نے اپنی سیکورٹی کے لئے نہیں کیا تو اس سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ ان حکمرانوں کا ایک ہی مقصد ہے کہ انہوں نے اس غریب قوم کے خون پسینے کی کمائی' جسے یہ اپنی محنت تصور کرتے ہیں' انہوں نے صرف اور صرف اپنی سہولتوں کے لئے خرچ کرنی ہے' اپنی سیکورٹی کے لئے خرچ کرنی ہے' نہ انہیں کسی غریب کی سہولت کا احساس ہے اور نہ ہی کسی غریب کی سیکورٹی کا احساس ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں نے ایک بڑا valid point raise کیا تھا۔ میں نے regarding the supplementary grant financial rules quote کئے تھے۔ آپ دیکھیں کہ 36 بلین روپے جو ہیں' 149 سے بڑھتا ہے۔ آپ دیکھیں یہ کتنا exceed کر جاتا؟ Its more than the 25% of the original budget. آپ دیکھیں کہ جو حکومت اپنا ایک سال کا وژن درست نہیں کر سکتی۔ یہ 2020 تک کا کیسے کرے گی؟ رانا ثناء اللہ صاحب نے ٹھیک کہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ آپ کی ایک سال کی financial management نہیں ہے اور اس پر بڑا کلیئر ہے کہ This is objectionable. جو آپ رولز کو follow نہیں کرتے ہیں۔ آپ اس پر کہہ رہے ہیں کہ These are against the rules also. 36-ارب روپیہ لگا دیا ہے۔ آپ اگر ایک سال کی financial management ٹھیک نہیں کر سکتے۔ how is it possible کہ آپ چیف منسٹر کی وژن 2020 کو درست کریں گے۔ اس پر ذرا راجہ صاحب وضاحت فرما دیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! رانا آفتاب احمد خان صاحب نے جو point raise کیا ہے اس کا تفصیلی جواب میں اپنی winding up speech میں دے دوں گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بارہ بج گئے ہیں اگر ہم پوائنٹ آف آرڈرز پر رہیں گے تو کوئی بات ختم نہیں ہو گی کہیں۔ جی' عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں جناب سے رہنمائی چاہوں گا' 26-جون کو پرائم منسٹر صاحب نے چودھری شجاعت صاحب کو resignation دیا تو انہیں nominate کیا' انہوں نے آگے سے ایک اور آدمی کو nominate کیا۔ آپ دیکھیں کہ 26-جون سے آج تک ملک کا پرائم منسٹر کون ہے؟ آرٹیکل 191 یہ کہتا ہے کہ صدر اس کو کہہ سکتا ہے کہ جب تک نیا پرائم منسٹر نہیں آتا آپ اپنا function جاری رکھیں۔ یہ وضاحت فرمائیں کہ 26-جون سے لے کر آج تک اس ملک کا پرائم منسٹر کون ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، He is still the Prime Minister. ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ انہوں نے resign کیا ہے لیکن He has been asked to continue as Prime Minister.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، یہ بات کسی جگہ پر بھی نہیں آئی کہ صدر پاکستان نے انہیں یہ کہا ہو کہ آنے والے پرائم منسٹر تک اپنا کام جاری رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، شکریہ۔ جناب سپیکر! حکومت نے تقریباً 37-ارب روپے کا زائد ضمنی بجٹ پیش کیا ہے اور انہوں نے 180-ارب روپے کا سالانہ بجٹ پیش کیا تھا۔ اب یہ کل 217-ارب روپیہ بنتا ہے۔ بجٹ بناتے وقت یہ ضمنی بجٹ کیوں پیش کیا جاتا ہے؟ حقیقت میں اگر آپ پوری constitutional history ملاحظہ فرما لیں' آپ برطانیہ کی تاریخ دیکھ لیں' امریکہ کی ہسٹری دیکھ لیں' ہر ملک میں ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا ہے لیکن وہ ضمنی بجٹ ہوتا کیا ہے۔ انہوں نے اب سالانہ بجٹ پیش کیا ہے' اس میں انہوں نے assessments کی ہیں اور سارا بجٹ propose کر کے اس ہاؤس سے پاس کروایا ہے اور اب یہ ضمنی بجٹ لے کر آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کو میں حکومت کی نااہلی سمجھتا ہوں کہ انھوں نے جو سالانہ بجٹ کی صحیح assessment نہیں کی۔ اگر اس کی صحیح assessment کی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنا بڑا ضمنی بجٹ یہاں پر پیش کرنے کی نوبت نہ آتی۔ انھوں نے جو ضمنی بجٹ یہاں پیش کیا ہے' جس جس محکمے نے اضافی رقم استعمال کی ہے' اس کے متعلق باقاعدہ رولز موجود ہیں۔ پنجاب بجٹ مینول کا سیکشن 13-14 ہے' یہ میں پڑھ دیتا ہوں کہ اگر ضمنی بجٹ سالانہ بجٹ کے بعد پیش کیا جائے تو یہ ذمہ داری کس پر آتی ہے؟

جناب سپیکر! میں سیکشن 13-14 پڑھ دیتا ہوں۔

If it is felt that for any valid reason the grant is likely to be exceeded the head of department should take immediate step to prevent expenditure in excess of a grant.

جناب سپیکر! اس کو یہ reasons دینی پڑیں گی' چاہے وہ منسٹر ہے یا محکمے کا سیکرٹری ہے کہ جو اخراجات excess ہوئے ہیں' یہ کیوں ہوئے ہیں؟ ہم نے یہاں پر good governance کی باتیں کی ہیں۔ ہم نے ایک اچھی حکومت کی باتیں کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہ یہ good governance ہے اور نہ یہ اچھی حکومت کی نشانی ہے کہ ہم ضمنی بجٹ پیش کر کے اپنے متعلق یہ تعریفی کلمات لوگوں سے اگلوائیں کہ یہ بہت اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! excess بجٹ میں لینڈ ریونیو کے متعلق بھی بات ہوئی ہے۔ اس کے متعلق بھی مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے۔ اس پر میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دیکھیں دیہاتوں میں جو شاملات دیہہ ہوتی ہیں' وہ ایک قدرتی drain ہوتی ہیں۔ اب پورے پنجاب میں کیا ہو رہا ہے؟ میرے حلقے میں دو یونین کونسلیں ہیں جن کا دیہاتوں سے تعلق ہے اور وہاں پر دس دیہات ہیں۔ وہاں پر لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دیہات میں drain نہیں ہے' پانی کا نکاس نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے ملک میں آج سے پچاس سال پہلے اتنا خوبصورت natural drain تھا اور وہ شاملات دیہہ تھی۔ دیہات کا سارا پانی شام لاٹ دیہہ جہاں چھپڑ ہوتا تھا' وہاں پر جاتا تھا۔ وہ ایک خاص موسم میں خشک ہو جاتا

تھا۔ سارے دیہات کا گندہ پانی اس قدرتی drain اور شاملات دیہہ میں گرتا تھا۔ اب صورت کیا ہے' میں ریونیو منسٹر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پورے پنجاب میں ہو یہ رہا ہے کہ جتنی شاملات دیہہ ہیں وہاں پر بااثر لوگوں نے قبضے کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ آپ کو اب بعض دیہاتوں میں ایک مرلہ بھی شاملات دیہہ نظر نہیں آئے گی۔ میں ان سے یہ کہوں گا کہ اگر انھوں نے مطالبہ زر حکومت سے مانگا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ دینا چاہیے۔ اس بات پر ان کو خصوصی طور پر توجہ دینی چاہیے کہ جو شاملات دیہہ ہے' ان کی حفاظت کرنا بھی گورنمنٹ کا کام ہے' حکومت پنجاب کا کام ہے کہ جو شاملات دیہہ ہے' جس پر قبضہ گروپ قبضہ کرنا چاہتا ہے' ان کو forcefully روکے' میں حکومت کو اس طرح متوجہ کرانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! دوسرا انھوں نے roads and bridges کے لئے اپنی demands دی ہیں۔ اس میں انھوں نے کہا ہے کہ ہمیں سڑکوں اور پلوں کے لئے زائد رقم 78 کروڑ 28 لاکھ روپے کی منظوری دی جائے۔ اب جو سڑکیں اور پل موجودہ حکومت نے بنائے ہیں' یہاں لاہور میں underpass بنے ہیں۔ آپ اخبارات کی سرخیاں ملاحظہ فرمالیں کہ ان underpasses کو بنے ہوئے صرف ایک مہینہ ہوا ہے اور آپ آج بھی ملاحظہ کر لیں کہ اس کی ٹائلیں ٹوٹ چکی ہیں۔ اس وقت یہ کہتے ہیں کہ ہمیں سڑکوں کے لئے پیسے چاہئیں۔ ہم کہتے ہیں کہ پنجاب کے جتنے پسماندہ اور غیر پسماندہ علاقے ہیں وہاں آپ چلے جائیں تو آپ وہاں پر دیکھیں گے کہ سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں' پل وہاں پر ٹوٹے ہوئے ہیں سوائے لاہور کے' آپ لاہور میں دیکھیں گے کہ پل بھی ٹھیک ٹھاک ہیں' سڑکیں بھی ٹھیک ٹھاک ہیں لیکن صوبے کے دوسرے ضلعوں میں اور دوسرے حصوں میں حالت یہ ہیں کہ وہاں پر جو سڑک بنا دی جاتی ہے۔ وہ سڑک ایک مہینے کے بعد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہے۔ ہمارے سیالکوٹ میں پانچ کروڑ سے کینٹ میں عزیز شہید روڈ بن رہا ہے۔ میں نے اس پر سوالات بھی بھیجے ہیں' میں نے ایک تحریک بھی داخل کروائی ہے۔ وہاں حالت یہ ہے کہ وہ سڑک اتنے برے طریقے سے اور اتنی mismanagement کے ساتھ بنائی جا رہی ہے۔ میں چودھری ظہیر صاحب کی خدمت میں یہ التماس کروں گا کہ میں نے وہاں پر تحریری شکایت لکھ کر دی ہے کہ ٹھیکیدار اس میں گڑبڑ کر رہا ہے اور وہ سڑک صحیح نہیں بنائی جا رہی

لیکن حکومت اس پر کوئی ایکشن لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ فنڈز جو آج اسمبلی ضمنی بجٹ کی صورت میں دے رہی ہے' جو ہم لوگوں کو دے رہے ہیں' یہ کس کے پیسے ہیں؟ یہ پنجاب کے لوگوں کے پیسے ہیں' یہ ہم سب کے پیسے ہیں۔ ہم اس عوام کے نمائندے ہیں اور یہاں پر موجود ہیں اور ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ یہ رقمیں جو خرچ کی جارہی ہیں' کیا یہ درست خرچ کی جارہی ہیں؟ صحیح جگہوں پر خرچ کی جارہی ہیں؟ اور اس میں کوئی لیکیج تو نہیں ہو رہی؟ حکومت کی طرف سے بار بار کہا جاتا ہے کہ اپوزیشن مثبت تنقید نہیں کرتی' ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ کی رہنمائی کے لئے مثبت تنقید ہی کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد آپ کو طنز کرنا نہیں ہے' taunt کرنا نہیں ہے بلکہ ہم آپ کو وہ راستہ دکھانا چاہتے ہیں' جس پر چل کر یہ حکومت اچھا نام کما سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ مطالبات زر جو ضمنی بجٹ کی صورت میں مانگے گئے ہیں۔ یہ بہت زیادہ ہیں۔ یہاں پر راجہ صاحب نے کفایت شعاری کا کہا۔ ہمارا جو ماضی ہے' جو ہمارے اکابرین ہیں' وہ ہمارے لئے ایک direction ہیں' ہمارے لئے وہ راستہ دکھانے والے لوگ ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جن کو خلیفہ راشد ثانی کہتے ہیں۔ امیر گھر کا نوجوان' جب اللہ نے ان کو اقتدار دیا تو انہوں نے اپنی بیوی اور بچوں کو بلالیا اور کہا کہ آج کے بعد جو حکومت کا مال ہے' وہ حکومت کا ہے اور جو میرا مال ہے' آپ کو اس میں سے کھانا پڑے گا۔ وہ انسان حضرت عمر بن عبدالعزیز جس کی ایک ایک بات کو تاریخ میں سنہری حروف سے لکھ دیا کہ جب وہ حکومت کا کام کرتے تھے تو وہ سرکاری دیا جلالیتے تھے اور جب ان کی بیگم ان سے بات کرنے کے لئے آئیں تو ایک دم خلیفہ راشد ثانی نے اس دیے کو بجھا دیا' بیوی نے کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا ہے' اس پر انہوں نے کہا کہ میں حکومت کا کام کر رہا تھا اب آپ گئیں ہیں تو یہ میرا نجی معاملہ ہے۔ میں حکومت کی اتنی چیز بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ دیئے کا تیل بھی میرے کھانے میں لگا جائے۔ یہ تاریخ کی باتیں ہیں۔ ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ ہم نے غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کیا ہے لیکن آپ ضمنی بجٹ کو ملاحظہ فرمالیں کہ اس میں غیر ترقیاتی اخراجات بہت زیادہ ہیں جو حکومت نے کئے ہیں' جس کی نشاندہی رانا صاحب نے بھی کی ہے۔ اس لئے ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر چار لاکھ کی کراکری 7۔ کلب روڈ پر نہ جائے' 1۔ کلب روڈ پر نہ جائے تو اس سے کوئی فرق

نہیں پڑے گا۔۔۔

محترمہ شمیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، محترمہ فرمائیے!

محترمہ شمیم اختر، جناب سپیکر! رانا صاحب نے بھی پہلے کہا کہ چیف منسٹر ہاؤس پر اتنی خطیر رقم رکھی گئی ہے تو میں ان کو یہ کہوں گی کہ خدا تعالیٰ ہمارے ملک میں جمہوریت کو جاری و ساری رکھے۔ آج اگر چودھری پرویز الٰہی صاحب چیف منسٹر ہیں تو بعد میں وہ یہ سارا سامان اپنے گھر میں نہیں لے جائیں گے جو اگلا چیف منسٹر آئے گا اس کے استعمال میں آئے گا اس سے بھی جو اگلا چیف منسٹر آئے گا اس کے استعمال میں آئے گا۔ فضول خرچیاں یہ ہیں کہ سرے محل اور رائے ونڈ محل کو عوام کا خون چوس کر سجایا گیا اور بنایا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا جی۔

ڈاکٹر اسد اشرف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد اشرف، جناب سپیکر! پنجاب ہاؤس کی بار بار بات ہو رہی ہے۔ پنجاب ہاؤس میں کئی لوگ کئی کئی ماہ سے رہ رہے ہیں۔ ایک مریض ایک خاص ضلع سے چھ ماہ سے ایئرکنڈیشنڈ کمرے میں وہاں پر ایڈمٹ ہے۔ ایک مسلم لیگ کے عہدے دار پچھلے ڈیڑھ سال سے کمرے پر قابض ہیں۔ یہ پنجاب ہاؤسز حیاشی کے اڈے بن چکے ہیں، پنجاب ہاؤسز جس مقصد کے لئے استعمال ہو رہے ہیں اس کے لئے آپ اس کی ایک انکوائری کمیٹی بنائیں تو آپ کو پتا لگ جائے گا کہ یہ سارے پیسے کن مدوں میں استعمال ہو رہے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انتہائی افسوس کی بات ہے۔ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ جو بات میں نے facts

and figures کے ساتھ ایوان کے سامنے رکھی ہے اس کی یا تو یہ justification پیش کریں گے یا پھر کم از کم اس سے متعلق یہ آئندہ کے لئے کہیں گے کہ ایسے معاملات نہیں ہونے چاہئیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہ اسے تسلیم بھی کر رہے ہیں کہ ہم نے یہ خرچہ کیا ہے اور اس کے بعد اس بات کو تسلیم کرنے کے بعد پھر ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں۔ جو ہم نے ان سے توقع کی تھی-----

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! جب فنانس منسٹر وائنڈ اپ کریں گے تو اس وقت بتا دیں گے۔ Now I have stopped all point of orders.

رانا ثناء اللہ خان، ہمیں مایوسی یہ ہوئی ہے کہ ہمیں جو توقع تھی کہ [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر، شرم والی بات کارروائی سے حذف کی جاتی ہے۔ جی' بگو صاحب! جاری رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ وزیر خزانہ نے اس دن اپنی تقریر میں یہ کہا تھا کہ ہم نے غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کیا ہے یہ بڑی خوشی کی بات ہے لیکن میں ایمان کے ساتھ آپ سے کہتا ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ 20 کروڑ روپیہ ہم نے خواتین کے لئے رکھا ہے۔ ہم جن حلقوں سے آئے ہیں وہاں پر خواتین ہمارے پاس آتی ہیں جن کی چار چار بیٹیاں ہیں جب ان کو اپنی بچی کی شادی کے سلسلے میں یہ مسئلہ آتا ہے تو وہ بلک بلک کر ہمارے پاس آ کر روتی ہیں کہ ہمارے پاس اتنے پیسے بھی نہیں ہیں کہ ہم دس آدمیوں کو کھانا کھلا سکیں' ہم بیس آدمیوں کو چائے یا روٹی کھلا سکیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سارے غیر ترقیاتی اخراجات کس لئے ہیں؟ یہ ہماری بچیاں' قوم کی بیٹیاں' حوا کی بیٹیاں ہیں۔ جو حال ہماری سوسائٹی میں ہو رہا ہے میں ان کی آواز کے لئے حبیب جالب کا ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ،

ملیں اس لئے ریشم کے تار بنتی ہیں
کہ دختران وطن تار تار کو ترسیں
بدن کو اس لئے مالی نے خوں سے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! حکومت کو مزید اس پر سوچنا چاہیے کہ یہ اخراجات جن کو ہم روک سکتے ہیں' حکومت کو چاہیے کہ ان غیر ترقیاتی اخراجات کو مزید کم کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ کو اس ایوان میں پاس نہ کیا جائے' یہ وہ اخراجات ہیں جو حکومت نے کر لئے ہیں۔ یہ ground realities ہیں کہ یہ اخراجات ہو چکے ہیں۔ حکومت ان اخراجات کو جو یہ کر چکی ہے اس اسمبلی سے approve کروانا چاہتی ہے۔ میری یہی درخواست ہے کہ ان کو approve نہ کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلے سپیکر ڈاکٹر شفیق صاحب ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ضمنی بجٹ پر اظہار خیال کا موقع بخشا۔ ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں نے بالخصوص جناب رانا ثناء اللہ صاحب نے جوش خطابت کا ثبوت بھی دیا لیکن انہوں نے تعصب کی عینک کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا ہے' منفی پراپیگنڈا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور پریس گیلری اور حاضرین کو یہ جانے کی کوشش کی ہے۔ جب وہ لاکھوں کی بات کرتے ہیں تو اربوں اور کروڑوں روپوں کو کیوں بھول جاتے ہیں؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ٹوٹل بجٹ 36۔ارب روپے کا ہے۔ miscellaneous صرف چند ایک مدات کا ذکر کروں گا۔ جیسے خوراک کی خریداری کے لئے ہمیں پیسے کی ضرورت پڑی۔ پچھلے سال ایک ملین ٹن سے زیادہ گندم خریدی گئی' چینی خریدی گئی اور اسی طرح سے چاول خریدا گیا' اس کی مد میں 12۔ارب روپیہ رکھا گیا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ترقیاتی کاموں پر خرچ نہیں ہوا تو 8۔ارب 62 کروڑ روپیہ اضافی خرچ ہوا جو کہ بجٹ کے علاوہ تھا۔ اس کے بعد مختلف محکموں میں یہ کہتے ہیں کہ ہر محکمے کا ہیڈ اس کی ذمہ داری قبول کرے گا۔ ہاں! انہوں نے ذمہ داری بھی قبول کی اور مختلف محکموں کو 4۔ارب روپیہ مہیا کیا گیا ہے۔ جہاں تک پولیس کا ذکر ہے 3۔ارب روپیہ انہیں گاڑیوں کی خریداری کے لئے دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے پولیس فورس کے لئے جب ہم دہشت گری کی بات کرتے ہیں' امن عامہ کی بات کرتے ہیں تو ان کو وسائل بھی دینے پڑیں گے اور اس کے لئے 3۔ارب روپیہ دیا ہے---

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بحث ہو رہی ہے۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ میں نے پوائنٹ آف آرڈر بند کر دیئے ہیں؛ اس کے بعد آپ کی تقریر آ رہی ہے۔ جی۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! یہ محکمے کے منسٹر ہیں تو پھر یہ بتائیں کہ کوئی شراب خریدنی ہے یا کوئی اور چیز لینی ہے۔ اس کے متعلق بحث کریں۔۔۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Minister is speaking. He is member of the House.

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! اگر ممبر غیر مسلم ہے اور ان کو شراب نہیں مل رہی تو میری ذمہ داری ہے ان کو مہیا کر دی جائے گی۔ جہاں تک تین ارب روپے کا ذکر ہے وہ مختلف میونسپل باڈیز کو قرضے دیئے گئے ہیں اور خود مختار اداروں کو قرضوں کی مد میں تین ارب روپے کی ضرورت تھی۔ اسی طرح سے صنعتی ترقی کے لئے ساڑھے انتالیس کروڑ روپیہ مہیا کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے جیل کی بہتری کے لئے اور سزا یافتگان کی بستیوں کی تعمیر کے لئے 16 کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے ان کو اکٹھا کیا جائے تو یہ 31۔ارب روپیہ بنتا ہے۔ باقی چھوٹے چھوٹے خرچے ہیں۔ جن کا ذکر انہوں نے کیا کہ کراکری پر خرچ ہوا' مرمت پر خرچ ہوا' فلاں پر خرچ ہوا تو یہ تمام کے تمام اخراجات سرکاری عمارات پر ہوئے ہیں۔ یہ کلفٹن پر' لاڑکانہ پر' ماڈل ٹاؤن یا رائے ونڈ کے کسی بھی پائلٹ ہاؤسز جن کو پرائم منسٹر ہاؤس ڈیکلیئر کیا جاتا ہے وہاں پر خرچ نہیں ہوئے۔ یہ بات ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے وزیراعلیٰ اپنے گھر میں رہ رہے ہیں اور انہوں نے حکومت کا ایک پیسا بھی اپنے مکان پر خرچ نہیں کیا۔ جہاں تک انہوں نے وزراء کی فضول خرچیوں کا ذکر کیا تو ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ایک تہائی سے کم وزراء کو سرکاری مکانات ملے ہوئے ہیں' باقی سارے کے سارے پرائیویٹ ہاؤسز میں رہ رہے ہیں۔ بیس ہزار روپے کرایہ ملتا ہے۔ آپ ہی بتا دیجئے کہ بیس ہزار روپے سے کون سی اچھی بستی میں ایک کنال کا کرائے کا مکان ملتا ہے۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری حکومت فضول خرچیوں کا قطعی طور پر شکار نہیں ہے اور اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ ہے۔ اگر ہم نے قرضہ لے کر یا ٹیکس لگا کر یا بھیک مانگ کر یہ پیسے اکٹھے کئے ہوتے تو ہم پر

اعتراض کیا جاتا۔ ہم نے تو گڈ گورننس کے ذریعے' اچھی collection کے ذریعے سے یہ پیسے اکٹھے کئے اور اسے عوام کی فلاح کے لئے خرچ کیا ہے۔ یہ بھی ہمارا جرم بن رہا ہے۔ یہاں گڈ گورننس کی بات ہوتی ہے' اچھی حکومت وہ نہیں ہوتی جس کے اندر کوئی برائی نہیں ہوتی۔ اچھی حکومت وہ ہوا کرتی ہے جو کہ برائی کا قلع قمع کرتی ہے' برائی کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ بری حکومت وہ نہیں ہوتی جس میں اچھائی نہیں ہوتی۔ اچھائی ہوتی ہے لیکن وہاں پر برائی کا فروغ پایا جاتا ہے۔ ہماری حکومت ہر اچھے کام کے لئے کوشاں ہے۔ تعلیم کے شعبے کو لے لیجئے جتنی کثیر تعداد میں تعلیمی یونیورسٹیاں ہم بنا رہے ہیں' کتب مفت دے رہے ہیں' سکولوں کو اپ گریڈ کر رہے ہیں اور اسی طرح سے نہروں کو پکا کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم ملتان کے اندر انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی قائم کر رہے ہیں۔ یہ تمام اخراجات انہی بچتوں سے اور انہی کوششوں سے ہم نے جو پیسا اکٹھا کیا ہے اسے ہم پورا کر رہے ہیں۔ جہاں تک ارشد بگو صاحب کا فرمان تھا کہ شاملات دیہہ ختم ہو چکی ہیں۔ آبادی کا دباؤ اتنا زیادہ ہے کہ ہر گاؤں کے اندر آبادی پھیل چکی ہے اور جہاں تک ان کے قبضہ گروپ کی بات ہے تو میں on the floor of the House ان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہاں پر جو جو بھی شکایات سامنے لائی گئی ہیں ان پر ہمارے ساتھی اور رفیق کار وزیر کالونیز نے ایکشن لیا ہے اور آئندہ بھی ہمارا محکمہ ریونیو و کالونی شکایات پر ایکشن لے گا۔ آپ نشاندہی کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس پر کارروائی کریں گے اور اس کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے اور آخر میں ارشد بگو صاحب نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی مثال دی ہے تو ہم سب کے لئے اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اور اس کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ سب سے پہلے ہمیں اپنی ذات سے شروع کرنا چاہیے اور یہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم سادگی کو اپنائیں اور اس چیز کو آگے لانے کی کوشش کریں اور حکومت کسی طور پر پیچھے نہیں ہو گی۔ آپ اچھی تجاویز لائیں انشاء اللہ تعالیٰ ان پر عمل ہو گا اور جہاں تک ضمنی بجٹ ہے یہ قوم پر بار نہیں ہے' یہ پنجاب پر بوجھ نہیں ہے' عوام پر ہم نے کوئی نیا ٹیکس لگا کر اس کو پیش نہیں کیا اور اس سے ہماری حسن نیت ثابت ہوتی ہے۔ آج جو ہم 180۔ارب روپے کا بجٹ پیش کر رہے ہیں وہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ پچھلے سال 149۔ارب کا بجٹ دیا اور اب 36۔ارب روپے ہم نے مزید بچتوں سے حاصل کیا۔ اگر 175۔ارب پچھلے سال جو کہ ہمارا پہلا سال تھا ہم اتنے پیسے اکٹھے کر بھی سکتے تھے اور عوام کی فلاح کے لئے خرچ بھی

کر سکتے تھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال ہم 180-ارب روپے عوام کے لئے اکٹھے بھی کریں گے اور ان کی فلاح کے لئے خرچ بھی کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلے مقرر مجاہد علی شاہ صاحب ہیں۔

سید مجاہد علی شاہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سپلیمنٹری بجٹ جو انہوں نے پیش کیا ہے اس حوالے سے رانا ثناء اللہ خان صاحب نے مختلف محکمہ جات کے جو اعداد و شمار اس ایوان میں پیش کئے ہیں یہ سن کر یقیناً پورے ایوان پر سناٹا طاری ہو گیا ہے۔ چاہے وہ ٹریژری بنچز سے تعلق رکھتے ہوں یا اپوزیشن کے بنچز سے ہوں یقین کریں کہ یہ figures سننے کے بعد عام ممبرز میں اس کا جواب دینے کا حوصلہ نہیں ہے۔ اس لئے اب ضرورت پیش آ رہی ہے کہ وزیر صاحبان ہمت کریں اور اس کا جواب دیں مگر افسوس یہ ہے کہ وہ بھی اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ حقیقت، حقیقت ہوتی ہے۔ حکومتی بنچز سے اس وقت جتنے بھی دوستوں نے بات کی ہے ان سے کوئی بھی ان figures کی تردید نہیں کر سکا جو کہ رانا ثناء اللہ نے پیش کئے ہیں۔ یہ جو اخراجات کئے جا رہے ہیں 'مری ریسٹ ہاؤس 'پنجاب ہاؤس 'سیون کلب 'پولیس کے لئے اور سیکورٹی کے لئے 'یہاں پر رانا صاحب کہہ رہے تھے کہ وی۔ آئی۔ پی حضرات کی سیکورٹی کے لئے بندوبست کیا جا رہا ہے۔ میں رانا صاحب کو آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ رانا صاحب! یہ اپنی سیکورٹی کا بندوبست کرنے میں حق بجانب ہیں۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی یہی عرض کیا تھا کہ اس وقت ملک کے جو حالات ہیں 'اس وقت انہوں نے جو حالات ملک میں پیدا کئے ہوئے ہیں 'جن مجاہدین مسلمانوں کو یہ شہید کروا رہے ہیں تو یقیناً ان کو اپنی جان کا خدشہ ہے 'انہوں نے یقیناً اپنے بچاؤ کا بندوبست کرنا ہے 'جو بوئیں گے وہی کاٹیں گے 'جب ان کو پتا ہے کہ ہم کشمیری مسلمانوں اور مجاہدین کو شہید کروا رہے ہیں 'افغانستان کے مسلمانوں پر بمباری کروا رہے ہیں 'وانا میں مجاہدین کو شہید کروا رہے ہیں تو پھر انہیں پتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا پڑے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ سپلیمنٹری بجٹ پر بات کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے اپنی سکیورٹی کے لئے جو اتنی خطیر رقم رکھی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اس کے پیچھے کیا خوف ہے اور ڈر ہے؟ جب تک اس خوف کو بیان نہیں کریں گے تو پھر بات کیسے مکمل ہو گی؟ میرے خیال میں یہ حق بجانب ہیں جو یہ اپنی سکیورٹی کا بندوبست کر رہے ہیں۔ اس ملک اور اس پنجاب میں یہ جو حالات ہیں وہ ان کے خود پیدا کردہ ہیں اور اب یہ اپنے بچاؤ کا بندوبست کر رہے ہیں انہوں نے تو جو کچھ کرنا تھا کروالیا اب یقیناً دوسری طرف سے re-action کے خطرات ہیں۔ جس کا اندازہ آپ نے اس بات سے لگایا ہے کہ اب V.I.P's target killing ہو رہے ہیں' کور کمانڈرز پر حملہ کیا جا رہا ہے' وزراء پر حملہ کیا جا رہا ہے تو یہ جو خرچ کر رہے ہیں تو میرے خیال میں یہ بے چارے حق بجانب ہیں۔

جناب سپیکر! پولیس کے حوالے سے جو خرچ ہو رہا ہے میں اس پر تھوڑا سا عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں جب تک کسی شخص کے اپنے پیٹ کا بندوبست نہیں کیا جائے گا' اس کے بچوں کا بندوبست نہیں کیا جائے گا' اس کے خاندان کی صحت کا بندوبست نہیں کیا جائے گا' اس کے خاندان کی تعلیم کا بندوبست نہیں کیا جائے گا' جب تک آپ یہ facilities نہیں دیں گے ---

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی آپ کہتے ہیں کہ جمہوریت نہیں ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ اور رانا آفتاب صاحب اکٹھے مشورہ کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ جمہوریت کیا ہو سکتی ہے؟

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! یہ آپ نے کیسے assess کر لیا ہے کہ یہ کوئی مشورہ کر رہے ہیں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی request کر رہے ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا مطلب یہ ہے کہ یہ اچھی روایت ہے کہ اپوزیشن اور ٹریژری بنچز آپس میں صلاح مشورہ کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ صرف یہ نہ ہو کہ نشستن، گفتن، برخواستن بلکہ عمل بھی ہو اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی اچھی تجویز آئے تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔

سید عبدالعلیم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: No point of order from both sides, not only from Government side but even from opposition side as well. Shah Sahib! Please continue your speech.

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! بجٹ کا پیش کرنا اب صرف روایت کے علاوہ کوئی اور مقصد نہیں ہوتا۔ اس بات کو عوام بھی سمجھتی ہے اور ہم بھی سمجھتے ہیں کہ بجٹ پیش کر کے مذاق اڑایا جاتا ہے۔ بجٹ پیش کرنے کے بعد سارا سال قیمتوں میں تبدیلی ہوتی ہے' اخراجات میں تبدیلی ہوتی ہے' ہر چیز میں تبدیلی ہوتی ہے' سپلیمنٹری بجٹ اسی لئے دیا جاتا ہے۔

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ان سے یہ پوچھا جائے یہ کتنی دفعہ منتخب ہو کر اس اسمبلی میں آئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دوں گا' شاہ صاحب! آپ جاری رکھیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں ان کو بتاتا ہوں کہ ----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنے والا تھا کہ تھوڑی دیر پہلے یہاں پر جو بحث ہو رہی تھی کہ پچھلے دور میں یہ کیا گیا' وہ کیا گیا۔ میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر چیلنج سے کہتا ہوں کہ آپ میاں شہباز شریف کے دور کے اخراجات دیکھ لیں کتنی گاڑیاں انہوں نے منگوائیں' کتنے دفاتر بنے' اگر آپ کو یہ جواب دیتے ہوئے دقت محسوس نہ ہو اور فرق صاف ظاہر نہ ہو تو میں اس اسمبلی سے استعفیٰ دے جاؤں گا۔ میں چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں' مجھے ذاتی طور پر پتا ہے اور یہ ثابت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ سوالات مت کریں۔ آپ سپلیمنٹری بجٹ پر بات کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! اگر ایک شخص پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرے تو اس کا جواب دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! میں نے ان کو اجازت نہیں دی تھی۔ براہ مہربانی آپ اپنی تقریر جاری

رکھیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ آپ پچھلے دور کے بجٹ اٹھا کر دیکھیں اس وقت میں ایک بلدیاتی ادارے کا سربراہ تھا اور مجھے یاد ہے کہ اس وقت ایک کرسی لینے کی اجازت لینی پڑتی تھی۔ اس وقت کے وزیراعلیٰ نے پابندی لگا رکھی تھی کہ بلدیاتی ادارے ہوں چاہے سرکاری دفاتر ہوں کوئی بھی اس قسم کے اخراجات نہیں کر سکتا۔ اگر آپ نے کوئی خرچ کرنا ہے تو وہ غریب عوام پر خرچ کریں' وہ تعمیراتی کاموں پر خرچ کریں ان اللوں تللوں پر آپ خرچ نہیں کر سکتے۔ اس چیز کی گواہی لودھی صاحب بھی دیں گے' اس چیز کی گواہی یہاں پر ہمارے سابقہ وزراء صاحبان بھی بیٹھے ہیں وہ بھی دیں گے' میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ اس وقت کسی شخص کو یہ گاڑیاں خریدنے کی اجازت نہیں تھی۔ وزراء صاحبان نے بڑا پرزور مطالبہ کیا کہ ہمیں نئے ماڈل کی گاڑی دی جائے یہ گاڑیاں پرانی ہو چکی ہیں مگر انہوں نے کہا کہ نہیں یہ نہیں ہو سکتا آپ انہی گاڑیوں پر گزارہ کریں۔ میں اس کی کیا کیا بات بتاؤں۔ میں جب شہباز شریف کا نام لیتا ہوں تو میرے دوستوں کو تکلیف ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ ان جیسے کام کریں' اس سے اچھے کام کریں۔ کل کو ان کا نام اچھے حروف میں لکھا جائے گا' اچھے حروف میں انہیں یاد کیا جائے گا۔ میں کس کس محکمے کی بات کروں۔ بلدیات کے محکمے کو لیں' یقین کریں رونا آتا ہے کہ ایک ایک کروڑ روپے سے ایک ایک تحصیل ناظم نے اپنا دفتر بنایا ہے اور میں یہاں پر یہ بات چیلنج سے کرتا ہوں۔ کسی بھی تحصیل میں چلے جائیں وہاں 50 لاکھ روپے سے لے کر ایک کروڑ روپے صرف اپنے دفتر پر لگا دیا گیا ہے۔ کتنا ظلم ہے؟ کیا غریب عوام یہ پوچھنے کے قابل نہیں ہیں کہ آپ ایک کروڑ روپے صرف اپنے بیٹھنے کے لئے ایک دفتر پر لگا رہے ہیں' کسی کی یہ سوچ نہیں ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ کل کو جب حکومتیں ٹوٹتی ہیں تو پھر سب سے پہلے جو تقریر ہوتی ہے اس میں یہ چیزیں ہوتی ہیں کہ سیاسی لوگوں نے شاہی اخراجات کئے' انہوں نے یہ اخراجات کئے لیکن انہیں یہ سمجھ نہیں آ رہی۔ یہی ماحول بنایا جا رہا ہے' کل کو یہی تقریر پڑھی جانی ہے۔

جناب سپیکر! ہم کیا کر رہے ہیں کہ یہاں پر ہمارے سپورٹس کے وزیر نہیں بیٹھے۔ آپ یقین کریں کہ حیرت ہوتی ہے۔ آپ یہ جانیں کہ جس محکمے کے لئے ایک لیڈی پیسانہ رکھا گیا ہو' اس کا مقصد ہے

کہ اس محکمے کا کوئی وجود نہیں ہے' اس محکمے کا کام نہیں ہے۔ یہ مجھے بتائیں کہ سپورٹس کے لئے بجٹ میں کتنا پیسا رکھا گیا ہے۔ اگر اس دی۔ آئی۔ پی کی سکیورٹی کے لئے' گاڑیوں کے لئے' دفتروں کو furnish کرنے کے لئے اربوں روپے کی رقم درکار ہے تو سپورٹس ایک ایسا محکمہ ہے' ایک ایسا شعبہ ہے کہ اس وقت ہماری نوجوان نسل کو مزید سہولتیں دینی چاہئیں۔ یہاں وہ قومیں جن کے گراؤنڈز آباد ہوتے ہیں ان کے ہسپتال ویران ہوتے ہیں اور وہ قومیں جن کے گراونڈز غیر آباد ہوتے ہیں ان کے ہسپتال آباد ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! انتہائی افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہم اپنی نوجوان نسل کو تفریح کے کیا مواقع دے رہے ہیں' کیا انہیں سپورٹس کے لئے اقدامات نہیں چاہئیں؟ ہم نوجوان نسل کو negative activities کی طرف جانے سے روکنے کے لئے جب تک بندوبست نہیں کریں گے تو ہماری نوجوان نسل کیا کرے گی' آپ بتائیں کہ کیا کرے گی؟ کیونکہ نہ سکولوں میں سپورٹس' نہ کالجوں میں سپورٹس اور نہ ہی آپ دے رہے ہیں۔ اگر ضرورت ہی نہیں ہے تو یہ محکمہ ختم کر دیں اور پھر منسٹر صاحب کی کیا ضرورت ہے؟ اگر سپورٹس کے محکمے کے لئے فنڈز کی ضرورت نہیں ہے تو پھر اس منسٹر کی کیا ضرورت ہے؟ اسے فارغ کیا جائے۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ اگر سٹینڈنگ کمیٹیوں کا کوئی کام نہیں ہے' انہوں نے کوئی کام نہیں کرنا تو پھر انہیں ختم کیا جائے کیونکہ وہاں سے کروڑوں روپے جو ہم تنخواہیں لے رہے ہیں' اخراجات ہو رہے ہیں' ان کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے لئے 45 گاڑیاں دی ہوئی ہیں تو اگر ان کا کوئی کام نہیں ہے' ان سے آپ نے کوئی مشاورت نہیں لینی' آپ نے بجٹ بنوانے میں ان سے کوئی مشاورت نہیں لینی تو پھر یہ سارے اخراجات ہم کس کے لئے کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! اس پر ہمیں سنجیدگی کے ساتھ سوچنا چاہیے اور یہ اخراجات بچا کر ہم اچھے کاموں پر لگا سکتے ہیں' اگر ہم تنقید کرتے ہیں تو صرف اس لئے کرتے ہیں اور مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس حکومت میں کوئی ایسا مشیر نہیں تھا جو نوجوان نسل کے متعلق سوچتا اور انہیں کہتا کہ سپورٹس کا محکمہ انتہائی اہم ہے۔ میں جب چیئرمین ضلع کونسل تھا تو شجاع آباد میں 60 لاکھ روپے کی خطیر رقم سے ایک تحصیل سپورٹس کمپلیکس بنوایا اور حالت یہ ہے کہ آج 8 سال ہو گئے ہیں کہ وہ in working position میں نہیں آرہا' اس کو چھوڑ دیا گیا ہے حالانکہ وہ مکمل ہے' اس کے لینٹر ڈالے جا چکے ہیں' اس کی بلڈنگ

مکمل ہے' دروازے لگ چکے ہیں اور اس کے فرش بن چکے ہیں مگر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ راجہ صاحب کہہ رہے تھے کہ پیچھے خرچ ہوتا آیا ہے اور مری کے ریسٹ ہاؤس پر کروڑوں روپے مزید خرچ کر کے ہم نے اسے on going کیا ہے تو میں اس سپورٹس کمپلیکس کے متعلق آپ سے پوچھتا ہوں کہ جو پورا مکمل ہو چکا ہے مگر آج تک اس کو on going نہیں کیا جا رہا' اس کو کوئی دیکھنے بھی نہیں گیا اور اس کے دو افتتاح ہو چکے ہیں۔ شیر پاؤ صاحب گئے تو ان سے افتتاح کی باہر تختی لگوا دی گئی حالانکہ میاں شہباز شریف خود اس کا سنگ بنیاد رکھ کر آئے تھے مگر ان کی تختی اتار دی گئی ہے۔ مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ وہ باہر افتتاحی تختی تو لگا کر آ گئے ہیں مگر انہوں نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ سپورٹس کمپلیکس کے اندر بھی چلے جاتے۔ میں جب دو چار دنوں کے بعد گیا تو اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ اس کی چھتوں پر جالے لگے ہوئے تھے تو میں نے کہا کہ بد بختو! کم از کم اسے اندر سے صاف تو کروا دیتے تاکہ بندہ افتتاح کرنے آیا تھا اگر اندر آتا تو اس سپورٹس کمپلیکس کو دیکھتا تو وہ کیا کہتا کہ آپ مجھ سے کس چیز کا افتتاح کروا رہے ہیں؟ حالات یہ ہیں کہ ایسے شعبوں کے لئے ان کے پاس کوئی پیسا نہیں ہے اور V.V.I.Ps کے لئے' اپنی سکیورٹی کے لئے' ریسٹ ہاؤسز کے لئے اور ان سب چیزوں کے لئے ان کے پاس اربوں روپے موجود ہیں۔

جناب سپیکر! صنعت جیسے محکمے کو میں نے پہلے کبھی touch نہیں کیا مگر اس حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صنعتیں اس ملک میں ہیں' وزیر صنعت بھی ہے مگر یہاں پر اسمبلی میں صرف جواب دینے کی حد تک ان کی activities ہیں۔ کوئی کنٹرولنگ اتھارٹی نہیں ہے جو یہ چیز کریں تو میری یہ تجویز تھی کہ کوئی ایسی کنٹرولنگ اتھارٹی پر چار پیسے خرچ کر دیں جو ہماری صنعتوں کے معیار کو بلند کر سکے اور اچھی سے اچھی چیزیں مل سکیں اور میں خاص طور پر ٹریکٹروں کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا تھا کہ آپ کو پتا ہے کہ ڈی جی خان میں فنیٹ اور دوسرے ٹریکٹر بن رہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ نئی مشینری یعنی جب ہم زیرو میٹر ٹریکٹر لینے جاتے ہیں' جب فیلڈ میں ہل چلانے کے لئے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس کا ہائیڈرالک کام نہیں کرتا' اس کی لائٹیں کام نہیں کرتیں۔ کوالٹی کا یہ سٹینڈرڈ ہے تو میری آپ سے یہ درخواست ہے اور ان حکومتی بنچوں سے بھی request ہے کہ چار پیسے لگا کر کوئی ایسا محکمہ قائم کیا جائے

جو کنٹرولنگ اتھارٹی ہو تا کہ تمام عوام کو فائدہ ہو اور ملک میں تیار ہونے والی چیز کا کوئی معیار ہو۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے متعلق یہاں پر بہت ساری باتیں ہوئی ہیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ بنیاد کی طرف کوئی نہیں جاتا۔ یہاں پر روزانہ کہتے ہیں کہ ہم نے کتابیں مفت دیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بہت اچھا اقدام کیا ہے' آپ نے بہت اچھا کیا ہے کہ کتابیں مفت دیں۔ ہم آپ کی اس سوچ پر آپ کو شاباش دیتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فرنیچر مفت دیا' ہم فرنیچر دیں گے' بچوں کو اوپر بٹھائیں گے اور یہ کریں گے مگر معیار تعلیم بلند کرنے کے لئے کسی کی کوئی سوچ نہیں ہے۔ میں ایک عام سرکاری سکول سے پڑھ کر آیا ہوں اور مجھے آج تک اس سکول پر فخر ہے کہ میں وہاں سے پڑھ کر آیا ہوں مگر میں آج اس سکول میں اپنے بچے کو داخل نہیں کروا سکتا۔ جب تک آپ معیار تعلیم بلند نہیں کریں گے' بے شک یہ اربوں روپے کے اخراجات کر لیں کوئی فائدہ نہیں ہونا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک نیا کرا کیڈمی مظفر گڑھ میں ہے جہاں بچوں کو ڈربے میں مرغیوں کی طرح رکھا ہوا ہے' کوئی معیار یا سٹینڈرڈ نہیں ہے جو انہوں نے living standard رکھا ہوا ہے مگر مجھے ذاتی طور پر پتا ہے اور آپ بھی شاید جانتے ہوں گے کہ اسلام آباد کے بچے وہاں داخل کروانے جا رہے ہیں' لاہور کے بچے وہاں داخل ہو رہے ہیں' بڑے بڑے رئیس اعظم جن کے گھر میں ائیر کنڈیشنڈ اور ہر قسم کی facilities ہیں' انھوں نے اپنے بچوں کو ان facilities سے ہٹا کر وہاں ڈربہ خانے میں داخل کروایا ہوا ہے۔ کیا وجہ ہے وہاں معیار تعلیم بہتر ہے' اس سکول کی مشہوری ہے کہ وہاں بچوں کو اچھی تعلیم دی جاتی ہے مگر آج ہمارے سرکاری سکولوں کی جو پوزیشن ہے۔ ہمارے بچوں کو ٹاٹ پر بٹھا کر تعلیم دلوائیں' بنچز کی ضرورت نہیں ہے' کرسیوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ معیار تعلیم بلند کرنے کی ضرورت ہے' اساتذہ کی ایجوکیشن بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم اس چیز کو بہتر نہیں کریں گے تب تک آپ کا یہ سسٹم صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ کروڑوں اور اربوں روپے اور یہ کتابیں آپ مفت دیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے نہ تو وہ بچے اخلاقیات سیکھیں گے' نہ وہ ان سکولوں میں تعلیم سیکھ سکتے ہیں جب تک ہم معیار تعلیم بلند نہیں کریں گے' سٹینڈرڈ بہتر نہیں ہو گا۔۔۔

MINISTER FOR AGRICULTURAL MARKETING: Point of personal explanation, sir

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا قاسم صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ، شکریہ جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر آدھے گھنٹے سے یہاں پر بڑی سیر حاصل گفتگو فرما رہے تھے۔ شہباز شریف ' شہباز شریف کا اتنا ورد کیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنے پچھلے گناہ بخشوانے کے لئے اللہ میاں کے گھر ورد کر رہے ہیں اور یہ اپنے گناہ بڑھانے کے لئے ان کا ورد کرتے ہیں۔انہوں نے کوئی ایک بات بھی بتے کی نہیں کی کہ جس پر خراج تحسین پیش کیا جاسکے۔انہوں نے جو بھی باتیں کیں وہ تنقید برائے تنقید کیں' انہوں نے educational facilities کے حوالے سے پنجاب حکومت کے E.S.R پروگرام کو criticise کیا حالانکہ quality of education وہاں پر حکومت پنجاب فراہم کر رہی ہے۔ جلال پور پیر والا میں جو سب سے remote area ہے وہاں وزیراعلیٰ صاحب پبلک سکول بنا رہے ہیں۔ ہم نے fund raising campaign شروع کی ہوئی ہے۔ ملتان میں کامسٹ انسٹی ٹیوٹ بن رہے ہیں' سپورٹس کمپلیکس کی بات کی تو شجاع آباد میں that has already been completed. آفتاب خان شیر پاؤ صاحب وہاں پر گئے تو انہوں نے اس کا افتتاح کیا۔ان کے سگے بھائی وہاں پر نائب ناظم ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایک کروڑ روپے کمپلیکسز پر لگایا جا رہا ہے۔ میں ان کا ریکارڈ درست کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ کم از کم یہ وہ بات کریں جو حقائق پر مبنی ہو۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میرے بھائی رانا صاحب اپنی طرف سے ہمیشہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ جب بھی شہباز شریف کا نام آئے یہ اپنا نمبر سکور کرنے کے لئے اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ شاہ صاحب نے کیوں شہباز شریف کا نام لیا؛ حقیقت حقیقت ہوتی ہے یہ ہمارے اوپر پریس گیلری میں لکھاری' مورخین جو تاریخ لکھ رہے ہیں ہم تو جو کچھ پڑھ رہے ہیں اس میں یہی ہے کہ اس شخص کا آج تک کسی فیلڈ میں بھی کوئی مقابلہ نہیں ہو سکا جو کچھ وہ پنجاب میں کر کے گیا ہے۔ چاہے کوئی بیوروکریٹ ہو' چاہے کوئی تاجر ہو' چاہے غریب کسان ہو یا عام آدمی' ہر شخص آج یہ کہنے پر مجبور ہے کہ جو کام وہ کر گیا ہے آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ اگر آپ اس سے بہتر کام کریں گے تو ہم آپ کو سلوٹ کریں گے۔ یہ سپورٹس کمپلیکس کی

بات کر رہے تھے میں نے تو صرف اتنا عرض کیا ہے کہ میں نے وہاں پر سپورٹس کمپلیکس بنوایا اور رانا صاحب کی مہربانی سے وہاں پر شناختی کارڈ کا دفتر بنوا دیا گیا۔ اندازہ لگائیں کہ یہ ان کا vision ہے' یہ صرف سوچ کی بات ہے۔ صحت مند سوچ اور منفی سوچ کا صرف یہی فرق ہوتا ہے۔ میں ہمیشہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ مہربانی کریں آپ وزیر بن گئے ہیں۔ آپ نے یہاں کھڑے ہو کر ایک جنرل کے حق میں نعرہ لگایا' اس کے حق میں قرارداد پیش کرائی اس کے نتیجے میں ماشاء اللہ آپ کو وزیر بنا دیا گیا ہے۔ چلو! اچھی بات ہے لیکن اب آپ وزیر اعلیٰ نہیں بن سکتے۔ اب آپ مزید حکومت کی خوشامد کر کے وزیر اعلیٰ نہیں بن سکتے۔ میں اپنے بھائی سے یہی گزارش کروں گا کہ سچ سننے کی طاقت پیدا کریں یہ democratic system ہے یہاں پر ہر کسی کو بولنے کا حق ہے اور یہ حق سچ بات سننے کی ہمت پیدا کریں اور جو ان کے اوپر تنقید ہوتی ہے اس کو صحیح کرنے کی کوشش کریں۔ میں انہیں بار بار یہی کہتا ہوں کہ آپ کا ایک محکمہ مارکیٹنگ کا ہے۔ آپ مہربانی کریں اس پر محنت کریں۔ آپ نے کسانوں سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر میں اس میں اصلاح نہ کر سکا اور آپ کو بہتر معاوضے نہ دلا سکا تو میں اسمبلی سے استعفیٰ دے دوں گا۔ آپ اپنی فیلڈ کا کام کریں' اپنی فیلڈ کے متعلق بات کریں اور اپنی progress یہاں پر show کریں کہ میں نے یہ یہ اصلاحات کر دی ہیں' میں نے کسانوں کے لئے یہ کام کئے ہیں۔ ان کا یہ فرض نہیں بنتا کہ جب شہباز شریف کا نام آئے تو ان کو مرچیں لگ جائیں اور یہ کھڑے ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ شاہ صاحب میرے لئے قابل صد احترام ہیں لیکن یہ ہمیشہ تنگ نظری سے کام لیتے ہیں اور فلور پر جھوٹ بولتے ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے اور اٹھنا پڑتا ہے۔ میری آپ سے استدعا یہ ہے کہ نادرا کا دفتر عوام کی سہولت کے لئے ہے۔ وہ کوئی میرے لئے تو نہیں ہے۔ فرض کریں کہ کمپلیکس کی completion ہم نے کرائی ہے۔ شروع انہوں نے کرایا ہو گا۔

آج وہاں پر بچے' نوجوان ایکسرسائز کرتے ہیں آپ کسی بھی وقت کسی کو موقعے پر بھجوا کر دیکھ لیں۔ نادرا کے لئے تو چھوٹا سا کمرہ دیا گیا ہے تا کہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ جہاں تک میرے محترم بھائی نے فرمایا کہ شہباز شریف کے نام سے مرچیں لگتی ہیں۔ ہمیں مرچیں اس وقت نہیں لگیں جب وہ اقتدار میں تھے اور ہم نے ان کا مقابلہ کیا تو آج کیا لگیں گی؟ وہ تو اپنے پچھلے گناہ بخشوائیں۔ جنرل کے حق میں قرارداد کی بات کرتے ہیں' ہم فخر سے' اپنے ضمیر سے' اپنے پورے فہم و ادراک سے آج بھی کہتے ہیں کہ جنرل پرویز مشرف پاکستان کے لئے اتنے ہی اہم ہیں جتنا پاکستان اہم ہے۔ پاکستان کی قومی یک جہتی' یگانگت' پاکستان کی معاشی ترقی' پاکستان کو اندرونی اور بیرونی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے صدر پرویز مشرف کا صدر رہنا انتہائی ضروری ہے اور ہم اپنی ضمیر کی آواز پر کہتے ہیں۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! خوشامدی وزیر نے جنرل مشرف کو پاکستان کے مقابلے میں ترجیح دی ہے اسے کہیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں' یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ پاکستان چودہ کروڑ عوام کا ہے اور کوئی ایک شخص خواہ کوئی بھی ہو اسے پاکستان کے مقابلے پر نہیں رکھا جا سکتا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس calibre کے لوگوں کو منسٹر بنایا گیا ہے' آپ انہیں کہیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! بات یہ ہے کہ ہر کسی کی اپنی ایک رائے ہوتی ہے۔ انہوں نے پاکستان کے خلاف بات نہیں کی بلکہ انہوں نے جنرل مشرف کی تعریف میں بات کی ہے۔ اس سے پاکستان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ بھی پاکستان کے فرد ہیں۔ پاکستان کے کمانڈر انچیف ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے بڑی شرم کی بات کی ہے کہ جتنا پاکستان ضروری ہے اتنا ہی جنرل مشرف ضروری ہے۔ اس ایوان میں بیٹھ کر یہ بات کرنا باعث شرم ہے کہ پاکستان کی ضرورت کو ایک شخص کی ضروریت کے ساتھ منسلک کر دیا جائے کہ جتنا پاکستان ضروری ہے اتنا ہی جنرل مشرف ضروری ہے۔ کیا ان کا یہ vision ہے؟ جو ان کو شہباز شریف کے نام سے تکلیف ہو رہی ہے میں کہتا ہوں کہ جو

میں نے figures پیش کئے ہیں کہ تم لوگوں نے اپنی عیاشی پر' اپنی سہولتوں پر' اپنے اللوں تللوں پر اربوں روپے خرچ کیا ہے' تو تم اس کی تردید کرو۔ اگر وزیروں کو اتنی تکلیف ہوتی ہے تو کریں اس کی تردید کہ یہ آپ نے غلط کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ وزیر خزانہ اپنی wind up تقریر میں کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، کیا wind up کریں گے؟ یہ سارے اسی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں' اگلے مقرر ڈاکٹر وسیم صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ this is your personal debate. میں آپ کو اجازت نہیں دینا۔ شاہ صاحب! آپ کو موقع دے دیا گیا ہے۔ اب آپ ڈاکٹر وسیم صاحب کو بات کرنے دیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔ یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ میں جھوٹ بولتا ہوں اگر میری باتیں جھوٹ ہیں تو میں استعفیٰ دینے کے لئے تیار ہوں اگر یہ جھوٹ بولیں تو یہ استعفیٰ دیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں' انہوں نے خود مانا ہے کہ شناختی کارڈ کا دفتر ہم نے عوام کی سہولت کے لئے بنوا دیا ہے؟ اگر وہاں پر تحصیل ناظم کا دفتر بے شک میرا بھائی نائب ناظم ہے اگر نائب ناظم نے یہ دفتر بنوایا ہے تو میں ابھی اس کو استعفیٰ دلوانے کے لئے تیار ہوں۔ آپ دیکھیں کہ وہ دفتر کس نے بنوایا۔ ایک کروڑ روپے کا اگر تحصیل ناظم کا دفتر نہ بنا ہو تو میں ہاؤس سے کھڑے ہو کر معافی مانگوں گا۔ یہاں پر کھڑے ہو کر کہنا کہ جھوٹ بول رہے ہیں مناسب نہیں حالانکہ جھوٹ خود بول رہے ہیں اور دوسروں کو جھوٹا کہتے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: All derogatory remarks are expunged.

میرے لئے آپ سب قابل احترام ہیں۔ جی' ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی تقریر جاری کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر. جناب سپیکر! سپلیمنٹری بجٹ کے اوپر عام بحث جاری ہے لیکن درمیان میں ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس پر بھی پھر بات کرنا ضروری ہو جاتی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جس نے اس ملک کے تمام اداروں کو تباہ کر دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر. ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی بجٹ تقریر پر آئیں پھر وہی بات آپ کر رہے ہیں پھر سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ کیونکہ ایک بج گیا ہے ظہر کا وقت ہونے والا ہے۔ آپ اپنی تقریر پر آئیں پھر cross talk شروع ہو جائے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر. جناب سپیکر! آج ہی اخبار کے اندر چودھری شجاعت صاحب کا بیان چھپا ہے کہ شوکت عزیز کو مشرف صاحب نے nominate کیا ہے۔ [**********]

MR DEPUTY SPEAKER: Expunge from record.

ڈاکٹر سید وسیم اختر. جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ financial management سپلیمنٹری بجٹ کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ کس قسم کی financial management موجودہ حکومت کر رہی ہے۔ یعنی 149۔ارب کا سالانہ بجٹ پچھلے سال پیش کیا گیا تھا اور 37۔ارب کا سپلیمنٹری بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ پچھلے سال جو بجٹ پیش کیا گیا تھا اس کا پچیس فیصد کا سپلیمنٹری بجٹ اب پیش کیا گیا ہے اور ساٹھ سے ستر فیصد اخراجات' غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں کئے گئے ہیں۔ اس وقت جو practice اس حوالے سے ہے اور جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ بجٹ یہاں سے منظور کروا لیا۔ یہ مولی موٹی کتب اٹھا کر ردی کی نوکری میں پھینک دیں۔ پھر شہزادوں کی طرح جہاں دل کیا اخراجات کرتے رہے اور سال کے بعد پھر اس کو جمع تفریق کرنے کے بعد یہاں اسمبلی میں پیش کر دیا۔ یہاں ہم بحث کر رہے ہیں' گفت و شنید کر رہے ہیں' باتیں کر رہے ہیں' بہت ساری باتیں ہمارے فاضل ممبران نے نکال نکال کر دکھائی ہیں کہ کس طرح

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

lavishly اخراجات کئے گئے ہیں۔ اس کا نتیجہ بحث برائے بحث ہو جائے گا۔ اس کے بعد یہ پاس کر لیں گے۔ اب ضرورت تو اس بات کی ہے' ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بحث اسی صورت میں fruitful ہو سکتی ہے کہ وزیر خزانہ صاحب آئندہ کے لئے کم از کم اس بات کا لحاظ کریں کہ جتنے بھی departments ہیں وہ اپنی اپنی financial limitations کے اندر رہ کر اخراجات کرنے کی کوشش کریں۔ نیچے بھی financial management کا یہی حال ہے اور اوپر بھی اسی قسم کا سلسلہ ہے۔ بڑے دعوے کئے گئے ہیں کہ ہم نے کشکول توڑ کر پھینک دیا ہے۔ اب ہم کوئی قرضہ نہیں لیں گے۔

(اس مرحلے پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

جناب سپیکر! میں financial management کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ نیچے اوپر ہر جگہ ایک ہی جیسا حال ہے۔ بہت نعرے لگائے گئے کہ ہم نے کشکول کو توڑ کر پھینک دیا ہے لیکن یہ جو سالانہ بجٹ ہے' فیڈرل بجٹ کے اندر انھوں نے financial pattern دیا ہے' اس میں انھوں نے external resources سے 156۔ارب روپیہ رکھا ہے کہ یہ external resources سے آئے گا۔ یعنی fresh borings کریں گے۔ یعنی کشکول توڑ کر ایک بڑی سی پرات سر پر رکھ لی ہے۔ یہ ساری صورتحال اس حوالے سے ہے۔ جو بجٹ 2004-05 پیش کیا گیا اور یہ جو ضمنی بجٹ پچھلے سال کا پیش کیا گیا ہے' ایجوکیشن پر بڑا stress رکھا گیا ہے۔ اس پر اشتہارات اور بڑے بلند بانگ دعوے کئے گئے ہیں اور کہاں سے کہاں بات کو ملایا جاتا ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ یہ میرے سامنے فیڈرل پبلک سروس کمیشن کی ایک رپورٹ ہے۔ یہ ہمارا اس وقت کے نظام تعلیم پر تبصرہ ہے' جس پر کروڑوں' اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور جس کے بارے میں بڑے بڑے اشتہارات' بڑے بڑے دعوے کئے گئے ہیں کہ کہاں سے کہاں قوم کو لے کر پہنچیں گے اور آج کہاں کھڑے ہیں اور 2010 میں ہم کہاں پر کھڑے ہوں گے؟ یہ دو چار اقتباسات اس میں پیش کرتا ہوں۔ اس رپورٹ میں لکھا ہے کہ،

> **QUALITY OF CANDIDATES-DECLINING STANDARDS:** It has been observed that the ability and the competency of candidates in tests/interviews presents a morbid picture of

quality. Candidates generally do not have the concept of broad based knowledge. It is myopic and superficial. It is recommended that the colleges and universities should take the quality into serious consideration rather than competing for percentage of successful results. Education needs improvement, re-thinking both horizontally and vertically. Academic staff needs training and research facilities for imparting quality education.

جناب والا! اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ،

It has been recommended with deep concern that the education must have a direction to match the job market. Major issues of concern are:

(A) Certification of poor knowledge, the degree do not match the quality of candidates.

جناب والا! پبلک سروس کمیشن یہ بتا رہا ہے کہ یہ جو ڈگریاں آپ impart کر رہے ہیں یہ کوالٹی کے مطابق نہیں ہیں۔

(B) Indifference to contemporary knowledge/information Study through cramming rely on short cuts through guides and made easiers.

جناب والا! جو نصابی کتب ہوتی ہیں وہ مارکیٹ کے اندر نہیں آتیں لیکن جو گائیڈز ہیں وہ نصابی کتب سے پہلے مارکیٹ کے اندر آ جاتی ہیں۔ یہ سارا ملی بھگت سے ہو رہا ہے اور یہ educational management ہے۔ آگے لکھا ہے کہ،

Lack of expression and communication skills;absence of reading habit; absence of uniform evaluation standards; no career orientation; poor personal grooming; uneven evaluation in various universities and autonomous colleges; lack uniform standarization and disappropriate level provides unearned privileges to candidates causing an imbalance in the awards of Universities and colleges and actual performance in test introduced conducted by commission. Evaluation system in seminars, semester or annual mode requires serious re-thinking and redesigning.

یعنی یہ جو ہمارا پبلک سروس کمیشن ادارہ ہے وہ تو سارے کے سارے سسٹم کے اوپر ہی عدم اعتماد کرتا ہے کہ اس کی ساری remodeling ہونی چاہیے۔ اس کے اندر بہت ساری تبدیلیاں major and minor درکار ہیں۔ انھوں نے اس میں recommend کیا ہے کہ۔

Permission to offer post graduate programmes in educational institutions may be granted after ensuring the proper infrastructure of basic facilities available. It is recommended that the aspiring institution must be well prepared academically and administratively before launching Post Graduate Programme.

جناب والا ایجوکیشن اس حوالے سے سب سے اہم محکمہ ہے لیکن اربوں روپیہ اس سال بھی خرچ کیا جا رہا ہے اور پچھلے سال بھی خرچ کیا گیا۔ ضمنی بجٹ کے اندر یہ سارا سلسلہ شروع ہوا ہے لیکن یہ بالکل ایک hotch potch سا سسٹم ہے۔ اس میں ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ جو طبقاتی نظام تعلیم ہے اس کو

ختم کرنے کی طرف یہ کوئی توجہ کریں۔ اس کی طرف کوئی finances regulate کرنے کی کوشش کریں۔ پھر ملک کے اندر صورتحال یہ ہے کہ جو private institutions بن رہے ہیں ان کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ ہر ایک نے اپنی مرضی سے فیسیں مقرر کی ہوئی ہیں۔ ان کو regulate کرنے کا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے۔ جیسے کوئی دل کرتا ہے ویسے اس کے اوپر وہ اخراجات کرتے جاتے ہیں۔

جناب والا! میری تیسری گزارش یہ ہے کہ جو نصاب تعلیم ہے وہ مختلف تعلیمی اداروں کے اندر مختلف ہے اور اس حوالے سے اتنے multiple courses تعلیمی اداروں کے اندر پڑھائے جا رہے ہیں۔ اس کی طرف ضرورت ہے کہ اس پر غور کیا جائے۔ یہاں اس حوالے سے بڑے بلند بانگ دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہم تمام سکولوں کو مڈل سے میٹرک کر دیں گے۔ پھر یہاں وظیفوں اور اس کے علاوہ نصابی کتب کی فراہمی کی بڑی بڑی باتیں ہوتی ہیں' بلاشبہ یہ اچھی باتیں ہیں۔ اس پر خرچ ہونا چاہیے لیکن priorities کو بھی تو reset کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! میں ابھی پچھلے دنوں بہاولپور کے اندر ایک فوتیدگی کی مجلس تھی اس میں گیا تو وہاں سے میرے ایک دوست نے زبردستی مجھے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ وہ مجھے شہر کے وسط میں ایک ٹیکنیکل ہائی سکول ہے وہاں لے گیا۔ اس نے کہا کہ میں دو تین class rooms آپ کو دکھانا چاہتا ہوں تو میں چلا گیا۔ تین چار کلاس رومز visit کئے۔ وہ کلاس روم جو کہ چالیس سے پچاس بچوں کو بمشکل بٹھا سکتا تھا اس کے اندر 95/95/100 سے زائد بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاں پر کھڑا ہو کر سکول ٹیچر بلیک بورڈ پر لکھتا ہے' ایک پلیٹ فارم سا بنا ہوا تھا۔ پلیٹ فارم اس لئے بنایا جاتا ہے کہ وہ اس کے اوپر تھوڑا move بھی کر سکے لیکن وہاں پر سب بچے اپنی جگہ پر اس طرح fix up ہو کر بیٹھے تھے کہ اس پلیٹ فارم کے ارد گرد بھی بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب والا! ان چیزوں کو rectify کرنے کی ضرورت ہے۔ cosmatic دعوے کرنے یا cosmatic منصوبے بنا کر داد وصول کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح ماڈل ٹاؤن "اے" بلاک کے اندر ایک گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ہے۔ میں نے ایک چٹ بھیجی کہ دو بچے داخل کرنے ہیں۔ پرنسپل صاحبہ نے مجھے return ٹیلیفون کیا۔ اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب! آپ کا حکم ہے' میں بچیاں داخل کر لوں گی لیکن اس نے بتایا کہ ہماری کلاس کے اندر 90 بچیاں بٹھانے کی گنجائش ہے جو کہ ہم نے

بڑی مشکل سے گھسیڑ کے بٹھا دی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اب آپ نے جو دو بچیاں بھیجی ہیں۔ انھیں میں داخل کر رہی ہوں لیکن اب یہ بچیاں کلاس روم کے باہر جو کھڑکی ہے اس کے ساتھ بیٹھیں گی۔ وہاں سے اگر یہ لیکچر سن سکیں تو سنیں گی۔ آپ نے اس کے بعد اب مجھے یہ سفارش نہیں کرنی کہ ان کو کلاس کے اندر بٹھائیں کیونکہ یہ پہلے داخل ہونے والی بچیوں کی حق تلفی ہو گی۔ ایجوکیشن کے حوالے سے یہ ساری صورت حال ہے کہ جس کے لئے ضمنی بجٹ میں بھی اربوں روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان ساری چیزوں کے اوپر غور کیا جائے اور قوم کے لئے کوئی حقیقی چیز سامنے لانے کی کوشش کریں۔ یہاں پر بہت ساری باتیں کی گئی ہیں کہ وزراء کے لئے یہ ضروری ہے' وزیراعلیٰ کے لئے یہ کچھ ضروری ہے۔ یہ V.V.I.P کے لئے بے حد ضروری ہے۔ جناب والا! جو قومیں ترقی کرتی ہیں ان کے لیڈرز قوم کے لئے قربانی دیتے ہیں۔ اچھا نہیں لگتا کہ میں یہ مثال دوں لیکن دینی پڑتی ہے۔ بچت' اخراجات طریقے سے کرنے کی مثالیں اب غیر ملکی حکمرانوں کے اندر موجود ہیں۔ میں Golda Meir کی سوانح عمری پڑھ رہا تھا۔ یہ اسرائیل کی ایک وزیراعظم رہی ہیں۔ اس نے امریکن سیکرٹری فنانس سے اپنے ملک کے لئے کچھ demands کیں۔ وہ debate کرنے کے لئے آئے۔ اس نے اپنے گھر پر انھیں وقت دیا۔ اس میں لکھا ہے کہ ان کا گھر ایک گلی کے اندر تھا۔ جب یہ پانچ آدمیوں کا قافلہ وہاں پر پہنچا اور جب انھوں نے knock کیا تو Gold Meir نے خود دروازے کو کھولا۔ وہ انھیں اندر لے گئی۔ ایک کمرے کے اندر چھ کرسیاں پڑی تھیں۔ انھوں نے امریکہ کے وزیر خزانہ' سیکرٹری فنانس کو بٹھایا' اپنے ایک آدھ افسر کو بٹھایا اور اس کے بعد کہا Gentlemen! wait for five minutes. اس کے بعد وہ خود کچن کے اندر گئی اور پانچ منٹ بعد جب وہ کچن سے نکلی تو اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس کے اندر coffee کے چھ mug تھے۔ ہر ایک کو اس نے خود serve کیا اور چھٹا mug اپنے سامنے رکھ کر وہ بیٹھ گئی اور اس نے کہا Gentlemen! now come to the business. تو امریکہ کے سیکرٹری فنانس یا وزیر خزانہ نے وہاں پر کوئی بات نہیں کی۔ انھوں نے کہا کہ جو خاتون اتنی کفایت شعار ہے۔ اس سے ہم بحث نہیں کریں گے۔ امریکہ کے وزیر خزانہ نے کہا میڈم! آپ نے جو کچھ ڈیمانڈ کیا ہے وہ سب کچھ ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب والا ! ہماری اپنی تاریخ کے اندر آپ دیکھ لیں۔ ہمارے اسلامی حکمرانوں نے کس طرح behave کیا ہے۔ ایک خلیفہ وقت سرکاری کام کر رہے تھے تو چراغ جل رہا تھا۔ ایک مہمان آ گیا' وہ چپ کر کے بیٹھا رہا۔ جب خلیفہ نے اپنا کام مکمل کر لیا تو اس مہمان نے بات کرنے کی کوشش کی تو خلیفہ نے فوراً وہ چراغ بجھا دیا۔ مہمان نے پوچھا جناب! میں آپ سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔ میں نے جیسے ہی بات شروع کی ہے تو آپ نے چراغ بجھا دیا ہے۔ ایسا کیوں کیا ہے؟ خلیفہ نے جواب دیا کہ میں اس چراغ کی روشنی سے اس قوم کے لئے' اس ملک کے لئے سرکاری کام کر رہا تھا۔ اب تم مجھ سے ملنے آئے ہو' تم نے مجھ سے اپنی کوئی ذاتی بات کرنی ہے اس لئے میں نے یہ چراغ بجھا دیا ہے کیونکہ میں یہ afford نہیں کرتا' اس کے لئے میں اللہ کے ہاں جواب دہی کا احساس رکھتا ہوں تو یہ ہمارے اسلاف کی اس حوالے سے روایات ہیں۔ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ خواہ مخواہ آج کل کے حکمران ایسی باتیں کرتے ہیں کہ یہ بڑا ضروری ہے' بڑا furnished ہونا چاہیے' کروڑوں روپے یہ furnishing پر لگا دیتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ لوگ آتے ہیں وہ کیا کہیں گے کہ ہمارا وزیر کیسا ہے؟ ہمارا وزیراعظم کیسا ہے؟ ہمارا صدر کیسا ہے؟

جناب والا! حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعے کا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ ایک صحابی نے لکھا ہے کہ ان کے کُرتہ مبارک کے اوپر میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا 17 پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ کوئی چھوٹے موٹے حکمران نہیں تھے۔ پاکستان سے 16 گنا زیادہ بڑے رقبے پر وہ حکمران تھے۔ اور یہ بھی نہیں ہے کہ اس زمانے میں سہولیات موجود نہیں تھیں۔ اس وقت بھی بے شمار سہولیات موجود تھیں۔ ریشم' کمخواب ہوتا تھا۔ سونا ہوتا تھا' روم اور دوسری سپر پاورز بڑی lavish زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی کفایت شعاری کے نتیجے میں ہم بڑھتے چلے گئے اور آدھی سے زیادہ دنیا پر حاکم ہو گئے۔ آج ہمارے حکمرانوں کے انہی الوں تللوں کی وجہ سے ہم سکڑتے جا رہے ہیں' ہمارے اوپر چڑھائی ہے اور ہم ذلت کی گہرائیوں کے اندر گرتے جا رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر : مہربانی۔ ڈاکٹر سامیہ امجد !

ڈاکٹر سامیہ امجد: محترم سپیکر صاحب! شکریہ۔ میں کئی دن سے یہ سارا کچھ سن رہی تھی۔ رشید قیصرانی کی ایک نظم ہے جو اس وقت exclusively اپوزیشن کی خدمت میں عرض ہے۔ اس وقت وہ مسکرا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد شاید نہ مسکرائیں۔ بہرحال ان کی یہ نظم میں اس وقت اپوزیشن کے لئے آپ کی وساطت سے عرض کرتی ہوں کہ،

یہ سارا سنسار ہے جھوٹا پیار کے ساتھ سمندر جھوٹ
یہ سارے لوگ بول رہے ہیں کتنے سُندر سُندر جھوٹ
اس نے کہا جلوؤں کا مسکن اُجلے چہرے اُونچی ذات
سب نے کہا تم سچ کہتے ہو بولا ایک قلندر جھوٹ

جناب والا! آج آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ بجٹ اور ضمنی بجٹ پر بحث کے دوران اپوزیشن نے جو رویہ اپنائے رکھا اس پر مجھے بے حد افسوس ہے۔ یہ ہماری نیتوں کو پہچان نہیں سکے۔ انھوں نے الزام لگا دیا کہ ہماری ہر بات میں بدنیتی شامل ہے۔ اپوزیشن کے ساتھی ہر چیز کو چن چن کر لسٹ در لسٹ گنوا کر صرف یہی کہتے رہے کہ یہ سب کچھ ہم نے غلط کیا ہے۔ حالانکہ سچ تو یہ ہے کہ نیتوں کا حال صرف اور صرف اللہ جانتا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اپوزیشن نے ہمارے حکومتی بنچز کے بارے میں اتنے دعوے کیسے کر دیئے؛ وزیراعظم' صدر' عدلیہ' وزیراعلیٰ سب کے حوالے سے' ہر پہلو سے اپوزیشن نے تنقید کی ہے۔ جیسا کہ یہ ان کا ایجنڈا تھا' جیسا کہ انھیں کوئی ڈائیلاگ بانٹے گئے تھے۔ اپوزیشن کے اراکین نے اٹھ کر ہماری ہر بات کو negate کیا لیکن اس بات ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ عدلیہ بک گئی' اس بات کا ان کے پاس کیا ثبوت ہے؛ یعنی یہ جھوٹ تھا۔ وزراء کے بارے میں کہا گیا کہ وہ جیبوں میں پیسے بھر رہے ہیں۔ اس کا ثبوت کدھر ہے؛ یہ بھی جھوٹ۔ انھوں نے ہمارے حکمرانوں کے اعلےٰ تعلقوں کا ذکر کیا' اس کا ثبوت ان کے پاس کہاں ہے؛ یہ بھی جھوٹ۔ ضمنی بجٹ میں کوئی پانچ سو کے قریب مدات ہوں گی لیکن اس میں سے انھوں نے دس' بیس یا پچاس گنوا کر یہ کہہ دیا کہ حکومت نے سارے پیسے اپنے مفاد پر خرچ کئے ہیں۔ میرے اپوزیشن کے اراکین کو وہ رقوم نظر نہیں آئیں جو کہ کچی آبادیوں پر لگائی گئی ہیں' سڑکوں پر خرچ کی گئی رقوم پر ان کی نظر نہیں گئی۔ وزیراعلیٰ نے ہر ضلعے میں جا

جا کر، لوگوں کو خود مل کر ضرورت مندوں اور بیواؤں کی مدد کی۔ یہ تو انھیں نظر نہیں آیا۔ اگر کسی گھر کا سربراہ حادثے کی وجہ سے فوت ہو گیا اور اس کی فیملی کی اس ضمنی بجٹ میں جو امداد کی گئی ہے اپوزیشن اس کو تو نہیں دیکھ سکی۔ میں خانیوال کی مثال دوں گی وہاں پر کم از کم دو کروڑ روپے کچی آبادیوں پر خرچ کئے گئے ہیں۔ فارم ٹو مارکیٹ روڈز' farm to market roads پر اخراجات کئے گئے۔ وزیراعلیٰ نے ہر ضلع میں خود جا کر عوام کے مسائل معلوم کئے۔ جلسوں میں، لوگوں سے براہ راست ہاتھ ملا کر ہماری آنکھوں کے سامنے ان کے مسائل معلوم کئے اور انھیں حل کرنے پر رقوم خرچ کیں۔ یہ سچ ہے کہ وہ وہاں گیا اور اس نے اس ضمنی بجٹ میں، جو آٹھ دس شقیں یہ گنوا رہے ہیں اور اس کے اوپر جس قسم کی یہ criticism کر رہے ہیں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اپوزیشن کا اس قدر immature کچا اور بچگانہ رویہ رہے گا۔ میں یہ پوچھتی ہوں کہ جس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کرنے کے لئے ایک اونچی گہٹ والی سفید اونٹنی پر گئے تھے جس کی قیمت اس قدر زیادہ تھی کہ قریش کی اس میں لڑائی ہو گئی تھی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آج ایک وزیراعلیٰ ہیلی کاپٹر کے بغیر سفر کر کے عوام کے قریب کیسے پہنچ سکتا ہے؛ تو اس قسم کی criticism انتہائی بچگانہ اور بھوٹ پر مبنی ہے۔ مجھے دکھ ہے لیکن میں انھیں کچھ نہیں کہنا چاہتی اور نہ ہی غیر پارلیمانی زبان استعمال کرنا چاہتی ہوں لیکن ان لوگوں کا ایک ایجنڈا رہا ہے کہ جو لفظ جس حد تک ممکن ہو چاہے وہ دس دفعہ بھی کارروائی سے حذف ہوا ہے اسے یہاں پر repeat کیا گیا ہے۔ ضمنی بجٹ ہر طریقے سے real budget کو support کرتا ہے۔ یہ good governance کی مثال تھی میں نے پہلے بھی اپنی تقریر میں کہا ہے کہ صرف لفظ اور figuers نہیں تھے بلکہ اس کے پیچھے راجہ بشارت، ان کی ٹیم اور ان کی سٹینڈنگ کمیٹیز کی سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اسے قانون سازی سے support کیا گیا ہے نہ کہ ترمیم سے۔ تاکہ یہ جو budgetary figures ہیں They should be carried out اور یہ عوام تک پہنچیں۔ ہر بات ہر وعدہ ہر رقم جو کہی گئی انشاء اللہ یہی منسٹرز، یہی وزیراعلیٰ، یہی ایم۔پی۔ایز اور یہی گورنمنٹ اٹھ کر ہر جگہ پر ضرور پہنچائیں گے۔ اگر آج آپ international repute چیک کریں تو ایجوکیشن پالیسی کے لئے باہر کے لوگ کہتے ہیں کہ اس حکومت نے اس سے بڑا کام ہی نہیں کیا کہ انھوں نے اپنے ہاتھوں سے جا کر ان بچیوں کے ہاتھوں میں مفت تعلیم دی ہے۔ مجھ سے پوچھیں میں ان جلسوں میں موجود تھی یہ

میرے بھائی طہور خان ڈاہا میرے ساتھ تھے۔ ہم نے جس طریقے سے جا کر ان بچیوں کے ہاتھوں میں کتابیں دیں تو اگر کبھی یہ ان بچیوں کے چہروں کے expressions بھی دیکھ لیتے۔ یہ تو جس دن سے اس اسمبلی میں آئے ہیں باہر سے بھیجی ہوئی رٹی رٹائی script پر criticism کر رہے ہیں۔ یہ باتیں کرتے ہیں کہ پیسے واپس کریں۔ میں ان سے یہ demand کرتی ہوں کہ جب انھوں نے ایک سال صرف ایک گھنٹہ نعرے لگا کر سیڑھیوں پر گزارا یہ وہی تنخواہیں واپس کر دیں تو ہم انھیں بھی ضمنی بجٹ میں شامل کر لیں گے۔ ان کی ذمہ داریاں کہاں چلی گئیں؟ ہم تو عیاشیاں کر رہے ہیں۔ انھوں نے کیا عیاشیاں نہیں کیں؟ ایک سال کا ایک ایک پیسا جو انھوں نے وصول کیا اور صرف دو لوگوں کے لئے سیڑھیوں پر بیٹھ کر نعرے لگانے اور اس قوم کو بے وقوف بنایا' ان کو nationally de-grade کیا۔ آج یہ چوہدری شجاعت حسین کی بات کرتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ یہ وہ شخص ہے کہ اگر دو ماہ یا چالیس دن کے لئے ہی اسے وزیراعظم بننے کے لئے کہا گیا ہے تو اس نے کہا ہے کہ میرا یہ خواب ہے کہ اس ملک کو پاکستان نہیں بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کہا جائے۔ میں کہتی ہوں کہ یہ ہیں اصل لیڈر۔ اس نے یہ کہا کہ میں اسلام کے کسی بھی issue کو---

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد، redicule یا exploitation کے لئے نیشنل یا انٹرنیشنل لیول پر اجازت نہیں دوں گا لیکن جب بھی اپوزیشن سے کوئی کھڑا ہوتا ہے تو کسی دوپٹے کی بات ہوتی ہے' کسی چادر کی بات ہوتی ہے۔ کسی داڑھی کی بات ہوتی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ اور کچھ نہیں تو میں چوہدری شجاعت حسین کو ہزار سلام کرتی ہوں جس نے یہ کہا کہ میں یہ قطعاً اجازت نہیں دوں گا کہ اسلام کو اس طرح exploite کیا جائے جس کے منہ میں جو آیا اس نے اس طرف سے کہا۔ میں یہ بھی ضرور کہوں گی کہ اگر حکومتی بنچز سے بھی زیادتی کی گئی ہے تو میرا یہ مشورہ ہے اور میں ان سب کو advice کروں گی کہ خدارا! اسلام کی اس طرح بے قدری نہ کیجئے۔ وہ issues جو یہاں کے ہیں انھیں یہاں پر ہی رکھیے۔ اپوزیشن نے from the first

day جو جھوٹ کا پلندا اپنایا ہوا ہے۔ آج آپ ان کی ایک ایک بجٹ تقریر کو اٹھا لیجئے اس میں کیا سچ ہے؟ کوئی سچ نہیں' کوئی سچ نہیں۔ کوئی سچ نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بی بی!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، شکریہ جناب سپیکر! میری بہن نے بڑی دھواں دھار تقریر کی میں ان سے یہ پوچھوں گی۔ یہ ابھی کہہ رہی تھیں کہ وزیر اعلیٰ ہاؤس میں ہمیں عیاشی کی کوئی ایسی چیزیں جیسے کراکری ہے یا فرنیچر ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ اگر آپ چائے پینا چاہتے ہیں یا پانی پینا چاہتے ہیں تو آپ سادگی اختیار کریں۔ چاہے سونے کے کپ میں پئیں گے یا سونے کے گلاس میں پئیں گے پینا تو آپ نے پانی ہے' پینی تو آپ نے چائے ہے لیکن اگر آپ یہاں show کریں گے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ ہاؤس میں اس طرح کی چیزیں دی جاتی ہیں تو یقیناً آپ کی ساری عوام اسی روش پر چلے گی۔ لیکن جب ایک عام متوسط گھر کا آدمی وہاں پر جانے کا تو وزیر اعلیٰ ہاؤس یا ان کے آفس میں دیکھے گا کہ اس طرح کا فرنیچر ہو یا اس طرح کی کراکری ہو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ مہربانی۔ اب نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز ظہر کے لئے ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر شوکت حسین مزاری 2 بج کر 20 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد، شکریہ جناب سپیکر! آج صبح سے ممبران نے سپلیمنٹری بجٹ پر اپنی گزارشات پیش کیں اور میں مشکور ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں اپنی تقریر کا آغاز ایک شعر کے ساتھ کرتا ہوں کہ۔

سبھی مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نظر اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

جناب سپیکر! آج جب اپوزیشن بنچوں سے ضمنی بجٹ پر بات ہوئی تو ٹریژری بنچز سے بار بار فوری جواب حاضر کی صورت میں دیا گیا اور آج یہاں تک کہہ دیا گیا کہ ہمیں پاکستان کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی جنرل پرویز مشرف کی اس ملک کو ضرورت ہے اور یہاں پر یہ بھی کہہ دیا گیا کہ (لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں انہوں نے فرمایا) سپلیمنٹری بجٹ پر ہم جو اخراجات کرنے جا رہے ہیں اس کے لئے ہم نے بڑی محنت شاقہ کی ہے' بڑی کوشش کے ساتھ' بڑی مشکلوں کے ساتھ اس source کو ڈھونڈا ہے کہ جس کی وجہ سے ہم سپلیمنٹری بجٹ پر اخراجات کریں۔

جناب سپیکر! انہوں نے جو محنت کی' جو انہوں نے تگ و دو کی اور صوبہ پنجاب کے غریب عوام کی جیبوں سے جو پیسے نکالے گئے وہ 10۔ارب روپے تھے جو لاءمنسٹر صاحب نے اپنی تقریر کے دوران کہا لیکن آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 37۔ارب کے قریب سپلیمنٹری بجٹ پر خرچ کرنے کے لئے آج مطالبہ کیا جانے گا اور بالآخر وہ مطالبہ نمبرز کی گیم کی وجہ سے ان کے حق میں چلا جائے گا اور پھر پورے ایک سال میں جو سپلیمنٹری بجٹ پر انہوں نے اخراجات کرنے ہیں' ان کو منظور کر لیا جائے گا اور اس کے بعد ہم اپنے اپنے گھروں میں چلے جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں نے بجٹ تقریر کے دوران بھی یہ گزارش کی تھی کہ بجٹ صرف اعداد و شمار کا گوشوارہ نہیں ہوتا بلکہ یہ کروڑوں عوام کی امنگوں کا' ان کی خواہشات کا گوشوارہ ہوتا ہے اور اگر ہم تعصب کی عینک لگائے بغیر اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے اندر یا دیگر صوبوں کے اندر یا ملک پاکستان کے اندر ہمارے کروڑوں عوام جو پنجاب اسمبلی کی طرف ہی نہیں بلکہ بتدریج سندھ اسمبلی' بلوچستان اسمبلی' فرنٹیئر اسمبلی اور پھر نیشنل اسمبلی پر اپنی نظریں جمائے بیٹھے ہیں اور انہیں پتا ہے کہ ان ایوانوں کے اندر ہمارے بچوں پر' ہماری اور ہماری آنے والی نسلوں پر اور آنے والے دنوں کے فیصلے کئے جائیں گے تو ہمیں فیصلے کرتے وقت کیا حکومتی بنچز یہ جاننا پسند کریں گے کہ جب یہاں پر ہمارے ایک فاضل ممبر نے تقریر کی اور اس نے جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ذکر کیا۔ کیا اس کی باتیں غلط تھیں؟ وہ بالکل درست باتیں تھیں'

ہمیں چاہیے کہ جب ہم ویژن کی بات کرتے ہیں' جب ہم عوام کی بات کرتے ہیں' جب ہم پڑھا لکھا پنجاب کی بات کرتے ہیں اور جب ہم 2004 سے لے کر 2020 تک اپنا ویژن رکھتے ہیں تو اس کے بعد پھر ہمیں یہ بھی چاہیے کہ ہم اس vision کے اندر ایسی باتیں لے کر آئیں' ایسی ریفارمز لے کر آئیں' ایسے اچھے کام کریں کہ جن کی وجہ سے یہاں کے محروم اور پسے ہوئے طبقات کے اندر احساس محرومی جنم نہ لے۔

جناب سپیکر! اب یہ جو کتابوں میں آ چکا ہے جس پر ہم بحث کر رہے ہیں اگر تو اس کا یہی منطقی انجام ہونا ہے جو میں نے گزارش کی ہے کہ یہاں پر جب یہ آج wind up ہو گا تو مطالبات زر آئیں گے اور پھر زیادہ نمبر رکھنے والی ٹیم کی "ہاں" ہو جائے گی اور ہم گھروں کو چلے جائیں گے۔ خدارا! ہمیں اپنے اس رویے پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اوکاڑہ کے اندر مزارعین نے بھوک ہڑتال کی اور مہینوں یہ سلسلہ چلتا رہا اور مہینوں یہ ایشو in tone رہا اور مہینوں وہ لوگ پکارتے رہے' روتے رہے۔ انہوں نے اپنے ذاتی مکانات بنانے کی بات نہیں کی' انہوں نے حکومت سے یہ تقاضا نہیں کیا کہ مری کے اندر انہیں کوئی فلیٹ لے کر دے دیں بلکہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ جو اراضی جس کے اندر ہمارے آباؤ اجداد کا خون بہا ہے' جنہوں نے اپنے خون اور پسینے سے محنت کر کے اسے سیراب کیا ہے تو اس پر ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ زمینیں ہمیں الاٹ کر دی جائیں لیکن آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ان کو وہاں پر لاٹھیاں کھانی پڑیں' انہیں سر بازار گھسیٹا گیا' ان پر مقدمات درج کئے گئے' روڈز بلاک ہوئیں' اخبارات اور پرنٹ میڈیا اور پنجاب اسمبلی کے ایوان میں شور پڑا' پورے پاکستان کے اندر شور پڑا لیکن آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ صفحہ نمبر 124 پر آئٹم نمبر 37' وزیر خزانہ صاحب اس پر ذرا دیکھیں کہ

> Funds for the payment to Pakistan Rangers called in aid to civil Administration for the maintenance of law & order at Military Farms Okara.

ان رینجر کو وہاں قبضہ جمائے رکھنے پر اور اوکاڑہ کی غریب عوام پر ڈنڈے برسانے' ان کی عزت نفس کو مجروح کرنے اور انہیں سڑکوں پر گھسیٹنے پر ایک کروڑ 31 لاکھ 90 ہزار روپے سپلیمنٹری بجٹ میں مختص کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ اندازہ فرمائیں کہ ایک کروڑ 31 لاکھ 90 ہزار روپے کی ایک خطیر رقم ان لوگوں کو دیئے جا رہے ہیں جنہوں نے ہمارے ہی صوبہ پنجاب کی غریب عوام کے اوپر مظالم کے پہاڑ ڈھائے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں یہ آئٹمز نمبر 35 ہے کہ،

Funds for the payment to Toyota Ravi Motors on account of repair charges.

یہ 54 لاکھ 19 ہزار روپے وزراء کی فوج ظفر موج ' پارلیمانی سیکرٹریوں کی اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی گاڑیوں اور اس سے پہلے کی وہاں پر جو گاڑیاں کھڑی ہیں ان کی مرمت پر 54 لاکھ 19 ہزار روپے لگا دیئے اور جب میں نے ہیلتھ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے یہ کہا تھا کہ آپ کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے اربوں روپے کے ایک دیوہیکل بجٹ میں کسی چار فٹ یا تین فٹ کے ماجد حسین کے لئے بھی تین لاکھ روپے کی گنجائش ہے تو ہیلتھ منسٹر صاحب کو آپ نے کہا تھا کہ یہ بڑا serious issue ہے۔ اخبارات میں وہ ایشو بڑا flash ہوا اور اس پر وزیر صحت نے یہاں on the floor of the House وعدہ کیا کہ ہم اس بچے کا علاج ضرور کروائیں گے اور حکومت اس کے اخراجات برداشت کرے گی۔ آپ ملاحظہ فرمائیں یہ صفحہ نمبر 125 اور آئٹم نمبر 41 ہے۔ Funds for the purchase of two V.V.I.P security vehicles پانچ کروڑ تیرہ لاکھ 30 ہزار روپے Funds for the purchase of MI-17 Helicopter تقریباً 21 کروڑ 40 لاکھ روپے۔ اس کے بعد آئٹم نمبر 44 ہے کہ،

Funds for the Payment of Import Duty and Taxes on procurement of two V.V.I.P vehicles.

جناب سپیکر! پہلے کاریں خریدی جاتی ہیں اور پھر اگلی آئٹم میں ان V.V.I.P گاڑیوں کو خرید کرنے کے بعد ان کی duty and taxes کا خرچہ 12 کروڑ 33 لاکھ ایک ہزار روپے ہے۔ پھر آئٹم نمبر 49 پر ہے۔

Funds for the purchase of Split Air-Conditioner for the office of Home Secretary.

اس پر 40 ہزار روپے خرچ کیا جا رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سپلیمنٹری بجٹ آپ ضرور لے کر آئیں اس پر آپ مختلف مدات میں پیسے بھی رکھیں۔ ہم اس پر تنقید برائے تنقید نہیں کرتے لیکن اگر تنقید برائے اصلاح کی جائے اور اس میں تحقیق کے پہلو کو مدنظر رکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہم صوبہ کے غریب عوام کی بہتری کے لئے بات کریں گے۔ آپ دیکھیں صفحہ نمبر 126 اور آئٹم نمبر 52 اس میں ہے کہ

Grant-in-aid to the widow of late Mr. Muhammad Zafar, staff car driver.

اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ پانچ لاکھ روپے معاف کے کار ڈرائیور کو دیں اور وہ غریب آدمی ہے۔ اگر آپ اس کی فلاح و بہبود کے لئے' اس کی کسی بیماری کے لئے' اس کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے پانچ لاکھ روپے رکھیں تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ نہ ہی اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے کسی معزز ممبر کو ہو سکتا ہے۔ یہاں تعلیم پر بہت زور دیا گیا اور پڑھے لکھے پنجاب کا خواب دکھایا گیا۔ میں اس بات کو on the floor of the House کہتا ہوں کہ آپ نے سپیشل ایجوکیشن کے لئے 40 کروڑ روپے مختص کیا ہے تو یہ بڑی اچھی بات ہے مختص کرنا چاہیے۔ میری معلومات کے مطابق پورے پنجاب میں 53 سپیشل ایجوکیشن کے ادارے working میں ہیں۔ جو پرائیویٹ اور گورنمنٹ کی آپس میں پارٹنرشپ کے تحت چل رہے ہیں اور 49۔ادارے سپیشل ایجوکیشن کے پورے پنجاب کے اندر کام کر رہے ہیں۔ تو چالیس کروڑ روپے کی جو بلاک allocation ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا نیکی کا کام ہے اس پر خرچ ہونا چاہیے اور وزیر متعلقہ کو آپ پورا اختیار دیں کہ وہ علاقوں کے اندر جائیں' شہروں کے اندر' صوبوں کے غریب قصبات کے اندر جا کر دیکھیں کہ آپ نے جو سپیشل ایجوکیشن پر پیسہ رکھا ہے وہ کہاں کہاں خرچ ہو رہا ہے؛ کیا واقعی ان غریب اور معذور بچوں پر جن کے والدین انہیں اس معاشرے کا اچھا شہری بنانے کی کوشش میں ہیں اور ان بچوں کی خواہش ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور ملک و قوم کی خدمت کریں۔ آپ ان کے لئے پیسے رکھیں۔

آپ ملاحظہ فرمائیں آئٹم نمبر 64 ' Funds under the object Entertainment

"Gifts and others." & یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ ہم نے 4 لاکھ 25 ہزار روپے سیلیمنٹری بجٹ میں بھی entertainment پر اور تحائف دینے پر خرچ کئے ہیں جس کو ہم سیاسی رشوت کہتے ہیں' اس پاکستان کی غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی نکال کر تحائف میں اڑائیں گے۔ میں نے کہا تھا کہ 2003-04 میں 70 لاکھ روپے کے تحائف ریوڑھیوں کی طرح بانٹ دیئے گئے۔ جس صوبے کے اندر لوگ غربت کی لکیر سے نیچے کی زندگی بسر کر رہے ہوں' جس پر جب ایک ماہ گزرے تو-----

وزیر آبکاری و محصولات، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیں!

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! میں ان کی clarification کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو gift کے لئے amount ہے یہ foreign dignitaries جو آتے ہیں ان کو تحفے تحائف دیئے جاتے ہیں جیسے کوئی قالین دے دیا یا اور کوئی چیز دے دی یہ کوئی خدانخواستہ رشوت وغیرہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس کو اس مفہوم میں نہ لیا جائے۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ فوری guilty conscious کیوں ہو جاتے ہیں؟ اگر ہم کوئی بات کرتے ہیں اور اس issue کو highlight کرتے ہیں۔ آپ نے 2003-04 میں 70 لاکھ کے تحائف بانٹ دیئے۔ چار لاکھ پچیس ہزار آپ نے دوبارہ تحائف بانٹنے کے لئے رکھ لئے۔ کتنے delegation بیرون ممالک سے آتے ہیں؟ ٹھیک ہے یہ پنجاب کی روایت ہے کہ تحفے تحائف دے کر بھیجنا چاہیے لیکن ہم 70 لاکھ پہلے تحفوں میں بانٹ چکے ہیں اور اب دوبارہ اس پر چار لاکھ پچیس ہزار خرچ کر رہے ہیں۔ جب ایجوکیشن کی بات ہوتی ہے تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ فیصل آباد کے اندر کوشش کی جا رہی ہے کہ ایک شخص کو جو elected ممبر بھی نہیں ہے' جو آج تک کبھی ایم۔پی۔اے یا ایم۔این۔اے بھی نہیں رہا وزیر ایکسائز کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو فیصل آباد کے اندر سرسید فیصل آباد کا خطاب دلوایا جائے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ فیصل آباد کے اندر اب ان کا ایجوکیشن پر کارنامہ کیا ہے؟ یہ

کس بات پر سر سید فیصل آباد کا خطاب دلوانے جا رہے ہیں۔ ان کا کارنامہ یہ ہے کہ غلام محمد آباد جو ایشیا کی سب سے بڑی رہائشی کالونی ہے اس کے اندر ایک لال سکول تھا اس سکول کے اندر سات آٹھ سو بچے زیر تعلیم تھے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا وزیر تعلیم یہاں پر تشریف نہیں رکھتے لیکن راجہ بشارت صاحب سے کہوں گا کہ وہ نوٹ فرمائیں تاکہ اس میں ہم کوئی بہتری لا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، برائے مہربانی کسی کا mobile on ہے اسے بند کر دیا جائے۔

ایک آواز، جناب سپیکر! رانا صاحب سوئے ہوئے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد، سرہانے میر کے آہستہ بولو۔ ابھی تک روتے روتے سو گیا ہے۔ یہ صرف انہی کا مسئلہ نہیں ہے پوری پنجاب حکومت سو رہی ہے' ڈاکے پڑ رہے ہیں' قتل و غارت گری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ ایجوکیشن میں کیا reforms لائی جا رہی ہیں۔ مجھے وزیر اعلیٰ پنجاب کی نیت پر کوئی شک نہیں ہے کہ وہ بطور Chief Executive of the Province صوبے کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور وہ چاہتے ہوں گے کہ میں ایجوکیشن اور ہیلتھ میں reforms لے کر آؤں لیکن جو وزراء کی فوج ظفر موج ہے وہ کیا کر رہی ہے؟ غلام محمد آباد کے اندر ڈی۔پی۔ایس کی ایک شاخ کھولی جا رہی ہے اور جو سکول کی عمارت تھی اس میں سات یا آٹھ سو بچے زیر تعلیم تھے ان کو اٹھا کر درختوں کے نیچے بٹھا دیا گیا ہے اور اشرافیہ کے بچوں کے لئے ڈی۔پی۔ایس کی شاخ کھولی جا رہی ہے۔ میں ڈی۔پی۔ایس کی شاخ کھولنے کے حوالے سے کوئی اعتراض نہیں کرتا آپ فیصل آباد کے اندر اس کی دو سو شاخیں قائم کریں لیکن خدا کے واسطے جو اس کالونی کے غریب بچے ہیں جو ٹاٹوں پر بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں اور جن کی مائیں یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ

جب چلی ٹھنڈی ہوا بچہ ٹھٹھر کے رہ گیا
اور ماں نے اپنے لال کی تختی جلا دی رات کو

وہ غریب لوگ جن کی مائیں اپنے بیٹوں کو سردیوں کے جاڑوں سے بچانے کے لئے ان کی تعلیم کی اہم چیز جلا کر اپنے بچوں کو سلاتی ہیں ان کے بچوں کو باہر نکال کر آپ نے کھلے میدان میں بے یار و مددگار

چھوڑ دیا ہے اور وہاں پر آپ ڈی۔پی۔ایس کی شاخ لے آئے ہیں۔ اس بلڈنگ پر آپ قبضہ کر کے بیٹھے ہیں اور جو شخص وہ شاخ وہاں پر لے کر جا رہا ہے وہ اس کارنامے پر موجودہ حکومت سے' وزیر ایکسائز کی مہربانی سے سرسید فیصل آباد کا خطاب لینے کے لئے تلا ہوا ہے تو یہ خدمات ہیں جو ہم ایجوکیشن کے اندر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ اب ایک آئٹم نمبر 68 ہے۔ اس میں ہم نے فنڈز دو لاکھ روپے رکھے ہیں ۔ Funds for the medical facilities and reimbursement of medical charges for gold medalist of Tehrik-e-Pakistan. جو آدمی تحریک پاکستان کا گولڈ میڈلسٹ حاصل کرتا ہے---

وزیر آبکاری و محصولات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی!

وزیر آبکاری و محصولات ، جناب سپیکر! ابھی ممبر موصوف کہہ رہے تھے کہ یہ بڑی جلدی guilty conscious ہو جاتے ہیں۔ بحیثیت ڈاکٹر کے guilty conscious ہونا ضروری ہے تاکہ guilty فوری طور پر نکال دی جائے' خاص طور پر اپوزیشن کی کیونکہ اگر پھیل جائے تو وہ کینسر کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔ جہاں تک ڈی۔پی۔ایس سکول کا تعلق ہے تو ڈویژنل پبلک سکول ضلعی انتظامیہ چلاتی ہے' اس کے ماتحت ہے۔ کسی کی شخصی جاگیر یا کوئی شخصی طور پر اس کا کوئی مالک نہیں ہے اور اس برانچ کا انچارج براہ راست ڈی۔سی۔او ہوتا ہے۔ ہر جگہ پر ڈویژنل پبلک سکول ہیں وہ ڈویژنل یا ڈسٹرکٹ انتظامیہ جو بھی صورتحال ہو اس کے مطابق چلتا ہے۔ یہ وضاحت ضروری تھی کیونکہ موصوف بار بار اس کا ذکر کر رہے تھے۔

شیخ اعجاز احمد، میں تو چاہ رہا تھا کہ اس سے آگے بات نہ نکلے اور میں نے اس کو وہیں پر wind up کر دیا تھا لیکن وزیر موصوف چاہتے ہیں کہ میں مزید اس پر روشنی ڈالوں۔ کیا وزیر موصوف اس بات سے انکاری ہیں کہ جس شخص کا میں ذکر یہاں پر کر رہا ہوں' یہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں' ملک نواز صاحب میرے جو فاضل ممبر یہاں پر تشریف فرما ہیں' پی پی۔ 71 سے ان کا حلقہ ہے' یہ جن لوگوں کا میں

ذکر کر رہا ہوں' یہ ان کے حلقے میں بستے ہیں اور جس شخصیت کا میں ذکر کر رہا ہوں ان پر جو گورنمنٹ کے آرڈر جاتے ہیں ان کو وہ کاپی forward کرائی جاتی ہے۔ copy to فلاں' copy to فلاں' copy to فلاں۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ چلیں' یہ ان کو وہاں پر مضبوط کریں' توانا کریں' ان کو قد آور شخصیت بنائیں لیکن میں راجہ بشارت صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ کم از کم اس ایوان کے تقدس کا اور جو ممبران ہیں ان کا' منتخب ممبر ہونے کے ناتے جو حق بنتا ہے اس کو مجروح نہ کیا جائے۔ یہ تو سلسلہ چلتا رہتا ہے' کبھی ہم اُدھر' کبھی یہ اِدھر۔ ہمیں اچھی صحت مند روایات قائم کرنی چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا' یہ ایک اور رقم مختص کی گئی ہے اور اس رقم کے مختص کئے جانے پر میری زبردست reservations ہیں' بطور ممبر یہ میرا استحقاق ہے اور میرا right بنتا ہے کہ میں اس رقم کے بارے میں بھی اپنی گزارشات آپ کے سامنے رکھوں۔ یہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ آئٹم نمبر 63 ہے اور صفحہ نمبر 127 ہے۔ حسنین بہادر دریشک صاحب بڑے محنتی وزیر ہیں' میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ ذرا ضرور اس پر غور کریں۔ آئٹم نمبر 63 کیا ہے؟ Funds for creation of a post of Chairman Think Tank. ہم ایک لفظ snobbery پڑھا کرتے تھے تو اگر کوئی بندہ کالا چشمہ اس لئے لگاتے کہ اس کی آنکھوں کا آپریشن ہے اور آپریشن ہونے کے بعد ڈاکٹر نے اس کو کہہ دیا کہ منسٹر صاحب کل کالا چشمہ لگا کر آجائیں تو خدانخواستہ ان کی آنکھوں کا آپریشن ہو تو وہ کالا چشمہ لگا کر پھریں تو میں ان کی نقل اس لئے کروں کہ چونکہ وہ منسٹر ہیں انہوں نے کالا چشمہ لگایا ہے تو مجھے بھی لگانا چاہیے۔ میری آنکھیں بالکل درست ہوں اور میں کالا چشمہ لگا کر اسمبلی میں بیٹھ جاؤں تو اس کو ایک snob ہونے کی جو negative side ہے' اس پر ہم consider کریں گے۔ تھنک ٹینک کی اصطلاح جاپان میں سب سے پہلے متعارف ہوئی۔ دوسرے لوگ کرتے کرتے اب یہاں پر آ گئے۔ پنجاب اسمبلی کے اندر اب تھنک ٹینک کی اصطلاح آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 6 لاکھ روپیہ ایک رکھا جا رہا ہے اور 19 لاکھ 40 ہزار روپیہ اس میں کس کس مد میں رکھے جا رہے ہیں؟ Pay of officer. میں تو حیران ہوں کہ ارشد لودھی صاحب کے ہوتے ہوئے صوبہ پنجاب کی اس حکومت کو کسی تھنک ٹینک کی کیا ضرورت ہے؟ راجہ بشارت صاحب ماشاء اللہ بڑے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں اور انہوں نے دو دن پہلے ایک بات پر بڑا زبردست اعتراض کیا تھا' انہوں نے

کہا تھا کہ یہ ان کا آپ ماضی دیکھیں کہ پہلے ایک بھائی پرائم منسٹر' ایک بھائی وزیراعلیٰ اور انھوں نے ایسے کیا' فلاں کیا۔ اب میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اب کم از کم وہ بات جو وہ ہمارے لئے کرتے تھے وہ آئندہ نہیں کریں گے۔ ایک بھائی صاحب کو پرائم منسٹر کے لئے نامزد کر دیا گیا ہے اور دوسرے بھائی صاحب وزیراعلیٰ ہیں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ کے کون سے صفحے پر درج ہیں جو انھوں نے یہ فرمایا ہے۔ (قہقہے)

شیخ اعجاز احمد، یہ میں بتاتا ہوں۔ یہ ضمنی بجٹ کے صفحے پر درج نہیں ہے۔ یہ حقیقت نوشتہ دیوار بن چکی ہے۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار، نوشتہ نہیں' نوشتہ۔ (قہقہے)

شیخ اعجاز احمد، میں بڑا مشکور ہوں۔ [**********]

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! معزز رکن کو یہ کہا جائے کہ relevant رہیں۔ اتنی دیر ہم نے برداشت کر لیا ہے۔ یہ نوشتے جتنے مرضی بیان کرتے رہیں۔ ہم نے کوئی مداخلت نہیں کی لیکن میری استدعا ہے کہ یہ اپنے آپ کو ضمنی بجٹ تک confine رکھیں اور جو انھوں نے گن پوائنٹ کے الفاظ استعمال کئے ہیں میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ان الفاظ کو حذف کیا جائے۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ الفاظ اخراج کئے جاتے ہیں۔ All irrelevant points have been expunged.

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! اب مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں کیا بات کروں؟ (قہقہے)

اس کے بعد ہونا یہ ہے کہ راجہ صاحب نے دوبارہ آپ سے کہنا ہے کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرلیں۔ میں کہتا ہوں کہ کیا ہمارے ملک میں قحط الرجال ہے؟ کیا (ق) لیگ کے اندر کوئی بندہ اس قابل نہیں تھا کہ اس کو وہاں پر پرائم منسٹر تعینات کیا جاتا؟ وہاں پر ہوا کیا ہے کہ اب امریکہ کے کہنے پر ایک ٹیکنوکریٹ کو جو ورلڈ بنک کا ملازم تھا اس کو اب مستقبل کا وزیراعظم بنانے جارہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں! اگر پارٹی کسی کو نامزد کرتی ہے اور اکثریت سے وہ وزیراعظم بن جاتے ہیں تو اس میں کسی کو کیا اعتراض ہے؟ خواہ وہ ٹیکنو کریٹ ہو یا سیاستدان ہو۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ میں آئٹم نمبر 63 پر بات کررہا تھا حالانکہ بہت ساری آئٹمز ایسی ہیں جن پر بات ہو سکتی ہے لیکن اس وقت آئٹم نمبر 63 پر میں بات کررہا ہوں۔ وہ تھنک ٹینک کی ہے۔ اب مجھے بتائیں کہ 19 لاکھ 40 ہزار روپیہ تھنک ٹینک کو صوبہ پنجاب کے اندر بٹھانے پر صرف کیا جارہا ہے۔ یہ کتنے ظلم کی بات ہے؟ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم ٹریژری بنچز کو بتائیں کہ آپ یہ یہ ظلم کررہے ہیں' آپ یہ یہ زیادتیاں کررہے ہیں۔ آپ نے غلام مہ میں اتنے پیسے نہیں رکھے۔ غلام میں آپ کو رکھنے چاہیئں تھے تاکہ اس ایوان کے اندر بیٹھنے کا مقصد پورا ہو سکے۔ میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ صوبہ پنجاب کے عوام کی خواہش ہے۔ صوبہ پنجاب کے عوام کی آواز ہے کہ

حسن والے ہو نام کر جاؤ
ہم غریبوں کے کام کر جاؤ
کیسے گزریں گی ہجر کی گھڑیاں
کچھ نہ کچھ اہتمام کر جاؤ
ڈال دو آفتاب پر گیسو

دوپہر ہی کو شام کر جاؤ
زندگی تم کو پکارتی ہے عدم
زندگی کو سلام کر جاؤ

صوبہ پنجاب کے عوام آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ ان کی زندگیوں کو سہل کریں۔ آپ کے پاس اختیار ہے' آپ یہ مت سمجھیں کہ میں on the floor of the House کھڑے ہو کر صرف آپ پر تنقید کر رہا ہوں۔ میں آپ کی اصلاح کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن مجھے لگتا نہیں ہے کہ میری ان باتوں سے اصلاح کا کوئی پہلو ان کے مدنظر ہو گا۔ supplementary budget کی اس پوری کتاب کے اندر انھوں نے کوئی ایک بھی constructive کام نہیں کیا' کوئی constructive تجویز نہیں دی کہ جس پر ہم ان کو خراج تحسین پیش کر سکیں۔ جب ہمارا کوئی دوست یہاں پر کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ یہ صوبہ پنجاب کے عوام پر ظلم ہو رہا ہے' ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو یہ اسے سننے کی بجائے فوراً کھڑے ہو کر اس کا جواب در جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں اس ضمنی بجٹ کی پوری کتاب کے حوالے سے fact & figures ایوان کے سامنے رکھ سکتا ہوں لیکن میں نے صرف دو چار مدوں پر بات کی ہے۔ میں یہ بات بھی کہوں گا کہ مرشد لودھی صاحب کے ہوتے ہوئے کسی Think Tank کی ضرورت نہیں ہے۔ انھیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ 19 لاکھ 40 ہزار روپے اس مد میں رکھ دیئے؟ اس صوبائی اسمبلی میں ماشاء اللہ بڑے بڑے Think Tank موجود ہیں' ڈاکٹر شفیق چودھری صاحب کا نام ذہن میں آتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جب اتنی لائق ٹیم' اتنی intelligent ٹیم' جس کے بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ تردد کرنا پڑا کہ ایوان میں کورم پورا رکھنے کے لئے ان کی موجودگی کو ensure کروانے کے لئے اخبارات میں یہ خبر جلی حروف سے چھپے کہ وزراء کی کارکردگی پر وزیر اعلیٰ کی پوری نظر ہے۔ ان کے دفاتر پر سرپرائز وزٹ اور چھاپے مارے جائیں کہ آیا یہ اپنے دفتروں میں بیٹھتے ہیں یا نہیں؟ اتنی لائق ٹیم میسر ہونے کے باوجود انھوں نے Think Tank کے لئے رقم رکھ دی ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' کیانی صاحب!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ : جناب سپیکر ! یہ میرے محترم بھائی ہیں' بڑی اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ ضرور تنقید کریں' ہم جواب دینے کے لئے حاضر ہیں۔ انھوں نے چھاپے مارنے کی بات کی ہے تو کون چھاپے مارتا ہے؟ خدا کے لئے وہ بات کرو جو ممکن ہو۔ ہم کوئی ڈاکو یا چور ہیں کہ ہمارے دفتروں میں چھاپے مارے جائیں گے۔ کیا ہمیں کسی نے پکڑنا ہے؟ آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ Let us talk which is sensible. آپ جذبات میں بہہ جاتے ہیں۔ ذرا احتیاط کریں۔ بڑی مہربانی۔

شیخ اعجاز احمد : جناب سپیکر! میں یہاں پر پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس دن کے اخبارات میں یہ لفظ چھپا ہے۔ ہمارے پاس اخبارات ہی source of information ہیں۔ اخبارات میں خبر چھپی تھی کہ وزراء کے دفاتر پر چھاپے مارے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں لفظ چھاپے استعمال نہیں کیا گیا۔

شیخ اعجاز احمد : چلیں! ہم اس بحث میں نہیں پڑتے۔ ہم اسے surprise visit کہہ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شیخ صاحب ! surprise visit is something else جبکہ چھاپہ ایک دوسری چیز ہے۔

وزیر بہبود آبادی : جناب، سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' بی بی فرمائیں!

وزیر بہبود آبادی : جناب، سپیکر ! جب سے موصوف کھڑے ہوئے ہیں irrelevant باتیں ہی کئے جا رہے ہیں۔ بجٹ کو تو یہ touch بھی نہیں کر رہے۔ کبھی یہ وزیراعظم کے متعلق بات کرنا شروع دیتے ہیں اور کبھی انھیں چھاپے یاد آ جاتے ہیں۔ یہ ایک موزوں اور جامع بجٹ ہے۔ انھوں نے پورا ڈیڑھ سال اپنے نچوں اور ایجنڈے پر تشدد کیا۔ انھوں نے نہ تو کوئی جامع گفتگو کی ہے اور نہ ہی غریب عوام کی بھلائی کے لئے کوئی کام کیا ہے۔ اب ہماری حکومت کی طرف سے ایک جامع بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ انھیں چاہیے

کہ جامع انداز میں تنقید کریں اور پھر اس کا جواب بھی سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : دیکھیں بی بی! یہ اپوزیشن کی طرف سے Think Tank خود ہیں۔ لامحالہ انھوں نے پھر آپ کو advise کرنا ہے۔

شیخ اعجاز احمد : جناب سپیکر! اب دیکھیں میں نے تو Think Tank کے حوالے سے بات کہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب وزیراعلیٰ پنجاب کے پاس اتنی intellectual' پڑھی لکھی اور بالغ نظر ٹیم وزراء کی صورت میں موجود ہے تو پھر اس Think tank کی کیا ضرورت ہے؟ یا تو پھر یہ اس بات سے انکاری ہو جائیں کہ ان میں کوئی بندہ Think Tank نہیں ہے۔ ان میں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ اعجاز احمد : جناب سپیکر! پہلے ان کی بات سن لیں' میں بعد میں عرض کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کیانی صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ہر معزز ممبر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر حکومت کے پاس Think Tank ہیں تو اپوزیشن کے پاس بھی Think Tank موجود ہیں۔ یہ ایک اچھی بات ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! ان کا Think Tank رانا ثناء اللہ ہو سکتا ہے' کوئی بڑا لیڈر ہو سکتا ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ Think Tank وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جنھوں نے اپنے شعبہ میں مہارت حاصل کی ہو۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اپوزیشن کے پاس اللہ کے فضل سے Think Tank ہیں لیکن حکومتی بنچز میں صرف Kiani Tank ہیں۔ (قہقہے)

شیخ اعجاز احمد : جناب سپیکر! میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی کہ جس سے میرے حکومتی دوست ناراض ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں نہیں' کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ ماشاءاللہ اچھی تقریر کر رہے ہیں' آپ جاری رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد : شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ 19 لاکھ 40 ہزار روپیہ جو ہم Think Tank کے لئے رکھ رہے ہیں یہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ یہاں پر vision پر بڑی باتیں ہوئی ہیں۔ یا تو یہ ہوتا کہ 19 لاکھ 40 ہزار کی رقم کے ساتھ اس Think Tank کے نام دیئے جاتے۔ صوبائی اسمبلی کے اس معزز ایوان میں اس Think Tank کا نام بتایا جاتا۔ پورے صوبہ پنجاب سے elect ہو کر آنے والے اور proportional adjustment سے آنے والے لوگ' اٹھ کروڑ کی آبادی سے منتخب ہو کر آنے والے لوگوں میں اگر سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں نہیں ہیں تو بتایا جاتا کہ فلاں صاحب ہیں جن کو ہم نے Think Tank کے طور پر متعارف کرایا ہے جو کہ وزیر قانون صاحب سے بہتر سوچ سکتا ہے' ایکسائز منسٹر صاحب سے بہتر guilty conscious ہو سکتا ہے۔ جو ہمارے دیگر وزراء صاحبان سے بہتر سوچ رکھتا ہے۔ یا تو وہ نام سامنے رکھتے اور ہم اس پر debate کرتے۔ میں سمجھتا ہوں' میری یہ اپنی سوچ ہے جو کہ میرے خیال میں سو فیصد درست ہے کہ 19 لاکھ 40 ہزار روپے کی جو اسامی مشتہر کریں گے اس پر کسی اپنے منظور نظر' کسی ریٹائرڈ جرنیل یا بریگیڈیر کو بطور Think Tank لگا دیں گے۔ یہ 19 لاکھ 40 ہزار روپے جو کہ صوبہ پنجاب کے عوام کی خون پسینے کی کمائی ہے اس پر اگر انھوں نے Think Tank بٹھانا ہے تو یہاں ایوان میں اس کا نام دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر خزانہ جب اپنی wind up speech کریں گے تو بتا دیں گے۔

شیخ اعجاز احمد : جناب سپیکر ! اگر وزیر خزانہ صاحب نام بتا دیں تو میں بڑا مشکور ہوں گا۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ اگر یہاں پر ڈاکٹر جاوید صدیقی نے جنوبی پنجاب کی بات کی تھی' اگر انھوں نے اپنی محرومیوں کی بات کی تھی تو ضرور اس میں کوئی نہ کوئی ایسی بات تھی۔ اگر آپ 17 سڑکیں لاہور میں بناتے ہیں' 10 سڑکیں فیصل آباد میں رکھتے ہیں یا دیگر شہروں میں بناتے ہیں اور جنوبی پنجاب کے شہروں کو بجٹ کے اندر بالکل ignore کر دیتے ہیں تو پھر لامحالہ اعتراض تو کیا جائے گا۔ ہونا کیا چاہیے تھا؟ ہم یہاں

suggestions دے رہے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ pre-budget seminars ڈسٹرکٹ لیول پر منعقد کروائے جانے چاہئیں تھے اور وہاں پر اپوزیشن کے ممبران، حکومتی بنچز کے ممبران اور تمام طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو بلایا جانا چاہیے تھا۔ اس بجٹ کی خوبصورتی تب ہوتی تھی جب آپ pre-budget seminars منعقد کرواتے، عام لوگوں کی آراء اس میں شامل ہوتیں، وہ اپنی تجاویز دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : Time is extended for half an hour more. بس اب ختم کریں۔ ابھی ایک دو مزید سپیکرز ہیں اور پھر وزیر خزانہ نے بھی wind up کرنا ہے۔

شیخ اعجاز احمد : میں جناب سپیکر! آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ ان طبقوں کی محرومیاں ہیں جو بقول شاعر کہہ رہے ہیں کہ،

یہ کوٹھی جو تم کو نظر آ رہی ہے
یہ اپنی بلندی پہ اِترا رہی ہے
ذرا اس کے گملے کے پھولوں کو سونگھو
خونِ غریباں کی بُو آ رہی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر : Thank you اب میں مسز سجیلہ انصر باجوہ کو فلور دیتا ہوں۔

محترمہ سجیلہ انصر باجوہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! ضمنی بجٹ سے مراد وہ اضافی رقوم ہیں جو دوران مالی سال مختلف محکمہ جات کو مہیا کی جاتی ہیں۔ ان اضافی اخراجات کے بنیادی اغراض و مقاصد اس طرح سے ہیں چونکہ تمام ترقیاتی پروگرام اور معاشی ترقی کی شرح نمو کا دار و مدار حکومتی اداروں کی مضبوطی، منصوبہ جات پر عملدرآمد، ان کی رفتار کو جاری رکھنا اور نظرثانی پر ہوتا ہے۔ اس ضمن میں کئی ایسے اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے کہ extra supplementary funds مہیا کئے جاتے ہیں۔ اکثر اوقات ایسے ہوتا ہے کہ ضروری معاشی ڈھانچہ جیسے سڑکیں، نہریں، پلوں کی تعمیر، سرکاری عمارات، سرکاری ملازمین کے لئے رہائش اور ایسے نئے معاشی منصوبہ جات جو پہلے بجٹ میں شامل نہ تھے معاشی اور انتظامی عمل میں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ انھیں فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایشین ڈویلپمنٹ فنڈ سے 500 ملین ڈالر کا

معاہدہ کیا گیا ہے جس سے حکومت پنجاب کو budgetary support حاصل ہو گی۔ اس کے لئے انتظامی عملہ کے لئے رقوم مہیا کرنا معاہدہ کا ضروری حصہ ہے۔ اسی وجہ سے اس کو ضمنی بجٹ سے رقوم مہیا کی جائیں گی۔ اسی طرح زرعی توسیع و تحقیق' افزائش حیوانات' جنگلات کی ترقی' ذرائع آمد و رفت' پبلک ہیلتھ' شہری آب رسانی' کچی آبادیوں' تعمیر پنجاب پروگرام' انفارمیشن ٹیکنالوجی' انتظامی اور قانون و انصاف کے اداروں کے لئے سپلیمنٹری بجٹ سے کچھ فنڈز مہیا کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ان تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے حکومت پنجاب کے لئے ضروری تھا کہ یہ ضمنی بجٹ بناتے اور یہ حکومت کا آئینی حق بھی ہے۔ اسی طرح بجٹ میں کچھ ضروری blocks شامل کئے جاتے ہیں ان سے جو نئی ضروری سکیمیں expand کی جاتی ہیں وہ بھی ضمنی بجٹ کے زمرے میں آتی ہیں۔ دوران سال اکثر منصوبہ جات سے رقوم بچ جاتی ہیں۔ ان رقوم کو دوسرے منصوبہ جات کے لئے مہیا کیا جاتا ہے وہ بھی ضمنی بجٹ ہی قرار پاتا ہے تاکہ ایسے فنڈز مناسب جگہ پر استعمال کئے جائیں۔ الحمد اللہ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہیٰ کی قیادت میں سرسبز و شاداب اور پڑھے لکھے پنجاب کے خواب کی تعبیر کے سفر کا آغاز ہو چکا ہے۔ آپ نے وہ چینی کہاوت سنی ہو گی کہ ہزاروں میل لمبے سفر کا آغاز پہلے قدم سے ہوتا ہے تو پنجاب حکومت نے اللہ کے فضل و کرم سے یہ مبارک قدم اٹھایا ہے۔ پنجاب کے عوام باشعور ہیں ہمارے کسان' مزدور اور طالب علم زمینی حقائق سے آنکھیں نہیں چراتے بلکہ جوانمردی اور حوصلہ مندی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہماری عوام کی یہ صفت ہمارے وزیراعلیٰ چودھری پرویز الہیٰ کی دلیرانہ اور حوصلہ مند قیادت کی مرہون منت ہے۔ ہمارے اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے ساتھی عوام کے دکھ درد کے نام پر جو عوام دوستی کی بات کرتے ہیں اس میں اتنی حقیقت نہیں۔ اگر یہ عوام کے دوست ہوتے' عوام کے ہمدرد ہوتے تو جو اقدامات ہماری حکومت نے اٹھائے ہیں ان کے Think Tank کی طرف سے اٹھائے جاتے۔ لیڈر شپ کے شوق میں غیر پارلیمانی زبان کا استعمال ہرگز عوامی خدمت نہیں ہے۔

جناب والا! یہ آج بھی تعلیم کے شعبے پر بہت تنقید کر رہے تھے تو میں یہ کہوں گی کہ حکومت پنجاب نے تعلیم کے شعبے میں جو انقلابی اقدامات کئے ہیں یہ ان کو تنقید کا نشانہ تو بناتے ہیں لیکن ان کے

اپنے دور میں---

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' محترمہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! یہ جو تعریفوں کے پل باندھ رہی ہیں یہ paper reading کر رہی ہیں۔ ان سے کہیں کہ کچھ تو زبانی بول لیں انھوں نے تو سارا کچھ paper پر ہی لکھ کر یاد کیا ہوا ہے اور اسے دیکھ کر پڑھ رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وہ points لے رہی ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، محترمہ نے جو تعریفوں کے پل باندھے ہیں وہ زبانی بھی کر سکتی تھیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! جب انھوں نے ساری تقریر کر لی ہے تو پھر انھیں یاد آیا ہے۔

محترمہ سجیلہ انصر باجوہ، جناب سپیکر! میں بات کر رہی تھی کہ یہ تعلیم کے شعبے میں بڑی تنقید کرتے ہیں لیکن حکومت پنجاب نے تعلیم کے شعبے میں جو انقلابی اقدامات کئے ہیں۔ یہ مجھے بتائیں کہ ان کے ادوار میں تعلیم کا شعبہ ان کو بھی ملا تھا تو پھر انھوں نے یہ اقدامات کیوں نہیں کئے؟ کیا یہ اتنی اخلاقی جرأت رکھتے ہیں کہ انھوں نے جو تعلیمی شعبے میں اقدامات کئے تھے انھیں review کریں اور اس کا review اس ایوان میں پیش کریں؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بی بی!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! یہ کریڈٹ بھی ہماری حکومت کو جاتا ہے کیونکہ عمران مسعود صاحب اس وقت ٹاسک فورس کے چیئرمین تھے اور انھوں نے میاں شہباز شریف کی سرپرستی میں یہ سب کچھ سیکھا ہوا ہے۔ اس وقت وہ حکومت میں نہیں ورنہ اب یہ جو سارا کچھ کر رہے ہیں اس کا کریڈٹ بھی میاں شہباز شریف کو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا جی۔ جی محترمہ! فرمائیے!

محترمہ سجیلہ انصر باجوہ، جب یہ لوگ حکومت میں ہوں تو وسائل کی کمیابی کا رونا رو کر عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب حکومت سے باہر ہوں تو وسائل کی کمیابی کی حکومتی دلیل کو اعداد و شمار کا ہیر پھیر کہتے ہیں یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اعداد و شمار کی تفصیلات میں جائے بغیر اپنے اپوزیشن ساتھی ممبران سے گزارش کروں گی کہ خدا کے لئے سیاست سے منافقت کے چلن کا خاتمہ کر دیجئے۔ ہماری عوام کو اگر مہنگائی، جہالت اور بے روزگاری جیسے مسائل کا سامنا ہے تو اسی طرز عمل کی وجہ سے ہے۔ چونکہ منافقت کسی بھی حکومتی ایوان کے لئے عوامی خدمت کے کاموں میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ آج تک اس ایوان میں عوام کے بنیادی مسائل حل کرنے کے دعوے کرنے والے بہت آئے لیکن اللہ کے فضل سے چودھری پرویز الہیٰ عملی طور پر عوامی خدمت کا جذبہ لئے ہوئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ عالمی سطح پر بدلتے ہوئے معاشی حالات کے تناظر میں تیسری دنیا کے کسی بھی ملک کی حکومت کے لئے اپنی عوام کے لئے یا ان کے مفاد میں کوئی بھی فیصلہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بی بی فرمائیے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! یہ بجٹ کے کون سے صفحے کی بات کر رہی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! ان کے بعد آپ نے تقریر کرنی ہے۔

محترمہ سجیلہ انصر باجوہ، جناب سپیکر! میں بات کر رہی تھی کہ ہم سب جانتے ہیں کہ عالمی سطح پر بدلتے ہوئے معاشی حالات کے تناظر میں تیسری دنیا کے کسی بھی ملک کی حکومت کے لئے اپنی عوام کے مفاد میں بنیادی فیصلے کرنا بہت مشکل کام ہے۔ لیکن ہماری حکومت نے بے مثال جذبہ خدمت کے ساتھ اپنے لئے راستہ آپ چنا ہے اور وہ دن دور نہیں کہ ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب جناب پرویز الہیٰ کی دور اندیش اور ذہین قیادت کے اٹھائے گئے یہ اقدامات اپنی سچائی اور خلوص کو ثابت کر دیں گے۔

جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ وقت کی ضرورت ہے اور ہمارے حالات کا تقاضا بھی ہے۔ دیکھنے کا کہ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی مثبت تنقید ہوئی تو ہماری حکومت اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی منظوری کے بعد عوامی خدمت کی تائید کا ایک اور باب رقم کرے گی۔ حکومت سے میری گزارش ہے کہ ایسے مضبوط اقدامات کئے جائیں جن سے بجٹ اور ضمنی بجٹ کی proper implementation ہو سکے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ جو پیسا جس مد میں رکھا گیا ہے اس کو اسی مد میں خرچ کیا جائے۔ میں آخر میں اپنے وزیر خزانہ سردار حسنین بہادر دریشک اور کیبنٹ کے باقی تمام ممبرز کو بجٹ اور ضمنی بجٹ پیش کرنے پر جو کہ انسان دوست، عوام دوست اور کسان دوست ہے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

محترمہ سجیلہ انصر باجوہ، اور میں یہ دعا بھی کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپوزیشن کو بھی اور ہمیں بھی یہ توفیق دے کہ ہم پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی خدمت کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلے مقرر تنویر اشرف کانڑہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کانڑہ، شکریہ جناب سپیکر! ضمنی بجٹ 36-ارب روپے کا ہے اور یہ اصل بجٹ کا تقریباً 20 فیصد ہے۔ یہ حکومت کا خود اپنا ہی اعتراف ہے کہ ان کی بہت poor planning ہے اور اس قدر indisciplined ہے کہ وہ ایک سال کی بھی financial planning نہیں کر سکے تو وہ 2020 یعنی اگلے پندرہ سالوں کی کیسے پلاننگ دے سکتے ہیں؟ جو یہ projection دی گئی ہے یہ صرف jugglery of figures ہے۔ میرے ساتھی جہانزیب گل صاحب نے جو بات کہی تھی میں اسے دہراؤں گا کہ یہ fiscal mismanagement ہے Which is portrait from the supplementary budget. جو ہم نے main budget پر بحث کی وزیر خزانہ صاحب نے نہ تو treasury benches سے کوئی رائے لی اور نہ ہی اپوزیشن بنچوں سے کوئی رائے لی۔ انہیں چاہیے تو یہ تھا کہ یہ بجٹ دوبارہ پیش کرتے اس میں بہتر ترامیم کرتے۔ انہوں نے یہاں پر کچھ چیزوں کا اعتراف بھی کیا کہ یہ suggestion بڑی اچھی ہیں۔ تو

میں وزیر خزانہ سے یہ پوچھتا ہوں کہ انہوں نے یہ suggestion اس بجٹ میں کیوں شامل نہیں کیں؟ صفحہ نمبر 136 پر میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جس میں وزیر صاحب کی ایک مرسیڈیز گاڑی کی مرمت کے لئے صرف ایک گاڑی کی مرمت کے لئے ساڑھے چھ لاکھ روپے ڈیمانڈ کئے گئے جبکہ ساڑھے چھ لاکھ روپے کی تو ایک نئی گاڑی بھی آجاتی ہے۔ اس کے علاوہ Entertainment Fund جسے میں عیاشی فنڈ کہوں گا اس میں انہوں نے تقریباً 31 لاکھ روپے خرچ کئے اور ڈیمانڈ کئے۔ ہیلی کاپٹر، جہاز اور باقی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو 4۔ارب روپے دیئے۔ 4۔ارب روپے ضمنی بجٹ میں انہوں نے ڈیمانڈ کئے۔ پچھلے سال کے مقابلے میں اگر ہم دیکھیں جو کہ 21۔ارب کا ضمنی بجٹ اس سال بڑھ کر 36۔ارب روپے ہو گیا ہے۔ اگر ہم اس کی تفصیل میں جائیں، میں صرف چھوٹی سی بات کہوں گا کہ تمام ضمنی بجٹ جس میں کوئی بھی ایسی بات نہیں تھی جس کا ایمرجنسی سے تعلق ہو یا کوئی unforeseen خرچے ہوں۔ تمام کے تمام routine کے خرچے تھے جو کہ ان کی پلاننگ میں آسکتے تھے لیکن یہ intentionally ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا ہے اور اس میں من مانی کی جاتی ہے۔ ضمنی بجٹ کا اگر آپ مفہوم دیکھیں تو یہ خرچ پہلے ہو گیا ہے اور اس کی اجازت ایوان سے اب لی جارہی ہے۔ ضمنی بجٹ کو کسی بھی طریقے سے financial discipline نہیں کہا جاسکتا۔ اگر ہم پولیس کو دیکھیں تو پولیس کی مد میں ضمنی بجٹ میں اس دفعہ 3۔ ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ 3۔ارب روپے law and order کی poor situation میں، میں یہ بھی سمجھنے سے قاصر ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کی poor situation میں کیا یہ ان کو انعام دیا گیا ہے؟ grant No. 20 سے میں 29 پر آؤں گا۔ یہ انہوں نے صفحہ نمبر 102 پر ڈیمانڈ کی ہے۔ انہوں نے جو ڈیمانڈ دی ہے وہ Roads & Bridges کے لئے ہے۔ وہ ساری کی ساری incomplete ہے۔ most of them incomplete ہیں جن میں ضلع تک کا نام نہیں لیا گیا۔ کافی سارا ایسا بجٹ ہے جو کہ گجرات میں خرچ ہوا۔ نہ صرف گجرات میں بلکہ وزیر اعلیٰ صاحب کے حلقے میں سارا بجٹ خرچ ہوا اور اسے ضلع کا نام نہ دے کر چھپایا گیا۔ یہاں پر میرے بھائی کہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کے لوگوں میں احساس محرومی محسوس کرتے ہیں۔ میرا حلقہ بھی وزیر اعلیٰ صاحب کے حلقے کے ساتھ ہے۔

جناب عبداللہ یوسف وڑائچ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! معزز رکن غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا حلقہ ان کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ان کا حلقہ رحیم یار خان میں ہے۔ ان کا حلقہ گجرات اللہ موسیٰ میں ہے۔ There is a lot of difference۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اشرف کانڑہ، جناب سپیکر! پہلی دفعہ انہیں گجرات سے منتخب کیا گیا اور میرا حلقہ constituency جو کہ پہلے چودھری صاحب کے حلقے میں تھی انہوں نے موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب کو پانچ دفعہ elect کیا۔ وہاں مسلم لیگ کے لوگ اور عوام پوچھتے ہیں کہ ہم نے پانچ دفعہ elect کیا ہے اور ابھی بھی ہم نے مسلم لیگ کو ووٹ دیا لیکن ہمیں تو ایک روپے کا بھی فنڈ نہیں دیا گیا۔ جہاں تک 2002-03 میں 50 لاکھ روپے وعدے کی بات ہے اس کی بھی ایک پائی ابھی تک نہیں ملی۔

جناب نجف عباس سیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیں!

جناب نجف عباس سیال، جناب والا! میں اپنے دوست کانڑہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا۔ پانچ دفعہ اس حلقے میں عوام نے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کو elect کیا۔ ان میں کوئی خوبی تو ہوگی جو بار بار عوام انہیں ووٹ دیتے ہیں اور منتخب کرتے ہیں۔ پھر بھی آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں دیا۔ چودھری پرویز الٰہی کی شخصیت میں dynamic leadership ہے کہ بار بار ان کو لوگ ووٹ دیتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس حلقے میں بھی دیتے رہیں گے اور پنجاب کے ہر حلقے میں لوگ ان کو ووٹ دیتے رہیں گے۔ مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اشرف کانڑہ، شکریہ سیال صاحب! اگر میں اپنی بات کی زیادہ وضاحت کروں گا تو شاید آپ کے پاس جواب نہیں ہوگا کہ کیسے الیکشن جیتے جاتے ہیں اور کیسے الیکشن لڑے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد اشرف کانڑہ، جناب سپیکر! آخر میں، میں ایک چھوٹی سی بات کہوں گا کہ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا کہ بجٹ کی دستاویز، سماجی اقتصادی اور سیاسی تصویر کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ہم نے انہیں مسلسل آئینہ دکھایا لیکن یہ برا مان گئے کیونکہ انہیں تصویر کے دونوں رخ دھندلے نظر آئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب میں حلیم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کریں۔

سید عبدالعلیم شاہ، شکریہ جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے بہت سارے دوستوں نے جنوبی پنجاب کے حوالے سے گفتگو کی کہ جنوبی پنجاب کو محروم رکھا جا رہا ہے اور یہاں پر ایک نیا تاثر پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر حلقے کی عوام جو ہمیں منتخب کر کے بھیجتی ہے اور ان کی بات کرنا ہمارا حق بنتا ہے۔ لیکن اس بات کو اس انداز سے ہمارے اپوزیشن کے دوست نہ لیں کہ جنوبی پنجاب کے حوالے سے موجودہ حکومت کسی قسم کی کوئی زیادتیاں کر رہی ہے۔ جنوبی پنجاب میں جو ترقیاتی سکیمیں خصوصاً ملتان کے اندر اس بجٹ میں رکھی گئی ہیں اس سے قبل کبھی بھی اتنا پیسا جنوبی پنجاب کے لئے ملتان میں نہیں رکھا گیا۔ وہاں پر برن یونٹ، سٹی سکین مشین اور دوسرے ہسپتالوں کی up gradation وغیرہ ہو رہی ہے۔ اس طرح ڈیرہ غازی خان کے لئے ہم نے وزیراعلیٰ پنجاب سے جو چیزیں request کی تھیں ہمیں یقین ہے کہ آج کچھ چیزوں کا وزیر خزانہ حسنین دریشک صاحب جواب دیں گے۔ خصوصاً ہمارا جو فورٹ منرو کا علاقہ ہے جس پر انہوں نے کہا بھی تھا اس بات کا بھی انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اعلان کریں گے کہ فورٹ منرو کی ترقی کے لئے آج یہ ضمنی بجٹ کی wind up تقریر میں ایوان کے floor پر اس بات کا ذکر ضرور کریں گے۔ اس کے علاوہ جناب عالی اپوزیشن کے دوستوں اور ہم سب نے اس پاکستان میں رہنا ہے یہ پاکستان ہمارا ہے یہ صوبہ ہمارا ہے۔ ہم کبھی بھی یہ نہیں چاہیں گے کہ ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے یا کسی دیگر ہم اپنے صوبے میں کسی ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے یا کسی دیگر حوالے سے difference پیدا کریں یا ہم اس تاثر کو develop کریں کہ جنوبی پنجاب الگ ہے یا

upper Punjab الگ ہے۔ ہم سب ایک ہیں اور ہم نے اسی صوبے میں رہتے ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ چودھری شجاعت صاحب اور چودھری پرویز الٰہی صاحب کی قیادت میں ترقی کرنی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ موجودہ حکومت Southern Punjab کو جو کہ ایک پسماندہ علاقہ ہے اس کو ترقی دینے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ جو اقدامات انہوں نے اب تک کئے ہیں آئندہ بھی اتنے اقدامات کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں جناب احسان الحق نولانیا صاحب سے گزارش کروں گا۔

جناب احسان الحق احسن نولانیا: شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے آج ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ 37۔ارب روپے کے قریب وہ رقم ہے جو گزشتہ سال اسمبلی سے پاس شدہ بجٹ سے زائد ہمارے حکمران خرچ کر چکے ہیں۔ ڈیڑھ سو ارب روپے کے بجٹ میں 37۔ارب روپے زائد اخراجات ہیں۔ میں پہلے Constitution of Islamic Republic of Pakistan Article 124. میں کہا گیا ہے،

124. If in respect of any financial year it is found:-

(a) that the amount authorized to be expanded for a particular service.

یہاں پر لفظ ہے۔

particular service for the current financial year is insufficient or that a need has arisen for expenditure upon some new service, not included in the Annual Budget Statement for that year.

اس میں تین لفظ قابل غور ہیں جن پر ہاؤس کو توجہ کرنی چاہیے کہ ایک بات ہے particular service یہ کبھی نہیں ہوا کہ صوبے کے اندر جتنے بھی محکمے ہیں تمام محکموں کو اچانک' اتفاقاً' sudden اور ایمرجنسی کے طور پر اربوں روپوں کی ضرورت پڑ گئی ہو۔ لفظ ہے particular service کہ کسی خاص آدمی کے لئے ایک محکمے کو ضرورت پڑ سکتی ہے' دو کو ہوسکتی ہے' چار کو ہوسکتی ہے۔ تو دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے جو بجٹ پاس کیا ہے وہ insufficient ثابت ہوا۔ وہ ضرورت کے مطابق ثابت نہ ہو تو پھر اس میں زیادہ اخراجات کر سکتے ہیں اور تیسری بات ہے کہ حالات و واقعات کے مطابق جو نئی ضروریات پیدا ہو چکی ہوں۔

جناب سپیکر! یہاں بار بار وژن کی بات کرتے رہے ہیں تو میں اس کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ وژن ہماری یہ ہے کہ ہم نے ڈیڑھ سو ارب میں ایک کام کرنے کا اندازہ لگایا تھا کہ ہم یہ کام ڈیڑھ سو ارب روپے میں کریں گے اور اس کو ہم کر رہے ہیں 190۔ارب روپے کے قریب جب تک وژن کو سمجھتے نہیں' اس سے آگے نہیں جایا جا سکتا۔

جناب سپیکر! پاکستان کے تصور کو سمجھنے کے لئے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کو حقیقتاً یہاں پر substantial document کے طور پر پڑھا جاتا ہے کہ وہ ہیں جنہوں نے تصور پاکستان دیا ہے تو وہ بتاتے ہیں کہ وژن کیا ہوتی ہے۔ اردو میں ہم اس کو بصیرت کہیں گے۔ تو فرماتے ہیں کہ،

احساس عنایت کر آثار مصیبت کا
کہ امروز کی سورش میں اندیشہ فردا دے

کہ جو مصیبت آتی ہے وقت سے پہلے اس کا احساس ہونا چاہیے اور آنے والے دنوں کے جو اندیشے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ان کا احساس دے۔ تو ہماری اس ٹیم کے اندیشہ فردا کے احساسات یہ ہیں کہ ہم اس کام کو کریں گے ڈیڑھ سو ارب میں تو صرف انہوں نے 37۔ارب کا اندازہ کم لگایا ہے' بس معمولی سی بات ہے تیس فیصد کی غلطی کی ہے۔ کوئی اتنی بڑی غلطی نہیں ہے تو یہ ہے وہ وژن جس کو یہ بار بار وزیراعلیٰ کی وژن کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ہماری بصیرت نے ہمیں بتایا ہے کہ آنے والے وقتوں کے اندر یہ کام ہم اتنے میں کرلیں گے اور اتنے میں مکمل کر کے ہم اس صوبے کو چلائیں گے تو وژن یہ ہے کہ اس میں پینتیس، چالیس فیصد کا فرق ہے۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ مینوئل کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ اس کے اندر سیلیمنٹری بجٹ کے لئے بڑے اچھے لفظ استعمال کئے گئے ہیں جو اصل میں ہمیں gateway دیتے ہیں کہ یہ وہ راستہ ہے جس پر چل کر آپ نے بجٹ کو فریم کرنا ہے۔ اس میں چیپٹر نمبر 15' رول نمبر 6' یہ پنجاب بجٹ مینوئل کے صفحہ نمبر 110 پر ہے۔ تو اس کے اندر یہ الفاظ ہیں۔ میں ایک ایک لفظ پر توجہ دلانا چاہوں گا۔ پہلا ہے کہ۔ 'sudden need' تو sudden need کیا ہے؟ یہ Constitution کی ہے کہ کوئی other need arisen جو اچانک آجائے۔ وہ کون سی اچانک need تھی کہ جس کی وجہ سے پنجاب ہاؤس مری کو بنانے کے لئے

کروڑوں روپے کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ جناب سپیکر! وہ کون سی sudden need تھی کہ انکنڈیشنر ضرور خریدنے ہیں۔

اس میں دوسرا لفظ ہے' unexpected یعنی جو سال سے پہلے ہماری سوچ یا وہم و گمان میں نہیں تھا کہ یہ ضرورت بھی پڑ سکتی ہے یا یہ چیز بھی سامنے آسکتی ہے اور چونکہ اب ضرورت سامنے آ گئی ہے تو اس پر چند لاکھ روپے خرچ کر دیئے جائیں۔ اس کے لئے لفظ بولا جاتا ہے 'unexpected' تو میں یہاں unexpected کی ان کی definition کو عملی طور پر بتاتا ہوں کہ انہوں نے ریسٹ ہاؤسز کی furnishing کرنی ہے۔ یہ unexpected need ہے۔ وزیراعلیٰ کے ہاؤس کو' وزراء کے ہاؤس کو' پنجاب ہاؤس اسلام آباد کو اور پنجاب ہاؤس مری کو' اور اس کی detail میرے بڑے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب دے چکے ہیں اس لئے میں detail میں نہیں جاتا لیکن unexpected کی جو According to the Punjab Budget Manual ہے' ان کی definition یہ ہے کہ وہاں پر پنجاب ہاؤس مری کی furnishing unexpected میں آ گئی ہے۔ وزیراعلیٰ ہاؤس کی maintenance unexpected ہے' گاڑیوں کی خریداری unexpected ہے اور ایئر کنڈیشنر کی installation unexpected ہے۔

جناب سپیکر! انہی رولز کے اندر ایک تیسرا لفظ وہاں لکھا ہوا ہے urgent demand ایک ایسی ضرورت جو ایمرجنسی کے طور پر ہمارے سامنے آ گئی ہے۔ سیلاب آئے اور ایک پل ایسا بہہ جائے جس سے دو شہروں کے اندر آنے جانے کے راستے میں رکاوٹ ہو۔ یہ urgent demand ہے کہ جب تک اس کو پورا نہ کیا جائے تو پبلک کو کئی سو کلومیٹر فاصلہ طے کر کے اس فاصلے کو طے کرنا پڑے گا جو اس پل کے گر جانے سے ہوا ہے۔ یہ ہے urgent demand' تو اس سپلیمنٹری بجٹ کے اندر یہ جو اخراجات کئے گئے ہیں جن کا میں پہلے تذکرہ کر گیا ہوں مجھے یہ بتایا جائے کہ ان کے اندر urgent demand والی بات کون سی تھی؟

ان الفاظ کے بعد جب سپلیمنٹری بجٹ کی پنجاب بجٹ مینوئل کے اندر definition ہوئی ہے۔ یہ تو وہ باتیں تھیں جن میں کہا گیا تھا کہ کب آپ سپلیمنٹری بجٹ کی شق کو implement کریں گے؟ اب یہ ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ کا تاثر کیا ہے؟ یہ سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو ہے۔ اس میں کہا گیا کہ bad

management of finances ہم نے ڈیڑھ سو ارب میں جو کام کرنے کی پلاننگ کی تھی وہ ہم نہیں کر سکے۔ ہماری bad financial management کو ہم تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیں تیس ارب، پینتیس ارب، سینتیس ارب روپے مزید چاہئیں تو اسے رولز کے اندر bad management کہا گیا ہے۔ دوسرا لفظ ہے "objectionable as a principle" یہاں یہ ہے کہ سیکرٹری بجٹ انتہائی کراہت کے انداز کے اندر کہا گیا ہے کہ یہ قابل اعتراض ہے۔ یہ بالکل میں اسی طرح کہتا ہوں کہ جس طرح اسلام کے اندر یہ کہا گیا کہ آپ حرام نہ کھائیے لیکن جب انتہائی مجبور حالات ہوں تو آپ حرام کھا سکتے ہیں اور اس کے ساتھ کنڈیشن کیا ہے کہ جب آپ کو یہ پتا ہو کہ اگر آپ اس حرام کو نہیں کھاتے تو آپ کی زندگی خطرے میں ہے تو اس کو کہا گیا ہے "objectionable principle" تو سیکرٹری بجٹ کو آپ نے utilize کرنا تھا۔ تو اگر ان وزراء کے ریسٹ ہاؤسز نہ furnish کئے جاتے تو میرے خیال میں انہیں میں وہی لفظ کہنا چاہتا ہوں کہ شاید موت واقع ہونے کے امکانات ہوتے۔ اس طرح اگر تو یہ "objectionable position" میں تھے پھر انہوں نے ٹھیک کیا ہے لیکن اگر یہ "objectionable position" میں نہیں تھے تو یہ لفظ میں نے نہیں کہا' یہ پنجاب بجٹ مینوئل کے اندر لفظ ہے کہ،

"objectionable principle."

MR DEPUTY SPEAKER: Try to wind up. please.

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! مجھے کبھی وقت پورا نہیں دیا گیا۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے "objectionable principle" پھر کہتے ہیں "objectionable position" تو یہ clarify کریں کہ کون سی پوزیشن میں یہ خود ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں clear کرتا ہوں کہ منسٹر ایجوکیشن اس وقت "objectionable position" میں ہیں۔ (قہقہے)

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! آج میں نے سوچا تھا کہ میں آج کوئی شعر نہیں پڑھوں گا لیکن آپ نے مجھے مجبور کیا ہے کہ آپ بات کو ختم کریں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Objection over ruled.

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر!

ہم بڑے ناز سے آئے تھے تیری محفل میں
کیا خبر تھی لب اظہار پہ تالے ہوں گے

جناب سپیکر! آخری بات bad estimate کی ہے۔ انھوں نے جو اندازے لگائے تھے وہ غلط تھے' bad تھے' برے تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو صرف پنجاب بجٹ مینوئل کے اندر ہیں۔ اب میں اصل تشریح کی طرف آتا ہوں۔

جناب سپیکر! ان تمام باتوں کے کرنے کے بعد جو قابل افسوس بات ہے کہ 37-ارب کے اضافی اخراجات کئے گئے ہیں' چلیں یہ بھی چھوٹی بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ 37-ارب کے غلط اخراجات کرنے کے بعد کم از کم آج کا ایک دن ایسا تھا کہ ساری حکومت منہ لٹکا کر بیٹھی ہوتی کہ ہم نے یہ غلط کیا ہے لیکن آج بھی وہ کہہ رہے ہیں کہ وزیراعلیٰ نے بہت اچھا بجٹ دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وقت مزید آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی کے لئے مزید آدھ گھنٹے کا وقت بڑھایا گیا)

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! آج کا ایک دن ایسا تھا کہ تمام حکومتی بنچوں کے لوگ یہ کہتے کہ ہمارے اندازے غلط تھے' ہم نے انتہائی غلط اخراجات کئے ہیں' ہم نے estimate سے زائد خرچ کیا ہے اور انتہائی sudden position نہ تھی' اس کے باوجود ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ خرچ کر چکے ہیں۔ ہماری منت اور سماجت یہ ہے کہ آپ ان کو پاس کر دیں لیکن آج بھی وہ جو کہتے ہیں کہ چور مچائے شور' تو آج بھی وہ کہہ رہے ہیں کہ وزیراعلیٰ نے بجٹ بہت اچھا دیا ہے۔ فنانس منسٹر بڑے خوبصورت ہیں۔ جناب! یہ خوبصورت ہوں گے لیکن بات یہ ہے کہ جو کام ہے وہ خوبصورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ گزشتہ سال کے A.D.P کے اندر' جس کا تعلق بھی ضمنی بجٹ کے ساتھ ہے' گزشتہ سال کے A.D.P کے جتنے اربوں روپے انھوں نے کھائے ہیں۔ ان اربوں روپوں پر بھی جب ان کا گزارا نہ ہوا تو Annual Development Programme جو کہ ان کے لئے Annual Dinner Programme ہے۔ یہ اس پر بھی جب پورے نہ اترے تو پھر انھوں نے یہ زائد اخراجات کئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ محترمہ فرزانہ نذیر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر!

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! وزیر تعلیم کو اپنی سیٹ پر بلا لیں کیونکہ جس ممبر کو سیٹ specifically allot ہو تو وہ کسی دوسری سیٹ پر نہیں بیٹھ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر وہ تقریر کرے تو اپنی سیٹ سے کرے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انھیں specifically allot ہے۔ اب وہ شرمندہ ہو کر ادھر بیٹھے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، یہ کیا ان کے پیچھے پڑے رہتے ہیں' انھیں اور کوئی کام نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر بڑا اچھا بول رہے تھے لیکن مجھے ان کا نام نہیں معلوم' ان کا نام بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا نام احسان الحق احسن ٹولایا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! میں بہت دیر سے اپوزیشن کی بے جا باتیں سن سن کر خاموش تھی کہ میں اپنی باری پر انھیں آئینہ ضرور دکھاؤں گی۔ یہ زخم نہ ہی چھیڑتے تو اچھا تھا لیکن اگر انھوں نے چھیڑا ہے تو پھر یہ سنیں۔ میں ان کو ان کے دور کی طرف لے کر جانا چاہتی ہوں۔ ہمارا بجٹ قوم کی امانت ہے' اس کی ایک ایک پائی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے خرچ بھی کی ہے' میں

بتاؤں گی کہ ہم خرچ بھی کریں گے۔ ہم بے ایمان نہیں ہیں۔ آپ ان کے دور کا ملاحظہ فرمائیے کہ جناب آصف علی زرداری کے لئے جو اصطبل بنایا گیا تھا' اس کے لئے پچاس کروڑ روپیہ کہاں سے آ گیا۔ دو ارب کے گھوڑے کہاں سے آنے تھے؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! محترمہ Miss point of order سے کہیں کہ آصف علی زرداری کے خلاف نہ ہی یہ الزام تھا اور نہ ہی کوئی کیس بنا۔ پچھلے آٹھ سال سے جیل میں ہونے کے باوجود معاملات چل رہے ہیں اور کوئی کیس ثابت نہیں ہو سکا۔ محترمہ سے کہیں کہ آپ اپنی خیر منائیں۔ ان کے ساتھ ہسپتال میں کیا ہوا کہ جب ان کو لوگوں نے سوڈا پلایا اور سوڈا پلانے کے بعد ہسپتال میں ان کے ساتھ کیا ہوا۔ وہ داستان بتائیں' ہم وہ داستان بتائیں گے تو یہ بیٹھ کر چیخیں گی اس لئے آصف علی زرداری مرد حر ہے۔ اس کے خلاف یہ بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شفقت عباسی صاحب' ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! میں انہیں کہہ رہی تھی کہ نہ چھیڑیں' آئینہ دیکھیں کہ آپ کا جو نائب صدر سید پرویز علی شاہ جیلانی جنہوں نے سات سال نارچر سیل میں گزارے' لاء اینڈ آرڈر کی تو یہ بات تھی کہ جب میر مرتضیٰ بھٹو کا قتل ہوا' وہ بے نظیر کے پاس گئے تو زرداری بیٹھا ہوا تھا' انہوں نے کہا کہ محترمہ ہم اپنے لیڈر کے بیٹے کا خون نہیں دیکھ سکتے' زرداری نے کہا کہ اس کو ابھی اور اسی وقت نائب صدارت سے استعفیٰ دلوائیں۔ ابھی تو ان کے کندھوں پر وہ خون ہے' آپ کیا بات کرتے ہیں؟ اور آپ نے پرویز علی شاہ جیلانی کا کیا حال کیا؟ یہ بات مت کریں۔ مجھے آپ کے ایک ایک پوائنٹ کا پتا ہے۔ مجھے نہ چھیڑیں نہیں تو میں اور بھی سنا دوں گی۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! میں بہت کچھ جانتے ہوئے بھی خاموش ہوں۔ میرے چچا بھی سکھر میں رہتے ہیں' میری ایک نانی بھی سندھی ہیں۔ ہم مسلمان ہیں----

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ پر بات کر رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! ہم سب مسلمان ہیں۔ یہ ہمیں بتا رہے تھے۔ ہم اپنے خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اسلام کی خدمات انجام دی ہیں' وہ ہمیں بھی پتا ہیں۔ وہ بھی رات کو بھیس بدل کر جایا کرتے تھے' ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے رات کو ہیں بھی' ہمارے منسٹر صاحبان اور چیف منسٹر بھیس بدل کر جاتے ہیں' ہسپتالوں کے دورے کرتے ہیں اور ایک ایک چیز ملاحظہ کرتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے اور عوام پر کیا بیت رہی ہے؟ یہ ہم کس لئے کر رہے ہیں؟ (قہقہے)

جناب نجف عباس سیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نجف عباس سیال صاحب بھیس بدلنے کے اوپر روشنی ڈالیں گے۔

جناب نجف عباس سیال، جناب سپیکر! میں اپنی محترم رکن کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ میرے علم میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! گزارش ہے کہ نجف سیال صاحب نے ڈاکٹر فرزانہ کی بات کی تردید کی ہے۔ میں ان سے اختلاف کرتا ہوں۔ ڈاکٹر فرزانہ جو کچھ بھی کہہ رہی ہیں' وہ درست کہہ رہی ہیں۔ جناب حقائق پر مبنی ہے۔ ان کے پاس بڑا مواد ہے' ان کو اور موقع دیں تاکہ یہ پوری بات کر لیں۔ (قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! جہاں پر اضافی بجٹ کی بات ہے تو ہماری حکومت نے اتنی زیادہ اصلاحات کی ہیں کہ میں بیان کرتی رہوں گی تو یہ سنتے سنتے تھک جائیں گے' ان کی سیاہی ختم ہو

جائے گی یہ لکھتے لکھتے تھک جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں شعبہ صحت سے شروع کرتی ہوں۔ ہماری حکومت نے جب نظام سنبھالا تھا تو کیا تھا؟ خزانے خالی تھے' تنخواہیں دینے کے لئے پیسا نہیں تھا' ہسپتال کھنڈر تھے' وہاں مریض جاتے ہوئے گھبراتے تھے۔ ہمارے وزیراعلیٰ نے ایک ارب روپے کا اضافی بجٹ دیا' کس کے لئے دیا؟ غریب مریضوں کے لئے دیا۔ وہاں ہر چیز فراہم کی گئی' انفراسٹرکچر بنانے گئے' وہاں دوائیاں فراہم کی گئیں' الٹراساؤنڈ سے لے کر سی۔ٹی سکین تک کی مشینیں وہاں پر فراہم کی گئی ہیں۔ یہ امیروں کے لئے نہیں ہیں' امیر جنسی میں غریب آئے یا امیر آئے' ہمارے لئے تو مریض ہے۔ ہمارے وزیراعلیٰ بڑے فراخدل ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اس سے 24 گھنٹے فائدہ حاصل کریں۔ امیر ہو یا غریب وہ پاکستان کا شہری تو ہے' اس کی contribution تو ہے۔ ہم نے جناح ہسپتال میں ایک ماڈرن برن سنٹر بنایا ہے۔ انھیں پتا ہی نہیں ہے کہ وہاں artificial skin growth کے لئے ایک وارڈ بنائی گئی ہے۔ آئندہ جو مسخ شدہ چہرے ہوں گے ان کی reconstructive surgery وہیں پر ہو گی۔

جہاں تک ایجوکیشن کا تعلق ہے۔ وہاں ہمارے وزیراعلیٰ کا خواب اور ہمارے وزیرتعلیم رات دن اسی محنت میں لگے ہوئے ہیں۔ ٹوٹے پھوٹے سکول' چھتوں سے بیکار نہ کوئی اساتذہ کرام تھے' کچھ بھی نہیں تھا وہاں سائنس لیبارٹریوں کو ہم نے equip کیا ہے۔ او لیول کے مطابق اس کو compete کرتے ہوئے گورنمنٹ سکولوں میں او لیول کی کلاسوں کا اجراء کیا ہے۔ یہ تو انہوں نے کبھی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی appreciate کیا ہے؟ ان کا کام صرف تنقید کرنا ہے۔ اور بہت سی اصلاحات ہیں لیکن وقت کم ہے۔ میں اب آپ کو وزیراعظم کی طرف لے جانا چاہتی ہوں تو جناب چودھری شجاعت کی فراست و تدبر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ ان کے خاندان نے ہمیشہ مسلم لیگ کی خدمت کی ہے۔ مسلم لیگ نے ہی پاکستان بنایا تھا۔ جناب پرویز مشرف' ہماری ٹیم چودھری پرویز الٰہی صاحب اور چودھری شجاعت جن کا big brain ہے' جن کے تدبر کا جواب ہی نہیں ملتا۔ جناب بادشاہی تو ایک دن کی بھی بہت ہوتی ہے یہ تو پھر 68 دن ہیں۔ پہلے زمانے میں تو لوگ کھڑے ہو جاتے تھے کہ ہمارے سر سے ایک بار گزر جائے تو ہم بادشاہ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تو نیک نیتی کا پھل دیا کیونکہ ان کا ایک ہی مقصد پاکستان کی خدمت کرنا ہے۔ یہ جو ہم

نے تھوڑا بہت بجٹ بیان فرمایا ہے وہ تو بہت کم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب شفقت عباسی صاحب last speaker ہیں۔ اس کے بعد فنانس منسٹر صاحب وائنڈ اپ کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' احمد خان صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ابھی احسان الحق صاحب جب اپنی تقریر کر رہے تھے تو As the precedent of this House اس میں ہماری گزارش صرف اتنی ہوگی کہ جب انہوں نے آئین کے اس آرٹیکل کی طرف نشاندہی کی جس میں ضمنی بجٹ دینے کی پروویژن ہے اور اس پروویژن کے مطابق انہوں نے اس کو word by word articulate کیا۔ Now before the Minister Finance will wind up درمیان میں ڈاکٹر صاحبہ کی تقریر آ گئی ہم interrupt نہیں کرنا چاہ رہے تھے۔ اس میں ہم لیگی سمجھیں گے because this a constitutional issue and this forum is the only respectable forum available to discuss such material. یہاں پر ہم پولیٹیکل پارٹیز کے ایجنڈے یا آصف زرداری کی کرپشن یا کسی کی نیک نامی کی بات تو ضرور کریں گے لیکن ساتھ ساتھ ہم duty bound ہیں کہ جو ایسا ایشو arise ہو کہ جس کا settle ہونا ضروری ہو اور جس کے متعلق ایسا کوئی ابہام بعد میں رہ نہ جائے۔ اب ضمنی بجٹ میرے نزدیک what I could see اس کی جو immediate need ہے وہ اس گورنمنٹ کی اپنی ضرورت ہو سکتی ہے۔ Whether they spend it on repairing the tyres or they might spend it on any other thing. آئین میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اب ان کی جو immediate need ہے This government has to determine اور They might send it to Forestry; they might send it to particular use کیا ہو سکتی ہے؟ Animal Husbandry. کسی محکمے کو بھی بھیج دیں particular use کے متعلق کوئی specified آئٹم کا کلاز اس کے اندر نہیں ہوگا۔ ویسے ہی احسان الحق صاحب کا بڑا valid point تھا۔ اس پر لاء منسٹر

صاحب کو بھی اپنی رائے دینی چاہیے' as a Speaker, you are on the chair آپ بھی اپنی بات کریں اور جو احسان الحق صاحب نے کیا because this is one of those issues جو آئین کے مطابق clarified ہونے چاہئیں۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ It was a very valid point. It must be appreciated اور گورنمنٹ کا point of view فنانس منسٹر budgetary provisions کے بارے میں بتائیں گے لیکن یہ بات clear ہونی چاہیے کیونکہ ہم اپنے اس معاملے میں بڑے clear ہیں کہ گورنمنٹ نے کسی جگہ پر آئین کو violate نہیں کیا اور اس کا impact یہ آئے اور صحیح اس کا message یہ ہو کہ گورنمنٹ کے اس کے آرٹیکل کو violate کر دیا گیا۔ Just by articulating one Artical of the Constitution. اور اس کو word by word split کر کے اس کی particularity برباد کی جائے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اس ابہام کو clear کر کے پھر آگے چلا جائے۔ شکریہ

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف، آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ جتنے پوائنٹس ہیں۔ میں ان کو نوٹ کر رہا ہوں اور ان کو میں wind up speech میں ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شفقت عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! ملک صاحب کو میں endorse کرتا ہوں لیکن جہاں ہماری محترمہ نے تقریر کی کہ اس پنجاب میں نہ سکول تھے' نہ ہسپتال تھے۔۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Let's come down to the Supplementary Budget.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بجٹ اجلاس کے دوران بات کی تھی کہ آرٹیکل 161 یہ کہتا ہے کہ کسی Province کے جو proceeds ہوں گے' سوئی گیس یا ہائیڈرو الیکٹرک سٹیشن ہیں Province ان کی royality لے گا وہ Federal Consolidated Fund میں نہیں جائیں گے۔ جس طرح صوبہ سرحد بجلی کی مد سے خاصی رقم لیتا ہے اسی طرح بلوچستان سوئی گیس سے

لیتا ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کی تھی کہ پنجاب میں اٹک کے مقام پر غازی بروتھا پروجیکٹ پچھلے دو سال سے جاری ہے جہاں بجلی پیدا ہو رہی ہے اور تربیلا کے بعد دوسرا بڑا پاور سٹیشن ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ جب وہ اپنی تقریر کریں تو وہ اس کا بھی حوالہ دیں کہ کیا پنجاب کو وہ proceeds مل رہے ہیں' اگر نہیں مل رہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ اس لئے کہ آرٹیکل 161 کے تحت پنجاب میں اگر اس طرح کا کوئی منصوبہ سوئی گیس یا بجلی کا ہو گا تو اس میں ہمارا حصہ بنتا ہے اور ہمیں ملنا چاہیے۔ اس لئے کہ خالی پنجاب کی بات کرنے سے' پنجاب کے نعرے لگانے سے یا چیف منسٹر کی تعریف کرنے سے بات نہیں بنے گی۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ کہوں گا کہ 36۔ارب سے زیادہ اگر ہم ضمنی بجٹ دے رہے ہیں یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ہمارے معاملات' فنانشل مینجمنٹ ٹھیک نہیں تھی۔ ہم اس چیز کو proceed نہیں کر سکے۔ جب پچھلے سال بجٹ دے رہے ہیں تو یہ ہمیں ضرورت پڑے گی۔ جس طرح ہمارے دوست نے پہلے کہا کہ وہ کون سے معاملات تھے' وہ کون سے حالات و واقعات تھے کہ جس میں 36۔ارب روپے سے زیادہ ہمیں مزید خرچ کرنا پڑا؟ آپ ضرور ضمنی بجٹ پاس کریں' اگلے سال بھی کریں لیکن خدارا! ہمیں اپنے معاملات کو ٹھیک کرنا چاہیے۔ بیوروکریسی کو لگام دینا ہو گا' accountability کے process کو ٹھیک کرنا ہو گا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا فنکشن بھی اتنا زیادہ مؤثر نہیں ہے' وہ زیادہ چیک نہیں کر پا رہی۔ اس لئے سالانہ بجٹ آخری تین ماہ میں خرچ کیا جاتا ہے جو ایک فنانشل indiscipline میں آتا ہے۔ اسی طرح accountability کے حوالے سے انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی' سرکاری محکموں میں جو کرپشن ہوتی ہے اس کا کردار نہ ہونے کے برابر ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ پر مزید چیک لگائیں یا اس کو مؤثر کریں تا کہ بجٹ کے پیسے ضائع نہ ہوں۔ ضمنی بجٹ کا proper طریقے سے خرچ ہو۔ پورے سال کا خرچہ ہر تین تین ماہ کے بعد گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ' پرنسپل سیکرٹریز' اکاؤنٹنگ آفیسرز پر قدغن لگائی جائے کہ ہر تین ماہ کے بعد وہ جواب دہی کریں کہ اس تین ماہ میں کتنا پیسا خرچ ہوا اور کتنا نہیں ہوا؟ جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے کہ مری کے حوالے سے مجھے یہ بھی افسوس ہے کہ ہمیشہ مری میں جو گورنر ہاؤس تھا وہ گورنر ہاؤس ہوا کرتا تھا۔ جب

کبھی صدر پاکستان جایا کرتے تھے یا وزیراعظم جایا کرتے تھے تو وہ اسی گورنر ہاؤس میں ٹھہرا کرتے تھے جو کشمیر پوائنٹ میں واقع ہے۔ وہ گورنر ہاؤس صدر پاکستان نے لے لیا اور گورنر ہاؤس کے لئے ایک نیا ریسٹ ہاؤس جو بھوربن کے مقام پر ہے اس کو renovate کرنے کے لئے پیسے رکھے جا رہے ہیں۔ اس ریسٹ ہاؤس کو گورنر ہاؤس کا درجہ دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے' اس میں پنجاب اسمبلی کے لئے یہ بات تھی کہ وہ گورنر ہاؤس پنجاب کی پہچان تھی۔ اب وہ صدر ہاؤس بن گیا ہے۔ صدر نے کتنی دفعہ مری جانا ہے کہ انہوں نے پورا گورنر ہاؤس لے لیا ہے۔ پچھلے چالیس پچاس سال سے جس کو پرائم منسٹر بھی استعمال کیا کرتے تھے' صدر بھی کیا کرتے تھے لیکن اس کی پہچان کشمیر پوائنٹ پر گورنر ہاؤس تھا۔ اس کے لئے ہم نے پیسے رکھے' ہم نے پنجاب ہاؤس کے لئے بھی رکھے۔ چیف سیکرٹری صاحب کا جو مری میں کیمپ آفس ہے اس کے لئے بھی پیسے رکھے اور اس کے ساتھ ساتھ لارنس کالج جو مری میں ہے اس کے لئے 34 لاکھ روپے رکھے۔ صادق پبلک سکول بہاولپور کے لئے 48 لاکھ روپے رکھے۔ وزیر تعلیم یہاں موجود ہیں جس یونین کونسل میں لارنس کالج ہے اس یونین کونسل میں لڑکیوں کا کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ اس میں مڈل سکول نہیں ہیں۔ ہمیں اس طرح کے لارنس کالج یا ایچی سن کالج سے فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ میں نے پچھلی دفعہ بھی رونا رویا تھا اور دوست میرا مذاق اڑا رہے تھے کہ پوری تحصیل مری میں ایک ہیڈ ماسٹر کام کر رہا ہے۔ پوری تحصیل کوٹلی ستیاں میں دو ہیڈ ماسٹر ہیں۔ میرا حلقہ پی پی۔ 1 مری اور کوٹلی ستیاں میں 80 سکول ایسے ہیں جہاں بجلی کا کوئی انتظام نہیں ہے' 140 ایسے سکول ہیں جہاں ایک ایک ٹیچر لگا ہوا ہے اور ہم یہاں تقاریر کرتے ہیں کہ ہم نے وہاں سے ٹاسک سسٹم ختم کر دیا ہے۔ میرے حلقے کی تعلیمی حالت راجہ بشارت صاحب سے پوچھیں کہ وہاں کیا صورت حال ہے؟ وہاں تحصیل کوٹلی ستیاں میں لڑکیوں کا ہائی سکول نہیں ہے' کوٹلی ستیاں میں لڑکیوں کا گرلز انٹر کالج نہیں ہے۔ وہاں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہیں ہے۔ آج بھی وہاں 80 فیصد لوگ بجلی کے بغیر رہتے ہیں' آج بھی وہاں 80 فیصد علاقے میں ٹیلی فون کی سہولت نہیں ہے۔ تعلیمی معاملات کی یہ صورتحال ہے۔ کسی ایک میں وزیر تعلیم سے شرط لگاتا ہوں کہ کسی ایک سکول میں 25 فیصد بھی سٹاف پورا ہو' وہاں پر کسی ایک سکول میں سائنس لیبارٹری موجود ہو تو میں شرط دینے کے لئے تیار ہوں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جب یہ حکومت

کہتی ہے کہ ہم تعلیم میں انقلاب لانا چاہتے ہیں ' تعلیم میں ہم یہ کرنا چاہتے ہیں تو اس میں کوئی حقیقت بھی ہونی چاہیے اور اسے valid بھی ہونا چاہیے وہاں پر تو صورتحال مختلف ہے۔ میں آج on the floor of the House کہتا ہوں کہ پندرہ کروڑ کا بہت چرچا ہوتا ہے کہ وزیراعلیٰ نے ہر ضلع میں دیا۔ ہم نے پچھلی دفعہ بھی وزیراعلیٰ سے کہا کہ جناب ہمارے حلقہ میں یہ تقسیم غلط ہوئی ہے اس لئے کہ وہاں پر تحصیل مری ' تحصیل کہوٹہ اور کوٹلی ستیاں کو ignore کیا گیا اور آج ہم یہ کہتے ہیں کہ اس طور پر یہ معاملات ہونے۔ ہم یہاں پر بھی احتجاج کریں گے اور جی۔پی۔او مری میں بھی احتجاج کریں گے ' سپریم کورٹ میں بھی جانا پڑے گا تو جائیں گے اور اس کے بعد اگر وزیر تعلیم کا بھی کچھ کرنا ہوا تو عوام کو ساتھ لے کر ان کا بھی کچھ کریں گے۔ اس لئے کہ یہ ٹیلی ویژن پر اشتہارات دیتے ہیں ' اخبارات میں بھی اشتہارات دیتے ہیں جب ہم حلقوں میں جاتے ہیں تو عوام اپنے مسائل کا ہم سے رونا روتے ہیں۔اس کے علاوہ سی اینڈ ڈبلیو کے حوالے سے ایک اچھی بات ہوئی کہ جہاں ضلع راولپنڈی میں اڑھائی کروڑ روپے سے زیادہ سی اینڈ ڈبلیو کے جو معاملات ہوئے۔ اس میں پچاس یا پچپن سکول اس حلقے کے ہیں جو بہت پسماندہ ہے جسے مری کہتے ہیں اس لئے کہ وہاں پر جو سیاسی طوفان آیا اس کا مقابلہ کرنے کے 55 سکیموں کے لئے جس نے دس کروڑ روپے دینے میں اس کی تعریف کرتا ہوں۔ بہت بہت مہربانی۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیں!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں عباسی صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کوٹلی ستیاں میں' میں خود بھی گیا' وہاں پر تحصیل کہوٹہ کے بے شمار سکولوں کو visit بھی کیا۔ ہم نے رواں مالی سال جو کہ کل تک چل رہا ہے اس میں جو 15 کروڑ روپے دیا۔ اس میں ہم نے تحصیل کہوٹہ کے لئے کافی پیسا earmark کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کا سکولوں کے لئے جو deep concerned ہے ہم اس کو ضرور address کریں گے۔ شکریہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تحصیل کہوڑ الگ ہے، تحصیل کوٹلی ستیاں الگ ہے، تحصیل مری الگ ہے۔ یہ کہوڑ ضرور گئے ہوں گے، کوٹلی ستیاں، مری کے حوالے سے میں نے بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! آپ کوٹلی ستیاں کے لئے خصوصی شفقت کریں۔ ہم بھی اس کی سفارش کرتے ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں کوٹلی ستیاں ہی کی بات کر رہا ہوں۔ میں ان کے گاؤں میں بھی گیا، میں نے سکول بھی دیکھے۔ وہاں پر بھی ہم نے پیسا دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال: جناب سپیکر! ہمارے بھائی شفقت عباسی صاحب جب بھی اسمبلی کے فلور پر بولتے ہیں تو کوٹلی ستیاں کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ لیکن میرا حلقہ نیابت ہے آپ کو اس حوالے سے بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں وہاں پر کام کرتا ہوں۔ جہاں تک مری، کہوڑ، کوٹلی ستیاں کا تعلق ہے۔ یہ یہاں پر ہمیشہ بات کرتے ہیں کہ یہ انتہائی پسماندہ ترین علاقے ہیں۔ میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر already وزیر اعلیٰ صاحب کا تقریباً اربوں روپے کا پیکج بھی چل رہا ہے اور تعلیم کے حوالے سے تین چار کروڑ روپے ان تحصیلوں میں دیا جا رہا ہے اس کے علاوہ باقی صوبائی ترقیاتی فنڈ وہاں پر استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ان کا ایم۔پی۔اے فنڈ بھی وہاں پر استعمال ہو رہا ہے۔ اگر ان کو اتنی ہمدردی ہے، اپوزیشن میں ہونے کے باوجود ان کو حکومت فنڈ بھی دے رہی ہے اگر ان کو اتنا ہی خیال ہے تو یہ اپنا فنڈ جو کہ پچاس لاکھ ہے وہ کوٹلی ستیاں کو دے دیا کریں باقی مری، کہوڑ میں بے شک نہ دیا کریں۔ مہربانی۔

MR DEPUTY SPEAKER: Now I will call upon the Finance Minister to wind up the Supplementary Budget and the time is extended for further half an hour.

وزیر خزانہ، شکریہ جناب سپیکر! اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o بسم اللہ الرحمن الرحیم o جناب سپیکر! بجٹ کے متعلق ایک بالکل عام misconception ہے کہ یہ ایک بالکل static document ہے۔ جس میں پورے سال کے دوران کسی قسم کی کوئی ترمیم یا تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اگر ہم بجٹ کو ایک static document گردانیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عوام کی بہتری کے لئے اور عوام کی ضروریات کے لئے اگر کوئی بہت urgent اور unforeseen سی ڈیمانڈ آئی ہو تو ہم اس کو ایک سال بعد پورا کریں گے۔ بجٹ میں ایک flexibility نہ ہو تو لوگوں کی سوشل اور اکنامک ضروریات ایک سال موخر ہو جائیں گی' ایک سال آگے چلی جائیں گے اس لئے ایک established practice ہے جس کے تحت بجٹ document بنایا جاتا ہے جس میں ہمیشہ سے سکوپ رہا ہے جو اس حکومت نے بھی رکھا کہ لوگوں کی popular demands کسی بھی pointed وقت پر take up کی جا سکیں اور ان کو پورا کیا جا سکے۔ ایک figure یہاں پر بار بار qoute ہوتا رہا کہ 36۔ارب روپے کا سپلیمنٹری بجٹ ہے جو تقریباً ہمارے سالانہ رواں بجٹ سے 25 یا 26 فیصد بنتا ہے اور اس percentage کو معزز اراکین نے بہت high percentage گردانا ہے۔ میں جناب کی وساطت سے ان تمام ساتھیوں کی خدمت میں پیش کروں گا کہ جو ہمارا سپلیمنٹری بجٹ ہے اس میں current supplementary , capital supplementary and development supplementary تینوں مدات شامل ہیں جس کا ٹوٹل تقریباً 36 بلین روپے بنتا ہے۔ جب انہوں نے percentage نکالی تو انہوں نے ہمارے صرف current expenditure کے ساتھ اس کا ratio نکالا جو صحیح نہیں ہے۔ صحیح Ratio 16.4% ہے۔ ہمارے current, capital and development بجٹ کا جو سپلیمنٹری بجٹ ہے وہ تقریباً 16.4 فیصد بنتا ہے۔ میں کسی پچھلے سال کا موازنہ نہیں کروں گا ورنہ میرے پاس figures ہیں جو پچھلی سیاسی حکومتوں میں اس کا ratio زیادہ تھا۔

جناب سپیکر! پچھلے مالی سال کے بجٹ کے موقعے پر 13-جون کو وزیراعلیٰ صاحب نے اپنی سالانہ پالیسی سٹیٹمنٹ دی تھی جس کے تحت ہم نے اپنا ایک Mid term budgetary frame work دیا جو کہ تین سال کا ایک رولنگ پلان تھا اور جو annual budget کی ایک سال کی restrictiveness تھی ہم اس

کو تین سال پر لے گئے۔ تمام departments کو تین سال کے expected allocations بتائے گئے تاکہ وہ ایک سال کی بجائے تین سال کے لئے اپنا vision بنائیں اور تین سال کی پلاننگ کریں صرف اس تین سال کی پلاننگ کی وجہ سے ہم اس قابل ہوئے کہ ایجوکیشن سیکٹر میں ہم 21 بلین روپے تین سال میں spend کر پائیں گے اور health sector میں دس بلین روپے صرف development side پر خرچ کر پائیں گے۔

جناب سپیکر! اب یہ جو سپلیمنٹری بجٹ ہے جس پر تمام ساتھیوں نے بحث کی یہ پچھلے سال کے سپلیمنٹری بجٹ سے مختلف کس طرح ہے؟ اس 36۔ارب روپے کے سپلیمنٹری بجٹ میں' تاریخ میں پہلی دفعہ جو رقوم Annual Development Programme کے لئے مختص کی گئی ہیں وہ 12۔ارب روپے ہیں۔ اس 36۔ارب میں سے 12۔ارب روپے ہم نے Annual Development Programme میں خرچ کیا۔ 30۔ارب پچاس کروڑ روپے کے علاوہ 12۔ارب روپے ہم نے اپنے resources سے صرف Annual Deve opment Programme پر خرچ کئے جو پہلے کبھی بھی صوبے کی تاریخ میں سپلیمنٹری بجٹ اور A.D.P میں spend نہیں کئے گئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب یہ 12۔ارب روپے کی spending ہمارے لئے کس وجہ سے ممکن ہوئی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تقریباً 9۔ارب روپے کی additional revenue collection کی۔ یہ 9۔ارب روپے جس کا ذکر وزیر قانون صاحب نے بھی کیا تھا یہ ایک ریکارڈ revenue collection ہے۔ جو ہمارے estimate سے تقریباً 9۔ارب روپے زیادہ ہے۔ بہتر financial management اور inter-budgetary shifts کی وجہ سے 9۔ارب روپے کی collection ہوئی۔ اگر ہم ایک static budgetary principle پر قائم رہتے تو ہم کبھی بھی 12۔ارب روپے کا additional resource اپنے ڈویلپمنٹ بجٹ پر خرچ نہ کر پاتے۔ روڈ سیکٹر میں تقریباً 3۔ارب روپے کی over & above جو ڈویلپمنٹ ہم نے anticipate کیا ہوا تھا اس سے زیادہ خرچ کیا۔ ارگیشن اور ایگریکلچر سیکٹر میں ریسرچ پر تقریباً 1.3 billion روپے اضافی خرچ کئے گئے۔

جناب سپیکر! پولیس اور جیلوں پر تین ارب روپے زیادہ خرچ کئے گئے۔ واٹر سپلائی سینیٹیشن پر تقریباً 338 ملین روپے خرچ کئے گئے اور میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کے دونوں بنچز حزب اختلاف

اور حزب اقتدار کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ مکمل طور پر conscious ہے کہ ہم صوبے کی بہتر financial management کے مکمل طور پر responsible ہیں اور اس میں ہم نے کسی بھی طریقے اور کسی بھی حوالے سے کوئی کوتاہی یا کوئی کمی نہیں کی۔

جناب سپیکر! 36۔ارب روپے میں سے 16۔ارب روپے ہم نے ڈویلپمنٹ پر خرچ کیا اور 12۔ارب روپے فوڈ کی پروکیورمنٹ پر جو کہ ویٹ پروکیورمنٹ ہوتی ہے اس کے لئے محکمہ کے جس میں ہم نے ایک ٹیکنیکل سپلیمنٹری گرانٹ دی۔ وزیراعلیٰ صاحب نے ایک سوچی سمجھی تجویز کے تحت wheat کی پروکیورمنٹ کا ٹارگٹ 25 لاکھ سے 35 لاکھ ٹن کیا جس کے دو مقاصد تھے۔

نمبر ایک صوبے میں فوڈ سیکورٹی قائم رہے اور دوسرا یہ کہ گندم کی صحیح قیمت زمینداروں کو ملتی رہے اور وہ stable ہی رہے۔

جناب والا! میں کچھ چیزیں اور کچھ پوائنٹ جو مختلف دوستوں نے اپنی تقاریر میں اٹھائے ہیں ان کی clarification بھی اس august forum میں ضرور کرنا چاہوں گا۔ Vision 2020 کے حوالے سے misconceptions دی گئیں۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی طرف سے کچھ دوستوں نے بہت مثبت طریقے سے بجٹ debates میں حصہ لیا اور کچھ دوستوں نے 100 فیصد تنقید برائے تنقید کی جس میں حزب اقتدار کے بھی کچھ دوست تھے اور حزب اختلاف کے بھی دوست تھے۔ جس دن بجٹ wind up speech تھی اس دن ایک پوائنٹ raise کیا گیا کہ Vision 2020 میں 10 لاکھ سالانہ ملازمتیں دینے کا فیصلہ کیا گیا اور by the end of year 2020 دس لاکھ ملازمتیں اتنی زیادہ ہو جائیں گی کہ صوبے کی آبادی سے بڑھ جائیں گی۔ میں انتہائی افسوس اور انتہائی شرمندگی سے یہ بات بتاتا ہوں کہ اس وقت صوبے کی آبادی تقریباً ساڑھے 7 کروڑ ہے اور اگر 10 لاکھ ملازمتیں ہر سال دی جائیں اور ہماری آبادی بڑھنا بند ہو جائے تو سال 2020 تک ہم صرف ڈیڑھ کروڑ لوگوں کو ملازمتیں دے پائیں گے۔ میرے ان بھائی کو اپنا حساب کتاب درست کرنے کی بے پناہ ضرورت ہے اور جس رفتار سے ہماری آبادی بڑھ رہی ہے اگر اسی رفتار سے بڑھتی رہے تو ہمارے صوبے کی آبادی by the end of year 2020 بارہ کروڑ ہو گی۔

جناب سپیکر! ایک اور بات بتائی گئی کہ حکومت ٹیکس فری بجٹ کا نعرہ مار رہی ہے حالانکہ ٹیکسیشن تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو جا چکی ہے۔ P.L.G.O 2001 کی دفعہ 116 کے تحت کوئی بھی نیا ٹیکس ڈسٹرکٹ گورنمنٹ impose نہیں کر سکتا جب تک وہ اس ٹیکس کی vetting صوبائی حکومت کے لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے نہ کریں تو District Government کو اپنی تمام ٹیکسیشن کے لئے صوبائی حکومت سے رابطہ کرنا ضروری ہے۔ ایک comment یہ آیا کہ وزیراعلیٰ پنجاب کا stand نیشنل فنانس کمیشن میں بہت اعلیٰ تھا اور بہت عمدہ تھا جسے خدانخواستہ موجودہ بجٹ کے سرپلس سے کمزور یا کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو فنانس کمیشن ایک constitutional body ہے جس کے متعلق میرے ایک وکیل بھائی نے اس issue کو raise کیا تھا' جن تمام دوستوں کو نہیں پتا ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ constitutionally وزیراعلیٰ صاحب اس فورم کے ممبر ہی نہیں بلکہ اس فورم کا Ex-Officio ممبر ہر صوبے کا فنانس منسٹر ہوتا ہے' ایک un-Official Member ہوتا ہے فیڈرل فنانس منسٹر ہوتے ہیں اور فیڈرل فنانس سیکرٹری بھی ہوتے ہیں تو اگر stand weak ہوا ہے تو وہ اس Constitutional Member کا ہوا ہے اور strengthen ہوا ہے تو اسی Constitutional Member کا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! غازی بروتھا کے متعلق عباسی صاحب نے ایک issue raise کیا۔ اس کا background اگر کوئی دوست interested ہوں تو وہ میرے پاس تشریف لے آئیں میں انہیں بتاؤں گا کہ غازی بروتھا کا issue کس طرح خراب ہوا لیکن on the floor of the House میں جناب کی وساطت سے اس معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ غازی بروتھا کا کیس پہلی مرتبہ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی نے فیڈرل گورنمنٹ سے raise کیا ہے کہ یہ ہمارے صوبے کے عوام کا آئینی حق ہے جو اس صوبے کے کسی بھی عام شہری کا ہے' اس کو نہ تو وزیراعلیٰ پنجاب' نہ وزیراعظم اور نہ صدر پاکستان کوئی بھی ہمارے صوبے کے ایک عام بندے کے آئینی حق کو نہیں لے سکتا۔ اگر عباسی صاحب کی دلچسپی ہو تو یہ ہمارے white paper کے صفحہ نمبر 9 پر general revenue receipts میں ایک state transfer کا column ہے جس میں غازی بروتھا کے third last column میں ہم نے اپنے Budgeted Estimates 2004-05 میں 3 بلین روپے کا فیڈرل گورنمنٹ سے کلیم کیا ہوا ہے کہ وہ

انہی خدوخال پر جس طرح فرنٹیئر گورنمنٹ کو ترمیلا کی رائلٹی ملتی ہے ہمیں بھی ضرور دیں۔

جناب والا! آخر میں یہ جو discussion ہوتی رہی جسے رانا آفتاب صاحب نے enunciate اور پھر بعد میں احسان اللہ صاحب نے بھی اس پر بات کی کہ سپلیمنٹری بجٹ خدانخواستہ ایسا ناکردہ گناہ ہے جس کا کوئی ازالہ ممکن ہی نہیں تو میں بجٹ اور سپلیمنٹری گرانٹس کے لئے Constitution کا آرٹیکل نمبر 124 پڑھ رہا ہوں۔

If in respect of any financial year it is found:

(a) that the amount authorised to be expended for a particular service for the current financial year is insufficient, or that a need has arisen for expenditure upon some new service not included in the annual budget statement for the year; or

جناب والا! اگر دوران سال کوئی ایسا خرچہ جس کا تخمینہ بجٹ بناتے وقت نہیں لگایا جا سکتا تھا اور دوران سال وہ سامنے آیا تو ان تمام اخراجات کو ہم اپنے سپلیمنٹری بجٹ کے ذریعے ایوان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور اس کو ایوان کے ذریعے منظور کرواتے ہیں۔ budgetary manual کے سپلیمنٹری گرانٹس کے حوالے سے آرٹیکل 156 ہے کہ

Proposals for supplementary grants are objectionable in principle and free resort to them indicates on the one hand bad estimating or improvident administration and on the other hand impairs the proper management of the provincial finances. It is obvious that an equitable and well considered distribution of the funds available for the expenditures in any particular financial year can only be made at the time when the requirements of the provincial government are comprehensively considered i.e at the time of

preparation of annual budget....Further the Provincial Assembly has a right to expect for sudden unexpected and urgent demands the amount authorised to be expended from the Provincial Consolidated Fund under the authority of the Schedule of Authorised Expenditures authenticated by the Chief Minister following considerations of the Annual Budget Statement of the Provincial Assembly....

تو جناب والا! میں اپنی گفتگو کو اس طریقے سے ختم کرتا ہوں کہ اس سال کے 36-ارب روپے کے سالانہ

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! پہلے ان کو بات کرنے دیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جو انہوں نے Budget manual پڑھا ہے میرا ان کی اسی بات پر objection ہے کہ ان کا سپلیمنٹری بجٹ جو ہے انہی دونوں Constitution کا جو آرٹیکل ہے اور manual of Budget کا جو متعلقہ رول پڑھا ہے اسی کی خلاف ورزی ہے۔ یہ اس کی وضاحت فرمادیں یہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ urgent or unforeseen آپ urgent کا مطلب بھی سمجھتے ہیں اور unforeseen کا مطلب بھی سمجھتے ہیں اور انہوں نے unexpected کہا ہے کہ جو معاملات یا وہ اخراجات جو unexpected ہوں، جو urgent ہوں اور جو unforeseen ہوں یہ ہمیں بتا دیں کہ Chief Minister ہاؤس کا فرنیچر، وہاں کی کراکری، وہاں کی کاریں وہ کہاں چلی گئی تھی۔ کیا فرنیچر ٹوٹ گیا تھا، کیا کراکری گم ہوگئی تھی یا کوئی چوری کرکے لے گیا یہ تمام اخراجات جو انہوں نے اربوں روپے میں کئے ہیں ان کی urgency کیا تھی وہ urgent, unexpected کیسے تھے؟ یہ خود ہی انہوں نے آرٹیکل بھی پڑھا

ہے اور Budget Manual بھی اس لئے یہ خود ہی بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' جی وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ، شکریہ جناب سپیکر! میں نے ابھی clarification کی تھی کہ جو 36۔ارب روپیہ ہے اس میں 12۔ارب روپیہ development کے لئے گیا۔ 12۔ارب روپیہ ایک notional figure ہے جو فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے لئے food security کے لئے ہم نے رکھا اور جو باقی 12۔ارب روپیہ ہے وہ ہم نے current side پر خرچ کیا جس کے میں موٹے موٹے مدات جناب کے سامنے پڑھ دیتا ہوں کیونکہ اس کی لسٹ بہت لمبی ہے۔ اس میں تقریباً 4۔ارب روپیہ ضلعی حکومت کو دیا گیا۔ تقریباً 4 سو ملین کے قریب انڈسٹریز کو دیا گیا۔ تقریباً ساڑھے تین سو ملین روپے کے قریب پبلک ہیلتھ کو دیا گیا اور 3 بلین کے قریب پولیس کو دیا گیا اور یہ 36۔ارب روپے کا سپلیمنٹری بجٹ ہے جس میں' میں نے total estimation کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جو انہوں نے 3۔ارب 41 کروڑ 56 لاکھ 18 ہزار کی رقم ان کاموں پر خرچ کی ہے گاڑیاں' وہیکل' فرنیچر' کارپٹ اور renovation کے بارے میں بتائیں کہ ان کی urgent need کیا تھیں؟

MR DEPUTY SPEAKER: The urgency is to be determined by the Government.

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ ۔۔۔۔

وزیر مال، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر مال!

وزیر مال' ریلیف و اشتمال، جناب سپیکر! یہ کیا طریقہ کار ہے یہ wind up speech ہو رہی ہے سب نے بول لیا ہے' سب نے جو بات کرنی تھی کر لی ہے۔ اب wind up speech ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی بات تو میں کہہ رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ وہ اس وقت wind up کر رہے ہیں وہ ہماری بات کا جواب دیں ہم ویسے ہی یہاں پر چار گھنٹے سے نہیں بیٹھے اسی لئے بیٹھے ہیں کہ وہ ہماری بات کا جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! جو رانا ثناء اللہ صاحب نے اور تمام ساتھیوں نے مختلف figures' مختلف pages اور مختلف آئٹم quote کئے تھے وہ تمام میں نے نوٹ کئے اور ان کا میں نے نوٹل بھی کروایا ہے اور یہ نوٹل میں ابھی جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے جو چیف منسٹر ہاؤس کے مری اور دوسری مختلف مدات بتائی ہیں اس میں ایک کروڑ 20 لاکھ روپیہ انہوں نے مختلف کاریں' repair of transport اور مختلف چیزیں بتائی ہیں ان کا نوٹل تقریباً 14 کروڑ روپے بنتا ہے۔ ہم اس وقت 36-ارب روپے نوٹل سپلیمنٹری کی بات کر رہے ہیں۔ ان کے مطابق ہر ایک definition of urgency or unexpected or urgent need اپنے مطابق کرتے ہیں۔ حکومت پنجاب کے مطابق صدر اور وزیراعظم کی سیکورٹی بہت اہم' بہت urgent اور بہت ضروری ہے۔ اس کے اوپر ہم نے جو خرچہ کیا ہے وہ ایک ارب روپے کا ہے جس میں ہیلی کاپٹر بھی ہے' جس میں کاریں بھی ہیں اور جس میں مختلف چیزیں ہیں۔ ایک issue شیخ اعجاز صاحب نے raise کیا تھا وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے کہ Think Tank جس کے متعلق کیانی صاحب نے بھی بات کی۔ حکومت پنجاب نے Think Tank اس مقصد سے بنایا ہے کہ جو B.O.T Projects کرنے ہیں یا پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کرنی ہے وہ out of the box سوچا جائے۔ ایک فیڈرل سیکرٹری ریٹائرڈ ہیں۔ ان کا نام ہے انعام الحق صاحب جو اس کے چیئرمین ہیں اور وہ اس کے لئے مکمل قوانین اور مکمل چیزیں تیار کر رہے ہیں، جو لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس آئیں گے اور لاء ڈیپارٹمنٹ اس کو vet کر کے حکومت کے پاس legislation کے لئے لائے گا۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: The House is adjourned till 9.00 a.m. tomorrow.

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 30 -جون 2004

1 - تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2 - سرکاری کارروائی

ضمنی مطالبات زر برائے سال 04-2003 پر بحث اور رائے شماری

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس)

بدھ 30 - جون 2004

(یوم الاربعاء' 11- جمادی الاوّل 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 9 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ
سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ
مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾
وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ
لَهِیَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾

سورۃ العنکبوت آیات 61 تا 64

اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج و چاند کو کام میں لگا دیا تو وہ یہی کہیں گے کہ اللہ نے' تو پھر یہ کدھر اُلٹے چلے جا رہے ہیں؛ اللہ روزی کھول دیتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے' اور (جس کے لئے چاہے) تنگ کر دیتا ہے' بے شک اللہ ہی ہر چیز سے خوب واقف ہے اور اگر آپ ان سے پوچھئے کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس سے زمین کو اس کی خشکی کے بعد تروتازہ کر دیا' تو بھی یہ لوگ کہیں گے کہ اللہ نے' آپ کہیئے الحمدللہ لیکن ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے اور یہ دنیوی زندگی بجز کھیل تماشہ کے کچھ ہے ہی نہیں اور عالم آخرت ہی اصل زندگی ہے کاش انہیں (اس کا) علم ہوتا۔

وما علینا الا البلاغ ۝

جناب سپیکر. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' ارشد محمود بگو صاحب!

اسمبلی کے اجلاس کا بروقت انعقاد اور سپیکر ہاؤس کو گرا کر پلازہ بنانے کی اخباری خبر

جناب ارشد محمود بگو : جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ موجودہ اجلاس میں آج پہلا دن ہے کہ اسمبلی کا اجلاس in time شروع ہوا ہے۔ دوسرا میں ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف اس اسمبلی کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ دو دن پہلے روزنامہ "Dawn" میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ سپیکر ہاؤس کو گرا کر پلازہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ حکومت کے زیر غور ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر اس ہاؤس کا custodian ہے اور اس صوبے میں سب سے مقدس اور سب سے معزز عہدہ سپیکر کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مال روڈ پر اور بھی بڑی عمارتیں ہیں جن کو اگر گرانا پڑے تو گرانا چاہیے لیکن سپیکر ہاؤس بارے میں یہ خبر آنا میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی بڑی توہین ہے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ یہ قانون ہے کہ مال روڈ پر کوئی کمرشل بلڈنگ نہیں بن سکتی لیکن اخبارات میں یہ خبر آنا اور اس پر حکومت کی طرف سے کوئی رد عمل نہ کرنا اس ہاؤس کی توہین ہے۔ اس وقت یہاں ایوان میں ایک منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے کہوں گا کہ یہ حکومت کو پیغام convey کریں کہ یہ اچھی بات نہیں ہے جو وہ کرنا چاہتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! جیسے بگو صاحب نے فرمایا ہے میں نے اسی سلسلے میں یہاں پر ایک تحریک التوائے کار دی ہے۔ اگر آپ اسے دیکھ لیں تو اس پر حکومت کا جواب بھی آجائے گا کیونکہ میرے خیال میں آج یہ ہاؤس prorogue ہونا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی سیکرٹری صاحب!

اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ معزز اراکین کی رخصت کی پانچ درخواستیں ہیں۔ پہلی درخواست محترمہ مصباح کوکب کی طرف سے ہے۔

محترمہ مصباح کوکب

"I am proceeding to United States on the invitation of the US Government from 12th June 2004 to 14th July 2004. It is, therefore, requested that leave for the budget session may kindly be granted."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ریاض اصغر چودھری

سیکرٹری اسمبلی، مسٹر ریاض اصغر چودھری صاحب کی درخواست ہے۔

"I will be out of Lahore due to some urgent personal engagements. It is therefore, requested that leave from 1st June 2004 to 6th June 2004 may kindly be granted."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

سید احسان اللہ وقاص

سیکرٹری اسمبلی، سید احسان اللہ وقاص پی پی 154 کی درخواست ہے۔

"گزارش ہے، کہ میں 30-جون 2004 کو یعنی آج بیرون ملک جا رہا ہوں۔ انشاء اللہ وسط جولائی تک واپس آجاؤں گا۔ مہربانی فرما کر رخصت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مسز حمیرا اویس شاہد

سیکرٹری اسمبلی، مسز حمیرا اویس شاہد صاحبہ کی طرف سے درخواست ہے۔

"I will not be able to attend the upcoming session of the Provincial Assembly of the Punjab. It is, therefore, requested

that leave for the session starting from the 16th June 2004 may kindly be granted."

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی، مسٹر عمران اشرف صاحب کی درخواست ہے

"I will be absent from the budget sitting to be held on 23rd June 2004 (Wednesday). It is, therefore, requested that leave may please be granted "

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی، شکریہ۔

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 43 جناب طاہر اقبال چودھری صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہو گی کہ آج چونکہ خلاف معمول بر وقت اجلاس شروع ہوا ہے اور اس کی وجوہات بھی otherwise ہیں اس لئے آج جو ممبران تحاریک استحقاق یا تحاریک التوائے کار کے سلسلے میں حاضر نہ ہوں ان کی motions اگلے اجلاس تک pending فرمالی جائیں۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ یہ تحریک استحقاق اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 500 رانا آفتاب احمد خان صاحب' جناب سمیع اللہ خان صاحب اور جناب لالہ شکیل الرحمٰن ایڈووکیٹ کی طرف سے ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی' وزیر محنت!

پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی کے ادارے کی پرائیویٹ ہیلتھ کمپنی میں منتقلی

(---جاری)

وزیر محنت وافرادی قوت، جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو یہ تحریک پیش کی ہے میں نے اس سلسلے میں رانا صاحب کو یقین دہانی کروائی تھی کہ ہم سوشل سکیورٹی کے ادارے کو کسی پرائیویٹ سیکٹر میں نے کر نہیں جا رہے۔ ہم نے صرف ایک Health Management Company بنائی ہے جس کی سوشل سکیورٹی آرڈیننس 1956 کی شق 46 کے تحت اجازت موجود ہے کہ سوشل سکیورٹی کا ادارہ کسی بھی ادارے یا کسی بھی کمپنی سے ایسا معاہدہ کر سکتا ہے۔ جہاں تک رانا صاحب کے ذہن میں بات ہے کہ یہ

کمپنی بننے سے مزدوروں کو health care کے سلسلے میں سہولتیں نہیں ملیں گی۔ تو میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ کمپنی صرف تین ہسپتال شاہدرہ، مانگا اور مظفر گڑھ میں بنائے گی۔ جب یہ کمپنی ہسپتال بنائے گی تو زمین بطور عطیہ سوشل سکیورٹی کے نام رجسٹرڈ کروائے گی اور اس زمین پر ہی یہ ہسپتال بنیں گے۔ قانون کے مطابق ان ہسپتالوں کی تعمیر کے لئے سوشل سکیورٹی کا ادارہ فنڈز مہیا کرے گا اور ان ہسپتالوں میں مشینری اور جراحی آلات کی تنصیب بھی ادارہ سوشل سکیورٹی کے ہی ماتحت ہو گی کیونکہ یہ سوشل سکیورٹی نے ایک arrangement کیا ہے۔ جب کسی زمین پر کوئی ہسپتال بن جاتا ہے تو وہ زمین ادارہ سوشل سکیورٹی کے نام پر رجسٹرڈ ہو گی تو یہ ہسپتال سوشل سکیورٹی کے ہی رہیں گے اور یہاں پر مزدوروں کو مکمل health care دی جائے گی اور یہ 100/100 بیڈ کے مکمل ہسپتال ہوں گے اور یہاں پر مزدوروں کے لئے ہر قسم کے علاج کی سہولت ہو گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کی تصحیح کروں گا کہ میڈیکل ہسپتالوں میں زرعی آلات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انھوں نے فرمایا کہ وہاں زرعی آلات بھی مہیا کریں گے۔

وزیر محنت و انفرادی قوت، جناب والا! میں نے جراحی آلات کا کہا ہے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! issue یہ نہیں ہے۔ پرائیویٹ پارٹنر شپ بہت اچھی چیز ہے۔ جتنی دیر community participation نہیں ہو گی کام ٹھیک نہیں ہوتا۔ لیکن اس میں ہماری reservations یہ ہیں کہ 1984 کے کمپنیز آرڈیننس کے تحت اس نے کمپنی بن جانا ہے اور I.L.O 1962 Geneva Convention کے بعد This was on the federal list. جب یہ لاء بنے تھے۔ اب جو یہ کر رہے ہیں This is in extra constitutional effort against the Constitution. نمبر 2 سیکشن 46 سب کلاز (IV) کا کہہ رہے ہیں یہ بالکل ٹھیک ہے کہ آپ agreement کر سکتے ہیں۔ اسی طریقے سے already 8 کمپنیوں کے ساتھ agreement ہوا ہے۔ اس میں تین لوگ ہوتے ہیں employee,

government, and government of the employer ہوتے ہیں۔ employee لکھتا ہے کہ ہمارا ادارہ ہمیں sufficient medcial facilities provide کر رہا ہے مگر سوشل سیکورٹی 100 فیصد ڈیپارٹمنٹ کو دیتا ہے۔ اس میں یہ 60 فیصد رکھ رہے تھے اور 40 فی صد دے رہے تھے۔ اب آپ دیکھیں کہ بلڈنگ کی cost اور ہر چیز ڈیپارٹمنٹ نے دینی ہے اور اس کے بعد جب یہ بن جائے گا 80 فیصد پھر ہم نے دینی ہے۔ اس کا بہتر طریقہ یہ تھا کہ جو انہوں نے کمپنی بنائی ہے۔ میں نے تو شاہ صاحب کو کہا تھا کہ آپ عامر فیاض جس کو چیئرمین بنا رہے ہیں۔ آپ اپنے ڈائریکٹر آفس کا ریکارڈ منگوالیں وہ خود 23 لاکھ روپے کا defaulter ہے۔ یہ چیک کر سکتے ہیں۔ میرا یہ موقف ہے کہ آپ اس کو اخبار میں advertise کریں کہ ہم اس طرح یہ کمپنی float کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں جو بھی لوگ حصہ لینا چاہتے ہیں آجائیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی صنعت کار ایسا آجائے جو کہے کہ میں بلڈنگ بھی بنا دیتا ہوں۔ اس کے لئے میری یہ reservations ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ چیز ریکارڈ پر آجائے تاکہ کل کو جب یہ بات ہو اور hand over ہونے کے بعد اس میں جو بھی irregularities ہوں' کیونکہ یہ مزدور کے فائدے کی بات نہیں ہو رہی یہ سب کچھ ذاتی مفاد کے لئے ہو رہا ہے۔ یہ tax relief دینے کے لئے زمین دے دیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ company order کے بعد آپ اس کو چیک نہیں کر سکیں گے۔ اس کا حساب آپ کے پاس نہیں ہوگا۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ کی board of management ہے۔

تیسری میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے اس میں سرکاری لوگوں کو رکھ لیا ہے۔ There is not a single member جس کو کیا گیا ہے۔ آپ کی اسمبلی جس نے اس کو بنایا ہے اس میں اس کی participation کتنی ہے؟ میری reservation ہے کہ اس کو آپ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ وزیر محنت!

وزیر محنت و انفرادی قوت، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا اپنا ایک management board ہے جس میں آجر کے نمائندے بھی ہیں' اجیر کے نمائندے بھی موجود ہیں۔ یہاں پر ٹوٹل صنعت کار نہیں ہیں بلکہ مزدوروں کے نمائندے بھی اس

میں موجود ہیں جبکہ سرکاری اہلکار جن میں سیکرٹری ہیلتھ، سیکرٹری فنانس، سیکرٹری لیبر، سیکرٹری انڈسٹریز اور کمشنر سوشل سکیورٹی شامل ہیں۔ان پانچ سیکرٹریز کے علاوہ آجر کے نمائندے اور اجیر کے نمائندے بھی موجود ہیں اور جہاں تک رانا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم اس میں contribution ان کو دیں گے۔ پہلے بھی ہم اپنی total contribution کا 80 فیصد صحت کی مد میں لگا رہے ہیں۔ اب بھی ہم نے مزدور کے لئے صحت کی مد میں ہی لگانے ہیں اور ہم نے کسی اور مقصد کے لئے نہیں لگانے۔جہاں تک اس بات کا اعتراض ہے کہ اس پر چیک نہیں ہو گا جب وہ پراپرٹی ہی ہماری ہے، اس کے جراحی آلات بھی ہمارے ہیں، زمین ہماری ہے تو پھر کون وہاں سے اسے اٹھا کر لے جائے گا۔ وہ تو سوشل سکیورٹی کی ہی ملکیت رہے گی۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم نے پہلے بھی دس اداروں کے ساتھ ایسا arrangement کیا ہوا ہے۔لیکن جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ چالیس اور ساٹھ کی ratio سے کام چلتا ہے۔ہم وہاں انہیں ساٹھ فیصد contribution دیتے ہیں۔اصل میں وہ چھوٹی ڈسپنسریاں ہیں۔ یہ مکمل ہسپتال ہوں گے، جہاں پر پوری facilities ہوں گی۔ اوپن ہارٹ سرجری کے لئے بھی ہم یہاں پر یونٹ رکھیں گے اور kidney transplantation کا بھی انتظام رکھیں گے۔ یہاں پر ہم مزدور کو مکمل treatment دیں گے اور یہ یقین رکھیں کہ خدا کے فضل و کرم سے کوئی ایسی بات نہیں ہو گی۔ اگر یہ مزدور کی بہتری چاہتے ہیں تو ہم بھی چاہتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ سارا پاؤس بھی دیکھے گا کہ ان ہسپتالوں سے مزدور کی بھی بہتری ہو گی اور لوگوں کے لئے بھی job create ہو گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ جس بندے کو انہوں نے چیئرمین بنایا ہے کہ یہ ڈائریکٹر کے ریکارڈ سے ثابت کردیں کہ وہ سوشل سکیورٹی کا defaulter نہیں ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں employee کی بھی representation ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ employee کی طرف سے 2 بندے ہیں اور

employer کی طرف سے 9 بندے ہیں۔اب آپ یہ تو دیکھیں کہ جس کو آپ نے facilities دینی ہیں اس کی representation کتنی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ سوشل سکیورٹی کا ریکارڈ منگوالیں اور ریکارڈ چیک کر کے مجھے بتا دیں کہ اگر عامر فیاض شیخ defaulter نہ ہو تو میری reservation ختم ہو جاتی ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا صاحب! وزیر موصوف تو ریکارڈ کی طرف گئے ہی نہیں۔ آپ نے دیکھا کہ انہوں نے محکمے کا جواب پڑھ کر نہیں سنایا۔ وہ تو ماشاء اللہ فی البدیہہ جواب دے رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جنابِ والا! اگر آپ ان کو bailout کرنا چاہتے ہیں تو یہ ایک علیحدہ بات ہے۔

جناب سپیکر، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اس میں صورتحال یہ ہے کہ شاہ صاحب جس طرح سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا اچھا اور بڑا آسان مسئلہ ہے کہ کمپنی کو انہوں نے یہ ہسپتال hand over کر دیا ہے۔زمین گورنمنٹ کی ہے۔وہاں پر جو سہولتیں دے رہے ہیں جو مشینری لگی ہے وہ بھی ساری حکومت کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ گورنمنٹ کا بھلا ریکارڈ چیک کر لیں 1999 میں جو دو کیشنل انسٹیٹیوٹ محکمہ تعلیم کے ساتھ منسلک تھے۔ اس وقت بھی اسی طرح کی کوئی طاقتیں تھیں، جنہوں نے اس کو علیحدہ کر کے ایک پرائیویٹ کمپنی بنائی اور سارا کچھ اس کے سپرد کر دیا۔ وزیر صنعت اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔ میں ان کے سامنے یہ کہتا ہوں اور پہلے بھی میں نے یہ کہا ہے کہ T.E.V.T.A کے ادارے پر ان کی گرفت نہیں ہے۔یہ خود کہتے ہیں کہ میری ان پر گرفت نہیں ہے۔ جب یہ ادارے گورنمنٹ کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں اور ایک کمپنی اور ایک management ان کو چلانا شروع کر دیتی ہے تو پھر حکومت کی جتنی ان پر گرفت ہونی چاہیے وہ نہیں ہوتی۔ تو اب حکومت کیوں اس کو اپنے گلے سے اتار کر دوسروں کو دینا چاہتی ہے؟ مزدوروں کا، غریبوں کا ایک ادارہ سوشل سکیورٹی ہی تو رہ گیا ہے اور یہ سوشل سکیورٹی ہسپتال ہی تو ہیں جہاں پر ان کو طبی سہولتیں ملتی ہیں۔یہ کیوں گورنمنٹ اپنے گلے سے اتار کر لوگوں کو دے رہی ہے کہ تم لوٹ مار کرو؛ ہم اس سے بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں۔ ہماری اس ایوان سے اور ان سے گزارش

ہے کہ یہ اس پر غور کریں یہ کوشش کریں کہ جس طرح سوشل سکیورٹی کے ادارے ہسپتال چلے چل رہے ہیں اسی طرح چلیں۔ اگر تو ان میں کوئی قباحت ہے' ان میں کوئی کمی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان میں کوئی ایسی بات ہے تو یہ ایوان کو بتائیں یا ہمیں یہ convince کریں یا ایوان کو بتائیں کہ یہ ضروریات تھیں' یہ کمی تھی جس کی وجہ سے ہم نے ان کو hand over کیا ہے۔ جو لوگ یہ کمپنیاں یہ ادارے لے رہے ہیں وہ کوئی خدمت کے لئے نہیں لے رہے وہ تو بزنس کے لئے لے رہے ہیں۔ جب مزدوروں کے ساتھ یہاں کے غریب لوگوں کے ساتھ کوئی بزنس کرے گا تو ان کا جو حشر ہو گا وہ ہم نے ہر دور میں دیکھا ہے۔ تو ہماری وزیر محنت سے یہ گزارش ہے کہ اس پر غور کریں اور اس کو اس طرح اپنے سر سے اتار کر کسی کے ہاں اس کو نہ پھینکیں۔ بلکہ حکومت خود اس میں involve ہو اور خود اس کو چلائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، وزیر محنت!

وزیر محنت و انفرادی قوت، جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی جناب ارشد صاحب نے فرمایا ہے اور T.E.V.T.A کی بات بھی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ T.E.V.T.A والا مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی ہم اپنے سر سے اتار رہے ہیں۔ ابھی ہم 14 سو بستروں پر مشتمل سوشل سکیورٹی ہسپتال چلا رہے ہیں اور ارشد صاحب کی اطلاع کے لئے میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیالکوٹ میں آج ہم سو بستروں کے ہسپتال کے لئے ٹینڈر کھول رہے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے سیالکوٹ میں جولائی کے ماہ میں ہی سو بستروں کا ہسپتال مزدوروں کے لئے بننا شروع ہو جائے گا۔ ہم یہ ہرگز نہیں چاہتے اور نہ ہی ہم یہ چاہتے ہیں بلکہ کسی بھی کام میں ہر وقت بہتری کی گنجائش موجود ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں competition کا بھی رجحان ہو گا مقابلے کا رجحان ہو گا کہ ایک طرف ہم ہسپتال بنائیں گے ایک طرف یہ کمپنی ہسپتال بنائے گی اور یہ بھی دیکھیں گے کہ کیا یہ بہتر کام کرتے ہیں یا ہم بہتر کام کرتے ہیں؟ تو خدا کے فضل و کرم سے میں سمجھتا ہوں کہ میرا تعلق خود ایک مزدور گھرانے سے ہے اور میں یہ ثابت کروں گا کہ خدا کے فضل و کرم سے اس صوبے کے مزدوروں کی ویلفیئر اور بہتری کے لئے جس طرح وزیراعلیٰ صاحب کام کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بہتری آئے گی۔ مزدور کی صحت کے حوالے سے

مزدور کی تعلیم کے حوالے سے مزدور کی رہائش کے حوالے سے۔ ارشد صاحب اور رانا صاحب کو میں یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ محرک چونکہ مزید اس کو پریس---

رانا آفتاب احمد خان. جناب والا! کل آنے والے وقت کے لئے It should be on record کہ ہم نے اس کو oppose کیا تھا اس کو آپ جیسے بھی dispose کریں مگر ہم still اس کو press کر رہے ہیں کہ اس کو آپ کریں۔ یہ جو ہو رہا ہے اس سے ملازمین کو نقصان ہو گا Employer will be the beneficiary۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف نے یقین دہانی کروادی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ بڑی simple سی بات ہے۔ اس وقت best medical facilities سوشل سکیورٹی دے رہا ہے۔ اگر آپ کے پاس اپنا infrastructure موجود ہے تو آپ کیوں private partnership پر جاتے ہیں؛ یہ خود فرما رہے ہیں کہ ہمارے پاس بائی پاس کا انتظام ہے۔ kidney transplantation کے لئے آپ کو کسی دوسرے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میرا موقف یہ ہے کہ ہم اس کو press کرتے ہیں اور باقی آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر، اس تحریک کو میں out of order قرار دیتا ہوں۔ تنویر اشرف کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نے ایک تحریک استحقاق تین دن پہلے جمع کروائی تھی جو کہ اس ضمنی بجٹ کے متعلق تھی۔ مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ اس کو ایک error سمجھ کر، انہوں نے کہا ہے، کہ یہ ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہم نے figures کے متعلق یہ تحریک استحقاق

دی تھی۔ ضمنی بجٹ میں صفحہ نمبر 18 پر انہوں نے ارب کی بجائے 6۔ کھرب روپے لکھ دیا تھا اور یہ کسی نے نشاندہی نہیں کی تھی۔ اگر یہ error ہوتا یا غلط فہمی ہوتی تو گورنمنٹ خود اس طرف توجہ مبذول کرواتی لیکن انہوں نے نہیں کروائی۔ جب ہماری تحریک استحقاق کا نوٹس ان کو گیا تو پھر انہوں نے یہ کیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس کا ہاؤس میں جواب دیا جاتا یہ یہاں پر بتاتے کہ یہ کیا ہوا ہے misprinting ہوئی ہے کیا ہوا ہے اور اگر یہ بجٹ پاس ہو جاتا تو 6 ۔ کھرب روپے کا بجٹ پاس ہونا تھا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ، چونکہ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور میری یہ تحریک استحقاق under process ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ اگلے اجلاس میں اس کو accommodate کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ ارشد صاحب! اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

وزیر مال، ریلیف و انتقال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ریونیو منسٹر!

وزیر مال، ریلیف و انتقال، جناب سپیکر! میں اس انتظار میں تھا کہ میرے پریس والے دوست آجائیں۔ ایک صاحب آئے ہیں۔ آج کی "خبریں" اخبار میں، میں نے پڑھا ہے کہ ریونیو منسٹر ہاؤس میں لاتعلق بیٹھے تھے، گپیں لگا رہے تھے۔ اب میں ان سے صرف اتنا عرض کروں گا کہ فنانس منسٹر کا دن تھا۔ اپوزیشن یا اقتدار کے بنچوں نے تقاریر کرنی تھیں۔ اب میں نے تقریر نہیں کرنی تھی تو مجھے آرام سے ہی بیٹھے رہنا چاہیے تھا، مجھے اور کیا کرنا تھا۔ میں بنچ پر ہی بیٹھا تھا۔ انہوں نے لکھا کہ لاتعلق بیٹھا تھا۔ اب میں اتنا عرض کروں کہ میں کافی دفعہ اس ایوان کا ممبر بنا ہوں تو اس لحاظ سے میری اچھی بھلی سنیارٹی ہے تو مجھے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے کہ لوگ کہیں کہ اچھا بھلا سینئر ممبر ہے اور اس نے بھی یہ فلاں کام کیا۔ پہلے بھی ایک اخبار نے لکھا کہ کچھ وزیر صاحب جا رہے ہیں اور ان کا چیئرمین گل حمید رو کڑی ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم جو چپ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور آرام سے بیٹھے رہتے ہیں تو اگر ہماری تعریف نہیں کرنی، تو کم از کم تنقید تو نہ کیا کریں۔ بس اتنی مہربانی کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ صحافی حضرات سن رہے ہیں۔ تحریک التوا نے کار نمبر 506- رانا ثناء اللہ خان۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ move ہو گئی تھی اور منسٹر ہیلتھ نے یہ فرمایا تھا کہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مجھے جو جواب ملا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں لہذا اگلے دن میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی ہیلتھ منسٹر!

ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفس، فیصل آباد میں بدانتظامی اور کروڑوں روپے کی کرپشن

(----جاری)

وزیر صحت، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار فیصل آباد میں سابقہ ڈی او ایچ ڈاکٹر زاہد ملک کے حوالے سے تھی۔ اس میں چیف منسٹر صاحب نے سی۔ایم۔آئی۔ٹی کو instructions دی تھیں کہ وہاں پر ای۔پی۔آئی پروگرام سے متعلق کچھ allegations تھے کہ ای۔پی۔آئی پروگرام کے سٹورز میں ڈونرز نے foreign made سرنجز دی تھیں تو ان کی جگہ پر local made سرنجز خرید کر تبدیل کر لیا گیا تھا۔ سی۔ایم۔آئی۔ٹی نے اس معاملے کی مکمل تحقیقات کی اور ستمبر 2003 میں اپنی recommendations چیف منسٹر کو پیش کیں۔ ان recommendations کا نوٹ ستمبر میں ہی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس آیا۔ سی۔ایم۔آئی۔ٹی نے پانچ main issues recommend کئے تھے۔ ان میں بڑا ایشو یہ تھا کہ اس معاملے کی responsibility ای۔پی۔آئی پروگرام کے انچارج ڈی۔او۔ایچ پر ڈالی جائے۔ اس کے علاوہ پورے فیصل آباد ڈسٹرکٹ کی تمام تحصیلوں میں ای۔پی۔آئی پروگرام کا مکمل آڈٹ کیا جائے اور پھر ڈاکٹر رمضان صاحب پر ایک الزام تھا کہ وہاں کے ایک لوکل five star ہوٹل کے ساتھ بھی ان کا private relationship تھا۔ اس relationship کے تحت وہ وہاں پر compensation receive کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی recommendations تھیں کہ اس ڈاکٹر کو اس پوسٹ سے ہٹا دیا جائے۔ آخری recommendation یہ تھی کہ ڈی جی ہیلتھ سروسز پنجاب ای۔پی۔آئی پروگرام کو مضبوط، فعال اور transparent بنانے کے لئے چھاپوں اور accountability کا سلسلہ شروع کرے۔ ہمیں جونہی یہ

recommendations ملیں اور اس کا جواب Friday کو ملا ہے۔ میں خود جواب سے satisfied نہیں تھا اس لئے میں نے request کی کہ مجھے وقت دیا جائے کیونکہ یہ جواب It is not satisfactory even in my opinion تو اگلے روز ہی Saturday کو میں نے ڈیپارٹمنٹ کی میٹنگ کال کی اور اس کیس سے متعلقہ ریکارڈ کی بیٹھ کر چھان بین کی۔ اس میں کچھ unsatisfactory elements تھے جن کو میں نے فوراً درست کرنے کے احکامات جاری کئے۔ ڈی۔او۔ایچ صاحب کو اس پوسٹ سے ہٹا کر ڈیپارٹمنٹ کی disposal پر ڈال دیا گیا تھا۔ یہ معاملہ ستمبر 2003 میں ہوا ہے اور پھر اس سال فروری میں اس کو ڈی۔وی۔ایچ ہیڈ کوارٹر فیصل آباد جو کہ ایک non-administrative post ہے' اس پر پوسٹ کر دیا گیا۔ میں نے ان کی comprehensive report جس میں پچاس پیراز ہیں' تقریباً اڑھائی کروڑ روپے کی مالیت کی pilferage کے الزامات ہیں۔ اس وقت میرے پاس وہ تفصیلی رپورٹ ہے۔ اس میں pilferage 1991 سے شروع ہوئی ہوئی ہے' یعنی اس pilferage کو ہوتے ہوتے تقریباً تیرہ سال ہو چکے ہیں اور اس میں بہت سارے سٹور کیپرز' بہت سارے low level officers involved ہیں اور اس چیز کا ہمارے انٹرنل آڈٹ ونگ نے comprehensive review کر کے پچاس آڈٹ پیراز بنانے اور اسے پیراواز جواب طلبی کے لئے ڈی۔او۔ایچ آفس اور ای۔ڈی۔او آفس فیصل آباد بھیج دیا گیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کا مکمل اور comprehensive review کیا جائے۔ جہاں پر responsibility ہے' اس کا تعین کیا جائے اور ڈی۔او۔ایچ سے لے کر سٹور کیپرز اور ڈسپنسرز تک کے جو لوگ اس میں involve ہیں ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے۔ چونکہ یہ معاملہ اتنے سالوں پر محیط ہے اور اس میں اتنی amount involved ہے چونکہ اس میں بہت سارے آفیسرز آئے اور گئے' بہت سارے آفیسرز مختلف پوسٹوں پر جا چکے ہیں' کچھ لوگ ریٹائر ہو چکے ہیں تو اس کا ایک مفصل جائزہ لینے کے لئے ہمیں ٹائم درکار ہو گا تاکہ صحیح معنوں میں justice dispense کیا جائے۔ اس کے باوجود چونکہ میرے خیال میں یہ issue بڑی اہمیت کا حامل ہے' میں نے فوری طور پر 26 تاریخ کو ہی آرڈر کئے کہ اس ڈاکٹر صاحب کے خلاف P.R.S.O 2000 کے تحت disciplinary action شروع کیا جائے اور ہم نے وہ آرڈرز چیف منسٹر کے آفس میں اسی دن ہی بھیج دیئے تھے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے میں جو allegations لگے ہیں اور

کسی بھی لیول کے لوگ جو اس میں involved ہیں ان کے خلاف بالکل non-political طریقے سے ہم سخت سے سخت کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اس موشن کے ذریعے جس معاملے کی نشاندہی اس ایوان اور منسٹر ہیلتھ کو کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ نے وزیر موصوف کو بڑی مفصل بریفنگ دی ہے لیکن اس کے باوجود اس میں تشنگی کا پہلو ہے۔ یہ معاملہ اس طرح سے نہیں ہے۔ بلکہ معاملہ یہ ہے کہ ڈاکٹر زاہد ملک کے خلاف complaint ہوئی اور اس complaint پر سی۔ ایم۔ آئی۔ ٹی نے انکوائری کی اور سی۔ ایم۔ آئی۔ ٹی کی سمری برائے چیف منسٹر کا نمبر 5685 مورخہ 31-07-03

جناب سپیکر! اس میں سی۔ ایم۔ آئی۔ ٹی نے جو recommendations دی ہیں اُن میں ایک recommendation تو یہ تھی کہ اس کا انٹرنل آڈٹ کیا جائے اور دوسری recommendation یہ تھی کہ،

The accused Dr. Zahid Malik, District Officer Health may immediately be transfered from Faisalabad.

یعنی انہوں نے یہ recommend کیا تھا کہ اس آدمی کو فیصل آباد میں نہ رہنے دیا جائے۔ جیسے منسٹر ہیلتھ فرما رہے ہیں کہ یہ معاملہ 1991-92 سے چلا آ رہا ہے۔ یہ صاحب بھی اسی وقت سے وہاں پر چلے آ رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ انہیں فیصل آباد سے immediately نکالا جائے۔

As well as the accused so as to investigate the matter fairly in the transparent way.

کہ یہ انکوائری transparent way میں ہو سکے تو اس آدمی کو فیصل آباد سے فوری طور پر ٹرانسفر کر دیا جائے۔ سی۔ایم۔ آئی۔ٹی نے 01-09-03 کو چیف منسٹر کو یہ recommendations کی تھیں اس کے بعد 10/9 کا لیٹر ہے کہ،

The Chief Minister Punjab has seen and approved the recommendations contained in para 27/125

یہ جنتی بھی ہے کہ internal آڈٹ کیا جائے' اس کو فیصل آباد سے ٹرانسفر کیا جائے۔ یہ چیف منسٹر صاحب نے 10/9/2003 کو approve کر دی اور اس پر یہ لکھا گیا کہ necessary action be initiated at once اب آپ یہ دیکھ لیں کہ 10/9 کو یہ آرڈر ہوئے ہیں۔ اس کے بعد 27/9 کو ان صاحب کو فیصل آباد سے withdraw کر لیا گیا۔ انھیں administrative grounds پر ٹرانسفر کیا گیا اور اس میں بھی reason یہی دی گئی کہ یہ آدمی وہاں پر ہونے والی انکوائری میں کسی طرح effect نہ کر سکے۔ اس کے بعد ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ نے انکوائری کی تو اس انکوائری میں اس نے conclude کیا کہ۔

It is concluded that the charge against Dr. Zahid Malik that he is serving in Sareena Hotel Faisalabad without any official permission stands proved.

اب یہ بھی proved ہو گیا۔ اس کے بعد internal آڈٹ کی یہ رپورٹ ہے۔ اس میں منسٹر صاحب نے درست فرمایا ہے کہ تقریباً اڑھائی کروڑ روپے کی prima facie, embezzlement ثابت ہوئی اور یہی صاحب اس وقت فیصل آباد میں اس سارے معاملے کے انچارج تھے۔ اب آپ bad governance دیکھیں یا وہ بات دیکھیں کہ وہاں پر کون لوگ ہیں جو 7۔ کلب روڈ میں اس قسم کے معاملات میں ملوث ہیں کہ یہ معاملہ چل رہا ہے اور اس کے چلتے چلتے ہی یہ نوٹیفکیشن 24/2/2004 کو جاری ہو گیا ہے۔

Dr. Zahid Malik general cadre at present awaiting posting in Health Department is hereby posted as District Officer Health Faisalabad with immediate effect against vacant post

اس سے پہلے ایک سمری سی۔ ایم ہاؤس 7۔ کلب روڈ سے گئی ہے اور اس میں یہ پوچھا گیا کہ کیا ڈاکٹر زاہد ملک کو فیصل آباد میں post کر دیا جائے۔ یہ ہے note for Principal Secretary to the Chief Minister انھوں نے کہا ہے کہ۔

Principal Secretary to the Chief Minister has desired that Dr. Mian Zahid Malik Additional Principal Medical Officer BS-19 at present awaiting posting in the Health Department may be given an assignment with the qualifications expedient of the officers

تو اس میں انھوں نے کہا ہے کہ اسے فیصل آباد میں کیوں نہ post کر دیا جائے؟ اس کے اوپر سیکرٹری ہیلتھ نے کافی لمبا جواب دیا ہے جس میں انھوں نے سارا ذکر کیا ہے کہ اس پر allegations تھے' prima facie اڑھائی کروڑ روپے کی embezzlement prove ہو گئی ہیں' تو انھوں نے کہا کہ یہ فیصل آباد سے ٹرانسفر ہو گئے تھے اس لئے اب انہیں فیصل آباد میں post کیا جانا نہ تو محکمے کے مفاد میں ہے اور نہ ہی ہم اسے recommend کرتے ہیں کہ اسے فیصل آباد میں post کیا جائے۔ انھوں نے یہ recommendation 13/11 کو دی ہے اس رپورٹ پر 24/2 کو اسے دوبارہ اسی جگہ پر post کر دیا گیا۔ internal آڈٹ سے ثابت ہو چکا ہے کہ E.P.I پروگرام میں اڑھائی کروڑ روپے کی embezzlement ہوئی ہے۔ اس کے بعد یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ آدمی without any official permission ایک پرائیویٹ ہوٹل جہاں پر ایک دفعہ جانے کا یا ایک آدمی کو attend کرنے کا یہ ساڑھے چھ سو روپیہ فیس وصول کرتے رہے ہیں۔ یہ چیزیں prove ہو چکی ہیں۔ یہ آدمی وہاں سے administrative grounds پر in the interest of fair inquiry ٹرانسفر ہونے کے بعد پھر اس آدمی نے دوبارہ وزیراعلیٰ ہاؤس سے manage کیا ہے کہ یہ دوبارہ فیصل آباد میں posted ہے۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ اتنے ثبوت کے باوجود' یعنی کروڑوں روپے کی embezzlement کے باوجود اور ثابت ہونے کے باوجود بھی اگر اس آدمی نے وہیں پر posted رہنا ہے اور on seat رہنا ہے تو پھر یہ کس قسم کی governance ہے' کیا اس سے یہ کرپشن کو روک سکتے ہیں؟ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کے متعلق یہ مفصل رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کریں جہاں پر یہ کہا جاتا ہے کہ اتنے ارب' اتنے سو کروڑ ہم نے لوگوں کی صحت بہتر کرنے کے لئے خرچ کر دیئے ہیں' اس دفعہ ہم نے بجٹ میں رکھ دیئے ہیں لیکن یہ سارا کروڑوں روپیہ ان جیسے ڈاکٹروں اور ان جیسے کرپٹ لوگوں کی

صحت کو ٹھیک کرنے کے واسطے استعمال ہوتا ہے' یہ غریبوں کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ اب جو کیس prove ہو چکا ہے جس کو یہ خود بھی تسلیم کرتے ہیں تو اس سے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ یہ مفصل رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کریں اور دوسرا اس ڈاکٹر کو immediately فیصل آباد سے withdraw کیا جائے۔ اس آدمی کے خلاف جب تک ایکشن فائنل نہیں ہو جاتا۔ او۔ ایس۔ ڈی لگانا چاہیے'

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو معاملہ اٹھایا ہے' اس کی اہمیت سے میں انکار نہیں کرتا بلکہ اس پر میری ان سے ایک، دو دفعہ بات بھی ہو چکی ہے۔ سب سے پہلے میں اس میں تھوڑی سی correction عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو اڑھائی کروڑ ہے pilferage that is over a period of ten years it is not just کہ جب ڈاکٹر موصوف یہاں پر تھے۔ یہ chronic مسئلہ چلا آ رہا ہے جو رپورٹ ہمارے internal audit wing نے مرتب کی ہے کہ تقریباً 2 کروڑ 45 لاکھ روپے کی جو pilferage ہوئی ہے that is over a period of about 10 to 12 years. یعنی یہ مسئلہ chronically پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ میرے پاس سارے آڈٹ پیرا 1991, 1992, 1993. 1997,1998 ہیں یہ سارا سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ ہم نے محسوس کیا کہ اگر یہ مسئلہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ مسئلہ صرف فیصل آباد تک محدود نہ ہو' یہ problem نجانے کب سے ہے؟ ہمارے E.P.I پروگرام کو چلے ہوئے تقریباً 22 سال ہو چکے ہیں اس لئے میں نے محسوس کیا کہ میں ذاتی طور پر خود آڈٹ پیرا کے جوابات کو خود دیکھوں گا تاکہ اس مسئلے کو exactly pinpoint کیا جائے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب' رانا صاحب کا سوال یہ ہے کہ وہ جو ڈاکٹر موصوف ہیں۔ انھیں فوری طور پر فیصل آباد سے ٹرانسفر کیا جائے۔ کیا محکمہ اسے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! صرف ٹرانسفر ہی نہیں اس کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے گی۔ میں نے 26 تاریخ کو ہی action لیا جو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ،

Under the circumstances of the case the Health Department decided to initiate an immediate regular disciplinary proceedings against Dr Mian Zahid Malik under the provision of the P.R.S.O 2000 read with amendments. It is, therefore, proposed that Dr Muhammad Aslam Chaudhary he may be appointed as inquiry Officer and E.D.O Health Faisalabad may be assigned the duty to represent the Department to assist the inquiry officer for finalization of the proceedings within the stipulated period

تو ہم اس ڈاکٹر کے خلاف بھی اور اس سارے مسئلے کے خلاف expeditiously action لیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ اس کے خلاف کیا ہوتا ہے؟ But in the interest of justice میرے خیال میں اس کا ایک comprehensive review ایک طریقے سے کرنا چاہیے۔ اگر یہ ڈاکٹر ذمہ دار ہے تو ہم اس کو صرف ٹرانسفر نہیں کریں گے بلکہ اس کو سروس سے بھی نکال دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ انکوائری میں محکمے نے فیصلہ کیا ہے وہ ٹھیک ہے' وہ ہوں گی۔ اس میں دو مہینے چار مہینے کا وقت لگے گا۔ وہ ڈاکٹر ایک سیٹ پر بیٹھا ہے' اس کے پاس آفس ہے' ٹیلیفون اس کے پاس ہے' ڈرائیور اس کے پاس ہے' گاڑی اس کے پاس ہے وہ اب وہاں پر سرکاری کام تو نہیں کرے گا۔ وہ یہ تمام وسائل صرف اپنی جان چھڑانے کے لئے' اس انکوائری کو hamper کرنے کے لئے اور اس پر اثرانداز ہونے کے لئے مفت میں استعمال کرے گا اور وہ کوشش کرے گا کہ ان سارے معاملات کو کسی طرح سے دبایا جائے۔ جب یہ prima facie prove ہو چکی ہے کہ اس آدمی کے خلاف ایکشن ہونا ہے اور اس آدمی نے یہ ساری خرابی کی ہے تو اس آدمی کو ان سرکاری وسائل پر قابض رکھنا کہ وہ اپنے personal interest کے لئے ان کو استعمال کرے یہ کہاں کا انصاف ہے اور یہ کہاں غریبوں کے ساتھ یا محکمے کے ساتھ انصاف والی بات ہے؟ اس آدمی سے یہ ساری سہولتیں واپس لیں اور وہ اپنے طور پر انکوائری بھگتے بلکہ اسے suspend کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! میری دوسری یہ گزارش ہے کہ اس کی رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کی جائے اور اس تحریک کو آپ اگلے اجلاس تک pending کریں تاکہ اس ہاؤس کو صرف debating council کا درجہ نہ ملے کہ ایک معاملے پر debate ہوگئی اور اس کے بعد ختم ہوگئی۔ یہ اس معزز ہاؤس کو بتائیں کہ اس کرپٹ آدمی کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟ اگر یہ اس کو suspend نہیں کر سکتے تو کم از کم اس سے یہ وسائل ضرور واپس لیں اور اسے یہاں لاہور میں کہیں او۔ایس۔ڈی لگائیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں یہ کر سکتا ہوں کہ اس انکوائری پر time period fix کر دوں۔

جناب سپیکر، یہ تو ٹھیک ہے لیکن اس کو ٹرانسفر کرنے میں کیا قباحت ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! کوئی قباحت نہیں ہے لیکن میں ایک اصولی بات کروں گا کہ ہمارا ایک طریقہ کار ہے کہ افسروں کو ایک ڈسٹرکٹ سے دوسرے ڈسٹرکٹ میں ٹرانسفر کر کے منتقل کر دیا جاتا ہے جبکہ allegations corruption کے ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں اگر ایک شخص کرپٹ ہے تو transfer is not enough punishment میرے تو خیال میں اس کے خلاف---

جناب سپیکر، چلیں' اسے وقتی طور پر suspend کر دیں۔ جب embezzlement ثابت ہو گئی ہے کہ اڑھائی کروڑ روپے کی embezzlement میں وہ ملوث ہے۔

وزیر صحت، انکوائری کے ٹائم پریڈ پر ہم ٹائم لگاتے ہیں۔ دو ہفتے کا لگالیں' تین ہفتے کا لگالیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! رانا صاحب نے آپ کو تین انکوائریوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک internal audit' ایک ڈی۔جی ہیلتھ اور ایک C.M.I.T کا ذکر کیا ہے۔ تینوں انکوائریوں سے prove ہو گیا ہے کہ وہ وہاں سرینا ہوٹل میں پرائیویٹ نوکری بھی کرتا ہے اور اس کی embezzlement کا

ذکر بھی ہوا ہے۔ جب چارجز prove ہو جاتے ہیں تو آپ ایک کلرک کو چھوٹے سے ایشو پر بھی فوراً suspend کر دیتے ہیں۔ ان کے پاس اختیارات ہیں اور اگر یہ اس کو suspend کرنے کی جرأت نہیں رکھتے تو کم از کم اس کو O.S.D بنا کر یا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں رپورٹ کرائیں تو independent انکوائری ہو گی۔

جناب سپیکر، جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں suspension کی recommendation فوراً بھیج دیتا ہوں لیکن میں پھر عرض کروں گا کہ جو in the interest of the justice کیونکہ مسئلہ صرف اس شخص پر محیط نہیں ہے۔ ان کو میں نے کہا کہ یہ دس سال پرانا مسئلہ ہے----

جناب سپیکر، منسٹر خود نہیں suspend کر سکتا؟

وزیر صحت، میں اس کو suspend کر دوں گا لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ اس کے خلاف انکوائری ہے---

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ میں recommendation بھیج دوں گا۔ آپ کس کو recommendation بھیجیں گے؟ آپ اسے suspend کریں۔

وزیر صحت، چیف منسٹر کو بھیجوں گا۔

جناب سپیکر، آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہے اور آپ کو اتھارٹی ہے کہ اس کو suspend کریں۔ اڑھائی کروڑ روپے کی embezzlement ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اگر یہ suspend نہیں کر سکتے تو اس آفیسر کو withdraw تو کر سکتے ہیں in his department and report to the Secretary.

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! suspension کی recommendation بھیج دیں۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ جس آدمی کو کرپشن میں C.M.I.T نے ثابت کر دیا، اسے ڈی جی ہیلتھ نے ثابت کر دیا، اسے internal audit نے ثابت کر دیا، اب اس آدمی کو withdraw کرنے یا اسے suspend کرنے سے

متعلق آپ دیکھ لیں کہ کس حد تک reluctancy ہے؟

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ ہاؤس کی رائے لے لیں۔

جناب سپیکر، جی' ڈاکٹر صاحب!

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں اس کی suspension کی recommendation آج ہی چیف منسٹر کو بھیج دوں گا۔ لیکن میں پھر یہ عرض کروں گا کہ ابھی انکوائری process چل رہا ہے۔ کیونکہ اس میں اور لوگ بھی involve ہیں۔ in the interest of Distt Faislabad یہ مسئلہ 1991 سے چلا آ رہا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ جو اس میں پہلے بھی involve تھے ان کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ رانا صاحب! ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ میں آج ہی اس کی suspension کی recommendation وزیر اعلیٰ کو بھجوا دیتا ہوں لہذا میں یہ motion اگلے سیشن تک کے لئے pending کرتا ہوں۔ یہ اس کا مفصل جواب بھی دے دیں گے۔ meanwhile یہ اپنی recommendation وزیر اعلیٰ صاحب کو بھجوا دیں گے کہ اس کو suspend کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، ٹھیک ہے۔ جناب!

جناب سپیکر، تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب تنویر اشرف کانڑہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' کانڑہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کانڑہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! گجرات میں الٹی گنگا بہنے لگی ہے۔ یہ محاورہ ہم نے سنا تو تھا۔

جناب سپیکر، کانڑہ صاحب! یہ تو کافی دنوں سے سلسلہ چل رہا ہے۔

جناب تنویر اشرف کانڑہ، جناب سپیکر! لیکن عملاً دیکھنے میں یہ چیز سامنے آئی ہے کہ بار کے صدر اور باقی جن عہدیداران کو مارا پیٹا گیا انہی کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر درج کر دی گئی۔ جن عہدیداروں کو مارا پیٹا گیا

اور جب انہوں نے ایف۔ آئی۔ آر درج کروانے کی کوشش کی تو ان کی ایف۔ آئی۔ آر درج نہ کی گئی۔ یہ واقعہ کل بھی اسمبلی میں اٹھایا گیا۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے یقین دہانی کروا دی تھی۔

جناب تنویر اشرف کاٹھیہ، جناب سپیکر! یقین دہانی کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ جن کو مارا پیٹا گیا ان کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر درج ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! کل میرے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات شروع ہوئی تھی کہ گجرات ڈسٹرکٹ بار میں ڈیڑھ ماہ سے ایک مسئلہ چل رہا ہے تو حکومت نے تین چار دفعہ یقین دہانی کروائی ہے کہ ہم اس مسئلے کو حل کرلیں گے۔ یہ کوئی اتنا بڑا اہم مسئلہ نہیں ہوتا۔ ڈسٹرکٹ بارز ایس ایس پی کے متعلق' ڈی۔ سی۔ او کے متعلق رپورٹ بنا کر بھیجتی ہیں کہ یہ اس کے خلاف ہے اور حکومت اس پر ایکشن لیتی ہے۔ لیکن یہاں کیا ہو رہا ہے کہ بجائے اس کے کہ اس مسئلے کو بڑے احسن طریقے سے بیٹھ کر حل کیا جائے۔ وہاں پر وکلاء میں اختلافات پیدا کر کے یہ کوشش کی گئی اور انہوں نے عدالتوں کا ڈیڑھ ماہ سے بائیکاٹ کیا ہوا ہے اور وکلاء عدالتوں میں نہیں جا رہے۔ انہوں نے کیا کیا کہ کچھ وکیلوں کو توڑ کر کوشش کی کہ وہ وہاں پر پیش ہو جائیں اور اس کے بعد اجلاس طلب کر لیا گیا۔ جب وہاں پر اجلاس ہو رہا تھا تو باہر سے سو ڈیڑھ سو کے قریب، غنڈے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے ہال میں گھس گئے' انہوں نے وکلاء کو مارا' فرنیچر توڑ دیا اور سارے پنکھے توڑ دیئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں یہ اتنا حساس مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، بگو صاحب! لاء منسٹر صاحب تشریف لاتے ہیں تو پھر اس ایشو پر بات کرتے ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ریکارڈ کی درستی ضرور کروانا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، جب لاء منسٹر صاحب آ جائیں گے تو تفصیل سے بات ہو جائے گی۔ بے شک آپ بھی اس وقت بات کر لیں۔ کیونکہ جواب تو انہوں نے ہی دینا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اگر آپ کہیں تو میں ان کو جواب دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، اس وقت آپ کو بھی بالکل موقع دیا جائے گا۔

سرکاری کارروائی

ضمنی میزانیہ بابت سال 2003-04 کے

مطالباتِ زر پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر، اب ہم گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 2003-04 کے مطالبات زر زیر غور لاتے ہیں۔ سال 2003-04 کے ضمنی بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 35 ہے جن میں سے 24 مطالبات زر میں کٹ موشنز آئی ہیں۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان میں سے دو مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے کٹ موشنز پیش کی جائیں گی۔ 24 اور 29 حسب معاہدہ کٹ موشنز کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی 11 بجے تک جاری رہے گی اس کے بعد باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 قاعدہ 144(2) کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہِ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 24 پیش کریں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

> "ایک رقم مو 2۔ارب 78 کروڑ 28 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "تنخواہ و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 2-ارب 78 کروڑ 28 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 24 میں کنوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب قاسم ضیاء' رانا آفتاب احمد خان' ملک اصغر علی قیصر' جناب سمیع اللہ خان' راجہ محمد شفقت خان عباسی' للہ شکیل الرحمٰن' جناب جہانزیب امتیاز گل' راجہ ریاض احمد' محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری' ڈاکٹر نادیہ عزیز' چودھری زاہد پرویز' حاجی محمد اعجاز' محترمہ طلعت یعقوب' جناب تنویر اشرف کائرہ' جناب پرویز رفیق' محترمہ میمونہ نبیل' چودھری محمد اشرف کمبوہ' جناب جاوید اکبر ڈھلوں' شیخ عزیز اسلم' ڈاکٹر اسد معظم' محترمہ فائزہ احمد' جناب علی حسن رضا قاضی' چودھری اعجاز احمد سماں' جناب طاہر اختر ملک' ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی' جناب احسان الحق احسن نولاٹیا' جناب محمد یار مموکا' جناب جاوید حسن گجر' جناب اشتیاق احمد مرزا' سید ناظم حسین شاہ' سید مختار حسین شاہ' راؤ اعجاز علی خان' جناب فیض اللہ کموکا' محترمہ صغیرہ اسلام' محترمہ ثمینہ نوید' بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن' جناب عامر فدا پراچہ' جناب خالد محمود وٹو' جناب محمد ریاض شاہد' سید حسن مرتضیٰ' میاں سعود حسن ڈار' چودھری محمد شبیر مہر' میجر (ریٹائرڈ) احسان الٰہی' چودھری مشتاق احمد' سید مظفر حسن کاظمی' جناب محمد اشرف خان' ملک محمد اسحاق بچہ' ملک محمد ارشد جٹ' میاں سیف اللہ اویسی' جناب شاہد انجم' محترمہ نشاط افزاء' محترمہ فرزانہ راجہ' محترمہ نور النساء ملک' محترمہ نجمی سلیم' محترمہ صبیحہ بیگم' محترمہ صائمہ بخاری' محترمہ عذرا بانو' جناب نوید عامر' چودھری اصغر علی گجر' سید احسان اللہ وقاص' ڈاکٹر سید وسیم اختر' جناب ارشد محمود بگو' سید اعجاز حسین بخاری' چودھری محمد شوکت' مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی' جناب محمد وقاص' محترمہ طاہرہ منیر' محترمہ زیب النساء قریشی' رانا ثناء اللہ خان' رانا مشہود احمد خان' شیخ اعجاز احمد' شیخ تنویر احمد' چودھری محمد شفیق انور' مہر اعجاز احمد اچلانا' میاں یاور زمان' مہر اشتیاق احمد' ملک محمد اقبال چنڑ' چودھری سجاد حیدر گجر' چودھری محمد اکرم گجر' رانا تجمل حسین' چودھری طاہر اقبال' محترمہ خالدہ

منصور ، محترمہ نگہت پروین میر ، بیگم ریحانہ جمیل ، محترمہ عابدہ جاوید ، محترمہ افشاں فاروق ، محترمہ شہناز سلیم محمد نواز ملک ، ڈاکٹر اسد اشرف ، سید مجاہد علی شاہ ، راجہ محمد علی ، ملک ابرار احمد ، چودھری محمد ایاز ، راجہ ارشد محمود ، جناب محمد آباسم شریف ، جناب بلال یاسین ، جناب کامران مائیکل ، جناب محمد افضل کھوکھر ، محترمہ پروین مسعود بھٹی ، محترمہ نیئر لون مرتضیٰ ، محترمہ صبا صادق ، چودھری اطہر ندیم ، جناب مجتبیٰ شجاع الرحمن ، چودھری عبدالغفور ، جناب جہانزیب راؤ ، چودھری افضل سلطان ڈوگر ، جناب عمران اشرف ۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب کٹوتی کی تحریک پیش کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"2۔ارب 78 کروڑ ، 28 لاکھ ، 89 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 24 "شاہرات و پل" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"2۔ارب 78 کروڑ ، 28 لاکھ ، 89 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 24 "شاہرات و پل" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، وزیر مواصلات و تعمیرات اسے oppose کرتے ہیں۔جی ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں ابن انشاء کا ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں ۔ میں اسے وزیر خزانہ کی نذر بھی کرتا ہوں اور ان کی توجہ بھی چاہتا ہوں۔ اس بجٹ میں جو صورتحال create کی گئی ہے اس حوالے سے ابن انشاء کی بڑی مشہور رباعی ہے کہ۔

کل چودھویں کی رات تھی ، شب بھر رہا چرچا تیرا
کچھ نے کہا یہ چاند ہے ، کچھ نے کہا چہرہ تیرا
ہم بھی وہاں موجود تھے ہم سے بھی یہ پوچھا گیا
ہم چپ رہے ، ہم ہنس دیئے ، منظور تھا پردہ تیرا

جناب سپیکر! اس ضمنی بجٹ میں 2۔ارب 78 کروڑ 89 ہزار روپے کا اضافی بجٹ شاہرات اور پلوں کے لئے مانگا گیا ہے اور یہ جو تقریباً 37۔ارب روپیہ اس بجٹ میں رکھا گیا ہے اس کا یہ 8 فیصد ہے۔ یہ اس رقم سے زائد ہے جو رقم سالانہ بجٹ میں انہوں نے مختص کی تھی۔ کل یہاں پر بے شمار دوستوں نے بحث کی تھی کہ ضمنی بجٹ کی ضرورت پیش آتی ہے ' اخراجات زائد ہو جاتے ہیں بعض صورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایمرجنسی ہو جاتی ہے اس کے لئے حکومت کو رقم لینی پڑتی ہے ۔ لیکن اس کا بھی ایک طریق کار ہے۔ یہ نہیں کہ اخراجات کر کے آپ اسمبلی میں آ جائیں اور کہیں کہ یہ منظور کر لیا جائے کہ یہ اخراجات ہم نے کر دیئے ہیں۔ آئین کے مطابق اس کا طریقہ کار ہے کہ جو زائد اخراجات ہوں ان کے لئے اسمبلی سے اجازت لیں ' ساری صورتحال کو اسمبلی کے سامنے رکھیں ۔ اس کے بعد آپ ضمنی بجٹ کے طور پر اخراجات کر سکتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے روڈز کے لئے 'پلوں کے لئے یہ رقم لینا چاہتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ جو پل بنے ہیں اور جو سڑکیں بنی ہیں آپ پنجاب میں ان کی حالت زار دیکھ لیں کہ ایک سڑک بنتی ہے تو ٹھیک دو مہینے کے بعد وہ سڑک اکھڑنا شروع ہو جاتی ہے اور پل بھی ٹوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ابھی ایک مہینہ پہلے انہوں نے لاہور میں underpasses بنائے ہیں۔ میں نے کل بھی اس کا ذکر کیا تھا آپ آج ان کا ملاحظہ فرمالیں کہ ان کی ٹائلیں ٹوٹ چکی ہیں۔ ان کی construction اتنی ناقص ہے کہ اب بھی آپ ان کو ہاتھ لگائیں تو سیمنٹ اکھڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ زائد رقم خرچ ہو جاتی ہے مگر اتنی نہیں کہ جتنا یہ proposed ضمنی بجٹ لے کر آئے ہیں اس کا آٹھ فیصد اس پر خرچ کرنا چاہتے ہیں یہ رقم دو ارب سے بھی زائد ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیسا قوم کی امانت ہوتی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ زائد اخراجات کی حوصلہ شکنی کرے یہ نہیں کہ ہر بار یہ اخراجات کر کے اسمبلی میں لے آئیں اور اسمبلی کو کہیں کہ یہ پاس کر دیں۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس کی اجازت نہ دی جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ شیخ اعجاز احمد صاحب --- تشریف نہیں رکھتے ' محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ--- وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں 'جناب تنویر اشرف کانڑہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کانڑہ، شکریہ جناب سپیکر! میں اس تحریک کو oppose کرتا ہوں۔ہمارے پنجاب کے لئے اس سال کا جو فنڈ ڈیمانڈ کیا گیا ہے وہ تین ارب 26 کروڑ روپیہ ہے۔ اگر ہم پچھلے سال کا ضمنی بجٹ دیکھیں تو اس میں صرف 23 کروڑ کی ڈیمانڈ تھی۔ اس سال اتنی بڑی تبدیلی کی کیا وجہ ہے؟ پچھلے سال کے Roads and Bridges کے فنڈ پر تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا کہ 23 کروڑ میں سے 15 کروڑ کے منصوبے ضلع گجرات نہ صرف ضلع گجرات بلکہ تحصیل گجرات میں خرچ ہوئے۔ اس سال کے بھی ضمنی بجٹ میں یہ ڈیمانڈ دی گئی ہے اس میں تقریباً 25 منصوبے ضلع گجرات ' تحصیل گجرات جو کہ حکمرانوں کے اپنے حلقوں میں سے ہیں۔ میں اس فنڈ کی اس لئے مخالفت کرتا ہوں کہ اس فنڈ کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں بھی وزیراعلیٰ صاحب جاتے ہیں اور جہاں پر ضمنی انتخابات ہوتے ہیں وہیں پر سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کے منصوبوں کے اعلانات ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں ٹریژری بنچز کے ممبر عامر عثمان جن کا تعلق بھی ضلع گجرات سے ہے 'انہوں نے بھی اس بات کا اظہار کیا کہ ہمارے ضلع میں بلکہ ہمارے صوبے میں چلنے بھی سڑکوں کے منصوبے ہیں اُن سب کاموں میں substandard material use ہوتا ہے اور substandard کام ہوتا ہے کیونکہ جب یہ سپلیمنٹری بجٹ میں پیش کیا جاتا ہے تو آخری تین ماہ میں تمام پراجیکٹس میں تیزی سے مکمل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ خاص طور پر resurfacing کے پراجیکٹس میں کہیں بجری ہے اور کہیں تار کول ہے اور وہ برائے نام پراجیکٹس مکمل کر کے پیسا کمیشن کی صورت میں ہتھیانے کی کوشش کرتے ہیں جس میں سے کچھ ٹھیکیدار لے جاتے ہیں اور باقی ملازمین اور دوسرے افراد لے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! فنانس منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ ہمیں اس وقت اشد ضرورت ہے کہ کسی بھی طریقے سے پراجیکٹس کمیشن کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اس سال ڈویلپمنٹ کا فنڈ تقریباً 12۔ارب روپے ہے اگر ہم اس کو financial کنٹرول کر سکیں' ٹیکنیکل inspections proper کر سکیں اور

اپنے finance کو کنٹرول کر سکیں تو اس پیسے کی value کو بڑھا کر اور حکومت اس سے فائدہ اٹھا کر پراجیکٹ double کر سکتی ہے تو 40-ارب روپے کے پراجیکٹس میں سے صرف 20-ارب روپے کا کام ہوتا ہے۔ اس وقت میں اس چیز کا بھی اظہار کروں گا کہ ہمارے پاس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا ایک ادارہ ہے جو کہ بہت ہی ineffective ہے۔ اسے زیادہ effective بنایا جائے' اس کو زیادہ powers دی جائیں تا کہ گورنمنٹ کا پیسا بلکہ میں کہوں گا کہ public کے پیسے کا صحیح استعمال ہو سکے اور اس کو اس طرح سے ضائع نہ ہونے دیا جائے۔

جناب سپیکر! ٹیکس دینے والے افراد کو ہمیشہ یہ شکوہ رہتا ہے کہ ہم ٹیکس تو دیتے ہیں لیکن اس کے عوض پیسے کے استعمال میں انہیں اعتماد حاصل نہیں ہے تو ان کا اعتماد بحال کرانے کے لئے ہمیں اداروں کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے اور پیسے کے کنٹرول کی ضرورت ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بے دید بچن دی یاری توں اینویں بچ ہوئیں ہاں ٹھیک اے
بے دید کڈانہی ڈکھ سکھ وچ نہ تھیسیا مول شریک اے
نت وعدہ کرے سیاطن دانت دسے سیانویں تریک اے
تے کتا پال کے شا کر کھیر پلاسے دید کولوں تے ٹھیک اے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہوں نے یہ دو ارب 78 کروڑ 28 لاکھ 89 ہزار کا ضمنی بجٹ رکھا ہے اس میں جو تین چار آئٹمز قابل ذکر ہیں جس میں صفحہ نمبر 102 پر آئٹمز 4 میں لکھا ہے کہ

(i) construction of underpass at Mall crossing Lahore, 20 crore.

(ii) construction of underpass at F.C. College Lahore, 22 crore.

پھر اس کے بعد کہتے ہیں کہ،

construction of underpass at Shaukat Ali road Lahore , 17 crore 32 lac

پھر کہتے ہیں کہ،

construction of underpass at Johar Town near Doctors Hospital Lahore, 17 crore 57 lac

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بجٹ میں بھی روڈز پر جو تقریباً 8-ارب اور کچھ کروڑ روپے کا تھا۔ میں نے اس دن بات کرتے ہوئے یہ گزارش کی تھی کہ اس میں بھی 281 سڑکوں میں سے تقریباً 25 یا 27 سڑکیں ملتان' بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں بنائی جا رہی تھیں اور 240 سے زائد ایسی سڑکیں ہیں جو یہ اپر پنجاب کے پانچ ڈویژنوں میں بنا رہے تھے۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ اس وقت بھی ریشو کے لحاظ سے تقریباً 100 سڑکوں اور پلوں پر ملتان' بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژنوں میں ان کا حق بنتا تھا لیکن ہوا یہ کہ وہاں 27 یا 28 پر ان کی زبان بندی کروادی گئی۔(ایک اور بندی بھی ہوتی ہے وہ تو میں نہیں کہتا' نظر بندی ہو جائے گی۔ جیسے ہمارے پیپلز پارٹی کے کارکن آج کل نظر بند ہیں۔) اب میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت بھی نظر انداز کر دیا گیا چلو ضمنی بجٹ آیا تو ضمنی بجٹ کا تو عام طور پر مفہوم یہ ہوتا ہے کہ یہ کسی ایمرجنسی کی شکل میں' کسی ضرورت کی شکل میں اگر نارمل بجٹ کم ہو گیا ہے تو ضمنی بجٹ چلو آجاتا ہے اور وہ ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ لیکن ضمنی بجٹ پیش کرتے وقت بھی اگر ملتان' بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژنوں پر بھی مہربانی کر دی جاتی اور وہاں پر صوبائی وزیر خزانہ کی عزت کو مد نظر رکھتے ہوئے' ڈپٹی سپیکر صاحب کی خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر کوئی پل بنا دیا جاتا' ملتان سے ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے درمیان کوئی روڈ ڈبل کر دیا جاتا' ڈیرہ غازی خان کا کوئی بائی پاس بنا دیا جاتا لیکن وہ تمام ہی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ میں مختصر بات کر کے اجازت چاہوں گا کیونکہ حاتم ختم ہونے والا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں' یہ سارے جو پیغامات کھڑے ہو ہو کر میں سناتا ہوں اور figure آپ کو دیتا ہوں تو اس سے میرا مقصد قطعی طور پر یہ نہیں ہوتا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہاں کچھ

کام نہ کئے جائیں۔ میں نے اس دن بھی ذکر کیا تھا کہ 2000 ملین روپے سے یہ رنگ روڈ لاہور بنا رہے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ 200 ملین روپے سے یہ مال روڈ پر آواری ہوٹل سے جی پی او تک کارپٹنگ کر رہے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ 500 ملین روپے سے یہ کلمہ چوک پر انڈر پاس بنا رہے ہیں' کئی سو ملین سے یہ مزنگ پر انڈر پاس بنا رہے ہیں اور اسی طرح سے کئی اور روڈز اور چوک لاہور میں بن رہے ہیں تو لاہور ہمارا اپنا شہر ہے' اس کا غلط مفہوم نہ سمجھا جائے لیکن میں جو نقطہ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر آپ فنڈز کی مساوی تقسیم نہیں کریں گے' اختیارات کی مساوی تقسیم نہیں کریں گے تو automatically وہاں کے لوگوں کا شکوہ ہے اور لوگوں کے اعتراضات ہیں جو یہاں پر بیٹھے ہوئے جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے تقریباً ہر ایم۔ پی۔ اے جس کا کوئی تازہ تازہ کام جی ایم سکندر صاحب کے پاس پھنسا ہوا نہیں ہے' وہ کھڑا ہو کر اظہار خیال کرنا چاہتا ہے' وہ بات کرنا چاہتا ہے' وہ اپنے جذبات کی ترجمانی کرنا چاہتا ہے اور میں آپ کو حقیقت بیان کرتا ہوں کہ جب میں تقریر کر کے یہاں سے باہر نکلتا ہوں تو پیپلز پارٹی والے تو مجھے کم appreciate کرتے ہیں لیکن جنوبی پنجاب کی ساری کی ساری (ق) لیگ مجھے کھڑا کر کے کہتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب! "کمال کر دتی"۔ یہ انہی کی حوصلہ افزائی ہے جب میں کھڑا ہو کر ان کی ترجمانی کرتا ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ آپ مہربانی کریں' وزیر صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں' حکومت کے لوگ بھی بیٹھے ہیں' ہمارا مدعا اور نقطہ نظر یہ ہے کہ سڑکیں بناتے وقت اور پل بناتے وقت' ڈویلپمنٹ کا فنڈ بناتے وقت مہربانی کر کے پسماندہ علاقوں کے لوگوں کے گلے اور شکوے دور کئے جائیں اور اگر آپ ڈویلپمنٹ فنڈز دے رہے ہیں تو یہ اچھی بات ہے تو انہیں بلا کر اعتماد میں لیں۔

جناب سپیکر! ضلع لودھراں والے چار ایم۔ پی۔ اے ایک دن اکٹھے تھے اور پوری بجٹ کی کتابیں کھول کھول کر کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب! "ایندے وچ کوئی ہک اگر منصوبہ وی ضلع لودھراں دا لبھ ڈیو نا تے اساں تیکوں انعام دے سوں"۔ میں نے بھی بڑی کوشش کی اور کوئی ایک آدھ کے علاوہ اور کچھ نہ ملا تو "میں کہیا کہ کھڑے تھی کے گال کرو" تو "انہاں آکھیا کہ مجبوری بڑی اے"۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کی محرومیاں بعد میں مسائل پیدا کرتی ہیں۔

آخری بات عرض کرتا ہوں کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس قسم کے مسائل' اس قسم کی تفریق ختم ہو اور اس دن بھی میں نے عرض کی تھی اور آج پھر میں آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں کہ اگر مسلم لیگ (ق) کے حکمران جنوبی پنجاب کے لوگوں کی محرومیاں ختم کریں گے' ان کے گلے' شکوے اور شکایات ختم کریں گے' ان کی سڑکیں اور پل تعمیر کریں گے تو یہ بتائیں کہ اپوزیشن کے پاس اگلے الیکشن میں show کرنے کے لئے کیا ہو گا؟ کیونکہ بول بالا تو ان کا ہو گا ہمارا تو نہیں ہو گا۔ میں نے عرض کی تھی کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ جنوبی پنجاب میں اتنے اچھے کام کر جائیں کہ مجھ جیسا بندہ اگلی مرتبہ اسمبلی میں بھی نہ پہنچ سکے اور آپ کا نمائندہ جیت جائے لیکن جس طریقے سے یہ کام کر رہے ہیں اس سے تو یہ لگتا ہے کہ الحمد للہ اگلی مرتبہ ان کا صفایا ہو گا اور ہمارا بول بالا ہو گا۔ خدا حافظ۔

جناب سپیکر، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر پہلے ایک وضاحت کر دوں کہ ہماری next ڈیمانڈ نمبر 22 ارگیشن ورکس پر ہے ارگیشن اینڈ کمیشن پر نہیں تھی میرا خیال ہے کہ وہ misquote ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! 29 لکھی ہوئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، نہیں' 29 تو سپلیمنٹری نوٹ کن ہے نا۔ یہ نوٹ کن پر نہیں تھی بلکہ یہ main گرانٹ پر تھی۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ کون سی ہے؟

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ ڈیمانڈ نمبر 22 ہے۔ میں یہاں پر سب سے پہلے جو important چیز بجٹ کی ہوتی ہے وہ سپلیمنٹری میں فنانشل رولز کے مطابق بیشتر دوستوں نے کہا ہے کہ اس میں کوئی ایسی provision نہیں ہوتی کہ جو اپنے original targets سے بھی exceed کر جائے۔ آپ دیکھیں کہ financial discipline کے لئے آپ سب سے پہلے سکیم کی نشاندہی کرتے ہیں۔ پھر اس کا سروے ہو جاتا ہے' اس کے estimates ہوتے ہیں' پھر administrative approval, technical

approval اور ٹینڈر ہوتا ہے۔ اس پورے سسٹم میں جو سیلیکٹری گرانٹس آئی ہیں جو انہوں نے demand create کی ہے Those are 400 and 55 schemes اور اس میں ان کی سیلیکٹری ڈیمانڈ 2۔ارب 78 کروڑ 28 لاکھ 89 ہزار ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ آپ لاہور میں اس کے لئے انڈر پاسز بنائیں یا جو بھی بنائیں لیکن جب آپ main areas کو نظر انداز کرتے ہیں مثلاً ہمارے چشتی صاحب نے پاکپتن کا یہاں پر کہا تھا تو سب سے پہلے community کا سسٹم یہ ہوتا ہے کہ آپ distance کم کریں اور communication بڑھائیں۔ میری وزیر صاحب سے درخواست ہے کہ اگر یہ پاکپتن اور منچن آباد کے درمیان پل بنا دیں تو آپ کا distance 70 کلو میٹر سے کم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر احمد پور سیال اور شورکوٹ کے درمیان آپ دریا پر پل بنا دیں تو آپ کا 80 میل کا فاصلہ cover ہو جائے گا۔ اس طرح آپ کی اس میں پٹرول اور وقت کی saving ہے۔ مگر آپ دیکھیں unfortunately کسی میں بھی یہ depict نہیں ہوا۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کے تحت،

All the schemes recommended by the Federal Govt. are to be funded by Federal Govt. until and unless it is naturally agreed upon

اب آپ دیکھیں آپ کے پاس یہاں کی recommendations آتی ہوں گی۔ جیسے میں نے ڈھاک پتن پل کی بات کی ہے یہ سکیم پرائم منسٹر سیکرٹریٹ سے منظور ہوئی تھی مگر انہوں نے کہا تھا کہ یہ نیشنل ہائی وے میں نہیں آتی بلکہ یہ صوبائی حکومت میں آتی ہے۔ اس کا ٹوٹل پراجیکٹ 31 کروڑ روپے کا تھا اور میرے محترم وٹو صاحب ابھی یہاں تشریف فرما ہیں یہ بھی دیکھ لیں کہ اس سے 80 میل کا فرق پڑے گا لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ جیسے کانڑہ صاحب نے کہا تھا یہ عجیب سا سسٹم بن گیا ہے کہ by-election آپ آتے ہیں، جاتے ہیں اور اعلان کر دیتے ہیں مگر آپ کو سب سے پہلے اپنی priorities فکس کرنی چاہئیں کہ یہ سڑکیں بہت اہم ہیں۔ جس طرح آپ کا ساہیانوالہ ہے اس کو اگر آپ کھڑیانوالہ سے connect کریں گے تو flow of traffic ادھر ہو جائے گا۔ آپ کا اگر بائی پاس سے connect ہو جائے گا تو اس سے لوگوں کو فائدہ ہو جائے گا مگر اب ہو یہ رہا ہے آپ کے علم میں

بھی ہو گا کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹس بننے کے بعد صوبائی حکومت کے پاس سڑکوں و پلوں کے کام کم رہ گئے ہیں۔ پلوں کا کام اس وقت تین ایجنسیاں کر رہی ہیں۔ ارگیشن کے پل ارگیشن والے خود بنا رہے ہیں اور Road and Bridges والے بھی بنا رہے ہیں اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بھی بنا رہی ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہ جتنی بھی financial discipline کو مدنظر رکھتے ہوئے یا جتنی آپ نے allocations کی ہیں اور یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ آپ نے پیسا خرچ کر لیا ہے اور اب آپ اس کی اجازت لینے آ رہے ہیں یہ بہتر ہوتا کہ آپ اس کو پہلے منظور کراتے۔ جیسے ایک آدمی کی تنخواہ تین ہزار روپے ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ جا کر اپنے employer کو کہے کہ جناب! میں نے تو زیادہ خرچ کر لیا ہے؛ آپ مجھے دو ہزار روپے اور دے دیں۔ جناب! financial discipline لانے کے لئے آپ Rules and Regulations کو follow کریں اور میری درخواست ہو گی کہ وزیر C&W ایک وضاحت فرما دیں کہ اس میں ایسی کیا urgency تھی کہ کروڑوں اربوں روپے کی سکیم without any financial discipline منظور کر لی؛ جیسے کل میں نے کہا تھا کہ اگر آپ کے پاس ایک سال کا Vision نہیں ہے تو Vision 2020 کیسے ہو گا؛ لہذا یہ سیلیکٹری ڈیمانڈ This is unjustified. آپ نے ایوان کی اجازت کے بغیر اور بغیر کسی financil discipline کے اور technical approval کے بغیر بھی آپ نے payment رکھی ہے which is against the financial Rules. میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات، شکریہ۔ جناب سپیکر!

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! کیا لسٹ میں میرا نام بھی ہے؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب! نام تو کافی تھے لیکن رانا ثناء اللہ خان کی طرف سے جو لسٹ آئی ہے اس میں

آپ کا نام نہیں تھا۔ لیکن آپ بات فرمالیں۔

سید ناظم حسین شاہ، شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مہربانی فرمائی۔ جیسے میرے بھائی جاوید صدیقی صاحب' رانا آفتاب صاحب ابھی بات کر رہے تھے یہاں بجٹ میں بات کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر حکومت سے محبت میں کچھ چیزیں رہ گئی ہیں تو ہم اس کو پوائنٹ آؤٹ کریں اور وہ خوش دلی سے اس کو قبول کرلیں۔ آپ روڈز کو دیکھیں اور آج کل دنیا میں سب سے اہم رول road communication ادا کر رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ مذہب کی بھی افادیت اس وقت تک ہوتی ہے جب وہ تعصب سے پاک ہو۔ کیونکہ اس دنیا میں اگر سب سے پہلے ideological commitment ہوئی ہے تو وہ مذہب کے نام پر ہے اور وہی commitment ہوتی ہے جو ideological ہوتی ہے۔ Personal commitment is not commitment اور مذہب کی افادیت اس وقت تک رہتی ہے جب وہ تعصب سے پاک ہو۔ یہاں آپ دیکھیں کہ ہمارے ساتھ 125 out of ملتان کے لئے صرف دو پراجیکٹ رکھے گئے ہیں۔ اگر آپ ملتان کی تاریخی حیثیت دیکھیں تو اس کو مدینہ الاولیاء بھی کہا جاتا ہے۔ آپ اسے تاریخی اعتبار سے، دیکھیں آرکیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے حساب سے ان کا کہنا ہے کہ یہ ساڑھے نو ہزار سال پرانا ہے اگر آپ البیرونی کے حساب سے لیں جو محمود غزنوی کا رائیٹر تھا وہ کہتا ہے کہ یہ شہر 2 لاکھ 10 ہزار سال پرانا ہے۔ اگر آپ اس حساب سے لیں کہ حضرت نوح علیہ السلام جن کو آدم ثانی کہا جاتا ہے ان کے ویسے تو 18 بیٹے ہیں لیکن تین بیٹے مشہور ہوئے ہیں۔ پہلا ہے ارفشن' پھر ارفشن سے کیورس جس نے بلخ میں بادشاہت کی بنیاد رکھی۔ دوسرے حضرت ہام تیسرے حضرت یاسف۔ حضرت یاسف کے دو بیٹے تھے ایک کا نام چین دوسرے کا نام تُرک۔ حضرت ہام کے چار بیٹے تھے ایک کا نام ہند' دوسرے کا بند بند سے بنگال' تیسرے، کا نام مہر والا اور چوتھے کا نام سندھ۔ اور سندھ کے بیٹے کا نام ملتان ہے۔

جناب والا! لاہور کے بارے میں بھی یہ کہا جاتا تھا کہ یہ مضافات ملتان ہے۔ میں اس لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ ہمارے ساتھ جو تعصب اور زیادتی برتی جا رہی ہے اس کو ختم کیا جائے۔ کیونکہ جو چیز انصاف پر مبنی نہ ہو تو اس کی کبھی بھی لوگوں میں پذیرائی نہیں ہوتی۔ جس طرح

A deception and fraud cannot replace the truth and virtue

یہاں پر ہمارے بہت حسین و جمیل وزیر خزانہ صاحب ہیں۔ مجھے یہاں پر ایک بات یاد آ رہی ہے کہ شاید راجن پور کے لئے ان کی بڑی شفقت ہو گی کیونکہ وہ بھی جنوبی پنجاب میں آتا ہے۔ مگر یہاں پر مجھے ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے کہ ایک امیر آدمی کو دودھ پینے کی عادت تھی وہ رات کو سوتے ہوئے ہر روز ایک کلو دودھ پیتا تھا اس کا ایک نوکر تھا اس نے تین پاؤ دودھ اور ایک پاؤ پانی ملانا شروع کر دیا۔ مالک نے شکایت کی کہ تم دودھ میں پانی ملا رہے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں جناب! اگر آپ ثابت کر دیں تو جو مرضی سزا دیں۔ اس نے دوسرے نوکر کو رکھ لیا۔ مثال کے طور پر دودھ ایک روپے کلو تھا تو اس نے کہا کہ ہمارے تو چار آنے ملتے ہیں پہلے والے نے دوسرے کو کہا کہ آپ بھی چار آنے لیں پھر آدھا پانی اور آدھا دودھ شروع ہو گیا۔ مالک نے پھر شکایت کی۔ پھر اس نے ان کی نگرانی کے لئے تیسرا آدمی ڈھونڈا۔ پہلے نوکروں نے اس کو کہا کہ ہم تو چونی بانٹتے ہیں اس نے کہا کہ پھر ہماری چونی کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ بھی لیں۔ پھر تین پاؤ پانی اور ایک پاؤ دودھ شروع ہو گیا۔ پھر اس نے بہت ڈھونڈ ڈھانڈ کے چوتھا آدمی رکھا۔ اسے بھی چونی کا کہا گیا لیکن اس نے کہا کہ مالک کو کون جواب دے گا؟ پہلے والے نے کہا کہ میں دوں گا۔ وہ پانی لے کر مالک کے پاس چلے گئے۔ مالک کو عادت تھی دودھ کی جب اسے دیا گیا تو اس نے غصے کے ساتھ نیچے گرا دیا' بہت شور شرابا ہوا لوگ اکٹھے ہو گئے لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہوا اس نے کہا کہ میرے ساتھ یہ حشر ہوا ہے۔ نوکر جاتے ہوئے دودھ کی دکان سے بالائی لیتے گئے اور وہ بالائی اس کی مونچھوں پر لگا دی جب نوکروں سے پوچھا گیا تو چاروں نے کہا کہ ہمارے پاس ثبوت یہ ہے کہ مالک صاحب کی مونچھ کو ابھی بھی بالائی لگی ہوئی ہے۔ تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ صرف بالائی ہمارے فنانس منسٹر صاحب کو لگی ہوئی ہے کیونکہ یہ بھی جنوبی پنجاب سے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اہم منسٹریز سے جنوبی پنجاب کو محروم کیا گیا ہے۔ ہمیشہ محرومیوں کی وجہ سے ہی نفرت پیدا ہوتی ہے۔ ہم اس لئے سرائیکی صوبے کی بات کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے' ہمیں کسی سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ آپ ڈویلپمنٹ کریں مگر ڈویلپمنٹ اس طریقے سے کریں کہ وہ انصاف پر مبنی ہو۔ ڈیمو کریسی کا مطلب بھی یہی ہے۔ ہر علاقے سے ہر آدمی منتخب ہو کر آتا ہے تو اس کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ یہاں پر میں ایک مفکر کا' ڈیمو کریسی کے سلسلے میں جو اس نے definition کی ہے وہ بھی میں

یہاں پر عرض کروں،

Democracy is like the fragrance of spring flower, it is a melody of liberty, richer in sensation than a tangible touch, but more than feeling, democracy is fundamental right, it is a adult franchise, the secrecy of ballot, free press, free association, independence of sub judiciary, supremacy of the legislature, control on the executive.

جناب سپیکر! میں نے آپ کے سامنے یہ ڈیمو کریسی کی definition بیان کی ہے کیونکہ

It is the justice which satisfies the people.

کبھی تعصب سے کوئی معاشرہ دیر تک نہیں رہ سکتا کیونکہ آپ دیکھیں کہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ

A drop of honey catches more flies than a gallon of Gall.

اس لئے جو چیز جب تک انصاف پر مبنی نہ ہو' آگے لوگوں میں اس کا اچھا تاثر نہیں ہوتا اس لئے ہماری یہ گزارش ہے اور ہم یہ اس لئے cut motion پر کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں' آپ دیکھیں کہ ابھی بھی انڈس ہائی وے ملتان وسط میں آتا ہے۔ کراچی سے اگر آپ لاہور آئیں' پشاور آئیں تو آپ کو ملتان سے گزر کر آنا پڑتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ فنانس منسٹر صاحب اس چیز کو دیکھیں کیونکہ Social and economical inequality breeds violence. اس لئے یہ میری گزارش ہے کہ فنانس منسٹر صاحب اس طرف توجہ دیں۔ ہمارے جنوبی پنجاب کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کا ازالہ کریں۔ ہم ان کے مشکور اور شکرگزار ہوں گے اور چیف منسٹر اور باقی دوستوں کے بھی شکرگزار ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میرا بھی اس میں نام ہے۔ مجھے بھی آپ اجازت دیں۔ ایک دو منٹ میں دو چار باتیں کرنی ہیں۔

جناب سپیکر، نائم بہت کم ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! دو تین منٹ تو دے دیں ناں۔ میرا نام تھا۔

جناب سپیکر، اگلی ڈیمانڈ پر آپ بات کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، اگلی پر میں نے بات نہیں کرنی۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے تین باتیں اس حوالے سے کرنی ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح محترم وزیراعلیٰ صاحب نے Vision 2020 دیا ہے۔ میں ذاتی طور پر اس طرح کے Vision دینے کے مخالف نہیں ہوں۔ آدمی کو بہت آگے کی سوچ رکھنی چاہیے لیکن میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ صرف micro level کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں' micro level پر بھی اس کی تفصیلات ہمارے سامنے آنی چاہئیں۔ ماضی کے اندر ہمیں معلوم ہے کہ جب حکومتیں تبدیل ہوتی ہیں۔ ایک منصوبہ ایک ایم۔ پی۔ اے نے شروع کیا ہوتا ہے اور جب وہ اگلا آنے والا کسی دوسری پارٹی کا ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ وہیں abandon ہو جاتا ہے اور اس پر ایک نیا منصوبہ شروع ہو جاتا ہے اور مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ اربوں روپے اسی غلط پریکٹس کے نتیجے کے اندر تباہ و برباد ہوتے ہیں۔ اب بھی اس کے نشانات فیلڈ کے اندر موجود ہیں۔ اس لئے میں محترم وزیر مواصلات سے یہ گزارش کروں کہ اس حوالے سے اگر وزیراعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ ہم کوئی Vision دے رہے ہیں وہ اس محکمے کے حوالے سے بھی اس کی پوری ماسٹر پلاننگ کریں تاکہ پیسا تسلسل کے ساتھ منصوبہ جات پر لگے اور پیسے کا زیاں نہ ہو۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں نے یہ عرض کرنی ہے کہ یہ جو ہر نیشنل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے اندر ایک کمیشن کا مستقل سسٹم بن گیا ہے' آپ کو یاد ہو گا کہ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے میں نے یہ بات عرض کی تھی کہ بیس سے پچیس فیصد کمیشن محکمے کے افسران ہڑپ کر جاتے ہیں تو اس پر راجہ صاحب نے اٹھ کر یہ بات کہی تھی کہ نہیں جی! میں اس کے اندر حصے دار نہیں ہوں۔ بات یہ نہیں ہے کہ

حصے دار کوئی ہے یا نہیں ہے؛ بات یہ ہے کہ غریب عوام کے پیسوں کے ساتھ کوئی منصوبہ مکمل ہونا ہے تو اس کے سارے کے سارے پیسے اس منصوبے کے اوپر لگنے چاہئیں اور یہ کس نے حق دیا ہے انجینئر صاحبان کو اور محکمہ جات کے اعلیٰ اہلکاران کو کہ وہ غریب عوام کے پیسوں پر ڈکیتی ماریں حالانکہ وہ پوری تنخواہ لیتے ہیں اور اس کام کو کرنے کے لئے وہ duty bound ہیں۔ اس کے بارے میں کوئی منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے' کوئی cut لگانے کی ضرورت ہے۔ صرف یہ بات کہہ کر کہ جناب! یہ معاملہ سلجھتا نہیں ہے' یہ عرصے سے چلا آ رہا ہے اور پھر یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ باقی ممالک کے اندر بھی سلسلہ شروع ہے یہ کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے بارے میں' میں چاہتا ہوں کہ اس کا کوئی نہ کوئی بندوبست ہونا چاہیے۔ ناصر گزارش یہ ہے کہ ایک ٹھیکیدار کی ایکسیئن' ایس ای یا جس سے بھی اس کی ملی بھگت ہے' وہ کم قیمت دے کر دس منصوبے لے لے گا۔ وہاں ٹینڈر کے اندر کم قیمت ڈال دے گا' اس کو دس منصوبے الاٹ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ یہ کرے گا کہ وہ منصوبے sublet کرے گا۔ دوسرے ٹھیکیدار سے ایک لاکھ روپیہ لے گا اور دس لاکھ کا منصوبہ اس کو دے دے گا۔ پھر ایک اور ٹھیکیدار سے دو لاکھ روپیہ لے گا' بارہ لاکھ کا منصوبہ اس کو دے دے گا۔ یعنی اس طرح جن لوگوں کی کام کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔ انھوں نے پیسے دے کر محکمے سے صرف رجسٹریشن کرانی ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ ٹھیکہ بات لے لیتے ہیں اور اس کے بعد جو کام ہوتا ہے وہ انتہائی ناقص ہوتا ہے اور یہ بات بھی سوچنے والی ہے کہ یہ جو سسٹم ہے کہ کم قیمت اگر کوئی دے گا تو اسے ہی لازماً ٹینڈر دینا ہوگا۔ اس کے نتیجے میں جیسے میں نے عرض کیا کہ دس ٹھیکے ایک آدمی لے جاتا ہے اور اس کی وہ capacity ہی نہیں ہوتی' اس کے پاس مشینری نہیں ہے' اس کے پاس اتنے ٹیکنیکل آدمی نہیں ہیں تو اس کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ محکمہ اس پر غور کرے اور کوئی higher ceiling fix کرے۔ مثلاً یہ مختلف levels پر fix کر دیں کہ بیس لاکھ روپے سے زائد اگر ایک آدمی کے پاس ٹھیکے آ گئے تو اس کے پاس مزید ٹھیکہ نہیں جائے گا یا یہ کہ پانچ ٹھیکوں کے بعد نئے ٹھیکیدار کو ٹھیکے الاٹ ہوں گے' بیشک اس نے کم قیمت دی ہو۔ تاکہ کام بہتر طریقے سے فیلڈ کے اندر ہو جائے اور یہ sublet کرنے کے معاملات نہ ہو سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں عرض یہ کروں گا کہ یہ جو منصوبہ جات بنتے ہیں اس کی proper نگرانی کی بھی ضرورت ہے۔ اب میں آپ کو عرض کروں گا کہ ملتان اور بہاولپور کے درمیان سنگ برج ہے۔ بہاولپور سے نکلیں تو سنگ برج آ جاتا ہے۔ اب برج سے کوئی ایک ایک فرلانگ پہلے محکمے نے تین تین کروں کے اوپر مشتمل وہاں weighing machine لگانے کے لئے کہ اس کے اوپر ہم نے دیکھنا ہے کہ کتنے وزن کا ٹرالر یا ٹرک پل کے اوپر سے گزرے گا اور پل کے اوپر اس کے کیا فائدے اور کیا نقصانات ہوں گے اور کس طرح کا پل آئندہ بننا چاہیے' کس قسم کی مرمت درکار ہے؟ یہ کوئی 80/90 لاکھ روپے کی لاگت سے دونوں جانب statue کھڑے کر دیئے گئے۔ میں بالکل حقاً کہتا ہوں کہ ایک دفعہ بھی کسی ٹرک کا اس پر کوئی باضابطہ وزن نہیں کیا گیا اور اب صورتحال یہ ہے کیونکہ نیشنل ہائی وے نے سڑک کو extend کرنا ہے۔ اب وہ جو ڈیزائن اس کے اندر ہوتی ہے' جو عین اس کے اندر ہوئے ہیں وہ سارے چھپ جائیں گے۔ نیشنل ہائی وے والوں نے آدھے سے زیادہ اس کو گرا دیا ہے۔ میں ہر دوسرے تیسرے دن وہاں سے گزرتا ہوں تو اس پر ماتم کرتا ہوں کہ یہ ہماری ایڈمنسٹریشن ہے۔ میں اس میں یہ allegate نہیں کرتا کہ ظہیر صاحب براہ راست اس کے ذمے دار ہیں۔ یہ سال دو سال' اڑھائی سال پہلے کی بات ہے کہ جب یہ سارا قصہ کہانی ہوا ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ آج یہ بااختیار ہیں تو اس بارے میں اس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ یہ کیا کچھ محکمے کے اندر ہوتا ہے اور کمیشن کے علاوہ اس طرح کے fake منصوبہ جات جس کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ایسے منصوبے launch کر دیئے جاتے ہیں۔ منظوری لے لی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں موج میلا کیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ نیچے سے لے کر اوپر تک چلتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ عرض کروں گا کہ جس طرح شاہ صاحب نے عرض کیا ہے۔ سرائیکی صوبے کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ لسانیت کی بنیاد پر کوئی صوبہ نہیں بننا چاہیے اور اگر مزید صوبے بنانے ہیں تو سب سے زیادہ حق بہاولپور ڈویژن کا ہے کہ اس کو صوبے کا درجہ دیا جائے۔ تقسیم ہند سے پہلے یہ باقاعدہ ایک ریاست تھی اور پورے ہاؤس کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ جب پاکستان بن گیا تو خزانے میں پیسے نہیں تھے۔ نواب صادق محمد خان صاحب نے پہلے مہینے کی تنخواہ اپنی

جیب سے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دی کہ اس کے ذریعے سے نظام حکومت کو چلایا جائے۔ کراچی کے اندر جس کار پر محترم قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ماؤنٹ بیٹن حلف برداری کی تقریب میں گئے تھے وہ گاڑی بھی سر صادق محمد خان صاحب کی ملکیت تھی اس لئے ہم بجا طور پر اس کا مطالبہ بھی کرتے ہیں اور کرتے بھی رہیں گے کہ اگر sub division ہو تو بہاولپور کو اس کا حق واپس دے کر اسے صوبہ بنایا جائے تا کہ یہ جو زیادتیاں ہیں جس کی تفصیل صدیقی صاحب اور سارے یہاں پر کرتے ہیں' میں اس کو دہرانا نہیں چاہتا' مجھے اچھا نہیں لگتا لیکن یہ ساری details ہمارے لئے بڑے دکھ کا باعث ہیں۔

جناب سپیکر: جی' شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ مہربانی۔ جی' محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' محترمہ فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے وزراء کی فوج ظفر موج جو کہ یہاں پر بیٹھی ہوئی ہے کی توجہ چاہتی ہوں۔ یہاں جو معزز ممبر بھی بات کرتے ہیں انھیں proper طریقے سے سنا نہیں جاتا۔ یہ وزراء سوائے اپنی باتیں کرنے کے' کچھ نہیں کر رہے۔ یہ تو ہاؤس کی کارروائی کی طرف توجہ ہی نہیں دے رہے۔ یہ سن ہی نہیں رہے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں؛ ہم خواہ مخواہ آپ کا اور اپنا سر کھپاتے ہیں۔ بات کرنے کا فائدہ کوئی نہیں کیونکہ انھوں نے تو توجہ ہی نہیں دینی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ پلیز خاموشی اختیار کی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! شکریہ۔ آج کٹوتی کی اس تحریک پر ہمارے کچھ ساتھیوں نے اپنے ارشادات فرمائے۔ میں اپنی بات کرنے سے پہلے اپنے ساتھیوں کے ارشادات سے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ ارشد محمود بگو صاحب نے سڑکوں اور پلوں کی حالت زار کے متعلق کہا ہے اور underpasses کے بارے میں بھی اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ لاہور میں جو انڈر پاس بنے ہیں۔ پہلے انڈر پاس پر آٹھ کروڑ روپے کی بچت دی گئی اور دوسرے پر 6 کروڑ روپے کی بچت ہوئی۔ اس

طرح سارے underpasses پر تقریباً 18 کروڑ روپے کی بچت دی گئی۔ اس کے علاوہ time saving کا culture بھی یہاں پر دیا گیا۔ پہلے ایک انڈر پاس کی تعمیر دو دو سال تک لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث بنتی تھی اور ٹریفک کی inconvenience ہوتی تھی۔ تنویر اشرف کاڑہ صاحب نے پچھلے سال کی نسبت اس سال زیادہ ضمنی بجٹ کا مطالبہ کرنے کی بات ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ضلع گجرات پر زیادہ فنڈز خرچ کرنے کے بارے میں کہا ہے۔ معزز رکن کی یہ اطلاع درست نہیں ہے۔ دوسرا انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ گجرات میں ناقص میٹریل استعمال کیا جا رہا ہے یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ ہم میٹریل کی باقاعدہ چیکنگ کرواتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب نے حسب معمول ضمنی بجٹ کی بات تو کچھ نہیں کہا۔ انہوں نے شاکر صاحب کا ایک شعر پڑھا ہے اور اپنے مخصوص انداز میں کچھ نفرت کا اظہار کیا ہے۔ چونکہ ضمنی بجٹ اور کنوتی کی تحریک کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں فرمایا اس لئے میں بھی انہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب نے پاکپتن پل کے بارے میں کہا ہے۔ تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ already ہمارے زیر غور ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب کی طرف سے ہمیں far-flung areas..remote areas پر کام کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس کی ٹریفک count کو دیکھ لیا جائے گا اگر ٹریفک countپوری ہوتی ہو گی تو انشاء اللہ یہ پل بھی بنایا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ T.S کے بغیر expenditure کیا جاتا ہے۔ پچھلے ضمنی بجٹ میں ہمارا جتنا بھی کام ہوا ہے اس میں سے کوئی expenditure بھی T.S کے بغیر نہیں کیا گیا۔ سید ناظم حسین شاہ صاحب نے چند ایک حکایات سنائی ہیں۔ ضمنی بجٹ سے تو حکایات کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ انہوں نے انڈس ہائی وے کے بارے میں اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے' تو میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایک National Project ہے۔ اس کا محکمہ C&W سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر ! محکمہ Communicaton and Works آٹھ ہزار سات سو لمبی سڑکوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ نئی سڑکیں بناتا ہے۔ devolution plan کے تحت ضلعی حکومتوں کو 32 ہزار کلومیٹر سڑکیں ہم devolve کر چکے ہیں۔ ایک بہت بڑی road empire ضلعی حکومتوں کو hand over کی گئی ہے۔ اس کے لئے 5th Chief Engineer کو Districts Monitoring & Support سیل کا

انچارج بنایا گیا ہے۔ ضلعی حکومتوں کی سڑکوں کے معیار، میٹریل کو چیک کرنے اور دوسری مختلف شکایات کے ازالہ کے لئے بھی یہ کام کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو پنجاب میں سڑکوں اور پلوں کا بہترین معیار نظر آئے گا۔

جناب سپیکر! ڈاکٹر وسیم اختر صاحب نے ٹھیکہ جات سے متعلق اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں کہ ہم نے reshuffling کا ایک سسٹم دیا ہے اس کے اندر ٹھیکہ جات یا ٹینڈر issue کرنے کے لئے یہ ضروری کر دیا گیا ہے کہ جب ٹینڈرز issue کئے جائیں، ٹینڈر open کئے جائیں تو وہاں پر کوئی منتخب نمائندہ موجود ہو۔ خواہ وہ کوئی کونسلر، ناظم، کوئی ایم۔این۔اے یا ایم۔پی۔اے ہو اور اگر ایک صحافی کو بھی بلالیا جائے تو بہتر ہے۔ یہ ایک تحریری طور پر آرڈر جاری کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال کے بجٹ میں C & W کے لئے، road infrastructure کے لئے 1500 ملین مختص کئے گئے تھے جو کہ ongoing projects کے لئے بھی ناکافی تھے۔ چہ جائیکہ نئے منصوبہ جات کی بات کی جاتی۔ اس 1500 ملین روپے خرچ کرنے کے بعد ہم نے عوامی اہمیت کے حامل نئے منصوبہ جات کو شروع کیا اور اس میں ہمارے اخراجات تقریباً 484 ملین روپے کے قریب تھے جس کی گرانٹ ہمیں مطلوب تھی لیکن 1500 ملین میں سے اپنی saving کو نکال دینے کے بعد اب ہمیں جو گرانٹ مطلوب تھی وہ اس وقت آپ کے سامنے زیر غور ہے جس پر کنوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے۔ ہم نے 155 منصوبہ جات شروع کئے تھے جس میں سے 70 مکمل ہو چکے ہیں اور 85 ابھی تک نامکمل ہیں جو کہ اب ongoing منصوبوں میں شامل ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب کے اندر road infrastructure کو بہترین صورتحال میں رکھنے کے لئے، اس کی repair کے لئے بھی ایک yardstick مقرر کر دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں دس فٹ چوڑی، ایک کلومیٹر سڑک کے لئے 30 ہزار کے قریب ہم repair میں بھی دیتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اس وقت تک ہمارے محکمے نے جتنا بھی کام کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ اس communication infrastructure کو develop کرنے کے بعد، ان سڑکوں کی وجہ سے صوبے میں تعلیم، صحت اور جو دوسری سہولیات ہم پہنچائی گئی ہیں ان سے عوام بہتر طور پر استفادہ کر سکتے ہیں اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس

کنوتی کی تحریک کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"2-ارب 78 کروڑ' 28 لاکھ' 89 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 24 "شاہرات و پل" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 2-ارب' 78 کروڑ' 28 لاکھ' 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: رانا آفتاب صاحب! کیا آپ مطالبہ زر نمبر 22 کے بارے میں فرما رہے تھے؛ جو نوٹس موصول ہوا ہے وہ تو مطالبہ زر نمبر 29 کے بارے میں ہے۔ اگر آپ مطالبہ زر نمبر 22 کو take up کرنا چاہتے ہیں تو وہ کر لیں۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر! ہم مطالبہ زر نمبر 22 کو take up کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ تو as a token supplementary ہے۔ اس کی اصل amount یہ ہے۔

جناب سپیکر : چلیں ٹھیک ہے۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 22 پیش کریں۔

وزیر خزانہ : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 1-ارب 31 کروڑ 20 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے

والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد " تعمیرات آبپاشی " برداشت کرنے پڑیں گے۔ "

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

" ایک ضمنی رقم جو 1۔ارب 31 کروڑ 20 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد " تعمیرات آبپاشی " برداشت کرنے پڑیں گے۔ "

RANA AFTAB AHMAD KHAN: I oppose it.

DR. SYED WASEEM AKHTAR: I oppose it.

MR EHSAN UL HAQ AHSAN NOULATIA : I oppose it.

جناب سپیکر، مطالبہ زر نمبر 22 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب قاسم ضیاء' رانا آفتاب احمد خان' ملک اصغر علی قیصر' جناب سمیع اللہ خان' راجہ محمد شفقت خان عباسی' جناب للہ شکیل الرحمٰن' جناب جہانزیب امتیاز گل' راجہ ریاض احمد' محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری' ڈاکٹر نادیہ عزیز' چودھری زاہد پرویز' حاجی محمد اعجاز' محترمہ طلعت یعقوب' جناب تنویر اشرف کائرہ' جناب پرویز رفیق' محترمہ میمونہ نبیل' چودھری محمد شرف کمبوہ' جناب جاوید اکبر ڈھلوں' شیخ عزیز اسلم' ڈاکٹر اسد معظم' محترمہ فائزہ احمد' جناب علی حسن رضا ناضی' چودھری اعجاز احمد سماں' جناب طاہر اختر ملک' ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی' جناب احسان الحق احسن نولایا' جناب محمد یار ماموںکا' جناب جاوید حسن گجر' جناب اشتیاق احمد مرزا' سید ناظم حسین شاہ' سید مختار حسین شاہ' راؤ اعجاز علی خان' جناب فیض اللہ کموکا' محترمہ صغیرہ اسلام' محترمہ ثمینہ نوید' بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن' جناب عامر فدا پراچہ' جناب خالد محمود وٹو' جناب محمد ریاض شاہد' سید حسن مرتضیٰ' میاں مسعود حسن ڈار' چودھری محمد شبیر مہر' میجر (ریٹائرڈ) احسان الہیٰ' چودھری مشتاق احمد' سید مظفر حسن کاظمی' جناب محمد اشرف خان' ملک محمد اسحاق بچہ' جناب محمد ارشد جٹ' میاں سیف اللہ اویسی' جناب

شاہد انجم، محترمہ نشاط افزا، محترمہ فرزانہ راجہ، محترمہ نور النساء ملک، محترمہ نجمی سلیم، محترمہ صبیحہ بیگم، محترمہ صائمہ بخاری، محترمہ عذرا بانو، جناب نوید عامر، چودھری اصغر علی گجر، سید احسان اللہ وقاص، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب ارشد محمود بگو، سید اعجاز حسین بخاری، چودھری محمد شوکت، مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی، جناب محمد وقاص، محترمہ طاہرہ منیر، محترمہ زیب النساء قریشی، رانا ثناء اللہ خان، رانا مشہود احمد خان، شیخ اعجاز احمد، شیخ تنویر احمد، چودھری محمد شفیق انور، مہر اعجاز احمد اچلانہ، میاں یاور زمان، مہر اشتیاق احمد، ملک محمد اقبال چنڑ، چودھری سجاد حیدر گجر، چودھری محمد اکرم گجر، رانا تجمل حسین، چودھری طاہر اقبال، محترمہ خالدہ منصور، محترمہ نگہت پروین میر، بیگم ریحانہ جمیل، محترمہ عابدہ جاوید، محترمہ افشاں فاروق، محترمہ شہناز سلیم، جناب محمد نواز ملک، ڈاکٹر اسد اشرف، سید مجاہد علی شاہ، راجہ محمد علی، ملک ابرار احمد، چودھری محمد ایاز، راجہ ارشد محمود، جناب محمد آجاسم شریف جناب بلال یسین، جناب کامران مائیکل، جناب محمد افضل کھوکھر، محترمہ پروین مسعود بھٹی، محترمہ نیئر مرتضیٰ لون، محترمہ صبا صادق، چودھری اکبر ندیم، جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، چودھری عبدالغفور، جناب جہانزیب راؤ، چودھری افضل سلطان ڈوگر، جناب عمران اشرف۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"1-ارب 31 کروڑ 20 لاکھ 54 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 22 "تعمیرات آبپاشی" کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"1-ارب 31 کروڑ 20 لاکھ 54 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 22 "تعمیرات آبپاشی" کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR IRRIGATION: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، وزیر آبپاشی اسے oppose کرتے ہیں۔ جی، چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے ایک گزارش کرتا ہوں کہ جب بھی کوئی فرد، کوئی جماعت یا کوئی حکومت اپنی منصوبہ بندی کرتی ہے اور یقیناً ایک اچھی حکومت کام کرنے سے پہلے اپنے سال کی منصوبہ بندی کرتی ہے اور پھر پورا سال اسی منصوبے پر کام کرتی ہے۔ جو حکومت اس منصوبے کے اندر رہ کر اپنے کام کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے یقیناً اس نے یا تو وہ منصوبہ غیر دانشمندی سے بنایا ہے یا اس نے کام کرنے میں غلطی کی ہے۔ تو بنیادی بات یہ ہے کہ جب بھی کوئی حکومت اپنی منصوبہ بندی کرے تو ہر حالت میں اس کو اس منصوبے کے اندر رہ کر کام کرنا چاہیے۔ وہ جب بھی اس منصوبے سے تجاوز کرے گی تو یقیناً اس کا وہ اقدام غلط ہو گا اور پھر 36/36 ارب کی بھاری رقموں پر تجاوز کرنا میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے یہ انتہائی غیر دانشمندانہ اقدام ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ جو بھی منصوبہ بنایا جائے سوچ سمجھ کر دور اندیشی سے بنایا جائے اور پھر اسی پر ہی عمل کیا جائے۔ یہی بہترین طریقہ کار ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک پنجاب میں پانی کا معاملہ ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب چونکہ ایک زرعی صوبہ ہے اور اس کی اکثر آبادی زراعت پر منحصر ہے اس لئے پانی پنجاب کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ پچھلے 5/6 سال سے خشک سالی نے پنجاب کو انتہائی برے طریقے سے متاثر کیا ہوا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کو اگر سب سے اولیت کسی معاملے میں دینی چاہیے تو وہ پنجاب کے اندر پانی کا معاملہ ہے۔ حکومت کو اس پر سب سے زیادہ سنجیدگی سے سوچنا چاہیے۔ اگر حکومت پنجاب نے اس معاملے میں سنجیدگی اختیار نہ کی بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر حکومت پاکستان نے اس معاملے میں سنجیدگی اختیار نہ کی تو یقیناً آنے والے وقتوں میں سندھ اور پنجاب دونوں بنجر ہو جائیں گے۔ صرف یہ نہیں کہ اس سے پنجاب میں نقصان ہو گا بلکہ صوبہ سندھ بھی اس سے متاثر ہو گا اس لئے لازم ہے کہ ہمارے پاس جو پانی موجود ہے اس کو بہترین طریقے سے استعمال کیا جائے۔ پنجاب کے اندر تمام نالوں کو پختہ کیا جائے۔ 100 فیصد نہریں پختہ ہونی چاہئیں اور کھالے بھی 100 فیصد پختہ ہونے چاہئیں۔ الحمدللہ کھال جات تو کافی حد تک پختہ ہو چکے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ 100 فیصد کھالے پختہ ہونے چاہئیں اور پنجاب کی تمام نہریں بھی 100 فیصد پختہ ہونی چاہئیں۔

جناب والا! یہ جو چھوٹے چھوٹے اخراجات کر رہے ہیں ان سے بہتر ہے کہ یہ بہت بڑا خرچہ کر کے کوئی بہت بڑے آبی ذخائر کا بندوبست کریں۔ میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ جو بھی حکومت برسر اقتدار ہو اس کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ صوبے اور پورے ملک کی ضروریات کو پورا کرے۔ اس کے لئے جو بھی لوازمات ہوں، وہ اس نے پورے کرنے ہیں' اس کے لئے تگ و دو کرنی ہے۔ میں اس بات کو پھر دہراتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس بات کا initiative لے اور مرکز سے بات کرے اور بڑے بڑے آبی ذخائر بنانے میں مانع حکومتوں سے بات کرے' ان کے پاس جائیں انھیں منانے کی بات کریں ورنہ یہ بات لازم ہے کہ پورے پاکستان کو بہت بڑا نقصان ہونے والا ہے۔ اگر ہم نے آنے والے وقت میں بہت بڑے آبی ذخائر نہ بنائے۔ جیسے میں کالا باغ ڈیم کا ذکر کرتا ہوں اس کی تعمیر نہ کی گئی تو سندھ بھی متاثر ہو گا اور پنجاب بھی متاثر ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ صرف پنجاب متاثر نہیں ہو گا بلکہ یہ دونوں صوبے بنجر ہو جائیں گے۔ میں یہ بات at par کہہ رہا ہوں کہ سندھ کے تھرپارکر کے علاقے سے اور پنجاب کے اندر چولستان اور تھل کے بہت سارے لوگ خشک سالی کی وجہ سے نقل مکانی کر کے آباد علاقوں کی طرف آ چکے ہیں۔ تو اس نقل مکانی کو روکنے کے لئے لوگوں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے سب سے اولیت اس بات کی ہے کہ ان ذخائر کا بندوبست کیا جائے اور بڑے بڑے آبی ذخائر کا بندوبست کیا جائے۔ جہاں تک اس کٹوتی کا معاملہ ہے یا اس ضمنی بجٹ کا معاملہ ہے تو اس میں بھی یہی بات کہوں گا کہ چونکہ یہ پیسا انہوں نے پہلی منصوبہ بندی کے اندر نہیں رکھا تھا اور اس پر بعد میں خرچ کیا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے فرض سے کوتاہی کی ہے اس لئے میں اس رقم کی منظوری کی اجازت نہیں دیتا بلکہ یہ پورا ایوان اس کی منظوری کی اجازت نہ دے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل میں نے کچھ معاملات ضمنی بجٹ کے بارے میں حکومتی بنچوں کو بتائے تھے۔ کل تو بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر بات ہوئی تھی۔ میں آج ضمنی بجٹ کے بارے میں ان نقطوں کو بیان کروں گا کہ ضمنی بجٹ حقیقت میں انتہائی ناگزیر حالات کے تحت

جن کے بغیر گزارا نہ ہو سکتا ہو جن کے نہ ہونے سے کوئی بہت بڑا خسارہ ہونے کا امکان ہو اور ان معاملات کو روکنے کے لئے سپلیمنٹری کے طور پر اخراجات کئے جاتے ہیں۔

According to the Article 124 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan

تو لفظ ہے particular service insufficent اگر پہلے سے دی ہوئی رقم insufficient ہو اور other needs arisen کوئی ایسی ضرورت پیدا ہو جائے۔ unforeseen ہو اور کوئی new service ہو اور according to the Punjab Budget Manual ہو۔ یہاں پر کہا گیا ہے کہ all of a sudden کوئی اچانک پیدا ہو جائے un expected چیز آ جائے۔ urgent demand سامنے آ جائے اور پھر اگر آپ سپلیمنٹری بجٹ کے طور پر کچھ اخراجات کرتے ہیں تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے پنجاب بجٹ مینوئل میں کہا گیا ہے کہ یہ bad management of finances ہے۔ objectionable in principle ہے۔ اصولاً یہ چیز قابل احترام ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ نہیں ہونا چاہیے۔ پھر کہا کہ bad estimation ہے۔ یہ Vision کی بات کرتے ہیں کہ ہماری بڑی Vision ہے۔ Vision ان کی یہ ہے کہ 30 to 35 percent انہوں نے اندازے سے زیادہ خرچ کیا ہے۔ ان کے Vision کے اندر جو کمی واقع ہوئی ہے وہ 35 فیصد ہے۔ improvident administration ہے اور improper management ہے۔

جناب سپیکر! یہ ہے ہماری حکومت کی وہ اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا نتیجہ کہ انہوں نے جو یہاں پر کیا ہے۔ اب میں خاص طور پر کٹ موشن کی طرف آتا ہوں کہ جہاں پر میں نے یہ کہا ہے کہ ایک ارب 31 کروڑ 80 لاکھ 84 ہزار روپے دینے ہوئے کی Vision کے مطابق کہ ہم یہ خرچے کریں گے اس سے زائد انہوں نے کئے ہیں۔ اس میں 36 منصوبے ہیں' 36 میں سے 6 منصوبے چالیس فیصد جنوبی پنجاب کے لئے اور تیس منصوبے اپر پنجاب کے لئے۔ میرے پاس figures ہیں اگر حلقوں کے مطابق ایم۔ پی۔ ایز کی تعداد دیکھی جائے تو جنوبی پنجاب چالیس فیصد ہے اور ساٹھ فیصد اپر پنجاب ہے۔ 8 فیصد منصوبے جنوبی پنجاب کے لئے ہیں اور 92 فیصد اپر پنجاب کے لئے ہیں۔ اس طرح سے ایک ارب 24 کروڑ اپر پنجاب کو اور 9 کروڑ 93 لاکھ روپے جنوبی پنجاب کو۔ اس میں سے بھی 4 کروڑ روپے کی رقم

وہ ہے جو بہاولپور ڈویژن کے ایم۔ این۔ ایز' ایم۔ پی۔ ایز کو خوش کرکے خریدنے کے لئے خرچ کی گئی ہے۔ ضلع مظفر گڑھ اور ضلع لیہ کے اندر ایک روپیہ بھی اس میں سے خرچ نہیں کیا گیا یہ ہے ہماری بہتر انتظامی صلاحیت جس کا حکومت بار بار پریس کے ذریعے اور اسمبلی کے اندر اپنی کارکردگی ہمیں دکھاتی رہتی ہے۔ میں یہاں پر سپلیمنٹری بجٹ تخمینہ بابت 2003 کے صفحہ 81 کا حوالہ دوں گا۔ اس کے اندر یہ کیا گیا ہے کہ پہلے تو جنوبی پنجاب کو جو فنڈ دیئے جاتے ہیں ان کا طریقہ کار بھی میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ کتنے فیصد ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ جو فنڈز دیئے ہیں ان کے ساتھ بھی کیا سلوک کیا ہے۔ یہ صفحہ نمبر 81 ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ،

Economic services, rural development works programme 35 Grant in aid for setting up Punjab Minicipal development Fund diverted from A.D.P Scheme D. G Khan Rural Development Projects at G.R Serial No.536

جناب سپیکر! پہلے دیا جاتا ہے 8 فیصد اور 8 فیصد پر بھی diversion ہے۔ یہ ہے وہ سلوک۔ جب میں یہاں سے باہر نکلتا ہوں تو تمام دوست کہتے ہیں کہ کیا خوب تقریر ہے اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو باتیں آپ نے کی ہیں ان کی روشنی میں ہم یہ تبدیلی لا رہے ہیں۔ میں جناب وزیر آبپاشی کی ایک بات کی طرف پوائنٹ آؤٹ کروں گا کہ جب انہوں نے حلف لیا تو اس کے دو مہینے بعد اپنی ایک Vision پیش کی کہ محکمہ آب پاشی کے اندر یہ کام کروں گا۔ میں ان کی ایک بات کو یہاں پر quote کروں گا کہ Rationale of Water Allowances کہ water allowances کی صحیح تقسیم نہیں ہے اس کو ٹھیک کروں گا۔ لیکن اگر ڈیڑھ سال کے اندر ایک بھی کی ہے تو بتائیں اگر نہیں کی تو ڈیڑھ سال میں وہ rationale اور ساری Vision بے معنی سی ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں توجہ دلاؤں گا ان principles کی طرف جن کے تحت واٹر الاؤنس کا تعین کیا جاتا ہے' determine کیا جاتا ہے کہ کن کن علاقوں کو کیسے کیسے زیادہ یا کم واٹر الاؤنس دیئے جائیں گے؟ یہاں پر پرنسپل پانچ ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ایسے علاقے جو دریاؤں کے کناروں سے دور ہوں واٹر الاؤنس زیادہ ہو گا۔ کہا گیا کہ جو صحرائی علاقے ہوں گے ان کو واٹر الاؤنس زیادہ دیا جائے گا۔ کہا یہ گیا کہ

جن کا زیر زمین پانی کڑوا ہے ان کو بھی واٹر الاؤنس زیادہ دیا جائے گا۔ یہ کہا گیا کہ جہاں پر زیر زمین پانی کی سطح زیادہ گہری ہے ان کو واٹر الاؤنس زیادہ دیا جائے گا۔ یہ بھی کہا گیا کہ جو علاقے نسبتاً زیادہ پسماندہ ہیں ان کو بھی واٹر الاؤنس زیادہ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ ہیں وہ principles جن کی بنیاد پر ہم نے واٹر الاؤنس کی determination کرنی ہے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ ان پانچوں principles کو favour کرنے والی تھل کینال مظفر گڑھ کا واٹر الاؤنس 3.17 ہے۔ میں وہ لسٹ لایا ہوں جس کے اندر واٹر الاؤنس لکھا گیا ہے۔ صوبہ پنجاب کی 24 نہروں کا واٹر الاؤنس کس طرح سے ہے؟ اس سے بڑی کیا بددیانتی ہو سکتی ہے کہ محکمہ نہر کی ویب سائٹ، اب بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے اندر تھل کینال کا واٹر الاؤنس 7.5 لکھا گیا ہے۔ اس سے بڑی اور کیا بددیانتی ہو سکتی ہے کہ حقیقت میں اس کا واٹر الاؤنس 3.17 ہے؟ اور وہاں 7.5 لکھا گیا ہے۔ میں وہ لسٹ دینا چاہتا ہوں جس کے ذریعے سے water allowance principles کو determine کرتے ہیں۔ ایک نہر لوئر چناب ہے۔ اس کا واٹر الاؤنس 11.7 ہے۔ ایک نہر اپر چناب کا الاؤنس 16.5 ہے۔ ایک نہر ایل بی ڈی سی بلوکی کا 9.0 ہے اور ایک اپر جہلم نہر کا 8.7 ہے۔ ایک پنجند کا 10.4 ہے۔ عجیب مذاق کا اندازہ ہے کہ اگر آپ water allowance principle کو operative نہیں کرتے تو میں کہتا ہوں کہ پھر اس principle کو آگ لگا دیں۔ اگر وہ principle کہتا ہے کہ تھل کینال کا ایریا sandy ہے، اگر آپ کہتے ہیں کہ وہ دریا سے دور ہے اگر آپ کہتے ہیں کہ water level کم ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ ہوا میں moisture کم ہے تو پھر اس کا واٹر الاؤنس 3.17 ہے۔ تھل کینال کے ساتھ ظلم کا ایک طویل باب میں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پورے ایشیا کے اندر کبھی بھی کوئی نہر ایسے نہیں بنائی گئی کہ جس میں زمینداروں سے یہ کہا گیا ہو کہ آپ 75 فیصد زمین گورنمنٹ کو دے دیں اس کے بدلے میں ہم آپ کو پانی دیں گے۔ یہ پاکستان نہیں پورے ہندوستان بلکہ برصغیر کی واحد نہر ہے جس میں ہم نے 75 فیصد زمینیں گورنمنٹ کو دے کر پانی حاصل کیا ہے۔ اب پانی کی پوزیشن کیا ہے کہ جو نہر ہم نے زمینیں دے کر حاصل کی وہ بنائی گئی تھی 11 لاکھ ایکڑ رقبے کو

irrigate کرنے کے لئے اور آج وہی نہر 24 لاکھ ایکڑ irrigate کر رہی ہے اور یہ زائد 13 لاکھ ایکڑ جو سیراب کر رہی ہے انہوں نے گورنمنٹ کو کوئی زمین نہیں دی۔ ہمارا پانی کاٹ کر ان کو دے دیا گیا ہے۔ جب یہ نہر بنائی گئی تو 4.50 اس کا واٹر الاؤنس تھا اور آج 3.17 کر دیا گیا ہے۔ جو لوگ اس وقت زمینوں پر موجود تھے ان کو زمینیں واپس کر دی گئیں۔ پہلے تو پوری زمین کو گورنمنٹ نے اپنے قبضے میں کر لیا لیکن جن لوگوں کی زمینیں تھیں اور وہ ڈی۔جی۔خان' ڈی۔آئی۔خان یا ملتان میں رہائش پذیر تھے تو ان بیچاروں کو پتا ہی نہیں چلا کہ ہماری مربعوں زمینیں گورنمنٹ نے قبضے میں کر لی ہیں۔ آج حق واپسی کے لئے ٹھیک پچاس ساٹھ سال بعد بھی لوگ کاغذ لے کر عدالتوں کے اندر گھومتے پھرتے ہیں کہ ہماری یہاں جو زمینیں تھیں وہ کدھر گئی ہیں۔ زمین دے کر ہم نے پانی حاصل کیا آبیانہ دے کر ہم نے پانی کی دوسری قیمت ادا کی اور آج بھی ہم ڈیزل کی قیمت تیسری دفعہ ادا کر کے اس علاقے کے اندر irrigation کر رہے ہیں۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ جب فلیٹ ریٹ لگایا گیا تو اس کے اندر یہ کہا گیا کہ جس کی جتنی ملکیت ہے اس پر آبیانہ لگا دیا جائے۔ اتنائی شور و غوغہ اور انتہائی تگ و دو کے بعد میں وزیر آبپاشی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تھل کینال آبیانہ سسٹم کے فلیٹ ریٹ میں کچھ کمی کر کے ہمیں ایک relief دیا ہے۔ آج جا کے ڈیڑھ سال کے اندر اس پوری منسٹری نے صرف ایک ہی کام کیا ہے کہ انہوں نے اریگیشن کے سلسلے میں ایک نہر کو account کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں میں remodeling آف تھل کینال کی بات کرتا ہوں۔ ایک بات میں کہہ چکا ہوں کہ گیارہ بارہ لاکھ ایکڑ کے لئے بنائی جانے والی نہر آج چوبیس لاکھ ایکڑ irrigate کر رہی ہے تو اس کے نتیجے میں پانی کی شدید قلت کی وجہ سے آج سے چھ سال پہلے remodeling کا کام شروع کیا گیا۔ ساٹھ فیصد کام مکمل ہو گیا اور اب چالیس فیصد کام کے لئے کوئی پلاننگ نہیں ہے۔ اس پر لگا ہوا دو ارب روپیہ اگر یہ اڑھائی ارب مزید خرچ کیا جائے تو اس دو ارب روپے لگے ہونے کا کیا کوئی فائدہ ہے؟ اگر یہ مزید remodeling complete نہیں کی جاتی تو وہ ساٹھ فیصد کیا جانے والا کام بھی انتہائی futile exercise ہو گی۔ میں آج آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ نہری نظام کے اندر تاوان کا معاملہ اتنا کم ہے کہ جو پانی چوری کرتے ہیں وہ محکمے کے ساتھ مل کر جان بوجھ کر چوری کرتے ہیں کہ چوری

کی سزا سو گنا کم ہے' ننانوے فیصد پانی چوری کرنے والا ایک فیصد کی قیمت ادا کرتا ہے۔ اس کے بارے میں' میں نریژری بنچز سے استدعا کروں گا کہ ضرور کوئی قانون سازی کریں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ایک انتہائی اہم matter کی طرف میں ارگیشن منسٹر کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ بارشوں کے موسم میں دریاؤں کے اندر پانی ہماری برداشت سے زیادہ ہوتا ہے' ہم نہروں کے اندر اتنا ہی چلا سکتے ہیں جتنا ہماری نہروں کی capacity ہے۔ انتظامی صلاحیت کے اندر کمی کا یہ عالم ہے کہ اگر ایک نہر سو کیوسک پانی برداشت کر سکتی ہے تو اس میں سو کیوسک چلانے کے لئے ایس۔ ڈی۔ اوز' اوور سیئرز اور بیلداروں کو نگرانی کرنی پڑتی ہے تو وہ نہر کو بجائے سو کیوسک کی بجائے چالیس کیوسک چلا کر سو جاتے ہیں اور ہماری محکمے کی ذرا بھی اس پر توجہ نہیں ہے اور ایک ہی فقرہ لکھ دیا جاتا ہے کہ نہری نظام بہت پرانا ہے اور وہ پانی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے ہم سو کیوسک نہیں چلا سکتے۔ جو ٹیکنیکلی واقعتاً معاملہ ہے۔ میں اس کے بارے میں بات نہیں کرتا لیکن بات یہ ہے کہ انتظامی صلاحیت کی انتہائی کمی کا معاملہ ہے اور انہوں نے جا کر کبھی چیک نہیں کیا کہ اگر ایک نہر کی capacity سو کیوسک ہے تو آپ احتیاط کے تقاضے پر اس کو 90/95 چلالیں' اس کو 40 تو کبھی نہ چلائیں۔

جناب سپیکر! ہمارے تمام بیلدار تو ایس۔ ڈی۔ اوز' ایکسیئن اور چیف انجینئروں کی کوٹھیوں پر کام کرتے ہیں۔ ہر بنگلے کے اندر موجود دو دو ڈیڑھ ڈیڑھ مربع زمینوں کے اندر انہوں نے فصلیں کاشت کی ہوئی ہیں اور بڑے بڑے کامیاب ڈیری فارمز بنائے ہوئے ہیں۔ یہ ہے ہماری انتظامی صلاحیت جس کی بنیاد پر ہم کرنے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ سید مجاہد علی شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جیسا کہ مجھ سے پہلے معزز اراکین اسمبلی نے محکمہ انہار پر اور جس رقم کا مطالبہ ارگیشن ڈیپارٹمنٹ نے کیا ہے اس پر تفصیلی اظہار کیا ہے میں اس کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ اس وقت صرف پاکستان نہیں' دنیا کا یہ مسئلہ ہے اور سمجھدار لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ آئندہ ملکوں کے درمیان جو جنگیں ہوں گی وہ صرف پانی کی وجہ سے ہوں گی۔ دوسرے

ممالک کو پتا نہیں پانی کی کمی کا کب پتا چلے گا؟ لیکن ہمارا ملک اس وقت practically پانی کی کمی کو face کر رہا ہے اور ہمارا ملک چونکہ زراعت پر انحصار کرتا ہے' ہمارا کسان اس وقت practically پانی کی کمی کو face کر رہا ہے۔

جناب سپیکر مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے' ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے اپنے دو دریا ستلج اور راوی اپنے مخالف ملک انڈیا کو گفٹ کر دیئے۔ اب میں اس بات پر نہیں جاؤں گا کہ وہ کن ادوار میں مخالف ملک کو گفٹ کئے گئے کیونکہ پھر ہمارے حکومتی اراکین شور مچانا شروع ہو جائیں گے کہ ان لوگوں کے متعلق بات نہ کریں اور آپ بھی فوراً حکم فرمائیں گے کہ اس کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! ہم اکثر یوم آزادی مناتے ہیں۔ انگریز ہم پر حکمران رہا مگر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم انگریز سے نجات کا جشن آزادی مناتے ہیں مگر جب آج پچاس سال گزرنے کے بعد اپنی کارکردگی دیکھتے ہیں تو ہمیں اپنے آپ پر شرم آتی ہے کہ وہ انگریز جس کا یہ ملک نہیں تھا وہ ہمارے ملک میں ایسے ایسے کام کر گیا جس کو ہم نے آگے تو کیا بڑھایا ہمارا پہیہ پیچھے کی طرف چلنا شروع ہو گیا۔ انگریز نے اس ملک کو محکمہ انہار دیا' یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں یہ سسٹم دیا۔ انگریز نے اس ملک کو محکمہ واپڈا دیا' انگریز نے اس ملک کو ریلوے دیا۔ آپ بتائیں کہ آج پچپن سال گزرنے کے بعد کیا ہم یہ کہنے کے قابل ہیں کہ ہم نے اس دور کے بعد انگریز کی ان عنایات کے بعد جب ہم خود اس ملک کے وارث بنے تو ہم نے اور ان محکموں نے کیا آگے ترقی حاصل کی؟ اریگیشن کو لیں' انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ آج ہماری ساری قوم پریشانی کے عالم میں ہے۔ جن نہروں اور دریاؤں کو وہ canalize کر کے گئے ہم اس سے آگے نہیں بڑھے۔ ہم نے اپنے مسائل کو حل نہیں کیا۔ یہ محکمہ مسائلستان بنتا جا رہا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ کسان کے ساتھ کتنا بڑا ظلم ہے اور محکمہ آبپاشی کی کتنی بڑی نالائی ہے؟ آپ ایک کاشتکار کو پانی سو ایکٹر کا دیتے ہیں' اس کے حساب سے اس کی وارابندی ہوتی ہے مگر جب اس کا وارا آتا ہے تو وہ سو ایکٹر میں سے دس ایکٹر اس پانی سے سیراب کرے تو یہ سمجھتا جاتا ہے کہ آبپاشی والوں کی مہربانی ہے۔ کیا محکمہ آبپاشی یہ بتا سکتا ہے کہ آج تک کسان کے اس مسئلے کو

حل کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے؟ الناہر آنے والا سال ہمیں یہ بتاتا ہے کہ نہریں بھل سے بھر چکی ہیں' نہروں میں پورا پانی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ بھئی نہریں تو انگریز بنا کر دے گیا۔ آج ہمارے لئے باعث شرم بات ہے کہ ہم ان نہروں کو صاف تک نہیں کرا سکتے؟ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔ ایسی قومیں زیادہ دیر زندہ نہیں رہتیں' ہمیں اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لئے' اپنے آپ کو survive کرنے کے لئے محنت کی ضرورت ہے جس سے ہم غافل ہیں۔

جناب سپیکر! پانی کے مسائل حل کرنے کے لئے جو جو اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اس وقت ملک کو ان اقدامات کی ضرورت ہے' جتنا پیسا اس محکمے کو اصلاح کے لئے دیا جائے' پانی کی حفاظت کے لئے اتنا ہی کم ہے۔ مگر یہ پیسا صرف تنخواہوں میں' الٹے تلے خرچوں میں ضائع کرنا ہے تو پھر میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کو یہ درخواست کروں گا کہ خدارا! اس قوم کے سرمائے کو اس طرح سے ضائع نہ کریں۔ اگر کسان پر مہربانی کر سکتے ہیں' اس ملک پر مہربانی کر سکتے ہیں تو پھر جن مسائل کا میں نے یہاں ذکر کیا ہے' ان مسائل کو حل کرنے کے لئے کوشش کریں۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں جب وفاقی بجٹ آیا اور جنرل مشرف صاحب نے مہربانی کی اور غالباً 30/40 ارب روپے کی رقم انھوں نے لائننگ کے لئے رکھی ہے۔ مگر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ پیسا حکومت پنجاب یا محکمہ آبپاشی کو نہیں دیں گے بلکہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم خود وہاں پر ایک سسٹم بنائیں گے اور کسی شخص کو وہاں چیئرمین مقرر کر رہے ہیں۔ وہاں سے وہ سسٹم کو شروع کریں گے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ کیسے ممکن ہے؟ جب کہ محکمہ آبپاشی پہلے ہی ہمارے پاس موجود ہے۔ وہ بہتر سمجھتا ہے کہ اس پیسے کو کس طرح سے خرچ کیا جائے۔ اتنی تنگ نظری کی وجہ سے لوگ مطالبہ کرتے ہیں کہ صوبائی خود مختاری ہونی چاہیے۔ کیا وفاق کو اور کوئی کام نہیں کہ اب وہ کھالوں پر بھی محکمہ بنا کر اس پر کام شروع کر دے؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک بڑی اہم مد محکمہ آبپاشی میں اکثر ضائع ہوتی ہے جس کی کوئی انکوائری نہیں ہے۔ وہ انتہائی اہم مسئلہ یہ ہے کہ دریاؤں پر جب کٹاؤ ہوتا ہے تو رقبے کو بچانے کے لئے کروڑوں روپے خرچ کر کے بند بنائے جاتے ہیں مگر اس سے یہ ہوتا ہے کہ دریا کے ایک کنارے پر

اگر وہ ایک بند بناتے ہیں تو دریا دوسرے کنارے کی طرف سے کٹاؤ شروع کر دیتا ہے اور محکمہ آبپاشی کا اگلا پروگرام یہ ہوتا ہے کہ اب اس طرف بند بنایا جائے اور پھر اس پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں میں نے اخبار میں پڑھا کہ مظفر گڑھ میں سپر بند بنانے کی تجویز ہے' کروڑوں روپے کا منصوبہ وہاں پر شروع ہو چکا ہے۔ وہاں پر پہلے بھی بہت منصوبے مکمل ہوئے ہیں اور سپر بند بنے ہیں۔ آج تک نہ ان کا مسئلہ حل ہوا ہے۔ مظفر گڑھ کے دوسری طرف شجاع آباد آتا ہے۔ جب وہاں پر بند بناتے ہیں تو ادھر کٹاؤ شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ شجاع آباد شہر سے دریا صرف دو تین کلومیٹر کے فاصلے پر پہنچ چکا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جب بھی کوئی ایسا منصوبہ بنایا جائے تو اس میں اس پہلو کو ضرور دیکھا جائے کہ اگر اس طرف بند بنایا جا رہا ہے تو آیا اگلے سال اس طرف تو نہیں بنانا پڑے گا مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ دیدہ و دانستہ ہمارے انجینئر اس طرح بناتے ہیں کہ اگلے سال ادھر ضرورت پیش آئے اور ادھر کے لوگ مطالبہ کریں کہ یہ بند ادھر بنے تاکہ اس میں سے وہ کمیشن کھائیں اور اس پیسے کو وہ اپنے بال بچوں پر خرچ کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دو چار باتیں اس حوالے سے عرض کرنی ہیں۔ میں پہلی بات یہ عرض کروں گا کہ ملک کے اندر جب بھی آمریت رہی ہے تو ملک کو ناقابل اصلاح نقصانات ہوئے ہیں جس میں ایک سندھ طاس کا معاہدہ بھی ہے جو ایک آمر کے دور میں ہوا اور جس کے نتیجے میں ہم اپنے تین دریاؤں سے محروم ہو گئے۔ پچھلے دنوں بھی ہمارا ایک وفد ہندوستان گیا ہوا تھا۔ وہ ہمارے دریائے چناب پر ایک ڈیم تعمیر کر رہے ہیں اور اس حوالے سے مذاکرات تھے۔ اخبارات میں جو خبریں trickle-down ہو رہی ہیں اس کے حساب سے، تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہندوستان کے اس مطالبے کے آگے بھی امریکہ کی خوشنودی میں جھک جائیں گے اور اس کے نتیجے میں جو بربادی ہمارے کسانوں کی ہو گی اس کا تصور میں اور آپ نہیں کر سکتے۔

جناب والا! سندھ طاس معاہدہ کے نتیجے میں پنجاب کا دریائے ستلج ہم سے لے لیا گیا۔ جب یہ دریا سندھ طاس معاہدے سے پہلے بہتا تھا تو کم و بیش چھ ہزار کیوسک پانی down stream پنجند تک جاتا تھا۔ اور یہ دریا جہاں جہاں سے گزرتا تھا تو water level recharge ہوتا رہتا تھا۔ اس دریا کے ساتھ جتنی بھی آبادیاں ہیں' میں اس میں بہاولپور کا ذکر بھی کروں گا کہ اس وقت یہ قربانی دی گئی اور عوام نے اس وقت کے فیصلے پر شور و غوغا نہ کیا لیکن اس کا نقصان یہ ہوا کہ جو زرعی زمین اس کے ذریعے سے آبپاش ہوتی تھی' وہ بھی برباد ہوئی اور اس کے نتیجے میں ہمارا water level بہت نیچے چلا گیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے اپوزیشن کے بھائی اس وقت آبپاشی پر general discussion کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ cut motion تک limit رکھیں تو وقت کا زیادہ بہتر استعمال ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی' ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ جہاں اربوں روپیہ آئندہ بجٹ میں بھی رکھا گیا ہے اور ضمنی بجٹ میں بھی بہت ساری ڈیمانڈ کی گئی ہے کہ ہم نے یہ پیسا خرچ کیا ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ water channel مضبوط کر کے ستلج کے اندر پانی کو چھوڑا جائے تاکہ جب پانی گزرے تو water level recharge ہو جائے۔ اس وقت کیفیت یہ ہے کہ subsoil water level سو فٹ سے زیادہ نیچے چلا گیا ہے اور بہاولنگر کے علاقے کے اندر کیفیت یہ ہے کہ وہاں sweet zone بھی ہے اور brackish zone بھی ہے۔ water کا sweet water zone level بہت نیچے چلا گیا ہے تو ملحقہ brackish water zone کا subsoil water level اونچا ہے جس کے نتیجے میں پانی چونکہ اونچائی سے نیچے کی طرف بہتا ہے تو اس لئے brackish water کی trickling اب sweet water zone میں ہو رہی ہے۔ اس طرح رہا سہا میٹھا پانی بھی تباہ و برباد ہو رہا

ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس میں کچھ پانی چھوڑا جائے۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس بارے میں بھی ہمارے صوبے میں کوئی سوچ پیدا کی جائے۔

جناب والا! چولستان کا 64 لاکھ ایکٹر رقبہ ہے۔ کسی زمانے میں یہاں دریائے گھاگرہ بہتا تھا اور یہ پوری کی پوری وادی گرین تھی۔ بعد میں یہ دریا سوکھ گیا اور دریائے ستلج بھی چھن گیا اس نتیجے میں یہ سارا ایک صحرا کے اندر تبدیل ہو گیا۔ اب اگر کوئی نئے water reservoirs بنائے جائیں تو اس کے نتیجے میں 64 لاکھ ایکڑ کا رقبہ جو کہ پنجاب کے کل زیر کاشت رقبے کا ایک تہائی بنتا ہے۔ اگر یہ قابل کاشت ہو جائے تو آپ اندازہ لگائیں کہ کتنا بڑا انقلاب اس حوالے سے ملک کے اندر آئے گا؟ میں اس میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ بہت سارے منصوبوں کے لئے انہوں نے پیسے خرچ کئے ہیں۔ یہ زرعی ملک ہے اور الحمدللہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ ہماری اکانومی agro based ہے۔ اگر یہ industrial based ہوتی تو بہت پہلے اس ملک کا امریکہ 'آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بنک نے بیڑا غرق کر دیا ہوتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کسانوں کو boost کیا جائے۔ اس میں' میں یہ suggest کرتا ہوں کہ کوشش یہ کی جائے کہ کسانوں کو ٹیوب ویل کے لئے بجلی کے کنکشن مفت فراہم کئے جائیں اور بجلی فلیٹ ریٹ پر فراہم کی جائے۔ اس کا ایک طریقہ کار یہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب میں بعض نہروں کے اوپر چھوٹے چھوٹے ہائیڈرل پاور پلانٹ لگائے جا سکتے ہیں' جہاں سے تھوڑی تھوڑی بجلی generate ہو سکتی ہے۔ دس بارہ سال پہلے میں لاہور میں ایک نہر کے پاس سے گزر رہا تھا تو fall کے اوپر ایک مشین سی لگی ہوئی دیکھی تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ "یہ ایک چھوٹا سا ہائیڈرل پاور پلانٹ ہے اور یہ بجلی پیدا کر رہا ہے۔" اگر اس قسم کے منصوبہ جات سوچے جائیں تو اس کے ذریعے سے کسانوں کو facilitate کیا جا سکتا ہے۔

اب آخری بات میں اس حوالے سے یہ کروں گا کہ بدقسمتی کہیں یا خوش قسمتی کہ اس وقت مرکز میں چودھری شجاعت صاحب وزیراعظم ہیں اور پرویز الہیٰ صاحب صوبہ پنجاب کے حاکم اعلیٰ ہیں تو یہ اچھا موقع ہے۔ میں یہ suggest کروں گا کہ ڈی سنٹرلائزیشن کی باتیں ہوتی ہیں تو ایسا کیوں نہیں ہو سکتا کہ پنجاب اپنا ایٹمی بجلی گھر لگائے اس پر کوئی اتنے زیادہ اخراجات نہیں ہوتے۔ وزیراعظم شجاعت صاحب اس وقت مرکز کے اندر موجود ہیں تو پرویز الہیٰ صاحب کے لئے کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ وہ اس کی

اجازت لے لیں تاکہ آنے دن واپڈا کی چیرہ دستیوں اور ابھی بھی بجٹ کے اندر دس پیسے کا اعلان کرنے کے بعد پچیس روپے فی وی کی مد کے اندر رکھ دیئے گئے ہیں۔ اخبارات میں آرہا ہے کہ مختلف مدات میں جو تھوڑی بہت چھوٹ دی گئی ہے اس کو بھی واپس لے کر اس سے زیادہ بوجھ غریبوں کے اوپر ڈال دیا گیا ہے اس لئے میرا مطالبہ ہے کہ وزیر آبپاشی پنجاب میں ایٹمی بجلی گھر کے قیام کے لئے پرویز الہیٰ کے ذریعے، چودھری شجاعت صاحب سے اجازت حاصل کریں تاکہ ہمیں واپڈا کی طرف سے جو مشکل ہے، جو ہمیں ہر وقت چوستا رہتا ہے اس سے ہمارا چھٹکارا ہو سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، سید ناظم حسین شاہ صاحب!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی ڈاکٹر سید وسیم اختر جن کا تعلق بہاولپور سے ہے اور میرا بھی تعلق بہاولپور سے ہے۔ جہاں پر پانی نہیں پہنچتا۔ میں اس کی وضاحت کروں گی کہ ٹیوب ویل وہاں پر چلتے ہیں اور جن کا ریٹ 2 روپے 65 پیسے چلتا ہے، ریٹ یہی ہے لیکن وہ اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ آٹھ، دس روپے کے حساب سے دینا پڑتا ہے جو ہزاروں میں بن جاتا ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ ایک، تو کلیٹ ریٹ کیا جائے اور دوسرا جہاں پر نہروں کا پانی نہیں پہنچ پاتا، جہاں tail کا علاقہ ہے وہاں پر آبیانہ معاف کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ سید ناظم حسین شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے نائم دیا۔ گزارش یہ ہے کہ جیسے آپ کو علم ہے، کہ زمین کی value اس وقت ہوتی ہے جب اس کو پانی مہیا ہو۔ اب ہمارے یہاں پر جو irrigated land ہے وہ 23.35 million acre ہے اور کینال کی جو کیوسک capacity ہے وہ تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار کیوسک پانی ہے۔ بنیادی طور پر ہم کاشتکار ہیں اور ہماری mother industry بھی ایگریکلچر ہے اور ایگریکلچر کی شادابی اس وقت تک ہو سکتی ہے جب اس کو پانی مہیا ہو۔ ویسے بھی آپ

دیکھیں کہ ہمارے یہاں پر پانی کی تقسیم یہ ہے کہ ہم سے 100 فیصد آبیانہ تو لیا جاتا ہے مگر پانی ہمیں 30 فیصد مہیا کیا جاتا ہے۔ perennial canals پر اور اس سے کچھ زیادہ non perennial اور کہا یہ جاتا ہے کہ اگر یوب ویل لگائیں گے تو اس سے سبسڈی ملے گی۔ کسی ملک کی معاشیات بھی اس وقت تک قابل قدر نہیں ہوتی جب تک اس کی فصلیں نہ ہوں۔ انڈسٹری بھی اس وقت تک چلتی ہے جب تک اس کو raw میٹریل مہیا ہو۔ الحمدللہ جنوبی پنجاب ہر چیز میں sufficient ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے اس ملک کی main cash crop کاٹن ہے اور 60 فیصد پورے ملک کا foreign exchange کاٹن سے earn کرتے ہیں اور اس 60 فیصد میں سے اگر تقریباً ایک کروڑ bales ہوتی ہیں تو تقریباً ایک ملین اسی southern Punjab سے ہوتی ہیں جس میں بہاولپور ڈویژن' ملتان اور ڈیرہ غازی خان آتا ہے۔ مگر اس سال آپ دیکھیں کہ یہاں پر کاٹن کی جب sowing ہو رہی تھی تو پانی مہیا نہیں تھا اور خاص طور پر وہ لوگ پانی کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتے جہاں پر زیر زمین brackish water ہے۔ تو وہاں پر پینے کے لئے اسی نہری پانی کا انتظار ہوتا ہے' جانوروں کو پینے کے لئے بھی نہری پانی کا انتظار ہوتا ہے۔ مگر ہماری گورنمنٹ اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی۔ ہماری بڑی نہریں 21 ہیں اور چھوٹی 31 ہیں اور بیرج 14 ہیں۔ آج بھی بہت سارے ایسے علاقے آپ کو اس لئے خشک نظر آتے ہیں کہ وہاں پر پانی مہیا نہیں ہے۔ خاص طور پر اگر ہمارے رائن پور کا by road سفر کریں تو دیکھیں کہ لاکھوں ایکڑ زمین بنجر پڑی ہوئی ہے۔ اس کی صرف وجہ یہی ہے کہ وہاں پر پانی مہیا نہیں ہے۔ کسی بھی چیز کی قدر اس کی صفات کی وجہ سے ہوتی ہے' اس کی یونیلیٹی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ہم کالے کی عزت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ دودھ دیتی ہے ورنہ دیکھنے میں سانپ کی کھال بڑی رنگ دار ہوتی ہے اور ملائم بھی ہوتی ہے مگر اس کی صفات اچھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! A king is a king he becomes a deliverer اگر وہ کچھ دیتا ہے۔ صرف If he remains limited to be a conquerer اس کا کوئی عزت و احترام نہیں ہوتا اس لئے آپ دیکھیں کہ ہمیشہ دنیا میں قدر اسی کی ہوتی ہے جو کچھ دیتا ہے۔ یہاں پر بڑے اچھے مثبت اقدام کئے گئے ہیں مگر ارگیشن کے معاملے میں دیکھیں کہ کاشتکار کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ اگر کسی انڈسٹریلسٹ کو

loan کی ضرورت ہو تو اس کو 3 یا 4 فیصد میں مل جاتا ہے۔ یہاں پر بڑی تعریفیں کی گئیں کہ کاشتکار کو 9 فیصد' میں پوچھتا ہوں کہ آخر کاشتکار کو 3 فیصد پر کیوں نہیں ملتا؟ حالانکہ کسی انڈسٹری کو چلانے کے لئے کاشتکار raw میٹریل پیدا کرتا ہے۔ اگر اس ملک میں گندم نہیں پیدا ہوگی تو فلورملیں کیسے چلیں گی؟ اگر کاٹن نہیں ہوگی تو ٹیکسٹائل انڈسٹری کیسے چلے گی؟ اگر گنا نہیں ہوگا تو شوگر انڈسٹری کیسے چلے گی؟ یہ کون سی پالیسی ہے' آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ قدرت کا فلسفہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تمام چیزوں پر قادر ہے اور اس دنیا میں کاشتکار کو اللہ نے پیدا کیا ہے کہ وہ ہر شے پیدا کرتا ہے۔ مگر آپ دیکھیں کہ وہ ہر چیز پیدا کرنے کے باوجود ہر چیز سے محروم رہ جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تو 63 سال ہے حالانکہ حضرت شعیب علیہ السلام کی 82 سال ہے' حضرت صالح علیہ السلام کی 865 سال ہے' حضرت ادریس علیہ اسلام جنہوں نے علم نجوم' دروازے' کھڑکی اور اس قلم کا استعمال بتایا ان کی عمر 356 سال ہے۔ اس کے مقابلے میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر صرف 63 سال ہے۔ ان کی utility دیکھیں حالانکہ سب سے آخری کتاب' آج سے تقریباً ساڑھے بارہ سو عیسوی پہلے سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتری۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اتری۔ اسی طریقے سے یہودیوں پر دو کتابیں اتریں مگر اس کے باوجود سب سے افضل مذہب اسلام ہے۔ وہ کس لئے ہے؟ اس لئے کہ اس کی utility' یہ ہر انسان کو انصاف فراہم کرتا ہے' ہر انسان کو کچھ نہ کچھ دیتا ہے۔ مذہب کی بھی افادیت اس وقت تک ہوتی ہے جب تک اس میں rays of hopes ہوں اگر rays of hopes نہ ہوں تو اس مذہب کی افادیت نہیں ہوتی' اس مذہب کے بھی پیروکار نہیں ملتے اس لئے میں آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی سے جو ماشاء اللہ بڑا ہوم ورک کرتے ہیں' بڑی محنت کرتے ہیں' میں ان سے یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ آج سے، پہلے ہونے والی ناانصافیوں کا ازالہ کریں گے اور جہاں پر brackish water ہے۔ وہاں پر اور خصوصی طور پر جنوبی پنجاب کو' کاٹن انڈسٹری اس وقت تک flourish کرتی ہے جب تک اس کو پانی مہیا ہو اس لئے میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ ان چیزوں کو دیکھیں اور جو کوتاہیاں ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ یہ مسئلہ صرف جنوبی پنجاب کا نہیں بلکہ پورے ملک کا مسئلہ ہے اگر جنوبی پنجاب میں خوشحالی ہوگی تو پورے ملک میں خوشحالی ہوگی اور خوشحالی اس وقت آئے

گی جب تک پانی کی ناانصافی ختم نہیں ہو گی۔ ہم اسی لئے کہتے ہیں اور اسی لئے ہم نے کٹ موشن بھی دی ہے کہ ان کے علم میں یہ چیز لائی جا سکے اور میں آپ کی وساطت سے یہ توقع کرتا ہوں کہ ہمارے ساتھ یہ انصاف کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی رانا آفتاب صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I am not on the point of order کیونکہ ابھی wind up ہو جانا ہے۔ اس وقت پانی کی جو صورتحال ہے وہ بڑی disastrous ہے۔ آپ دیکھیں کہ irrigation works پر ایک ارب 31 کروڑ روپے جو لگائے ہیں۔ میں اس وقت صرف جو latest figures ہیں وہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ The combined river flow has dropped by 2, 27300 cusecs less than half of last year 5,25000 cusecs آپ دیکھیں کہ half سے زیادہ آپ کا combined river flow of cusec ڈراپ کر چکا ہے۔ جب وزیر صاحب wind up کریں تو براہ مہربانی اس کے لئے بتائیں کہ انہوں نے کیا measures adopt کئے ہیں اور ان کے پاس کیا طریقہ کار ہو گا کہ ارسا کی latest statement کے بارے میں بتا دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

محترمہ خالدہ منصور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں!

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ پر آب پاشی کے حوالے سے بحث ہو رہی ہے۔ میں وزیر صاحب کے نوٹس میں چھوٹے کاشتکاروں کا بہت ہی اہم مسئلہ لانا چاہتی ہوں۔ پنجاب کے بہت سے اضلاع اور خصوصی طور پر فیصل آباد کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ وہاں پر نہروں اور زمین کا لیول برابر نہیں ہے۔ زمینیں اونچی ہیں اور نہر کا لیول نیچا ہے۔ اس لئے چھوٹے کاشتکاروں کے لئے بہت مسئلہ ہے کیونکہ پانی ان کی زمین کو صحیح طرح نہیں لگتا جس سے ان کے لئے بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گی کہ ان غریب کاشتکاروں کی مدد کے لئے ان کی زمین کو ہموار کرنے کے

لئے 'نہر کے لیول پر لانے کے لئے ان کی امداد کی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی ہمارے بہت سے مقررین نے کہا کہ زراعت ہمارے لئے 'ہمارے ملک کے لئے 'ہمارے پنجاب کے لئے انتہائی ضروری ہے اور اچھی زراعت کے لئے 'اچھی پیداوار کے لئے ہمارے کھیتوں کو پانی کی بھی انتہائی ضرورت ہے۔ پانی کی فراوانی کے لئے ہم نے اپنے نہری نظام کو صحیح 'اس کے ہیڈز کو صحیح کرنے کے لئے ہمیں رقوم کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس وقت جو ہماری حکومت کو 'ہمارے محکمہ آبپاشی کو اس ضمنی بجٹ کی 1۔ارب 31 کروڑ کی کیا ضرورت پڑی حالانکہ اگر 1۔ارب 31 کروڑ کے ساتھ ہمیں یہ سات ڈیم دیتے۔ یہ ڈیم وہ ہیں جو صرف دریائے سندھ پر بن سکتے ہیں کیونکہ بالائی علاقوں میں دریائے سندھ کی سطح ہیڈ گدو سے لے کر اپر پنجاب تک اس کا distance سات ہزار فٹ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سات ہزار فٹ پر محکمہ آب پاشی اگر ہمیں سات ڈیم بنا دے، اور ایک ایک ہزار فٹ کی بلندی پر سات ڈیم بن جائیں تو پھر شاید ہمیں کالا باغ ڈیم بنانے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ جو ہمارے چاروں صوبوں کی لڑائی ہے ہمارے چاروں صوبے جو آپس میں پانی کے لئے لڑ رہے ہیں اگر محکمہ آب پاشی دریائے سندھ پر ہمیں سات ڈیم بنا کر دے دے شاید ہمیں کالا باغ ڈیم کی ضرورت ہی نہ رہے۔ ہر تقریر میں 'ہر مقرر نے اپنا موازنہ انڈیا کے ساتھ کیا 'انڈیا کی صنعت کے ساتھ کیا 'انڈیا کی زراعت کے ساتھ کیا لیکن یہاں کیا دیکھتے ہیں کہ partition کے وقت انڈیا کے پاس اڑھائی سو ڈیم تھے۔ آج اس کے پاس 4600 سو ڈیم ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان کے پاس پالیسی ہے 'ہمارے پاس پالیسی میکرز تو ہیں مگر ہمارے پاس implementation نہیں ہے 'ہم اس پر implement نہیں کروا سکتے۔ ہمارے پاس جتنا بھی بجٹ آتا ہے ہم اپنی فضول خرچیوں میں لگا دیتے ہیں۔ لہٰذا آج یہ 1۔ارب 31 کروڑ کا ضمنی بجٹ مانگ رہے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ یہ ہماری پرانی نہروں کی earthing کر دیں 'ان کے کناروں کو پختہ کر دیں تو بھی شاید ہمیں اس کا مصرف نظر آئے لیکن ان لوگوں نے اور اس ڈیپارٹمنٹ نے یا اس

حکومت نے جس مقصد کے لئے لیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ یہ مقصد بروئے کار لا سکے۔ آپ اپنے علاقے کی نہر دیکھ لیں کہ اس کے کنارے جہاں پر آج سے دس بیس سال پہلے تھے وہ کنارے سڑک کے کنارے کے اوپر آ گئے ہیں۔ وہ سڑک جو چلتی تھی، جو پٹڑی ہوتی تھی وہ نہر کا حصہ بن گئی ہے۔ ایسے ہی وزیر موصوف کی جو نہر ہے جو لوئر جہلم سے نکلتی ہے آپ اس کے کنارے دیکھ لیں اس پر بھی مٹی نہیں پڑی اس کی پٹڑی تھی جو آج سے بیس پچیس سال پہلے تھی وہ نہر کا حصہ بن گئی ہے۔ ایسے ہی عباسیہ لنک کینال کے متعلق وزیر موصوف سے میں یہ کہوں گا کہ آج اس ہاؤس میں، میں آپ سب سے یہ مطالبہ کرتا ہوں، سیکرٹری صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ آج سے پانچ سال پہلے عباسیہ لنک کینال پر اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اور منصوبہ بیس سال پرانا ہے اس لئے ان اربوں روپے کی انکوائری کی جائے۔ آج آپ اس پر رولنگ دیں اور وزیر صاحب کو ہدایت کریں کہ بیس سال پہلے لگنے والا اربوں روپیہ کدھر گیا ہے؟ اور جو موجودہ پیسا خرچ کیا گیا ہے اس سے وہ نہر تو چل چکی ہے لیکن جو پہلے پیسا خرچ ہوا ہے اس کی انکوائری کی جائے۔

دوسری بات یہ کہ ہیڈ پنجند سے پنجند کینال نکلتی ہے جس کا بارہ ہزار سے پندرہ ہزار کیوسک پانی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ وہ پنجند کینال سے جو ڈالس کینال نکلتی ہے وہ صرف کشمیاہی مقاصد کے لئے بنائی گئی ہے۔ ہمارا پکے کا علاقہ جہاں پر brackish water ہے اس کا پانی پنجند کینال کو دیا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب کو کہوں گا اور یہاں پر جتنے بھی ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بھی کہوں گا کہ اس میں ہماری سفارش کریں اور ہمارا پانی ہمیں دلایا جائے۔

جناب سپیکر! آخری بات جو میں کہوں گا وہ یہ ہے کہ جس بجٹ میں انہوں نے گریٹر تھل کینال کا ذکر کیا وہ گریٹر تھل اگر بننے والی ہوتی تو انگریز دور میں بن چکی ہوتی۔ یہ آج کا منصوبہ نہیں ہے یہ 19 ویں صدی کا منصوبہ ہے۔ گیریٹر تھل کینال میں ہمارے رحیم یار خان، بہاولپور ضلع کا پانی اور سندھ کا پانی اس میں استعمال ہو گا اس لئے کہ چشمہ لنک کینال سے گریٹر تھل کینال کو نکالنا ہے۔ چشمہ لنک کینال flood season کے دوران صرف تین مہینے کے لئے چلائی گئی۔ ہمارے ساتھ سراسر زیادتی ہے، رحیم یار خان کے لئے، بہاولپور کے لئے اور سندھ کے لئے کہ ہمارے حصے کا پانی آج یہ چشمہ لنک کینال

میں پورے سال کا دیں گے اور اس چشمہ لنک کینال سے گریٹر تھل کینال کو پانی دیں گے اور گریٹر تھل اس لئے آباد کی جارہی ہے کہ فوجی حکمران اپنے لوگوں کو چولستان کے ایریے سے نکالنے کے لئے' وہاں جبکہ آبادی نہیں ہو رہی' ان لوگوں کو گریٹر تھل کے اوپر شفٹ کرنے کے لئے گریٹر تھل کو بنایا جا رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا اور وزیر اعلیٰ سے بھی بذات خود یہ request کروں گا کہ اس منصوبے کو کینسل کرے' اس کا پیسا کسی دوسرے منصوبے پر لگایا جائے۔ شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی صدیقی صاحب! فرمائیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی شکریہ۔ جناب سپیکر! آج تو ایک میں آپ کی فراخ دلی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس فراخ دلی کے ساتھ آپ مجھے ٹائم دے رہے ہیں۔ میرا صرف ایک نقطہ ہے کہ پچھلے 10 دنوں سے پاکستان پیپلز پارٹی کے عہدے داران اور کارکنان ملتان شہر کی جیلوں میں بند ہیں۔ کل 10 دنوں کے بعد ان کی ضمانت بھی ہو گئی تھی اور عدالت نے جب انہیں رہا کرنے کا حکم دیا تو صوبائی حکومت کی طرف سے ان کی نظر بندی کا حکم جاری ہو گیا---

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا لہذا تشریف رکھیں۔ جی' وزیر آب پاشی صاحب!

وزیر آبپاشی، شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر سپلیمنٹری بجٹ کے حوالے سے کنوتی کی تحریک کی بات ہوئی۔ میں اس سے پہلے مختصراً یہ بیان کر دوں کیونکہ ہماری زراعت ملک کی ترقی کے لئے ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اور آبپاشی اس کی backbone ہے۔ یہ بجا ہے کہ یہاں پر پانی کی کمی کے حوالے سے کافی بحث ہوئی تو میں آپ کو یہ بتاتا چلا جاؤں کہ ماضی کی حکومتوں نے اس اہم شعبے کو ہمیشہ نظر انداز کیا۔ بیراجوں اور نہروں کی ری ماڈلنگ' ان کی استعداد کو بڑھانے اور بہتر کرنے پر کسی نے کوئی توجہ نہیں دی اور یہاں تک کہ main canals اور بیراجوں پر ڈائریکٹ موگہ جات لگا کر اس سسٹم کو مزید کمپلیکیٹ بنا دیا گیا اور اسے خطرناک حد تک پہنچا دیا گیا۔

جناب والا! ہماری موجودہ حکومت نے بر سر اقتدار آ کر زراعت پر خاصی توجہ دی ہے جس میں وفاقی اور صوبائی حکومت اپنا اپنا اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ ابھی حال ہی میں زرعی پیکج اور زراعت کے حوالے سے اہم اقدامات کا اعلان ہوا اور ہمارے پنجاب کے A.D.P کا تقریباً 12 فیصد حصہ اسی آبپاشی کے نظام کو بہتر کرنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ جہاں تک اس ڈیمانڈ کے حوالے سے بات اور cut motion کا تعلق ہے تو میں اس پر مختصراً بتا دوں کہ یہ cut motion جو انہوں نے دی ہے اس ڈیمانڈ میں ہماری تقریباً 24 سکیمیں ایسی تھیں جنہیں پچھلے سال کے A.D.P میں کم رقم دی گئی تھی اور محکمے نے وہ رقم اپنی بہتر حکمت عملی کے تحت پوری کر کے محکمہ خزانہ سے دوبارہ ڈیمانڈ کی کہ ہمیں ان ongoing سکیموں کو مکمل کرنے کے لئے مزید رقم درکار ہے جو کہ 537 ملین روپے ان 24 ongoing سکیموں پر خرچ ہوا پھر تین نئی سکیموں کے لئے 3.18 ملین روپے لئے گئے اسی طرح وفاقی حکومت نے میگا پراجیکٹس جن میں لائننگ آف برانچز' لائننگ آف کینالز اور restructure and rehabilitation of canals کے پراجیکٹس پر تقریباً 80۔ارب روپے خرچ ہونے ہیں' انہیں شروع کرنے کے لئے ہم نے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے 442 ملین روپے as a برج فنانس لیا۔ وہ پراجیکٹ اس سال یکم جولائی سے launch ہونا تھا لیکن ہم نے پانی کی کمی اور ضروریات کی وجہ سے اور آبپاشی کے نظام کو بہتر کرنے کی وجہ سے ہم نے فنانس ڈیپارٹمنٹ، سے برج فنانس لے کر اس پراجیکٹ کو یکم جولائی سے پہلے شروع کر دیا جو کہ محکمے کی بہتر کارکردگی تھی کہ ہم نے یہ انتظار بھی نہیں کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے اس پراجیکٹ کو پہلے شروع کر دیا اور یہ اس وقت ongoing ہو گئے ہیں اور اب فیڈرل حکومت سے جو رقم آئے گی تو انشاء اللہ انہیں پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے اور یقین مانیے کہ ہمارے برانچوں کو storage of water کے لئے بہت سی مشکلات آ رہی تھیں۔ اب ان برانچوں کو ہم remodel کریں گے اور نئے دور کے مطابق ہم آہنگ کر کے انہیں کمپیوٹرائزڈ اور جدید کیا جائے گا تا کہ ایک ایک قطرہ پانی بچا کر اپنے کسان کی کھیتی تک پہنچایا جا سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح لائننگ آف کینال سے بھی بچت کر کے ہم اپنے پانی کو کسان تک پہنچائیں گے کیونکہ یہ 100 سالہ پرانا نظام ہو چکا تھا اور یہاں پر اس نظام پر اتنا زیادہ stress تھا کیونکہ یہ

ہمارے 14 ہیڈ ورکس بیراجوں سے نکلنے والی 3673 میل لمبی نہروں اور 19520 میل چھوٹی مائنرز ڈسٹری بیوٹری پر پنجاب کے تقریباً 25 ملین ایکڑ رقبہ کو سیراب کرنے والا نظام ہے تو اس کے لئے ضروری تھا کہ اس نظام کو بہتر کرنے کے لئے یہ اقدامات کئے جائیں اور اسی وجہ سے یہ پراجیکٹس پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے یہ کام ہوا۔

جناب سپیکر! مختصراً میں یہ بتا دوں کہ ہم نے دو سکیمیں electrification کے لئے رکھیں جن پر 10 ملین روپے خرچ آیا اور اسی طرح E.P.S.P II یعنی ایک سکیم آئی جس پر 30 ملین روپے خرچ آیا اور نوٹل 1312 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں اور اس پر کوئی بھی ایسا پیسا نہیں ہے جس پر ہم نے اس طریقے سے خرچ کیا ہو کہ جس پر انہیں cut motion دینے کی ضرورت تھی کیونکہ نوٹل پیسا صوبے کی بہتری کے لئے خرچ کیا گیا جس میں ongoing سکیمیں اور صرف 3 نئی سکیمیں اور میگا پراجیکٹس کے start کے لئے پیسے ور flood production کے لئے بڑا ضروری تھا کیونکہ ہمارے دریاؤں کے کناؤ کے حوالے سے یہ سکیم آئی ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ اس پر خرچ کر کے دریاؤں کو کناؤ سے بچایا جائے اور آبادیوں کو تحفظ دیا جائے کیونکہ یہ بھی ڈیمانڈ ضروری ہے اور چونکہ ہم نے اپنے پانی کے ایک ایک قطرے کو بچانا ہے اسی حوالے سے جناب وزیر اعلیٰ نے موجودہ بجٹ کو بھی increase کیا ہے کیونکہ پچھلے سال ہم نے اپنی بہتر حکمت عملی سے' اپنے سابقہ بجٹ میں جو پیسے دیئے گئے تھے اسے ہم نے بہتر utilize کیا' utilization کو بہتر کیا اور پھر ہمیں سپلیمنٹری بجٹ میں اضافی رقم دی گئی اس کو بھی ہم نے بہتر حکمت عملی سے استعمال کیا اور اس وجہ سے آج ہمیں وزیر اعلیٰ صاحب نے پنجاب کے کل بجٹ کی 12 فیصد اضافی رقم آئندہ آنے والے سال کے لئے دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محکمے کی بہتر حکمت عملی' بہتر vigilance اور سٹاف کے بہتر ہنر کی وجہ سے یہ منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچے ہیں۔

جناب والا! اب میں مختصراً جن ممبران اسمبلی نے بات کی ان پر آتا ہوں جن میں اصغر علی گجر صاحب نے بہتر منصوبہ بندی اور لائننگ آف کینالز اور ڈیمز کے حوالے سے بات کی۔ اسی طرح احسان اللہ صاحب نے تھل کے اوپر واٹر الاؤنس پر بات کی اور اسی طرح مجاہد علی شاہ صاحب نے پانی کی کمی کے

حوالے سے اور دریاؤں کو انڈیا کو دینے اور بھل صفائی کے حوالے سے' واٹر کورسز کے حوالے سے اور مظفر گڑھ کے حوالے سے بات کی۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب نے دریائے ستلج کے حوالے سے' کسان کے لئے فلیٹ ریٹ اور ہائیڈرل پاور پلانٹس اور پانی کی تقسیم کے حوالے سے بات کی۔ ناظم حسین شاہ صاحب نے آبیانے کے حوالے سے بات کی کہ آبیانہ پورا لیا جاتا ہے کیونکہ پانی کم ہے اور brackish water کے حوالے سے' جاوید حسن گجر صاحب نے بھی دریائے سندھ پر چھوٹے ڈیمز بنانے اور عباسیہ لنک کے حوالے سے بات کی تو میں مختصراً ان تمام چیزوں کا جواب دینا چاہوں گا۔

جناب والا! یہاں پر پانی کے حوالے سے تھل کینال اور واٹر الاؤنسز کی بات ہوئی۔ میں یہ بتا دوں کہ perennial system کے واٹر الاؤنسز کم ہوتے ہیں اور non perennial system کے واٹر الاؤنسز زیادہ ہوتے ہیں۔ تھل کینال پر اس وقت 26 بلین روپے بھکر' لیہ' خوشاب اور جھنگ کے ایریا کو سیراب کرنے کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے پایہ تکمیل تک پہنچنے کے بعد ہمارے تھل کے ایریے کو اچھا پانی مہیا ہو سکے گا۔ یہ وزیراعلیٰ صاحب کا Vision تھا کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے پانی ہر اس شعبے اور جگہ پر پہنچانا ہے جہاں پر پانی مہیا نہیں ہوتا۔ گو کہ shortage نے بھی ہمیں کافی حد تک گھیر لیا ہے اور اس shortage کو دور کرنے کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کیا پالیسی لاتی ہے اور کس طرح بڑے آبی ذرائع بنانے جاتے ہیں وہ ان پر منحصر ہے لیکن جو پانی ہمیں مہیا ہے اس کو ہم کس طرح محفوظ کرتے ہیں یہ حکمت عملی ہماری پنجاب حکومت کی ہے اور اس پر ہم پوری طرح سے عمل کر رہے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے بات کی تھی کہ تھل کینال کا واٹر الاؤنس کم ہے جبکہ میں نے بتا دیا کہ چونکہ یہ perennial system ہے اس وجہ سے اس کا واٹر الاؤنس کم ہے اور non perennial system کا واٹر الاؤنس ڈبل ہوتا ہے۔ شمالی پنجاب کا واٹر الاؤنس چونکہ non perennial system ہے اس لئے اس کا واٹر الاؤنس ڈبل ہے۔ اسی طرح حکومت کی پالیسی ہے کہ فلڈز کے پراجیکٹ کو ہم پہلے study کریں اور research کریں۔ پھر ٹیکنیکل رائے آنے کے بعد دریاؤں پر بند بنائے جائیں۔ ابھی یہاں پر بات ہوئی کہ بند بنا دیئے جاتے ہیں پھر محکمہ دیکھتا ہے کہ یہ ایک طرف بنا ہے اور جب پانی کا بہاؤ دوسری طرف چلا جاتا ہے تو پھر محکمہ دوسری طرف بنانے کا سوچتا ہے اس طرح پیسے کا زیاں ہوتا ہے۔ جب یہ

بات ہمارے سامنے آئی تو ہماری حکومت نے اس پر پورا ریسرچ ونگ بنایا وہاں پر پوری ریسرچ ہوتی ہے اور مکمل سٹڈی ہوتی ہے اور ٹیکنیکل سٹڈی کے بعد بند کی منظوری دی جاتی ہے اور پھر ان کو بنایا جاتا ہے تاکہ کوئی بھی ایسا قدم نہ اٹھایا جاسکے جو ماضی کی حکومتوں میں بنایا گیا اور ماضی کی حکومتوں میں جس طرح غلط کاریوں اور تباہ کاریوں سے اس نظام کو تباہ کیا گیا۔ ان سے بچنے کے لئے ضروری تھا کہ ہم ان کو ٹیکنیکل کمیٹی کے سپرد کریں جو اس پر پوری سٹڈی کرے۔ یہ سٹڈی گوجرانوالہ میں تندی پور سٹیشن میں ہوتی ہے اور یہ ادارہ پوری دنیا میں recognize ہے اور اس انسٹیٹیوٹ کو دنیا کا بہترین اور اے ون سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے۔ ہم ماڈل سٹڈی اس انسٹیٹیوٹ سے کرواتے ہیں اس کے بعد اس سارے معاملات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر تاوان کی بات ہوئی تو تاوان ہمیشہ آبیانے سے 20 گنا زیادہ لگایا جاسکتا ہے اور اس کا تعین متعلقہ ایکسیئن کرتے ہیں۔ جس طرح پانی کی چوری یا اس کے حوالے سے بات سامنے آتی ہے، شکایات آتی ہیں تو پھر ہم یہ تاوان 20 گنا زیادہ لگاتے ہیں۔ محکمہ انہار کے جو ایکسیئن اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اسی طرح کینالز کے ڈیزائن کے مطابق ان کینالز کو run کیا جاتا ہے۔ ہم کینالز کو ڈیزائن سے زیادہ run نہیں کرسکتے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ڈاکٹر صاحب نے بات کی کہ گورنمنٹ سلیمانکی بیراج اور ہمارا ستلج دریا جو خشک ہو گیا ہے پر توجہ دے اس پر یقین مانیں کہ یہ واقعی ان کی بات صحیح ہے اور محکمہ انہار اس سلسلے میں پوری سوچ بچار کر رہا ہے، اور ان کی اس بات پر اتفاق کرتا ہے۔ ہم اس سلسلے میں انھیں بتا دیں کہ ہم نے ڈی ایس لنک کینال کو بڑا کیا ہے تاکہ اس کا واٹر جو دریائے ستلج خشک ہو چکا تھا اس کو ہم لے کر اس کو بنا سکیں۔ ہم ایک نئی تجویز بھی لا رہے ہیں اور پوری سٹڈیز کر رہے ہیں کہ flows جو ہیں وہ through راوی اور ستلج سے divert کر کے ہم بہاولپور کے اس ضلع تک پہنچائیں جہاں پر آج پانی کی شدید کمی ہے اور جو دریائے ستلج کے بند ہونے سے اور انڈس واٹر ٹریٹی کے تحت جو کہ یہاں سے چلا گیا تھا اس کو ہم استعمال میں لاسکیں اور لوگوں کو وہاں پر پانی اچھے طریقے سے پہنچایا جاسکے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ہائیڈرل پاورز کے حوالے سے تجویز آئی تو اس پر چیف منسٹر صاحب نے

ذاتی دلچسپی لے کر ہائیڈرل پاورز سٹیشنز کے لئے نہروں پر خاص توجہ دی ہے اور اس سال 2004-05 کے اے۔ڈی۔پی میں یہ سکیم موجود ہے۔ اس کی سٹڈی بھی ہو گئی ہے۔ جہاں پر یہ نہریں falls یا گرتی ہیں وہاں پر یہ ہائیڈرل پاور سٹیشن پنجاب پہلی دفعہ اپنے ذاتی اسے ڈی پی فنڈز میں سے لگائے گا اور اس کے بعد جب یہ کامیابی سے ہمکنار ہو گا تو ہم اس میں انشاء اللہ تعالیٰ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی شامل کریں گے تاکہ پرائیویٹ سیکٹر بھی آ کر اس میں اپنی investment کر سکے۔ ہم اس سے سستی بجلی پیدا کر کے اپنے کسانوں کو، ان کے ٹیوب ویل اور ان کی دوسری ضروریات کے لئے اس بجلی کو مہیا کر سکیں اور دے سکیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، ایٹمی بجلی گھر کے بارے میں بھی بتا دیں۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! ایٹمی بجلی گھر کا مسئلہ وفاق کی سطح کا ہے اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ اس پر سفارش کی جائے گی۔ یہاں پر جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات چیت ہوئی۔ محکمہ انہار نے چالیس فیصد پانی کی کمی کے باوجود اس خریف سیزن میں جنوبی پنجاب کو ترجیح دی ہے اور جنوبی پنجاب کو کپاس کی بوائی کے لئے سپیشل پانی دیا ہے اور پنجاب کے بہت سارے حصوں کا پانی کاٹ کر دیا ہے تاکہ کپاس کی فصل کو ہم کسی طریقے سے بہتر کر سکیں۔ ہو سکتا ہے کہ شاید ہم آپ کی توقعات پر پورا نہ اتر سکے ہوں لیکن ہم نے وارا بندی پروگرام کے تحت کوشش کی ہے کہ ہم اس کپاس کی فصل کو پورا کریں اور یقین مانیے کہ اس وقت کپاس کی فصل کی almost sowing 93 فیصد سے زیادہ ہو چکی ہے۔ اس میں بھی آپ دیکھ لیں کہ پانی کی کمی تھی، کتنی مشکلات تھیں اور اس کے باوجود ان مشکلات کو ہم نے کس طریقے سے meet کیا ہے اور کسان کی ضروریات کو پورا کیا ہے۔ یہ ایک محکمہ کی بہتر حکمت عملی ہے اور اس چیز کو آپ ضرور appreciate کریں اور آپ دیکھیں کہ ہم نے اس مشکل کے باوجود پانی کو کس طریقے سے شمالی پنجاب کے علاقوں کو پہنچانے کی کوشش کی ہے اور اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ اب چاول کی کاشت کے لئے بھی 20۔جون سے ہم پانی دے رہے ہیں اور ہم پوری کوشش کریں گے کہ چاول کی بوائی بھی بہتر طریقے سے ہو سکے۔ چاول کی اور کپاس کی فصل چونکہ ہماری زراعت میں ریڑھ کی ہڈی کی

حیثیت رکھتی ہیں اور economy کو boost up کرنے میں ان دو فصلوں کا اہم کردار ہے تو ان فصلوں کے لئے ضروری تھا کہ ان کو بہتر سے بہتر پانی مہیا کیا جائے۔

جناب والا! اسی طرح یہاں پر پانی کی چوری کے حوالے سے بات ہوئی تو یقین مانیں کہ واقعی جب پانی کی کمی ہو گی تو پانی چوری کے مسائل زیادہ بڑھیں گے اور پانی کی چوری کے حوالے سے ہماری پوری کوشش ہے کہ اس میں ہم بہتر طریقے سے سزا دلوا سکیں۔ اس پر لوگوں کو پکڑیں تاکہ پانی کی چوری میں کمی واقع ہو سکے۔ اس کے لئے ہم نے فیلڈ کمیٹیاں تشکیل دی ہیں تاکہ کسان خود ان پانی چوروں کی نشاندہی کریں۔ ان کی سفارشات پر کھال اور نہری پنچایتوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ کھال اور نہری پنچایتوں میں کسانوں کو نمائندگی دی گئی ہے تاکہ ان کی نشاندہی پر پانی چوری کے واقعات کی طرف ہم پولیس کی توجہ دلوائیں اور ایف۔ آئی۔ آرز درج کرائی جائیں تاکہ ان پر تاوان لگایا جا سکے۔ اس حوالے سے اس سال سولہ ہزار سات سو پچاسی کیس پولیس کو رپورٹ کئے گئے ہیں جن میں پولیس نے 6500 مقدمات درج کئے تھے۔ جو نامزد ہم نے گرفتار کروائے ہیں وہ 2586 کے قریب ہیں۔ اس حوالے سے ایک سال کے دوران 14 کروڑ 80 لاکھ کا تاوان لگایا گیا ہے اور ان پانی چوروں کے خلاف پورا ایکشن لیا گیا ہے۔

جناب والا! جب ٹیل پر پانی مکمل نہیں پہنچ پاتا تھا تو ہماری پوری کوشش ہے کہ ٹیل پر پانی پہنچایا جائے اور محکمہ کا فرض ہے کہ وہ ٹیل پر پانی پہنچائے لیکن اس کے باوجود چیف منسٹر پنجاب نے خاص مہربانی کی ہے اور یہ بھی ان کی کسان دوستی کا ایک ثبوت ہے کہ انھوں نے ٹیل کے علاقہ جات کو آبیانے میں 50 فیصد رعایت دی ہے اور یہ بھی ہماری حکومت نے' یہاں بات ہو رہی تھی کہ پچھلی حکومتوں نے کچھ نہیں کیا تو آپ نے کیا کیا ہے؟ تو یہ وہ اقدامات ہیں جو ہماری حکومت نے اٹھائے ہیں جو کہ پچھلی کسی حکومت کو توفیق نہیں ہو سکی کہ وہ یہ اقدامات اٹھاتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یقین مانیں کہ پانی چوری کے حوالے سے میں خود بڑا scriously watch کر رہا ہوں اور میں نے گوجرانوالہ کے مقام پر جہاں کافی پانی کی چوری کی شکایات آئی تھیں وہاں پر رینجرز کو بھیجا ہے تاکہ رینجرز کی پٹرولنگ کروا کر پانی کی چوری روکی جائے اور کسان کو پانی مہیا کیا جائے اور اس کا حق اسے دیا جائے۔ میں یہ دوبارہ کہوں گا کہ یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم کسان کے حق کا ایک ایک قطرہ اس کی

کھیتی تک پہنچائیں' اس کا تحفظ کریں اور اس کا پہرہ دیں۔ اگر کہیں کوتاہی ہے تو اس کوتاہی کو ہم سب مل کر اراکین اسمبلی بھی اپنے اپنے حلقوں میں نشاندہی کریں اور میں بھی' انشاء اللہ تعالیٰ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ہم ان کوتاہیوں کو دور کریں اور اس معاملے کو اور بہتر طریقے سے حل کیا جائے۔ لہذا ان ساری گزارشات کے بعد میں آپ سے گزارش کروں گا کہ کٹوتی کی اس تحریک کو مسترد کیا جائے اور مطالبہ زر کو منظور فرمایا جائے۔ بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں نے وزیر صاحب سے پوچھا تھا کہ دو لاکھ پچیس ہزار کیوسک as compared to today and last year, combine river flow drop ہو گیا ہے۔ اس کے لئے ان کی حکمت عملی کیا ہے؟ اس پر میں نے پوچھا کہ یہ تو ٹھیک کر رہے ہیں' اس کو چھوڑیں۔ اگر اریگیشن ورکس نے جو کام کیا ہے' آپ کا جو سوا دو لاکھ کیوسک پانی combine river flow کا drop ہو گیا اس کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر صاحب! آپ اس کا جواب دینا چاہیں گے؟ ویسے تو انھوں نے wind up کر دیا ہے۔ آپ ان کے چیمبر میں جا کر ان سے بات کر سکتے ہیں۔

وزیر آبپاشی، جناب سپیکر! میں نے تو almost بتا ہی دیا ہے کیونکہ یہ سوال و جواب کا سیشن نہیں تھا۔ انھوں نے اگر اپنی بحث کی ہوتی تو میں اس کا ضرور ان کو تفصیلی جواب دیتا لیکن اس سلسلے میں اتنا مختصر بتا دوں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوال ہے۔ میں نے کہا ہے کہ پانی کی condition is disastrous اور اس کا یہ دو' سوا دو لاکھ کیوسک combine river flow ہے یہ as compared to today and last year drop کر گیا ہے۔ اس کا 50 percent drop کر گیا ہے اس کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ اس پر بتا دیں۔ ایک ارب 31 کروڑ روپیہ اریگیشن ورکس پر لگا دیا ہے اب یہ drop ہوا ہے۔ اس پر یہ کیا کریں گے؟

وزیر آبپاشی ، جناب سپیکر! اس میں سلسلہ یہ ہے کہ جو ہمیں پانی مل رہا ہے ہم اس پانی کو تو کم از کم بچائیں۔ اس پانی کی safety بہت ضروری تھی۔ جہاں تک ان کے سوال کا مسئلہ ہے تو وہ چونکہ وفاقی سطح پر حل ہونے والا ہے۔ ان کی بات بجا ہے کہ اگر ہم نے کوئی بہتر طریقے سے حکمت عملی نہ اپنائی تو قدرتی طور پر دن بدن یہ پانی drop ہو گا۔ اس پر انشاء اللہ تعالیٰ ایک بہتر حکمت عملی وفاقی حکومت بنا رہی ہے۔

جناب سپیکر، جی' وفاقی سطح پر اس پر سوچ بچار ہو رہی ہے۔ آپ کا جواب ٹھیک ہے۔ جی' شکریہ۔ اب سوال یہ ہے کہ،

"1۔ارب 31 کروڑ 20 لاکھ 54 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 22 "تعمیرات آبپاشی" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 1۔ارب 31 کروڑ 20 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب ہم ضمنی بجٹ 2003-04 پر موصول شدہ---

جناب تنویر اشرف کائرہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' جب سوال put ہو رہا ہو تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کرتے۔ پلیز تشریف رکھیں ۔ اب ہم ضمنی بجٹ 2003-04 پر موصول شدہ کٹوتی کی تحریک پر کارروائی ختم کرتے ہیں اور قاعدہ نمبر 144 ذیلی قاعدہ 4 کے تحت گلوٹین کا اطلاق کر کے مطالبات زر پر رائے شماری کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر 1

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے، قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 56 لاکھ 73 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران

صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 15 کروڑ 83 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 3-ارب 6 کروڑ 36 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 2 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق عامہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 33 کروڑ 84 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 7 کروڑ 8 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت برداشت" کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب سپیکر. اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 31 لاکھ 3 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب سپیکر. اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 35 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 39 کروڑ 55 لاکھ 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "منفرق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 7 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 13

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 93 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی

سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 59 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 15 لاکھ 98 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 7 کروڑ 7 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ د "پینشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 17

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 80 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ د "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 18

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 8 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی

مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 4-ارب 26 کروڑ ایک لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 12-ارب 34 کروڑ 60 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 8-ارب 62 کروڑ 42 لاکھ 64 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 50 لاکھ 27 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 3-ارب 5 کروڑ 28 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے

والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز / خود مختار ادارہ جات" وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابلِ ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر "ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران

صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2004 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران

صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
"سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(حکومتی اراکین کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے طے تھا کہ آج کے بعد دو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہونے تھے لیکن شاید آج اجلاس prorogue ہو رہا ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ ایک Call Attention Notice No. 193 ہے یہ 43 ممبران نے دیا تھا یہ پیر بنیامین رضوی کے قتل سے متعلقہ ہے جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب سپیکر، ابھی ہم جو تحاریک اتوانے کار take up نہیں کر سکے وہ pending ہی چلی آ رہی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ Call Attention Notice ہے جو کل take up ہونا تھا اور پہلے یہ طے تھا کہ کل اجلاس ہونا تھا لیکن شاید آج prorogue ہو رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس Call Attention Notice کو جسے 43 ممبران نے پیش کیا ہے اسے اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر لیا جائے اور میرے خیال میں اس پر لاء منسٹر صاحب کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اگر رانا صاحب اسے pending کروانا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، یہ Call Attention Notice pending کیا جاتا ہے۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

چودھری شجاعت حسین کو وزیر اعظم پاکستان منتخب ہونے پر مبارکباد کی قرارداد پیش کرنے کیلئے قاعدہ 234 کے تحت قواعد 32 اور 115 کی معطلی

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997ء کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 32 اور 115 کو معطل کر کے چودھری شجاعت حسین نو منتخب وزیراعظم کو مبارکباد دینے کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(حکومتی بنچز کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997ء کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 32 اور 115 کو معطل کر کے چودھری شجاعت حسین نو منتخب وزیراعظم کو مبارکباد دینے کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا، جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ، جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' جناب قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جناب لاء منسٹر صاحب نے جو مبارکباد پیش کرنے کی قرارداد کی اجازت چاہی ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کس کو مبارکباد دینا چاہتے ہیں جنرل مشرف کو یا طارق عزیز کو؟ جن کے ہاتھوں حکومتی بنچز کے سیاستدان کٹھ پتلیاں بن کر ایک اجنبی کو جس کا آج پارلیمنٹ میں وجود بھی نہیں ہے' صرف 45 دن کے لئے چودھری شجاعت صاحب کو مبارکباد دینا چاہتے ہیں؟ آپ کو یاد ہو گا کہ اسی ایوان میں ہم نے کہا تھا کہ آپ حکومت بنا چکے ہیں اور میں نے لیڈر آف دی ہاؤس کو کہا تھا کہ چودھری صاحب! آپ جیسے بنے' جس نے بنایا' جس طرح بھی اس منصب پر بیٹھے ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں اور اس بحث میں نہیں جاتے لیکن آپ اس ایوان کی بالادستی اور اس ملک میں سیاست دانوں کی عزت و وقار کے لئے کام کریں۔ عوام اور آئین کی بالادستی کے لئے کام کریں۔ ہم آپ کو مبارکباد بھی دیں گے اور آپ کا ساتھ بھی دیں گے لیکن آج یہ کس کو مبارکباد دینا چاہتے ہیں؟ جیسے 45 دن کے لئے وزیر اعظم بنایا جا رہا ہے۔ اب تو پاکستان کی سیاست میں عجیب معاملہ چل پڑا ہے کہ جیسے چیف آف آرمی سٹاف کو دو مہینے پہلے تعینات کر دیا جاتا ہے' announce کر دیا جاتا ہے اس طرح آج ہمارے ملک کے وزیر اعظم کو بھی دو مہینے پہلے announce کرنے کی روایت ڈالی جا رہی ہے۔ کل چودھری شجاعت حسین صاحب 190 ووٹ لے کر وزیر اعظم منتخب ہوئے ہیں لیکن شرم سے کہوں گا کہ 190 لوگوں میں سے بشمول ان کے ووٹ ڈالنے والوں میں سے کوئی اس بات کا اہل نہیں سمجھا جا رہا کہ اس کو منتقل وزیر اعظم بنا دیا جائے۔ ہم نے اپوزیشن نے تو جناب جمالی صاحب کو بھی صرف اس سسٹم کو بچانے کے لئے اس ملک میں سیاست دانوں کی عزت اور وقار کے لئے کہا کہ آپ اس ملک میں وزیر اعظم منتخب ہوئے ہیں آپ قائم رہیں ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ لیکن میں آج یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں حکومت کس کی ہے' کون ہے جو اس ملک کے اس ایوان کے فیصلے کر رہا ہے' اس ملک کے ایوان کی بالادستی کو کون سلب کر رہا ہے؟ یہ بات کرتے ہیں کہ ہم مبارکباد دیں صرف 45 دن کے لئے مبارکباد چاہتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہوتی کہ وہ ایوان کے قائد منتخب ہوتے اور ہم سے permanent مبارکباد

لیتے لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ کس بات کی مبارکباد اور وہ بھی اس کے ساتھ ایک اجنبی کو' جو آج اس ہاؤس میں بھی نہیں ہے اور اس کو nominate کر کے وزیراعظم کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ پہلے تو ہم نے سنا پھر ٹی وی پر ہم نے دیکھا کہ جناب جمالی صاحب نے اناؤنس کیا۔ چودھری صاحب کے ساتھ ان کو جناب شوکت عزیز صاحب کو سینئر وزیر لگا دیا لیکن بعد میں تھوڑی ہی دیر کے بعد جب ان کو ایک حکم نامہ ملا تو دوبارہ کہنا پڑا کہ یہ تو ایک interim set up ہے۔ یہ تو ہم صرف 45 دن کے لئے انہیں وزیراعظم بنا رہے ہیں اور اس کے بعد ہم شوکت عزیز صاحب کو پہلے elect کروائیں گے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے سیاست دانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ اور سوچنے کا مقام ہے۔ ہم سب کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ پورے ملک کے سیاست دانوں پر عدم اعتماد ایک جرنیل کر رہا ہے۔ طارق عزیز ہمارے ملک کے فیصلے کر رہا ہے کہ ہمارے ایوان میں کون قائد ایوان ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ قرارداد پیش نہیں کرنی چاہیے۔ اگر انہوں نے مبارکباد دینی ہے تو پھر جنرل مشرف کے لئے مبارکباد پیش کریں۔ اگر انہوں نے مبارکباد دینی ہے تو طارق عزیز صاحب کے لئے مبارکباد پیش کریں کہ جن کے کہنے پر یہ تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ ہمیں یہ کہا جائے گا کہ ہمارا in House معاملہ ہے۔ آپ خود سوچیں کہ کوئی ممبر بھی' پنجاب سے پہلے یہ پیغام آیا کہ بھکر سے سیٹ خالی ہو گی اور وہاں سے وہ انتخاب لڑیں گے لیکن ہمارے اس معزز رکن میں اتنی جرأت تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس نے کہا ہے کہ جی کیوں میں اپنی سیٹ خالی کروں؟ پنجاب سے کوئی سیٹ خالی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف ایک آقا کا حکم ماننے کے لئے ان کو اس طرح کی مبارکباد پیش کر رہے ہیں۔ آج میں پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومتی ارکان شاید اپنے آقا کے لئے مٹھائیاں بھی تقسیم کریں۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، محترمہ تشریف رکھیں اپوزیشن لیڈر بات کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف، شاید وہ موتی چور کے لڈو بھی تقسیم کریں۔ شاید اس کے کھانے کی بات بھی کریں۔ لیکن مجھے خوشی ہو گی میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف میرے بھائی آج یہ کہیں کہ چودھری شجاعت

ہی وزیراعظم permanent ہوں گے۔ہم ان کو مبارکباد دیتے ہیں لیکن جو بندہ ہاؤس میں ہی نہیں ہے' جو شخص اس ایوان میں ہی نہیں ہے اس کو آج اس ایوان کا قائد ایوان بنا رہے ہیں' مستقل وزیراعظم بنا رہے ہیں جس کا سیاست میں کوئی کردار ہی نہیں ہے۔ کس بات کی آپ مبارکباد پیش کرنا چاہتے ہیں؟ آپ تو کہتے رہے ہیں کہ اس ملک میں آئین' پارلیمنٹ اور اپنے elected لوگوں کی عزت کرنا ہی سیکھ لیں۔ جو ابھی elect ہی نہیں ہوا اس کو مبارکباد اور وہ بھی interim period 45 دن کے لئے' مبارکباد دینا چاہتے ہیں۔ مجھے تو یہ بات بھی سمجھ نہیں آتی کہ کس بات کی مبارکباد دینا چاہتے ہیں کہ ایک مسافر چل رہا ہے اور راستے میں کہیں قیام کرتا ہے اور اس کے بعد اس نے آگے چلے جانا ہے۔ تو اس گھر کا نہ مالک بنتا ہے اور نہ وہاں وہ قیام پذیر رہ سکتا ہے۔ اب آپ پھر اس کو کیوں مبارکباد دینا چاہتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں ہماری حکومتی جماعت نے جو روش اور جو کام انہوں نے شروع کیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس سے اپنی' ہماری اور تمام ملک کے اس عوامی مینڈیٹ کی توہین کیوں کرتے ہیں جس کا یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عوام نے ان کو مینڈیٹ دے کر اس ہاؤس میں بھیجا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ عوام کا مینڈیٹ امانت ہے اور انہوں نے سیاست دانوں کو elect کر کے بھیجا ہے۔میں مانتا ہوں کہ یہ میرے بھائی میری بہنیں سارے سیاست دان بیٹھے ہیں۔ لیکن کم از کم یہ تو دیکھیں کہ جس شخص کو ultimately پرائم منسٹر بنانا چاہتے ہیں تو اس کا اس ملک میں سیاست کے ساتھ اور عوام کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟ میں اس کی مذمت کرتا ہوں اور میں کہوں گا کہ یہ قرار داد پیش نہ کریں کیونکہ اس سے پورے ملک میں عوام کی تذلیل ہوگی۔ ہاں!! اگر تو یہ کہیں کہ ہم قرار داد یہ پیش کرتے ہیں کہ جو ایک فیصلہ اوپر سے مسلط کیا جا رہا ہے اس کو مسترد کریں اور یہ کہیں کہ جناب منتخب وزیراعظم چودھری شجاعت حسین continue کریں گے ہم ابھی انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان ۔جناب والا! میں عرض کروں گا کہ۔۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ رانا صاحب! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ لابی میں آپ لوگوں سے ان کی بات ہوئی ہے کہ دو تین آدمی اس پر بات کرلیں گے۔ کیونکہ اگر آپ بات کریں گے تو پوری (ن) لیگ کا

موقف سامنے آجائے گا۔ اس طرح ایم ایم اے کے ایک رکن بات کرلیں گے۔ اس کے بعد وزیر قانون صاحب بات کرلیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ نے دو تین حضرات کی بات کی ہے نوٹل پانچ چھ آدمیوں نے اس کو oppose کیا ہے۔ بلکہ میرے خیال میں چار آدمیوں نے oppose کیا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! پانچ چھ بھی کریں گے تو وہی باتیں بار بار repeat ہوں گی۔

رانا ثناء اللہ خان ، نہیں جناب! repetition نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر، ٹائم بھی دیکھ لیں ایک بجنے والا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! ہم اپنے دوستوں سے معزز اراکین سے کہہ دیں گے کہ وہ اپنی بات کو repeat نہ کریں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! میں بھی عرض کروں گا۔

جناب سپیکر، آپ decide کرلیں کہ ایم ایم اے کی جانب سے کس نے بات کرنی ہے! رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان ، شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم قاسم ضیاء صاحب نے اس قرار داد کے حوالے سے جو کچھ فرمایا ہے میں اس کو endorse کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ وزیر قانون صاحب ماشاء اللہ کافی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور یہ جو ہاؤس ہے اس میں جو بھی کوئی legislation ہو جو بھی کوئی قرار داد ہو اس میں wisdom ہونی چاہیے۔ اس میں حکمت ہونی چاہیے اور اس کا کوئی پس منظر ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرار داد technically بنتی نہیں ہے اور اس قسم کی بے تکی قرار داد کا پیش کیا جانا اس ہاؤس کی توہین ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ دنیا میں کوئی بھی ایکٹ ہو اس کی دو stages ہوتی ہیں۔ کوئی عمل ہو کوئی سیاسی عمل ہو کوئی سماجی عمل ہو یا غیر سیاسی عمل ہو۔ اس کی دو stages ہوتی ہیں۔ ایک preparation ہوتی ہے کہ اس عمل کو کرنے یا کروانے کے لئے تیاری کی جاتی ہے اور دوسری stage performance کی ہوتی ہے ۔ جب اس کو perform کیا جاتا ہے۔ دنیا میں کہیں بھی

preparation پر مبارکباد نہیں دی جاتی۔ تیاری کرنے یا کروانے پر مبارکباد نہیں دی جاتی۔ مبارکباد ہمیشہ performance پر دی جاتی ہے۔ [**********] (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں نے تو کوئی ایسا لفظ نہیں بولا جو کارروائی سے حذف ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ ان کے ذمے لگایا گیا ہے کہ صرف وہ تیاری کروائیں گے اور اس کے بعد act perform کوئی اور کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے لئے نامناسب ڈیوٹی ہے۔ ان کے ساتھ اظہار افسوس کی قرار داد پاس ہونی چاہیے تھی نہ کہ انہیں مبارکباد دینی چاہیے تھی اس لئے میں ان کے ساتھ اظہار افسوس کرتا ہوں کہ اس ملک کی اسٹیبلشمنٹ نے ان کو ایک بہت ہی نامناسب کام کے لئے چنا ہے۔ دوسرا جناب سپیکر!۔۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان، نہیں، جناب سپیکر! میں نے ابھی بات کرنی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جب تک اس ملک میں جمہوری اداروں کو sovereign نہیں کیا جائے گا اس وقت تک اس ملک میں good governance کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا اور جب تک اس ملک میں good governance کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا اس ملک میں مہنگائی دور ہو سکتی ہے نہ بے روزگاری امن و امان قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی خوشحالی آسکتی ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ملک میں ان اداروں کو sovereign کیا جائے۔ میں معزز اراکین کی توجہ Constitution کی طرف دلاؤں گا کہ اس Constitution میں جو کہ متفقہ آئین ہے اس کو آج تک کسی نے dispute نہیں کیا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی کوئی amendment ہے۔ Constitution کا preamble یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ

---

*بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

Whereas sovereignty over the entire universe belongs to Almighty Allah alone, and the authority to be exercised by the people of Pakistan within the limits prescribed by Him is a sacred trust;

Wherein the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people;

ہمارے آئین کے preamble میں یہ درج ہے کہ اقتدار اس ملک کے منتخب نمائندوں کے ذریعے اس ملک کے چودہ کروڑ عوام استعمال کریں گے لیکن ہو یہ رہا ہے کہ صرف فرد واحد تمام اقتدار استعمال کر رہا ہے۔ جبکہ آرٹیکل 48 میں بہت واضح طور پر درج ہے کہ

In the exercise of his functions, the President shall act in accordance with the advice of the cabinet or the Prime Minister:

لیکن اس وقت ہو یہ رہا ہے کہ

The entire Pakistan with the criminal abetment of Muslim League: [**********]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ عطاء اللہ صاحب! آپ دائرے میں رہ کر بات کریں پلیز۔

وزیر زراعت، پوائنٹ آف آرڈر۔

---

*بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر زراعت!

وزیر زراعت، جناب سپیکر! غیر پارلیمانی الفاظ نہیں آنے چاہئیں اور اس کی ابتدا ان کی طرف سے نہیں ہونی چاہیے۔ ان کو پتا ہونا چاہیے کہ اس وقت پاکستان مسلم لیگ ملک کی سب سے بڑی جماعت ہے جس کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ آپ زیادہ دور نہ جائیں۔ یہ عمل جو چالیس پینتالیس دن میں دہرایا جاتا ہے صرف اس ایک عمل سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے اور ان کا موقف بالکل غلط ثابت ہو گیا ہے کہ اس ملک میں جمہوریت آ رہی ہے اس ملک میں اداروں کو مضبوط کیا جا رہا ہے اور اس ملک میں اسمبلیوں کی کوئی اہمیت ہے۔ میں زیادہ دور نہیں جاتا' آپ بیس جون کے بعد کے حالات لے لیں۔ کیا اخبارات میں باقاعدہ بیان نہیں چھپا اور تینوں آدمیوں نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے جن میں سے ایک چودھری شجاعت صاحب تھے' ان کے ایک طرف چودھری پرویز الٰہی تھے اور ایک طرف وزیراعظم جمالی تھے اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے؛ یہ لوگ جو افواہیں اڑا رہے ہیں یہ بالکل غلط باتیں ہیں اور خواہ مخواہ افواہیں اڑانا پاکستان کا کلچر بن گیا ہے' ہم بالکل ایک ہیں' کسی قسم کی کوئی تبدیلی زیر غور نہیں ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ بیس جون کے بعد پچھلے دس دنوں میں باقاعدہ فنانس بل پر ووٹنگ ہوئی' بجٹ پر ووٹنگ ہوئی اور موجودہ حکومت جس کی سربراہی وزیراعظم ظفراللہ جمالی کر رہے تھے' پوری قومی اسمبلی نے vote of confidence نہیں دیا۔ اسی شام کو جب وزیراعظم جمالی نے عشائیہ دیا' کیا اس میں انہوں نے اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ بھائی! کس استعفے کی بات کرتے ہو۔ مجھ سے تو کسی نے استعفیٰ نہیں مانگا' نہ میں نے کسی کو استعفیٰ دیا ہے' نہ کوئی میرا اختلاف ہے' میں تو expand کر رہا ہوں۔ انہوں نے باقاعدہ date دی کہ میں تین جولائی کے لگ بھگ کیبنٹ میں اضافہ کروں گا۔ اس کے بعد پھر کیا ہوا؟ اس کے بعد ان لوگوں کو پریذیڈنٹ ہاؤس طلب کیا گیا اور طلب کرنے کے بعد انہیں ایک حکم سنایا گیا اور اس کی باقاعدہ تفصیل

بتائی گئی کہ آپ نے آج یہ کرنا ہے' کل یہ کرنا ہے اور اس کے بعد پورے پینتالیس دن کا انہیں ایک روڈ میپ دیا گیا اور اس کے مطابق انہوں نے پھر یہ حکم اپنی so called Parliamentary party کو سنایا اور اس کے اوپر اب عمل درآمد شروع ہو رہا ہے اور یہ کس آدمی کو لا رہے ہیں؟ اس آدمی کی کیا خصوصیت ہے؟ کیا وہ ان کی جماعت کا ممبر بھی ہے' کیا اس نے کبھی ان کی جماعت کی کوئی میٹنگ بھی attend کی ہے؟ کیا اس نے مسلم لیگ (ق) کے لئے کبھی کوئی کام کیا ہے؟ صرف اور صرف اس کی خوبی یہ ہے کہ وہ امریکہ سے آیا ہے' اس کی خوبی یہ ہے کہ اسے کرسٹینا روکا جانتی ہے' اس کی خوبی یہ ہے کہ اسے بش جانتا ہے' اس کے علاوہ اس کی کوئی خوبی نہیں ہے یا جیسے یہ اسٹیبلشمنٹ لیگ ہے' وہ اسٹیبلشمنٹ کا بندہ ہے اور صرف اور صرف ان خوبیوں کی بنیاد پر یہ لوگ مجبور ہیں کہ اس کو یہ اپنا ووٹ دیں گے۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ یہ غلط بات کرتے ہیں یا میرا خیال ہے اگر یہ اپنے طور پر یہ اس بات پر یقین بھی کر رہے ہیں کہ واقعی ہم جمہوریت کی طرف سفر کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بالکل عیاں ہو گئی ہے کہ ان اداروں کی اہمیت کو بالکل خاک میں ملا دیا گیا ہے۔ یہ سفر جمہوریت کی طرف نہیں ہو رہا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایک آدمی تمام فیصلے کر رہا ہے اور یہ ادارے اس کے فیصلوں کے پابند ہیں۔ جب تک یہ ادارے sovereign نہیں ہوں گے اس ملک میں خوشحالی نہیں آئے گی' جب تک افراد ان اداروں کے تابع نہیں ہوں گے اس وقت تک بات نہیں بنے گی۔ آج یہ ادارے فرد واحد کے تابع ہیں۔ فرد واحد یا افراد ان اداروں کے تابع نہیں ہیں۔ میں آخر میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ

کہاں تم کو ہے کہ سفر کٹ رہا ہے
یقیں مجھ کو ہے کہ رستہ کھو رہے ہو

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! توقع کے خلاف آج جب وزیر قانون نے یہ قرارداد ہاؤس میں پیش کی تو مجھے ذاتی طور پر حیرانگی بھی ہوئی اور پریشانی بھی ہوئی۔ یہ ہر قرارداد پر ہم سے مشورہ کر لیتے ہیں اگر

یہ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ مشورہ کر لیتے تو ہم انہیں شاید کوئی مفید مشورہ دیتے۔

جناب سپیکر! بقول ان کے کہ یہ جمہوری ملک ہے اور ہمارے ملک میں جمہوریت چل رہی ہے۔ جمہوریت کس طرح چل رہی ہے؟ Constitution موجود ہے جس کے تحت جمہوریت چل رہی ہے۔ دوسری طرف ہو کیا رہا ہے؟ ہو یہ رہا ہے کہ ملک کا پرائم منسٹر جون کی 26 تاریخ کو فلور پر کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ میں نہیں جا رہا' جو لوگ افواہیں اڑا رہے ہیں وہ جھوٹ کہہ رہے ہیں اور اسی 26 تاریخ کو ساڑھے سات بجے پریس کانفرنس کرتے ہیں اور وہاں پر وہ اپنا استعفیٰ مسلم لیگ کے صدر کو پیش کرتے ہیں۔ Constitution میں کوئی ایسی provision موجود نہیں ہے جس میں یہ کہا جائے کہ یہ استعفیٰ کسی پارٹی کے ہیڈ کو پیش کیا جائے گا بلکہ Constitution یہ کہتا ہے کہ استعفیٰ پریذیڈنٹ کو دیا جائے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان جمہوری اداروں کی اس سے بڑی تذلیل ہو نہیں سکتی جس طرح اس ملک میں کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہم اس ملک میں جمہوریت کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس ملک میں جمہوریت کو اس طرح پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں جس طرح یہ دیکھنا چاہتے ہیں لیکن ہم ان سے کہتے ہیں کہ اپنی سوچوں کو' اپنے رویوں کو اس جمہوریت اور ایوان کے تابع کریں۔ قومی اسمبلی کے 354 ممبران میں سے کوئی بھی ان کو ایسا شخص نظر نہیں آیا جو اس بات کا حق رکھتا ہو اور اس بات کا مستحق ہو کہ اسے یہ ملک کا وزیراعظم منتخب کریں لیکن یہ یہاں کس چیز کی قرارداد پاس کروانا چاہتے ہیں شرمندگی کی؟ انہوں نے پینتالیس دن کے لئے شجاعت صاحب کو وزیراعظم مقرر کر کے جو رویہ اختیار کیا ہے یہ اس قرارداد کو اس ہاؤس سے منظور کروانا چاہتے ہیں۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ جس طرح اخبارات میں یہ روز اشتہارات دے رہے ہیں آج یہ ایسی قرارداد لے کر آتے کہ ہم شوکت عزیز امریکہ کے ایجنٹ کو وزیراعظم منتخب ہونے تک اور اس کو نامزد وزیراعظم ہونے پر مبارکباد دیتے ہیں تو کوئی بات بنتی۔ یہ پینتالیس دنوں کے وزیراعظم کے لئے کس منہ سے یہاں پر قرارداد لے کر آئے ہیں کہ ہم انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اس بات کی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس ملک کی باگ ڈور ایک امریکی ایجنٹ کے حوالے کرنی ہے۔ جس کا پاکستان کی شہریت سے کوئی تعلق نہیں ہے' وہ اس ملک کا شہری نہیں ہے بلکہ وہ اب بھی سٹی بنک

کا ملازم ہے' اس کو ہم اس ملک کا وزیراعظم بنانا چاہتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ امریکہ کبھی معین قریشی کو لے آتا ہے' کبھی شوکت عزیز کو لے آتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ ادارے آزاد ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ادارے آزاد نہیں ہیں بلکہ یہ ادارے آج بھی ایک ڈکٹیٹر کے زیر اثر اور زیر قیادت کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک شخص جنرل پرویز مشرف نے یہ آرڈر دیا ہے اور یہ اس آرڈر کی compliance کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس ملک میں کل ایسا وقت نہ آجائے کہ اگر جنرل پرویز مشرف پنجاب ہاؤس میں یہ آرڈر جاری کرتے ہیں کہ پرویز الہیٰ کو اتار کر لودھی صاحب کو اس صوبے کا وزیراعلیٰ بنا دیا جائے تو یہ سارے ممبران اس پر تیار ہو جائیں گے اور لودھی صاحب کو وزیراعلیٰ بنانے پر متفق ہو جائیں گے۔ یہ پرویز الہیٰ صاحب کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو act یہاں پر کیا جا رہا ہے یہ اس ملک میں جمہوریت کی توہین ہے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں جو جمہوریت کے ساتھ کیا جا رہا ہے اور جو اس ملک میں چوہے اور بلی کا کھیل کھیلا جا رہا ہے' ہم اس کی بھی مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

(اس مرحلے پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ میں سب سے پہلے جناب قاسم ضیاء صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے میری توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ ہمیں سب سے پہلے جنرل پرویز مشرف صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور وہ اس لحاظ سے ادا کرنا چاہیے کہ آج اگر جنرل پرویز مشرف نہ ہوتے تو اس ملک میں جمہوریت بحال نہ ہوتی۔ اگر آج جنرل پرویز مشرف نہ ہوتے تو قاسم ضیاء صاحب' رانا ثناء اللہ سمیت یہ سارا ایوان اس وقت اس معزز ایوان میں موجود نہ ہوتا۔ اگر جنرل پرویز مشرف نہ ہوتے تو شاید میرے یہ سارے معزز بھائی اپنے قائدین کی طرح ملک سے کہیں باہر جا کر بیٹھے ہوتے اس لئے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے میری

تصحیح کی اور مجھے یہ یاد دلایا اور اس معزز ایوان کو یاد دلایا کہ سب سے پہلے ہمیں اس شخص کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جس کی بدولت آج یہ ایوان یہاں پر موجود ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ انہوں نے جناب طارق عزیز صاحب کی بات کی ہے۔ اس سلسلے میں میں کوئی comment نہیں دینا چاہتا کیونکہ کل جب مخدوم امین فہیم صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے بھی پہلے جناب چودھری طارق عزیز کہا' اب اگر کسی کے حواس پر ایک شخص چھایا ہو تو اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ ان سے ان کی ملاقاتیں رہتی ہیں' آپس میں رابطے بھی رہتے ہیں اس لئے اگر ان کا نام ان کے ذہن سے نہیں اترتا تو اس کے لئے بھی میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یاد کروا دیا۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہماری طرف سے انہوں نے بھی ان کے ساتھ رابطہ رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ کہا گیا کہ یہ فیصلے کون کرتا ہے؟ یہ فیصلہ جماعتیں کرتی ہیں۔ آج سے کچھ دن پہلے نجف سیال صاحب نے یہاں پر کھڑے ہو کر ایک بات کی تھی۔ انہوں نے کسی بچے سے متعلق یہ کہا تھا کہ اس نے نمبردار کے مرنے پر---

قائد حزب اختلاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب نے کہا کہ طارق عزیز صاحب کا ہمارے ساتھ رابطہ رہتا ہے۔ مجھے تو نہیں پتا' میری تو ان کے ساتھ ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی رابطہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بات مخدوم امین فہیم صاحب نے کی وہ ویسے ہی تھی جیسے شاید پہلے دن جب یہ اسمبلیاں بنی تھیں اور مرکز میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کہا تھا کہ یہ ان کے ضمیر کی نہیں جنرل ضمیر کی آواز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اسی طرح کہنا چاہتے تھے کہ شجاعت حسین نہیں طارق عزیز ہی پرائم منسٹر بن رہا ہے اور nominate کر رہا ہے۔ میں کہنا چاہتا تھا کہ ہمارے ان سے کوئی رابطے نہیں ہیں۔ کیونکہ جو لوگ

ہم سے رابطے رکھتے ہیں وہ اس ملک میں جمہوریت چاہتے ہیں اور وہ اس ملک کے عوام ہیں۔ ہمارا رابطہ عوام سے ہے کسی جنرل کے آگے کام کرنے والے کارندے سے نہیں ہے۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ جی' وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے' justification ہے' ٹھیک ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے کہا کہ فیصلے کون کرتے ہیں؟ اس ملک کی تاریخ موجود ہے۔ اس صوبے کی اس معزز ایوان کی تاریخ موجود ہے کہ ہم منظور وٹو کو علیحدہ کر کے کس کو لانے تھے؟ نکئی صاحب کو لانے تھے۔ غلام حیدر وائیں صاحب کے خلاف عدم اعتماد ہوا تو یہ سلسلہ جمہوریت کا عمل ہے' جمہوری عمل ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا کسی وقت پر بھی' کسی سٹیج پر بھی جمہوری عمل سے انحراف کیا گیا؟

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ نجف سیال صاحب نے ایک بچے کی مثال دی تھی کہ جس نے گاؤں کے نمبردار کے مرنے پر اپنی والدہ کو جا کر کہا تھا کہ نمبردار مر گیا ہے۔ اس پر والدہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا؟ اس بچے نے کہا کہ میں بنوں گا تو اس کی والدہ نے کہا کہ نہیں اس کا بیٹا بنے گا۔ بچے نے کہا کہ اگر بیٹا مر گیا تو والدہ نے کہا کہ اس کا بیٹا بنے گا۔ بات چلتی آئی بالآخر والدہ نے کہا کہ سارا گاؤں بھی مر جائے تو تمہیں کسی نے نہیں بنانا۔ ان کی جماعت میں کلی طور پر اس فارمولے پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔ آج تک محترمہ نے اپنی جگہ کسی دوسرے کو آنے کا موقع فراہم نہیں کیا اور نہ ہی کریں گی۔ یہ ان کی جمہوریت ہے اور میرے بھائی ارشد بگو صاحب نے کہا ہے کہ مجھے بڑی حیرانگی ہوئی ہے۔ انہیں کس بات کی حیرانگی ہوئی ہے؟ ہم آپ سے ایک سیاسی کردار کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ سیاسی کردار ادا کریں' سیاسی کردار میں ہوتا یہ ہے کہ آپ اُدھر بیٹھیں یا اِدھر بیٹھیں۔ درمیانی راستہ کوئی نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے نائم دیا۔ میں اس بات پر بھی خوش ہوں کہ جناب وزیر قانون نے اس بات کی وضاحت کی کہ آپ اُدھر بیٹھیں یا اِدھر بیٹھیں، میرا خیال ہے کہ اُدھر اور اِدھر بیٹھنے والوں کا انھوں نے تجزیہ کر لیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم صاف طور پر کہتے ہیں کہ ہم اپوزیشن میں ہیں۔ ہم نے اگر مرکز میں اپنی رائے کو محفوظ رکھا تو یہ ہمارا جمہوری حق ہے۔ اگر شجاعت کو یہ کہہ کر وزیر اعظم بنایا جا سکتا ہے کہ خبردار! تو دو مہینے کے بعد استعفیٰ دے گا تو وہ وزیر اعظم بن سکتا ہے' اس کا جمہوری حق اس طرح ضبط کیا جا سکتا ہے تو ہم پر بھی تنقید کی جا سکتی ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ [**********]

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جی' وزیر قانون! (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہوں کہ شک تھوڑا سا کمزور ہوتا ہے اور یہ ری الیکشن نیچرل ری الیکشن ہے۔ میں کوئی غلط بات نہیں کر رہا۔ میں تو ایک حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ کل قومی اسمبلی میں پاکستان مسلم لیگ (ن) نے' پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین نے اپنی ایک رائے کا اظہار کیا' پاکستان مسلم لیگ نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اب جب لوگوں نے ہمیں منتخب کر کے بھیجا ہے تو درمیان میں بیٹھنے کے لئے نہیں بھیجا۔ انہوں نے کوئی فیصلہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ یہ حکومت کی مخالفت کرتے یا چودھری شجاعت حسین صاحب کے خلاف ووٹ دیتے یا ان کے حق میں ووٹ دیتے۔ یہ کونسا راستہ ہے؟ میں تو اس راستے کی بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر! یہاں پر شوکت عزیز صاحب کے حوالے سے بات کی گئی تو اس ملک کی تاریخ ہے کہ جب معین قریشی صاحب آئے تھے تو اس وقت consensus کس نے کیا تھا؟ اس وقت تو

---

* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شجاعت حسین نہیں تھے' اس وقت جنرل پرویز مشرف تھے اور نہ ہی اس وقت ہماری قیادت موجود تھی تو کس نے consensus کیا تھا؟ یہ سوچنے کی بات ہے کہ اس وقت جن لوگوں نے معین قریشی پر اتفاق کیا تھا اور آج وہ یہ بات بھول گئے ہیں کہ کیا اس وقت معین قریشی پر یہ الزام نہیں آتا تھا کہ وہ امریکن ہیں؟

اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں کہا گیا کہ جمالی صاحب سے استعفیٰ لیا گیا۔ لیکن جن بھائیوں نے کل جمالی صاحب کا خطاب سنا ہو گا میں سمجھتا ہوں کہ انہیں خود اس بات کا احساس ہوا ہو گا کہ جمالی صاحب ایک جمہوری سوچ رکھنے والے شخص ہیں۔ انہوں نے اپنی جماعت کے فیصلے کو تسلیم کیا اور پھر کیا یہ جمہوریت کا ہی حسن نہیں کہ انہوں نے خود چودھری شجاعت حسین صاحب کو propose کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات سے تو ہمیں سبق سیکھنا چاہیے کہ پارلیمانی گروپ جماعتوں میں جو فیصلے کرتے ہیں ان فیصلوں کو تسلیم کرنا چاہیے۔ بے شک وہ اپنی ذات کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں یہ ہمیں تسلیم کرنا چاہیے۔ یہ بات ان بھائیوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ جب جمالی صاحب نے اعتماد کا ووٹ لیا تھا تو انہوں نے 181 ووٹ لئے تھے اور آج چودھری شجاعت حسین صاحب نے 190 ووٹ لئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ پھر بات وہیں پر آجاتی ہے کہ جو اپوزیشن کی طرف سے امیدوار نامزد کئے گئے تھے انہوں نے سابقہ امیدوار کے مقابلے میں کم ووٹ لئے اور یہ جو اٹھارہ انیس مہینے کا وقت گزرا ہے' اس ایوان کی تاریخ شاہد ہے کہ لوگ اپنی جماعتوں کو چھوڑ کر پاکستان مسلم لیگ میں شامل ہوئے ہیں۔ یہ سب کچھ جمہوریت کے عمل کے باعث تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بھائیوں نے کہا کہ یہ کس بات کی مبارکباد ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی آج فیصلہ ہوا ہے یہ پاکستان مسلم لیگ کی قیادت کا فیصلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ کی قیادت نے پہلی بار اس ملک میں ایک ایسی مثال پیدا کی ہے کہ انتقال اقتدار پرامن طریقے سے ہوا ہے اور اس سے زیادہ آپ کیا جمہوریت چاہتے ہیں کہ جمہوری طور پر جمہوری فیصلے ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ continuous process ہے' یہ process چلتا رہتا ہے۔ کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آپ کے یہ ادارے بحال رہیں۔ جن اداروں میں آپ بیٹھے

ہونے ہیں وہ ادارے بحال رہنے چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی اور ہماری بقا اس میں ہے کہ ان اداروں کا تسلسل نہیں ٹوٹنا چاہیے اور جو قرارداد میں پیش کرنے جا رہا ہوں اس میں ہم جناب چودھری شجاعت حسین صاحب سے توقع کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہ اپنا سیاسی کردار ادا کریں، جمہوریت کے تسلسل کے لئے اور جمہوریت کو اس ملک میں قائم رکھنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ ایک سیاسی آدمی سے آپ کس بات کی توقع کر سکتے ہیں؟ ہم یہاں پر کوئی controversy پیدا نہیں کرنا چاہتے، ہم اپنے قائد کو اپنی جماعت کے سربراہ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میری آپ تمام حضرات سے استدعا ہے کہ آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کر لیا اس کے بعد قرارداد پر رائے شماری ہونی ہے۔ آپ اپنی سوچ کے مطابق، اپنی پولیٹیکل commitment کے مطابق فیصلہ کیجئے لیکن کم از کم اتنی برداشت ضرور پیدا کر لیجئے کہ جمہوریت کے تقاضے کو پورا ہونے دیجئے۔ میری آپ سے یہی استدعا ہے اور میں آپ سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کر لیا اور on record آپ کے خیالات آ گئے ہیں اور ہماری طرف سے بھی on record بات آ گئی ہے۔ قرارداد پیش ہونے دیں اور ایک پولیٹیکل طریقے سے ایک سیاسی کارکن ہونے کے ناتے آپ اپنا سیاسی کردار ادا کریں۔ بے شک اس کی مخالفت کیجئے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور 115 کو معطل کر کے چودھری شجاعت حسین نو منتخب وزیراعظم کو مبارکباد دینے کی بابت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

قرارداد

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون قرارداد پیش کریں۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے ممبران واک آؤٹ کر گئے)

ایوان کی طرف سے چودھری شجاعت حسین کو وزیراعظم پاکستان منتخب ہونے پر مبارکباد کا پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے معزز ساتھیوں سے سیاسی کردار کی بات کی تھی اور سیاسی کردار ادا کرنے کی بات کی تھی۔ آج ہمارے پورے صوبے کا پریس اس بات کا گواہ ہے کہ جو لوگ ان اداروں کو پروان چڑھانے کی بات کرتے ہیں، ان اداروں کی مضبوطی کی بات کرتے ہیں، جمہوریت کی بات کرتے ہیں ان کا جمہوری کردار یہ ہے کہ وہ اس معزز ایوان میں اپنی شکست کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان چودھری شجاعت حسین کو وزیراعظم پاکستان منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ مزید برآں یہ ایوان چودھری شجاعت حسین کی قائدانہ صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے ان سے توقع رکھتا ہے کہ وہ پاکستان کے استحکام، عوام کی فلاح و بہبود، جمہوریت اور جمہوری اداروں کی مضبوطی اور تسلسل کے لئے بھرپور اقدامات کریں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے سیاست میں شرافت اور رواداری کو قائم رکھیں گے اور پاکستان کے عوام کی بلاامتیاز خدمت اور ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان چودھری شجاعت حسین کو وزیراعظم پاکستان منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ مزید برآں یہ ایوان چودھری شجاعت حسین کی قائدانہ

صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے ان سے توقع رکھتا ہے کہ وہ پاکستان کے استحکام، عوام کی فلاح و بہبود، جمہوریت اور جمہوری اداروں کی مضبوطی اور تسلسل کے لئے بھرپور اقدامات کریں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے سیاست میں شرافت اور رواداری کو قائم رکھیں گے اور پاکستان کے عوام کی بلاامتیاز خدمت اور ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان چودھری شجاعت حسین کو وزیر اعظم پاکستان منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ مزید برآں یہ ایوان چودھری شجاعت حسین کی قائدانہ صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے ان سے توقع رکھتا ہے کہ وہ پاکستان کے استحکام، عوام کی فلاح و بہبود، جمہوریت اور جمہوری اداروں کی مضبوطی اور تسلسل کے لئے بھرپور اقدامات کریں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے سیاست میں شرافت اور رواداری کو قائم رکھیں گے اور پاکستان کے عوام کی بلاامتیاز خدمت اور ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

وزیر تحفظ ماحولیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب سپیکر! اس ایوان میں مسلم لیگ (ق) کے علاوہ اس کی اتحادی جماعتیں بھی موجود ہیں۔ سابقہ پیٹریاٹ گروپ جو اب پیپلز پارٹی کے نام سے رجسٹرڈ ہوا ہے۔ ہم بھی اس قرارداد کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے قرارداد کی تائید کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مشیر برائے وزیراعلیٰ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

مشیر برائے وزیراعلیٰ، جناب سپیکر! میں کوئی جذباتی بات نہیں کرنا چاہتا کافی کچھ ہو گیا ہے، کافی کچھ سنا جا چکا ہے۔ کل کی بات ہے کہ قومی اسمبلی میں بھی بہت جذباتی قسم کی باتیں ہوئی ہیں۔ میں اپنی طرف سے ایک ذاتی رائے دینا چاہتا ہوں جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا ہے کہ جنرل پرویز مشرف صاحب کی وجہ سے جمہوریت بحال ہے۔ لیکن اس بحالی جمہوریت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے ملک کے جو طریب عوام ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، کرنل صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

مشیر برائے وزیراعلیٰ، جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سے بات عرض کر رہا ہوں، بات یہ ہے کہ جمہوریت جیسی بھی بحال ہوئی ہے اب اس کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہمارے ملک کے طریب عوام پولیس کے رویے سے تنگ ہیں اور ہم پولیس کے رویے میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ پہلے جو لوٹ مار کا دور تھا وہ ختم ہو چکا ہے ابھی ہم جمہوریت کو اپنے کردار اور اخلاق سے پروان چڑھائیں گے۔

رپورٹیں (توسیع)

جناب سپیکر، کرنل صاحب شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ گلشن ملک صاحبہ مجلس قائمہ برائے سوشل ویلفیئر، وومن ڈویلپمنٹ و بیت المال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے سوشل ویلفیئر، ویمن ڈویلپمنٹ و بیت المال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ گلشن ملک، میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ،

The Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2004,Bill No.16, 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سوشل ویلفیئر، ویمن ڈویلپمنٹ و بیت المال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

The Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2004,Bill No.16, 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سوشل ویلفیئر، ویمن ڈویلپمنٹ و بیت المال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر، جناب محمد محسن خان لغاری مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد محسن خان لغاری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد Implementation of Law related to Marriages کے بارے میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد Implementation of Law related to Marriages کے بارے میں مورخہ 30-اگست 2004 تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

ضمنی اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 2003-04

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

جناب سپیکر، جی، وزیر خزانہ صاحب!

MINISTER FOR FINANCE: Sir , I lay the Supplementary Schedule of Authorised Expenditure for the year 2003-04.

MR SPEAKER: The Supplementary Schedule of Authorised Expenditure for the year 2003-04 has been laid.

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

جناب سپیکر، اب میں گورنر صاحب کا آرڈر پڑھتا ہوں۔

No. PAP-Legis-I (85)/ 2004/637. Dated 30 June 2004. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Assembly w.e.f June 30, 2004 on the conclusion of sitting on that day.'

Dated Lahore,
30.6.2004.

LT.GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL
Governor of the Punjab."

	Issue No.	Page No.
ZAHID PERVAIZ, CH		
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Municipalities / Independent Departments	7	840
ZAHOOR AHMED KHAN DAHA, MR		
MOTION regarding-		
-Extension in the period to present the report of Standing Committee on Transport in the Assembly	9	1059

	Issue No.	Page No.
-Land Revenue	11	1269
-Loans to Municipalities/Autonomous Bodies, etc.	11	1277
-Museums	11	1271
-Miscellaneous	11	1276
-Miscellaneous Departments	11	1273
-Opium	11	1278
-Pension	11	1275
-Police	11	1270
-Public Health	11	1271
-Registration	11	1269
-Relief	11	1274
-Roads and Bridges	11	1219
-Stamps	11	1269
-State Trading in Foodgrains and Sugar	11	1276
-Stationery and Printing	11	1275
-Subsidies	11	1275
-Taxes and duteis	11	1279
-Veterinary	11	1272

T

TAHIR ALI JAVED, DR *(Minister for Health)*		
ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-		
-Mismanagement and corruption of billions in District Health Office, Faisalabad	11	1208
-Poor condition of Dialysis Machines in the Hospitals of the Province	8	921
TAHIR IQBAL CHAUDHRY, MR		
DISCUSSION ON DEMAND FOR GRANT regarding-		
-Police	7	902
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Police raid on the residence of MPA	10	1082
TANVIR ASHRAF KAIRA, MR		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Provision of polluted water in Lahore by the industrial institutions	8	915
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Police	7	896
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10, 11	1166, 1223
THE SCHEDULE OF AUTHORISED EXPENDITURE FOR THE YEAR 2005-05 (Laid in the House)	9	1069

W

WASEEM AKHTAR, SYED, DR		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Forty percent increase in the rates of water in Lahore	7	820
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10, 11	1137, 1251
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Misconduct of administration of Bahawalpur Airport with public representatives	8,9	913,1056

Z

ZAHEER UD DIN KHAN, CHAUDHRY *(Minister for Communication & Works)*		
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	11	1236

	Issue No.	Page No.
SAJEELA ANSAR BAJWA, MRS		
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10	1162
SAMI ULLAH KHAN, MR		
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Police	7	884
SAMIA AMJAD, DR		
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10	1144
SANAULLAH KHAN, RANA		
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-		
-Mismanagement and corruption of billions in District Health Office, Faisalabad	11	1208
-Poor condition of Dialysis Machines in Hospitals of the Province	8	921
-Proceedings against corrupt officers of District office Health Faisalabad	8	918
CONDOLENCE-		
-On the demise of ex-MPAs Peer Binyameen Rizvi and Moulana Manzoor Ahmed Chinioti	9	1038,1054
DEMANDS FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Health Services	8	937
-Municipalities / Independent Departments	7	858
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10	1090
SARFRAZ AHMED KHAN, HAJI, RANA		
MOTIONS regarding-		
-Extension in the period to present the reports of Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs in the Assembly	8	930
-Presentation of report of Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs in the Assembly	8	932
SHAKEEL-UR-REHMAN, LALA, ADVOCATE		
DEMANDS FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Police	7	893
MISBAH KOKAB, MISS ADVOCATE		
-Leave of absence	11	1197
SUPPLEMENTARY BUDGET FOR 2003-2004		
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANT_____ regarding		
-Administration of Justice	11	1280
-Agriculture	11	1271
-Agricultural improvement and Research	11	1277
-Civil Works	11	1281
-Communications	11	1273
-Cooperation	11	1272
-Developments	11	1277
-Education	11	1280
-Forests	11	1278
-General Administration	11	1280
-Government Buildings	11	1281
-Health Services	11	1281
-Housing and Physical Planning	11	1274
-Industries	11	1273
-Irrigation and Land Reclamation	11	1279
-Irrigation Works	11	1239
-Jails and Convict Settlements	11	1270

	Issue No.	Page No.
-Extension in period for submission of report of Committee on Rules of Procedure	7	810
-In time holding of the assembly session and news of construction of plaza after demolishing of the Speaker House	11	1196
PRIVILEGE MOTIONS regarding-		
-Misconduct of Administration of Bahawalpur Airport with public representatives	8	913
-Police raid on the residence of MPA	10	1082
-Derogatory remarks of Secretary Communication and Works against the directives of Chief Minister	8 9	912 1056

Q

QASIM ZIA, MR *(Leader of Opposition)*		
CONDOLENCE-		
-On the demise of ex-MPAs Peer Binyameen Rizvi and Moulana Manzoor Ahmed Chinioti	9	1041
DISCUSSION ON-		
-Motion for suspension of Rules 32 and 115 under Rule 234 for moving resolution of Congratulation to Ch Shujaat Hussain on his election as Prime Minister of Pakistan	11	1284
POINT OF ORDER regarding-		
-Beating and Arrests of Ladies in a Procession for Protest	8	1026

R

RAZA ALI GILLANI, SYED *(Minister for Housing & Urban Development)*		
ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-		
-Forty percent increase in the rates of water in Lahore	7	821
-Provision of polluted water in Lahore by the industrial institutions	8	915
RECITATION-		
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 24th June, 2004	7	809
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 25th June, 2004	8	911
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 28th June, 2004	9	1037
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 29th June, 2004	10	1073
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 30th June, 2004	11	1195
RESOLUTION regarding-		
-Congratulation to Ch Shujaat Hussain on his election as Prime Minister of Pakistan	11	1299
RIAZ AHMAD, RAJA		
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Municipalities / Independent Departments	7	842
RIAZ ASGHAR, CHAUDHRY		
-Leave of absence	11	1198

S

SAEED AKBAR KHAN, MR *(Minister for Prisons)*		
CONDOLENCE-		
-On the demise of ex-MPAs Peer Binyameen Rizvi and Moulana Manzoor Ahmed Chinioti	9	1049

	Issue No.	Page No.
MUHAMMAD RAFI-UD-DIN BUKHARI, SYED		
MOTION regarding-		
-Extension in the period to present the reports of Standing Committee on Industries, Commerce and Investment in the Assembly	9	1058
MUHAMMAD SHAFIQUE ANWAR, CHAUDHRY		
DEMANDS FOR GRANTS (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Municipalities / Independent Departments	7	844
MUHAMMAD SHAFIQUE CHAUDHRY, DR *(Minister for Excise and Taxation)*		
DISCUSSION ON-	10	1123
-Supplementary Budget 2003-2004		
MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI, RAJA, ADVOCATE		
DEMANDS FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Municipalities / Independent Departments	7	849
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10	1180
MUHAMMAD WAQAS, MR		
DEMANDS FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Police	7	883
MUJAHID ALI SHAH, SYED		
DEMANDS FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Municipalities / Independent Departments	7	838
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10, 11	1126, 1248
MUSHTAQ AHMAD, ADVOCATE, MR		
DEMANDS FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Police	7	898

N

NAVEED JAHANIAN, MIAN		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Poor remarks of Secretary Communication and Works against the directives of Chief Minister	8	912
NAYYAR MURTAZA LONE, MRS		
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Police	7	895
NAZIM HUSSAIN SHAH, SYED		
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	11	1230, 1254
NOTIFICATION regarding-		
-Prorogation of 16th session on 30th June 2004	11	1304

P

PARVEEN MASOOD BHATTI, MRS		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Transfer of Brail Printing Press from Bahawalpur to Lahore	8	923
POINTS OF ORDER regarding-		
-Anxiety among the lawyers due to attitude of DPO Gujrat	10	1074
-Beating and Arrests of Ladies in a Procession for Protest	8	1026

	Issue No.	Page No.
-Extension in period to present the report of Standing Committee on Local Government and Rural Development in the Assembly	11	1303
-Extension in period to present the report of Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation in the Assembly	10	1087
-Extension in period to present the report of Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal in the Assembly	11	1302
-Extension in period to present the report of Standing Committee on Transport in the Assembly	9	1059
-Presentation of report of Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs in the Assembly	8	932
MOTION FOR SUSPENSION OF RULES		
-Suspension of Rules 32 and 115 under Rule 234 for moving resolution of Congratulation to Ch Shujaat Hussain on his election as Prime Minister of Pakistan	11	1283
MUHAMMAD ARSHAD, CHAUDHRY		
MOTION regarding-		
-Extension in the period to present the report of Standing Committee on Education in the Assembly	9	1060
MUHAMMAD BASHARAT RAJA, MR ***(Minister for LG & RD, ADD. CHG. Law & Parliamentary Affairs)***		
CONDOLENCE-		
-On the demise of ex-MPAs Peer Binyameen Rizvi and Moulana Manzoor Ahmed Chinioti	9	1050
DEMANDS FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Municipalities / Independent Departments	7	853,859
-Police	7	870,903
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10	1111
MOTION FOR SUSPENSION OF RULES		
-Suspension of Rules 32 and 115 under Rule 234 for moving resolution of Congratulation to Ch Shujaat Hussain on his election as Prime Minister of Pakistan	11	1283,1293
POINTS OF ORDER (Answer) regarding-		
-Anxiety among the lawyers due to the attitude of DPO Gujrat	10	1074
-Beating and Arrests of Ladies in a Procession for Protest	8	1027
PRIVILEGE MOTIONS (Answers) regarding-		
-Misconduct of Executives	9	1056
-Misconduct of administration of Bahawalpur Airport with public representatives	8,9	913,1056
-Police raid on the residence of MPA	10	1082
RESOLUTION regarding-		
-Congratulation to Ch Shujaat Hussain on his election as Prime Minister of Pakistan	11	1299
MUHAMMAD IQBAL CHANNER, MALIK		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Poor condition of Dialysis Machines in Hospitals of the Province	8	920
MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHRY ***(Minister for Food)***		
CONDOLENCE-		
-On the demise of ex-MPAs Peer Binyameen Rizvi and Maulana Manzoor Ahmed Chinioti	9	1048
MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI, MR		
MOTION regarding-		
-Extension in the period to present the report of Standing Committee on Local Government and Rural Development in the Assembly	11	1303

	Issue No.	Page No.

M

MAJID NAWAZ, MIAN
MOTIONS regarding-
-Extension in the period to present the report of Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation in the Assembly — 10 — 1087

MANAZIR HUSSAIN RANJHA, MR *(Minister for Colonies)*
ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-
-Answer to the pending Adjournment Motion No.383/04 by Minister for Colonies — 7 — 813
-Illegal posession by the occupant group over State Property in Faisalabad — 7 — 819

MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA
CONDOLENCE-
-On the demise of ex-MPAs Peer Binyameen Rizvi and Maulana Manzoor Ahmed Chinioti — 9 — 1045

MINISTER FOR COLONIES
See under Manazir Hussain Ranjha, Mr

MINISTER FOR COMMUNICATION & WORKS
See under Zaheer ud Din Khan, Chaudhry

MINISTER FOR FINANCE
See under Hasnain Bahadur Dreshak, Sardar

MINISTER FOR HEALTH
See under Tahir Ali Javed, Dr

MINISTER FOR HOUSING & URBAN DEVELOPMENT
See under Raza Ali Gillani, Syed

MINISTER FOR INDUSTRIES
See under Muhammad Ajmal Cheema, Mr

MINISTER FOR IRRIGATION
See under Aamir Sultan Cheema, Chaudhry

MINISTER FOR, LG & RD, ADD. CHG. LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
See under Muhammad Basharat Raja

MISBAH KOKAB, MISS ADVOCATE — 11 — 1197
-Leave of absence
MOTIONS regarding-
-Extension in period to present the report of Public Accounts Committee-I in the Assembly — 8 — 935
-Extension in period to present the report of Public Accounts Committee-II in the Assembly — 8 — 934
-Extension in period to present the reports of Standing Committee on Agriculture in the Assembly — 9 — 1056
-Extension in period to present the reports of Standing Committee on Culture & Youth Affairs in the Assembly — 9 — 1057
-Extension in period to present the report of Standing Committee on Education in the Assembly — 9 — 1060
-Extension in period to present the report of Standing Committee on Home Affairs in the Assembly — 10 — 1086
-Extension in period to present the report of Standing Committee on Information in the Assembly — 10 — 1088
-Extension in period to present the reports of Standing Committee on Industries, Commerce and Investment in the Assembly — 9 — 1058
-Extension in period to present the reports of Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs in the Assembly — 8 — 930

	Issue No.	Page No.

I

IFTIKHAR HUSSAIN CHHACHHAR, MIAN
MOTION regarding-
-Extension in period to present the reports of Standing Committee on Agriculture in the Assembly — 9 — 1056

IHSAN ULLAH WAQAS, SYED
-Leave of absence — 11 — 1198

IJAZ AHMAD, SH
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding
-Police — 7 — 875
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2003-2004 — 10 — 1147

IMRAN ASHRAF, MR
-Leave of absence — 11 — 1199

IRRIGATION DEPARTMENT
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Rest Houses of Irrigation Department victim of non-attention by the Department — 8 — 924

IRSHAD SAFDAR, MRS
MOTION regarding-
-Extension in the period to present the report of Public Accounts Committee-I in the Assembly — 8 — 935

ISHTIAQ AHMAD, MEHR
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding
-Police — 7 — 890

ISHTIAQ AHMED MIRZA, MR
DEMANDS FOR GRANTS (For Annual Budget 2004-2005)
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding
-Police — 7 — 898

J

JAHANZEB IMTIAZ GILL, MR
DEMANDS FOR GRANTS (For Annual Budget 2004-2005)
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding
-Municipalities / Independent Departments — 7 — 852

JAVED HASSAN GUJAR, MR
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2003-2004 — 11 — 1258

JOYCE RUFIN JULIUS, MRS *(Minister for Minorities Affairs)*
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget 2003-2004 — 10 — 1107

L

LEAVE OF ABSENCE OF-
-Humaira Awais Shahid, Mrs — 11 — 1198
-Ihsan Ullah Waqas, Syed — 11 — 1198
-Imran Ashraf, Mr — 11 — 1198
-Misbah Kokab, Miss Advocate — 11 — 1197
-Riaz Asghar Chaudhry, Mr — 11 — 1198

	Issue No.	Page No.
E		
EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOULATIA, MR		
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Police	7	900
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	11	1243
EJAZ AHMED SAMMA, CH		
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Municipalities / Independent Departments	7	836
F		
FAISAL HAYAT JABBOANA, MR		
MOTION regarding-		
-Extension in the period to present the reports of Standing Committee on Culture & Youth Affairs in the Assembly	9	1057
FARZANA NAZIR, DR *(Parliamentary Secretary for Health)*		
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10	1175
FINANCE BILL		
-The Punjab Finance Bill 2004 (considered in the House)	9	1061
G		
GULSHAN MALIK, MRS		
MOTION regarding-		
-Extension in the period to present the report of Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Mal in the Assembly	11	1302
H		
HASNAIN BAHADUR DRESHAK, SARDAR *(Minister for Finance)*		
DEMANDS FOR GRANTS (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Education	8	967
-Health Services	8	937
-Municipalities / Independent Department	7	832
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10	1185
FINANCE BILL-		
-The Punjab Finance Bill 2004	9	1061
SUPPLEMENTARY BUDGET FOR 2003-2004		
DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANT_____ regarding		
-Irrigation Works	11	1239
-Roads and bridges	11	1219
THE SCHEDULE OF AUTHORISED EXPENDITURE FOR THE YEAR 2004-05 (Laid in the House)	9	1069
THE SUPPLEMENTARY SCHEDULE OF AUTHORISED EXPENDITURE FOR THE YEAR 2003-04 (Laid in the House)	11	1303
HUMAIRA AWAIS SHAHID, MRS		
-Leave of absence	11	1198

	Issue No.	Page No.
C		
CONDOLENCE-		
-On the demise of ex-MPAs Peer Binyameen Rizvi and Maulana Manzoor Ahmed Chinioti	9	1038
D		
DEMANDS FOR GRANTS (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Agricultural improvement and research	8	1032
-Agriculture	8	1021
-Administration of Justice	8	1019
-Charges on Account of Motor Vehicles Acts	8	1017
-Civil Defence	8	1030
-Civil Works	8	1023
-Communications	8	1023
-Cooperation	8	1022
-Development	8	1031
-Education	8	967
-Fisheries	8	1021
-Forests	8	1016
-General Administration	8	1018
-Government Buildings	8	1033
-Health Services	8	937
-Housing and Physical Planning	8	1024
-Industries	8	1022
-Irrigation and Land Reclamation	8	1018
-Irrigation Works	8	1032
-Jails and convict settlements	8	1019
-Land Revenue	8	1015
-Loans to Government servants	8	1031
-Miscellenous departments	8	1023
-Miscellenous	8	1029
-Municipalities/Independent Departments	7	832
-Museums	8	1020
-Opium	8	1015
-Other taxes and duties	8	1018
-Pensions	8	1025
-Police	7	870
-Provincial Excise	8	1016
-Public Health	8	1020
-Relief	8	1024
-Registration	8	1017
-Roads	8	1033
-Stamps	8	1016
-State trading in Food Grains and Sugar	8	1030
-State trading in Medical stores and coal	8	1030
-Stationary and Printing	8	1025
-Subsidies	8	1026
-Taxes and duties	8	1018
-Town Development	8	1033
-Veterinary	8	1021

	Issue No.	Page No.
AKHTAR HUSSAIN REZVI, SYED *(Minister for Labour & Human Resource)*		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Conversion of the Punjab Employees Social Security Department into a Private Health Company	11	1200
ARSHAD MEHMOOD BAGGU, MR		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Illegal posession by occupant group over State Property in Faisalabad	7	818
DEMANDS FOR GRANTS (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Education	8	968
-Health Services	8	938
-Municipalities / Independent Departments	7	833
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10, 11	1117,1221
POINTS OF ORDER regarding-		
-Anxiety among the lawyers due to the attitude of DPO Gujrat	10	1074
-In time holding of the assembly session and news of construction of plaza after demolishing of the Speaker House	11	1196
-Extension in period for submission of report of Committee on Rules of Procedure	7	810
ASGHAR ALI GUJJAR, CHAUDHRY		
CONDOLENCE-		
-On the demise of ex-MPAs Peer Binyameen Rizvi and Maulana Manzoor Ahmed Chinioti	9	1042
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Police	7	871, 873
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	11	1241
ASGHAR ALI QAISER, MALIK		
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Police	7	874
ASIF SAEED KHAN MANAIS, MR		
MOTION regarding-		
-Extension in the period to present the report of Public Accounts Committee-II in the Assembly	8	934
AZMA ZAHID BOKHARI, MS		
DEMAND FOR GRANT (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Police	7	878, 882
B		
BILL regarding-		
-The Punjab Finance Bill 2004 (considered in the House)	9	1061
BUDGET		
-Discussion and voting on Demands for grants of the Annual Budget for the year 2004-05	7, 8	831, 936 & 1029
-Discussion and voting on Demands for grants of the Supplementary Budget for the year 2003-04	11	1219
-Discussion on Supplementary Budget for the year 2003-04	10	1089

INDEX

	Issue No.	Page No.
A		
AAMIR SULTAN CHEEMA, CHAUDHRY *(Minister for Irrigation)*		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Rest Houses of Irrigation Department victim of non-attention by the Department	8	925
DISCUSSION ON-		
-Demand for grant regarding Irrigation Works for Supplementary Budget 2003-2004	11	1260
ABDUL ALEEM SHAH, SYED		
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	10	1169
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-		
-Answer to the pending Adjournment Motion No.383/04 by Minister for Colonies	7	813
-Conversion of the Punjab Employees Social Security Department into a Private Health Company	11	1200
-Forty percent increase in the rates of water in Lahore	7	820
-Illegal posession by the occupant group over State Property in Faisalabad	7	818
-Mismanagement and corruption of billions in District Health Office, Faisalabad	11	1208
-Poor condition of Dialysis Machines in the Hospitals of Province	8	920
-Proceedings against corrupt officers of District office Health Faisalabad	8	918
-Provision of polluted water in Lahore by the industrial institutions	8	915
-Rest Houses of Irrigation Department victim of non-attention by the Department	8	924
-Transfer of Brail Printing Press from Bahawalpur to Lahore	8	923
AFTAB AHMAD KHAN, RANA		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Conversion of the Punjab Employees Social Security Department into a Private Health Company	11	1200
-Provision of polluted water in Lahore by the industrial institutions	8	915
-Rest Houses of Irrigation Department victim of non-attention by the Department	8	924
CONDOLENCE-		
-On the demise of ex-MPAs Peer Binyameen Rizvi and Maulana Manzoor Ahmed Chinioti	9	1044
DEMANDS FOR GRANTS (For Annual Budget 2004-2005)		
DISCUSSION AND VOTING ON _____ regarding		
-Municipalities / Independent Department	7	847
DISCUSSION ON-		
-Supplementary Budget 2003-2004	11	1227
AGENDA-		
-For the session held on 24th June, 2004	7	807
-For the session held on 25th June, 2004	8	909
-For the session held on 28th June, 2004	9	1035
-For the session held on 29th June, 2004	10	1071
-For the session held on 30th June, 2004	11	1193
AHSAN RAZA, RAI		
MOTION regarding-		
-Extension in the period to present the report of Standing Committee on Home Affairs in the Assembly	10	1086